بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا مولا کریم صلوات الله علیك و عجل فرجك

معدن العصمت
فی
سیرت ام القائم الحجۃ
صلوات اللہ علیہا

گوہرِ افکار

شہزادہ فصیح البیان

السیّد محمدؐ جعفرؑ الزمان نقوی البخاری

www.khrooj.com

مصنف کا نام : مخدوم السید محمدؒ جعفرؒ الزمان نقوی البخاری

کتاب : معدن العصمت فی سیرت ام القائم الحجۃ صلواۃ اللہ علیہا

مرتب : مہتاب آذفر

تکنیکی معاونین : علی رضا، بلال حسین

سنئہ اشاعت : 2014ء

تعداد : 500

ایڈیشن : سوئم

پرنٹرز : فدک پرنٹنگ پریس لاہور

پبلشرز : القائم ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی

کمرہ نمبر 11 اے اینڈ کے چیمبر 14 ویسٹ اینڈ وہارف روڈ

کراچی نمبر 2 پوسٹ کوڈ 74000 پاکستان

فون نمبر 021-3220537,32311979,32311482

Email: klbehaider@yahoo.com

ملنے کا پتہ : المنتظرین پبلیکیشن جمن شاہ ضلع لیہ

فون نمبر : 0606460259

ویب سائٹ : www.Khrooj.com

www.jammanshah.com

Email.jammanshah@gmail.com

ISBN-969-8809-27-x

www.khrooj.com

بسم الله الرحمن الرحيم

يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك

انتساب

میں اپنی یہ کتاب معصومہ کائنات صلوات اللہ علیہا کے نام اقدس سے منتسب کرتا ہوں کہ جن کے بارے میں آج کوئی اتنا بھی نہیں جانتا کہ ان کی مزار اقدس حلہ شریف میں ہے اور کوئی یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی پاک ہمشیرہ ہیں یہ کتاب میں امید کامل کے ساتھ ان کے نام منسوب کرتا ہوں کہ وہ اپنے پاک بھائی عجل اللہ فرجہ الشریف کی نعلین اطہر کے صدقے میں اسے شرف قبول عطا فرمائیں گے

دعاگو

جعفر نقوی

www.khrooj.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا مولا کریمؑ عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک و علیٰ آبائک الطاہرین المعصومین

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنوان مضامین	صفحہ نمبر
1	گفتنی	1
2	عرضِ مرتب	6
3	تعارف ام الحجۃ صلوات اللہ علیہا	8
4	قیصر کا سفر	16
5	قیصر روم میخائل تھرڈ	25
6	جناب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ	28
7	وصایت جناب شمعون سلام اللہ علیہ	33
8	ظہور ام الحجۃ صلوات اللہ علیہا	43
9	اسرارِ اسم مبارک	46
10	واقعہء عقد در روم	67
11	سفر از روم	81
12	بغداد سے سر من آمد	89
13	آمد در سر من رائے	102
14	امہات الآئمہ اطہار صلوات اللہ علیہن	110

www.khrooj.com

15	قصرِ امامت		114
16	اسیری ابومحمد العسکری	صلوات الله علیه	117
17	اسدالدجیل	صلوات الله علیه	120
18	عظمت وشان		125
19	تقریب شادی ورخصتی		129
20	شہادت امام علی نقی	صلوات الله علیه	140
21	مقام خاتون اول	صلوات الله علیها	142
22	آمدرب الارض	عجل الله فرجه الشريف	147
23	اولین ایام		177
24	زمانہ مہدمبارک		187
25	انجام معتز باللہ عباسی ملعون		190
26	رفتارنشوونما		193
27	حفاظتی نظام		197
28	معمولاتِ پرورش		206
29	دوسرادورِاسیری		221
30	تیسرادورِاسیری		225
31	چوتھادورِاسیری		229
32	سفرِحج		237
33	شہادت ابومحمد العسکری	علیه الصلوات والسلام	242
34	پسماندگان کے حالات		260
35	پسماندگانِ عالی	سلام الله علیهم	269

www.khrooj.com

36	افسانۂ گرفتاری	284
37	زمانۂ فترۃ	294
38	منصبِ ہدایت	303
39	سفر حلہ شریف	311
40	انتظامِ ہدایت در حلہ	322
41	وصال معصومۂ حلہ صلوات اللہ علیہا	327
42	واپسی در سامرہ شریف	335
43	وصال جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا	342
44	معتضد باللہ کی کاروائیاں	346
45	غیبت در سرداب مبارک	353
46	وصال شہزادی روم صلوات اللہ علیہا	361
47	عقد و اولاد پاک	364
48	پاک فرزندان صلوات اللہ علیہم	368
49	سلسلہ سفر	375
50	رہائش در جزائر کے وجوہات	388
51	غیبت	391
52	برائے جویندگان	408

حصہ نظم

53	شادی خانہ آبادی	410
54	ظہورِ نورِ حق	455

www.khrooj.com

55	معصومِ کائنات	463
56	رحلت (ملکہ روم صلوات اللہ علیہا)	476
57	حوالہ جات	494

............☆............

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

گفتنی

الحمد للہ رب العالمین و صل علیٰ محمدؐ و آلہٖ اجمعین خصوصاً علی حجۃ اللہ فی العالمین عجل اللہ فرجہ الشریف و آبائہ المعصومین و امھاتہ الطاھرین الطیبین صلوات اللہ علیھم اجمعین و لعنۃ اللہ علیٰ اعدائھم اجمعین من یوم الازل الی یوم الدین

احبابِ گرامی قدر

کلی حمد ہے اس ذاتِ مخفی و مستور و محجوب عن العقول کی کہ جس نے اپنے شدت کرمٰ کی وجہ سے عالمِ خلق میں مظاہر ازلی و ابدی صلوات اللہ علیھم اجمعین کو قبائے بشر میں ظاہر ہونے کا اذن بخشا اور اندھی خلق کی دست گیری فرمانے کے لئے اپنے دست ہائے قدس کو ظاہر فرمایا حالانکہ اس شفقت کا کوئی مستحق بھی نہ تھا

دوستو! یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کے آثار کا متلاشی رہتا ہے اس کی ایک ایک چیز کو ڈھونڈتا ہے اس سے متعلق ہر چیز کو دریافت کرتا ہے اور اپنے محبوب کی ہر چیز کے سامنے سجودِ محبت نچھاور کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ محبّ اپنے محبوب کے نقوشِ قدم سے بھی پیار کرتا ہے

ہم اگر چہ محبوب عالمین عجل اللہ فرجہ الشریف کی محبت کا دعویٰ کرنے کے تو قابل نہیں ہیں مگر مصر کی بڑھیا کی طرح صفِ عشاق میں نام دیکھنا ضرور چاہتے ہیں

دوستو! یہ تو آپ جانتے ہیں کہ جو انسان کسی سے محبت کرتا ہے اس کے واقعات اور اس کے متعلقین کے واقعات کو دیکھنا اور سننا پسند کرتا ہے اسی لئے مجھے بھی بچپن سے یہ لگن عطا ہوئی تھی کہ میں بھی اپنے مالک حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلوم کروں ان کے ساتھ ان کے پاک خاندان صلوات اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم کروں اسی لئے میں نے اپنے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے جملہ متعلقین کے بارے میں اپنے فرسِ تجسس کو ہمیشہ محوِ جولان رکھا مگر مجبوری یہ تھی کہ میرے پاس سوائے کتابوں کے اور کوئی ذریعہ نہ تھا اس لئے کتب بینی کا جنون طاری ہوا اور دن رات کتابوں کی چار دیواری میں گزرنے لگے مگر ابتدائی دور میں اس بارے میں مجھے بہت سے مشکلات کا سامنا رہا

لیکن مجھے ایک منفرد ایڈوانٹج (Advantage) یا فائدہ یہ بھی ہوا کہ بچپن میں جس طرح ہر بچے کو قصے کہانی سننے کا شوق ہوتا ہے اسی طرح مجھے بھی تھا اور رات کو میں قبلہ ام دام ظلہ کے بستر میں گھس جاتا تھا اور ان سے قصے سننے کی ضد کرتا تھا اور وہ مجھے اپنے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے واقعات بطور کہانی سنایا کرتے تھے

حقیقت یہ ہے کہ ایک عام آدمی کو جو واقعات حصولِ تعلیم کے بعد لاکھوں جتنوں کے بعد دیکھنے کو ملتے ہیں وہ مجھے بچپن میں بطور کہانی سنا دیئے گئے تھے اور میں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ بعد میں جب میں خود کتب بینی کے قابل ہوا تو اس کے بعد آج تک کوئی معجزہ کوئی واقعہ ایسا میری نظر سے نہیں گزرا جو

www.khrooj.com

میں نے بچپن میں بطور کہانی نہ سنا ہوا ہو بلکہ واقعات ملاقات امامؑ پر جملہ کتب دیکھے ہیں مگر 90% فی صد واقعات میں بطور کہانی سن چکا تھا اور دس فی صد وہ واقعات ہیں جو متاخرین کے ہیں ورنہ متقدمین کا کوئی واقعہ ایسا ہے ہی نہیں جو میں نے بچپن میں نہ سنا ہو

دوستو! یہ مولائے کریم عجل اللہ فرجہ الشریف کا کرم ہے کہ آغوشِ مادر میں جو پہلی آواز میرے کانوں میں آئی وہ تھی

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یعنی میری زندگی کا آغاز بھی شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ذکرِ خیر سے ہوا اور پھر یہی میری زندگی کا مقصد بن گیا بلکہ میں یہ کہنے میں جھجک محسوس نہیں کروں گا کہ ازل سے میری زندگی کا مرکز ومحور اپنے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ذاتِ اقدس کو بنا دیا گیا اور بن مانگے مجھے یہ معراجِ سعادت نصیب ہوگیا اور اس میں میری کسی کدو کاوش وکوشش وسعی وصلاحیت کو کوئی مدخلیت تھی ہی نہیں بلکہ عطا فرمانے والے کریمِ ازل عجل اللہ فرجہ الشریف نے اپنے لطفِ خاص سے سب کچھ بن مانگے عطا فرما دیا جس کا شاید میں مستحق بھی نہ تھا اور اس کے قابل بھی نہ تھا مگر یہی تو شانِ ربوبیت ہے کہ استحقاق واستعداد کو بالائے طاق رکھ کر سب کچھ عطا فرما دیا گیا

بچپن سے اپنے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں ہمیشہ ایک پیاس رہی کہ ان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلوم کروں ان کے فضائل ان کے واقعات زیادہ سے زیادہ مجھے عطا کئے جائیں اور جن جن پہلوؤں پہ میں نے اولین پیاس محسوس کی تھی ان میں سے ایک پہلو یہ تھا کہ جس کے بارے میں آج آپ سے

بات ہو رہی ہے یعنی شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدۂ طاہرۂ وطیبہ ومقدسہ ومطاہرہ صلوات اللہ علیہا اور ان کے اجداد صالحین سلام اللہ علیہم کے بارے میں معلومات جمع کئے جائیں

جب کچھ پڑھنا لکھنا آیا تو پہلا ذریعہ Source اردو کتابیں ہی تھیں اور اس دور میں جو پہلی کتاب میں نے پڑھی وہ قبلہ ام دام ظلہ کے کتب خانے سے سید اولاد حیدر بلگرامی نور اللہ مرقدہ کی کتاب ''درِ مقصود'' تھی مگر سچی بات یہ ہے کہ اس کتاب نے مجھے ایک بنیاد تو دی مگر پیاس بجھانے والی بات اس میں تھی ہی نہیں کیونکہ وہ روایتی انداز میں لکھی ہوئی تھی اور اس کی پرانی اردو اور ثقیل علمی لب ولہجہ میرے ذہن پر بوجھ سا لگتا تھا اور میں سوچتا تھا کہ کوئی ایسی کتاب ملے کہ جس میں یہ خصوصیات موجود ہوں یعنی جدید زبان، سلیس طرزِ بیان، وسیع معلومات، مربوط تسلسل اور گہرائی تک رسائی کی حامل ہو کہ جس کے پڑھنے کے بعد کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہی نہ رہے اور یہ خصوصیات اس میں اور اس جیسے دوسرے اردو کتب میں موجود نہ تھے۔ پھر جب میری رسائی فارسی عربی انگلش کتب تک ہوئی تو میری یہ کمی آہستہ آہستہ پوری ہوتی گئی اور مالک پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کے احسان سے کافی حد تک یہ کمی پوری ہوگئی سب سے پہلے فارسی کتاب میں دارالسلام جناب شیخ محمود عراقی رحمۃ اللہ علیہ کی پڑھی اس کے بعد یہ سلسلہ چل نکلا عربی کتاب سب سے پہلے میں نے منتخب الاثر پڑھی۔ اس موضوع پہ کئی برس سے مطالعہ جاری ہے اور اب میں یہ چاہتا تھا کہ میں اپنی اس دولت میں دوسروں کو بھی شریک کروں سو اس کے لئے میں نے آج سے ایک سلسلہ گفتگو کا آغاز کیا ہے

اس مطالعاتی دور میں مجھے سب سے پہلے جس چیز کی زیادہ پیاس محسوس ہوئی تھی اس کے بارے میں گفتگو کا آغاز کر رہا ہوں یعنی میری سب سے پہلی خواہش تھی کہ مجھے جناب ملکۂ دوراں، سیدۃ الزمان، ملیکۃ الروم صلوات اللہ علیہا یعنی اپنے شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کی ظاہری حیات طیبہ کے بارے میں معلومات مل جائیں اور میں ان کی حیات طیبہ کے بارے میں مکمل Educate ہو جاؤں

سو آج اسی موضوع سے ہماری گفتگو کا ایک سلسلہ شروع ہو رہا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی بھی اس میں بہت سی کمی ہے اب بھی ان کی حیاتِ طیبہ کے کئی گوشے ایسے ہیں جو پردۂ راز میں پوشیدہ ہیں پھر بھی میں ایک عام سامع کے لئے کافی معلومات پیش کروں گا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ

‘‘Somthing is better than nothing’’

یعنی کچھ نہ ہونے سے کچھ نہ کچھ ہونا بہتر ہوتا ہے اس لئے یہ کچھ نہ کچھ تو ہے ہی

دوستو! اس مقام پر التماس دعا کروں گا کہ آیئے ہم سب مل کر ان ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کو دعا دیں کہ اب ان کی عظمت وجلالت کے اظہار کا روزِ سعید جلدی آئے ان کی ابدی خوشیوں کا زمانہ جلدی آئے اور ان کے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف پوری کائنات کی جملہ مسرتیں سمیٹ کر ان کے قدموں میں نچھاور کر دیں

آمین یارب العالمین

التماسِ دعا ...... فقط ...... کفش بوسِ منتظرینؑ ...... فقیر الفقرا

جعفر

13/7/98

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھوالا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات الله علیك

عرض مرتب

الحمد لله رب العالمین و صل علیٰ ولی العالمین و آباہ الطاھرین
عجل الله فرجھم اجمعین

قارئین!

میں آپ سے بار بار یہی کہتا رہتا ہوں کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ مجھے ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشریف کی طرف سے یہ ڈیوٹی ملی ہے کہ میں اپنے استاد محترم کے خطبات کی صورت میں جو علمی خزائن کیسٹوں میں چھپے ہوئے تھے انھیں کتابی شکل میں لاکر عوام کے سامنے پیش کروں آج ان کے ایک نئے سلسلۂ بیان کو آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں یہ سلسلہ بیان انھوں نے 1996ء ماہ رمضان کے مجالس میں پیش کیا اور یہ موضوع ایک اہم موضوع تھا اس کے کئی وجوہات تھے کیونکہ جس ذات اقدس واطہر وطیب صلوات الله علیها کے تعارف پر مبنی یہ سلسلہ بیان تھا وہ اس دور میں پاک گھر اطہر میں خاتون اول ملکۂ عالمین صلوات الله علیها کا درجہ رکھتی ہیں اور ان کے واقعات کتابوں میں بہت مختصر اور مبہم اور مخدوش سی حالت میں لکھے ہوئے تھے جنہیں ان کے شایان شان بیان کرنا اس لئے ضروری تھا کہ انھیں جو مقام اعلیٰ ذات واجب الوجود نے بخشا ہے اس کا بقدرِ ظرفِ بشر اظہار ہو جائے تاکہ تشنگانِ

www.khrooj.com

چشمہ مؤدت کی تشنگی کم سے کم تر ہو جائے کیونکہ یہ تشنگی تو ابد تک باقی رہنا ہے امید ہے میرے قارئین میری اس کوشش کو قابل اعتنا ضرور سمجھیں گے

اب میں آپ کے اور اس کتاب کے درمیان حائل نہیں رہنا چاہتا اس لئے اجازت چاہوں گا لیکن اس کتاب کے ضمن میں جن لوگوں نے میرے ساتھ ترتیب میں تعاون کیا ہے ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کی حوصلہ افزائی ہی سے میں اس کام کو جاری رکھے ہوئے ہوں ان قابلِ قدر افراد میں سب سے اول میں ہیں جناب سید مظہر حسین موسوی صاحب آف کراچی، شاعر آل عمران جناب ملک صفدر حسین ڈوگر صاحب، جناب سید وجاہت حسین صاحب آف لاہور ، جناب پروفیسر شمیم اعجاز صاحب ، جناب شاہ عمران علوی صاحب کروڑ ، چودھری محمد رضا صاحب آف لاہور ، جناب غلام عباس چوہان صاحب ، جناب علی رضا صاحب ، جناب بلال حسین خان صاحب ان محترمین کے شکریے کے ساتھ ہی آپ سے اجازت چاہوں گا

یہاں اپنے قارئین کی سہولت کے لئے یہ عرض کردوں کہ اس کتاب میں آپ کو مختلف جگہوں پر (R_) کا نشان نظر آئے گا یہ دراصل حوالہ نمبر (Referance Number) ہیں یعنی جو واقعہ جس کتاب سے اخذ کیا گیا ہے اس ریفرینس نمبر کے مطابق اس کا حوالہ آپ کو کتاب کے آخر میں دیئے گئے حوالہ جات کی فہرست میں مل سکتا ہے اسی کے ساتھ ہی آپ سے اجازت چاہوں گا

والسلام

فقیر گوشہ نشیں ...... مہتاب حر ادفر

یاھو یامن ھو لاھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

تعارف ام الحجة

صلوات اللہ علیہا

الحمد للہ رب العالمین و صل علیٰ محمدؐ و آلہٖ اجمعین خصوصاً علی حجة اللہ فی العالمین عجل اللہ فرجہ الشریف و آبائہ المعصومین و امھاتہ الطاھرین الطیبین صلوات اللہ علیھم اجمعین و لعنة اللہ علیٰ اعدائھم اجمعین من یوم الازل الی یوم الدین

اسماء والقاب

جب بھی کسی شخصیت کیBiography کی جاتی ہےتو اس کے تعارف کا سلسلہ اس کے نام سے ہوتا ہے میں سب سے پہلے ملکہٗ عالمین صلوات اللہ علیہا کےاسماوالقاب مبارکہ کو یہاں نقل کرتا ہوں مگر ان کے اسماو القاب کے اندر جو اسرار وغوامض پوشیدہ ہیں انہیں اپنے مقام پہ بیان کروں گا

روم میں جونام پاک والدین نے دیا وہ تھا جناب ملیکۃ الرومصلوات اللہ علیہا تھا جب روم سے خانہ ٔتوحیدورسالت میں تشریف لائے تو وہاں انہیں جواسم ملا وہ تھا۔

جناب [ن رج س] خاتون صلوات اللہ علیہا

یہ دونوں اسمائے مبارکہ اتنے محترم ہیں کہ جتنے ان کے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کا ذاتی اسم ہے کہ جس کے بارے میں لا تعداد احادیث وفرامین ہیں کہ اس اسم مبارک کو مجمع عام میں لینا حرام ہے نجم الثاقب میں اور دیگر کتب غیبت میں خود شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا حکم تو یہاں تک ہے کہ جو "شخص ہمارے نام پاک کو عام محفلوں اور مجمعوں میں برسرِ عام لے اس پر ہماری اور ہمارے آبائے طاہرینؑ صلوات اللہ علیہم اجمعین کی لعنت ہے"......(R_1)

اب اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان اسمائے مبارکہ کو عام لوگوں کے سامنے تلاوت کرنا کتنا بڑا جرم ہے اس لئے میں اپنے قارئین کو تاکید کروں گا کہ ان دو اسمائے مبارکہ کو برسر عام تلاوت نہ کریں اور جب خلوت میں ان کے تلاوت کرنے کی مجبوری ہو تو پھر باوضو ہو کر ادب اور احترام سے کسی اسم مبارک کو تلاوت کریں اور یہ بھی یاد رہے ع

چوں حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

یعنی اگر ان کی عظمت وعزت کا ادب نہیں کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے اور یہ بھی کسی عارف نے کہا ہے کہ ع

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبیست

اگر میں ہزار مرتبہ اپنے دہن اور زبان کو مشکِ گلاب سے پاک بھی کرلوں تو پھر بھی آپ کا نام پاک لینا بے ادبی کی انتہا ہے

www.khrooj.com

اگران کا ذکر خیر کرنا مقصود ہو تو اس کے لئے القاب کی تلاوت کرنا چاہیے اور ان کے تلاوت کرنے پر بھی صلوات پڑھنا واجب ہے ان القاب میں سے جن میں سے چند یہ ہیں

() جناب سیدۃ الزمان صلوات اللہ علیہا

() جناب سیدۂ دوراں صلوات اللہ علیہا

() جناب ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا

() جناب ملکۂ روما صلوات اللہ علیہا

() جناب امیۃ الحجۃ صلوات اللہ علیہا

() جناب بتولِ زمانہ صلوات اللہ علیہا

() جناب مریمؑ دوراں صلوات اللہ علیہا

() جناب صدیقۂ عصر صلوات اللہ علیہا

() جناب طاہرہ ومطہرہ وتقیہ ونقیہ وذکیہ صلوات اللہ علیہا

() جناب ام الحجت صلوات اللہ علیہا

ان کے کچھ اسما والقاب بعض وجوہات کی بنا پر مشہور ہوئے ہیں انہیں بعد میں نقل کروں گا

وطن مالوف

ان کے خاندان کا اصل وطن تو روم کا شہر مکدونیہ تھا کہ جہاں کا حاکم سکندر اعظم تھا مگر ان کا ظہورِ اجلال روم ثانی یعنی موجودہ ملک ترکی کے شہر قسطنطنیہ [استنبول] میں ہوا ان کے زمانے میں ترکی ہی کو روم کہا جاتا تھا اور اس کا صدر مقام قسطنطنیہ تھا جو آج استنبول کے نام سے مشہور ہے اور آج بھی ترکی کا دارالخلافہ Capital ہے

خاندانی پس منظر

جب بھی کسی شخصیت کا ذکر ہوتا ہے تو اس کے خاندانی پس منظر Family Background کے بارے میں ضرور بتایا جاتا ہےاور یہ ہماری ٹریجڈیTragedy ہے کہ جب ہم اپنی کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ ہمارے شہنشاہِ زمانہعجل اللہ فرجہ الشریف کی والدۂ ماجدہصلوات اللہ علیہا قیصرروم کی پوتی تھیں تو ہمیں یہ نہیں بتایا جاتا کہ وہ کس قیصر کی پوتی تھیں اس لئے سب سے پہلے میں ان کے خاندان کا تعارف کروانا چاہوں گا۔

سچی بات تو یہ ہے کہ جب ہم اپنی کتابوں میں شہنشاہِ زمانہعجل اللہ فرجہ الشریف کے حالات طیبہ کا تاریخی حوالے سے مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ایک نامکمل سی تصویر نظر آتی ہے جو اشتباہات کی گرد سے دھندلائی ہوئی ہوتی ہے اور ایک سمجھدار قاری یہ محسوس کرتا ہے کہ ابھی اس پر بہت سی تحقیق کرنا باقی ہے خصوصاً جب شہنشاہِ یزداں اجلال عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ پاکؑ صلوات اللہ علیہا کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کیا جاتا ہےتو اس کا احساس شدت سے ہوتا ہے کہ اس پر تو کام ہوا ہی نہیں ہے ایک روایت بلاتحقیق مسلسل نقل درنقل ہوتی چلی آرہی ہے اور اسے بیسیوں نقائص کے باوجود درست مانا جارہاہےاسی بات کو دیکھتے ہوئے میں نے اس پر تھوڑی سی تحقیق کی ہےاور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ تحقیق ناکافی ہےمگراس کی اتنی افادیت ضرور سمجھتا ہوں کہ اس سے محققین کے طرزِ تحقیق کو ایک Track [راستہ] مل جائے گا اور عوام کو سوچنے کا ایک اورزاویہ مل جائے گا جو آخرِکار ایک یقینی اور مکمل تاریخ پر منتج ہوگا اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اپنی تاریخ کو مکمل کرنے کے لئے ہمیں یورپین

مؤرخین کی کتب کا مطالعہ کرنا بھی ضروری ہے اسی وجہ سے میں نے مغربی مؤرخین کا مطالعہ بھی کیا مگر پھر بھی تشنگی باقی ہے ابھی تک کئی باتیں پردۂ راز سے باہر نہیں آسکی ہیں مطالعاتی عمل تو موجِ رواں کی طرح ہوتا ہے شاید آئندہ سفر میں کچھ راز کھلیں اور شاید اگلی مرتبہ آپ کے سامنے آسکیں

انسائیکلو پیڈیاز یعنی انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ،انسائیکلو پیڈیا ببلیکا ،انسائیکلو پیڈیا انکارٹا ،انسائیکلو پیڈیا کومپٹن وغیرہ میں ان کے خاندان کے بارے میں ہے کہ یہ بنیادی طور پر بازنطینی خاندان یا قوم تھی بعد میں بازنطینی قوم بہت بڑھ گئی تو اس کے قبائل کے تشخص اور پہچان کے لئے سب کاسٹ کے طور پر اور نام مشہور ہوئے ان میں سے ایک خاندان تھا جسے ’’فرائی گن‘‘ کہا جاتا تھا پھر فرائی گن فیملی کی شاخیں بنیں تو جس شاخ سے قیصرِ روم کا خاندان تھا اسے ’’ایمورین‘‘ نام دیا گیا اور یہی اس قوم کا سردار قبیلہ یا خاندان تھا۔

بازنطینی قوم پہلے مکدونیہ [موجودہ اٹلی] میں رہتی تھی پھر یہ قوم ملکوں کی فتح کے شوق میں وہاں سے روانہ ہوئی 1200BC میں مکدونیہ (یونان) سے موجودہ ملک ترکی کے شہر قسطنطنیہ (استنبول) کی طرف روانہ ہوئی اور پہلے یہ قوم آ کر ’’کیزل‘‘ کے علاقے میں ’’دریائے ہیلز‘‘ کے کنارے آباد ہوئی وہاں کے لوگوں میں ان کا نام ’’مشکی‘‘ مشہور ہوا اس کی وجہ یہ تھی کہ ایشیاء میں شمال مشرق سے آنے والوں کو ’’مشکی‘‘ کہا جاتا تھا اس لئے ایشیاء والوں نے انہیں بھی مشکی قوم کا نام دیا

یہاں یہ قوم خوب پھولی پھلی اور یہاں ان کے کئی قبائل وجود میں آئے یعنی ان کے خاندان کی کئی شاخیں بن گئیں ان شاخوں میں سے ان کے خاندان کو ایمورین

خاندان کہا جاتا تھا اور ایمورین کے معنی ہیں جس نے پی رکھی ہو۔ اسی ایمورین خاندان میں قیصر روم ہرقل Hercules بھی تھا کہ جس کی طرف شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اپنا گرامی نامہ (خط) بھی ارسال فرمایا تھا بس اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے قیصرِ روم نوفلؒ بن میخائلؒ۔

قیصرِ روم

قیصر شاہان روم کا لقب ہوتا تھا اور اس کی وجہ تسمیہ کچھ یوں ہے کہ قیصر [سیزر] یا cesear کے معنی اس بچہ کے ہیں جسے ماں کا پیٹ چاک کر کے نکالا جائے

ہوا یہ تھا کہ سب سے پہلا جو شخص قیصر کہلایا تھا وہ تھا قیصر آ وَ گاسٹس Ogastis تھا اور یہی وہ قیصرِ روم ہے کہ جو جناب عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں تھا اور یہی وہ قیصر ہے جس نے پہلی مردم شماری بھی کروائی تھی جس کا ذکر چاروں انجیلوں میں بھی ہے

جب یہی قیصر اوگاسٹس ماں کے شکم میں تھا تو اس کی ماں شدید بیمار ہوگئی اور اس کے بچنے کی امید تک باقی نہ رہی ادھر صورت حال یہ تھی کہ یہی ہونے والا بچہ ہی تخت کا واحد وارث تھا جب اہلِ سلطنت کو اس کی ماں کی موت کا یقین ہونے لگا تو انہوں نے اس کی ماں کا شکم چاک کر کے بچے کو نکال لیا بس اسی وجہ سے اس کا لقب قیصر بن گیا اس کے بعد قیصر کے معنی میں بھی تبدیلی کر دی گئی اور اس کے معنی یہ لکھ دیئے گئے کہ قیصر وہ بچہ ہوتا ہے کہ جو شکمِ مادر سے تاج سر پہ لے کر پیدا ہو

ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کے جو دادا تھے وہ تھے قیصرِ روم نوفل بن میخائل ثانی Thiuphilis بازنطینی فرائی گن ایمورین مشکی شہنشاہ تھیوفی لس

قیصر تھیوفیلس

820 عیسوی بمطابق 204 ہجری کا واقعہ ہے کہ قیصرِ روم جناب نوفل کے والد میخائیل ثانی Mickal Second نے اپنے بیٹے کو اپنا جانشین بنانے کا ارادہ کیا اور اس کے لئے استنبول ترکی میں اپنے عالیشان قصر میں ایک تقریب منائی اس وقت جناب نوفل عین جوان تھے قیصر تھیوفیلس (نوفل) اپنے والد قیصر روم مائیکل (میخائل ثانی) کے ساتھ ایک عظیم جشن میں شریک حکومت ہوئے اور بادشاہ نے انہیں Crown Prince بنایا اوران کی تاج پوشی کی اوراپنے اختیارات میں بھی انہیں شریک کیا۔اس تاج پوشی کے بعد قیصر مائیکل سیکنڈ نے اپنے اس جوان بیٹے کی شادی کا پروگرام بنایا اوران کی شادی کا اعلان کردیا اور طے یہ پایا کہ پورے ملک کے اعلیٰ خاندانوں کی لڑکیوں کو قصرِ شاہی میں دعوت دی جائے اور پھران میں سے ملکہ ُروم یا Crown Princess کا انتخاب کیا جائے گا یہ تقریب بڑی دھوم دھام سے منائی گئی اوراس عالی شان تقریب میں اسی خاندان کی ایک لڑکی کو ملکہ بنانے کے لئے منتخب کیا گیا اس کا نام تھا Thiodora تھیوڈورا اسے عربی میں ندورہ لکھا جاتا ہے۔

اس شادی کو چند سال گزرے مگر ندورہ کی نرینہ اولاد نہ ہوئی بلکہ دو بیٹیاں ہوئیں اس پر تھیوفی لس نے ایک اور لڑکی سے شادی کی پھران کے بطن سے دو بیٹے ہوئے

جیشوا (یشوعا) سلام اللہ علیہ اور مائیکل تھرڈ Michal Third

مائیکل کی ولادت 828 یا 829 عیسوی بمطابق 213 یا 214 ہجری میں ہوئی

یہ 214 ہجری کا وہی سن ہے کہ جس میں جناب امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کا 5 رجب بروز جمعہ دنیا پہ ظہورِ پرنور ہوا تھا

بعض مورخین نے سن 838 بھی لکھا ہے جو روایت کے حساب سے غلط ثابت ہوتا ہے ان کے بعد جناب یشوعا سلام اللہ علیہ کی ولادت ہوئی ان کا سنِ ولادت 830 یا 831 عیسوی بمطابق 215 ہجری ہے اور یہی جناب یشوعا سلام اللہ علیہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کے والد تھے

جناب یشوعا سلام اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ سلام اللہ علیہا جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کے وصی جناب شمعون پطرس Simen Pator سلام اللہ علیہ کی نسل میں سے تھیں کیونکہ یہ تو ہماری کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ ہمارے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا مادری نسب کے حوالے جناب شمعون سلام اللہ علیہ کی نسل میں سے تھیں اور ان کا یہ رشتہ والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا کی طرف سے تھا جیسا کہ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا اپنا فقرہ ہے☆ وامی من ولد الحواریین تنسب الی وصی المسیح الشمعون صلوات اللہ علیہا......(R_2)

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ میں ہر جگہ ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کے والدین کے نام کے ساتھ سلام اللہ علیہ لکھتا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ خود ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کی زیارت کا وہ فقرہ میرے پیشِ نظر رہتا ہے کہ جس میں ان کے آبائے صالحین پر سلام وارد ہوا ہے اور ان کے بارے میں یہ رائے رکھنا کہ وہ غیر مسلم تھے یہ درست نہیں ہے بلکہ اصل حقیقت وہ ہے جو خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام نے ہم پر منکشف فرمائی ہے یعنی انہوں نے زیارت میں ان آبائے صالحین سلام اللہ علیہم پر سلام کر کے فرما دیا ہے کہ وہ غیر مسلم نہیں تھے بلکہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے حقیقی وارث تھے اور لائق سلام واکرام واحترام تھے۔ ان کے اسلام کے بارے میں ہم آئندہ اوراق میں بحث بھی کریں گے۔

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

قیصر کا سفر

احباب گرامی!

227 ہجری بمطابق 842 عیسوی کا واقعہ ہے قیصرِ روم جناب نوفلؓ بن میخائلؓ ثانی (مائیکل) نے کسی مکاشفے کے بعد اپنا دربار آراستہ کیا اور اپنے دونوں بیٹوں یعنی بڑے بیٹے میخائیلؓ اور چھوٹے بیٹے یشوعا علیہ السلام کو اپنے دائیں بائیں بٹھایا اور سارے عمالِ حکومت اور رؤسائے سلطنت کو سنہری کرسیوں پہ جگہ دی اور ان کے سامنے یہ اعلان کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ مقدس ہیکل کی زیارت کو جاؤں اور ساتھ ہی میرا ارادہ ہے کہ میں وہاں تک پیدل جاؤں اس ضمن میں آپ سے مشورہ لینا چاہتا ہوں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

یہ سن کر تمام امراء و وزرا حیران رہ گئے کہ یہ کیسی بات کی گئی ہے؟

اس کے بعد انہوں نے کہا اے قیصر نوفلؓ ہم آپ کی رائے کے سامنے اپنی رائے تو نہیں دے سکتے لیکن یہ کام جو آپ کرنا چاہتے ہیں اسے جتنا آسان آپ سمجھ رہے ہیں یہ اتنا آسان نہیں ہے اس پر انہوں نے کہا کہ آپ اس کی مشکلات کے بارے میں مجھے آگاہ کریں

سب نے کہا کہ سب سے پہلی مشکل تو یہ ہے کہ بیت المقدس فلسطین میں ہے اور وہ

یہاں سے پچیس دن کے فاصلہ پر ہے جو تقریباً دو ہزار کلومیٹر کے قریب بنتا ہے اور آپ کئی پشتوں سے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں آپ بڑے ناز و نعم سے پلے ہوئے شاہی محلات میں رہنے والے یہ سفر کیسے کریں گے اور وہ بھی پیدل۔

دوسری مشکل یہ ہے کہ آپ پیدل ہی نہیں پا برہنہ بھی چلنا چاہتے ہیں۔ کہیں راستے صحرائی ہوں گے اور کہیں سنگلاخ زمینیں ہوں گی کہیں موسم معتدل ہوگا تو کہیں زمین گرم بھی ہوگی یہ ٹھیک ہے کہ آپ کے لئے افواج سارا راستہ صاف کر دیں گی مگر پھر بھی بہت سے مشکلات ایسے ہوں گے جو ہم سے حل نہ ہوسکیں گے

تیسری مشکل یہ ہے کہ آپ اپنے ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کو بھی لے جانا چاہتے ہیں جن میں سے ایک کی عمر چودہ سال ہے اور دوسرے کی تیرہ سال ہے یہ کمسن بچے کس طرح اتنا سفر پیدل کرسکیں گے؟

اس پر انھوں نے کہا اپنے محبوب کی ملاقات کے لئے ایک محبّ کے لئے کوئی مشکل مشکل نہیں ہوتی پھر یہ بھی ہے کہ ہم جس کے لئے جارہے ہیں وہ بھی ہمارے مشکلات کو آسان فرمائے گا تم فکر نہ کرو اور انتظام کرو اس کے بعد کہا کہ ہمارے مورث اعلیٰ قیصر ہرقل (Hercules) نے بھی تو یہ سفر کیا تھا اور پیدل کیا تھا اگر وہ یہ سفر کرسکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کرسکتے؟ بس تم تیاری کے انتظامات کرو

بڑے شاہی انتظامات ہوئے ایک عظیم قافلہ کے ساتھ قیصر روم تھیوفی لسؒ بن مائیکلؒ نے اپنے سفر کا آغاز کیا اور سینکڑوں اونٹ اور گھوڑے ساتھ تھے جس جگہ سے قیصر روم نے گزرنا ہوتا تھا وہاں اس کے قدموں میں پھولوں کی پتیاں بچھائی جاتی تھیں جس شہر اور صوبہ سے گزرتے لوگ ان کے استقبال کو آجاتے اور کئی کئی منازل تک

ان کے ساتھ پیدل چلتے انتہائی شان وشوکت اور شاہی طمطراق کے ساتھ قیصر نے یہ سفر جاری رکھا

جہاں بھی قیصر روم کو تھکان محسوس ہوتی وہیں قیام کرلیا جاتا اور وہاں جنگل میں ایک شاہی خیمہ بستی بسالی جاتی تھی اور جنگل میں منگل کا سا سماں ہوتا اسی طرح یہ قافلہ کئی ہفتوں کے سفر کے بعد یروشلم پہنچا

جب اہلِ یروشلم کو اطلاع ملی کہ قیصرِ روم کا قافلۂ زیارت ایک منزل قریب پہنچ گیا ہے تو مقدس ہیکل سلیمانی کے سارے اسقف و پادری اور متولیان نے ایک منزل شہر سے دور آ کر اپنے معزز مہمان کا استقبال کیا۔ یہاں کئی مہینے قیصرِ روم نے قیام کیا اور یہاں سے واپسی کے چند ماہ بعد یعنی 227 ہجری بمطابق 842 عیسوی میں قیصر روم نوفل بن میخائل نے اپنے شاہی قصر میں وفات پائی

یہ وہ زمانہ تھا کہ جب مسلمانوں پر بنی عباس مسلط تھے اور ان میں عباسی خلیفہ معتصم باللہ محمد بن ہارون الرشید عباسی حاکم تھا اس کا زمانۂ خلافت 218 تا 227 ہجری بنتا ہے اس کے بعد 237 تک واثق باللہ یعنی ہارون بن معتصم حاکم رہا اور اس کے بعد 247 ہجری تک متوکل باللہ ملعون جعفر بن معتصم باللہ مسلمانوں پر مسلط رہا

قیصر روم کا خط

یہ 227 ہجری کے اوائل کی بات ہے کہ قیصر روم جب مقدس ہیکل سلیمانی کی زیارت کو بیت المقدس میں پہنچے تو وہاں ان کا کئی ماہ قیام رہا۔ وہاں ان کا روز کا معمول یہ تھا کہ ساری رات مقدس ہیکل میں صحفِ انبیاء علیہم السلام کی تلاوت کی جاتی تھی اور ان دنوں میں ان نادر کتابوں کی بھی تلاوت کی جاتی تھی جو عام لوگوں کو

دکھائی بھی نہیں جاتی تھیں اور ان میں جناب شمعون الصفاءسلام اللہ علیہ سائمن پیٹر جو جناب عیسیٰ علیہ السلام کے نائبین میں سے تھے ان کی کتاب [انجیل] کی بھی تلاوت کی جاتی تھی

ہوا یہ کہ ایک رات جب قیصر روم مقدس ہیکل کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اور مقدس ہیکل کا پورا صحن اور رواق لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا تو اس وقت اس انجیل کی تلاوت شروع ہوئی جو جناب شمعون الصفاسلام اللہ علیہ کی لکھی ہوئی تھی اس میں ایک عبارت آئی جس کا مفہوم یہ تھا کہ جو شخص کلام الٰہی میں سے ایسی کسی سورہ کی تلاوت کرے اور اس کو اپنی عبادات میں شامل کرے اور اس کو اپنا معمول بنائے کہ جس میں یہ سات حروف موجود نہ ہوں تو وہ شخص ضرور جنت میں داخل کیا جائے گا اور وہ سات حروف ہیں

(ت) (ج) (خ) (ز) (ش) (ظ) (ف)

دورانِ عبادت یہ بات قیصر روم نے نوٹ کر لی جب عبادات کا اختتام ہوا تو اس نے اساقفہ اور جتنے ہیکل کے متولی اور پریسٹ تھے انہیں جمع کیا اور کہا آج دوران تلاوت آپ نے یہ بات بھی بیان کی ہے اب یہ بھی تو بتائیں کہ وہ کون سی سورہ ہے جس میں یہ سات حروف موجود نہیں ہیں

سارے علمائے مذہب نے کہا کہ ہمیں معلوم تو نہیں ہے کہ وہ کون سی سورہ ہے ہاں اسے تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں امید ہے مل جائے گی

سارے علما نے تورات زبور انجیل اور اسی طرح کی دیگر مقدس کتابیں کھول لیں اور تلاش شروع کر دی اور اس تلاش میں دن رات ایک کر دیئے لیکن ایسی کوئی سورہ نہ

کسی کتاب میں موجود تھی نہ مل سکی ۔ دو چار دن بعد سارے علما اساقفہ اور پادری جمع ہوئے اور قیصر روم کے سامنے کہا کہ ہم نے ہر اس کتاب کو دیکھا ہے کہ جسے ہم اللہ کی کتاب یا صحیفہ مانتے ہیں ہمیں ایسی کوئی سورہ ان میں نہیں مل سکی

یہ سن کر قیصر روم نے کہا آپ نے اپنی کتابوں میں تو دیکھ لیا ہے کیا اسلام کی جو مشہور کتاب ہے جسے قرآن کہا جاتا ہے اس کو بھی دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہ ہی ہم نے دیکھا ہے اور نہ ہی ہم اسے اللہ کی کتاب مانتے ہیں اور نہ اسے دیکھنا جائز سمجھتے ہیں

قیصر روم نے انہیں تو باہر بھیج دیا مگر خود وہ سوچنے لگا کہ اب کیا کیا جائے اس کے ذہن میں خیال آیا کہ میں خلیفہ بنی عباس کی طرف خط لکھ کر یہی بات اس سے پوچھ لیتا ہوں ایک تو اس سے اس کے علم کا امتحان بھی ہو جائے گا اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ کیا ان میں واقعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کوئی حقیقی جانشین بھی موجود ہے یا نہیں؟

یہ سوچ کر اس نے عباسی حاکم معتصم باللہ عباسی جو ہارون رشید ملعون کا بیٹا تھا اسے ایک خط لکھا اور یہ ساری بات لکھ دی مگر قیصر روم نے جب اپنا خط ایک سپاہی کے حوالے کیا تو اسے تاکید کی کہ تم یہ خط دینے کے بعد ان پر کڑی نگاہ رکھنا اور یہ دیکھنا کہ اس خط کا جواب وہ خلیفہ خود دیتا ہے یا علما کو جمع کر کے اس سورہ کو تلاش کرنے کو کہتا ہے یا کسی ایک شخصیت سے اس کا جواب لے کر بھیجتا ہے؟

یہ خط لے کر وہ قاصد ایک تیز رفتار گھوڑے پر روانہ ہوا اور سیدھا بغداد پہنچا اور اس نے معتصم باللہ ملعون کے دربار میں اذنِ باریابی طلب کیا اسے اگلے دن آنے کا حکم

www.khrooj.com

ملا ساتھ ہی اسے شاہی مہمان خانہ میں عزت و احترام کے ساتھ رکھا گیا دوسرے دن وہ دربار میں پیش ہوا اور اس نے پورے آدابِ شاہی کے ساتھ وہ خط خلیفہ کے سامنے پیش کیا اس نے خط کھولا پڑھا مگر صورتِ حال یہ تھی کہ چہرے پہ ہوائیاں اڑ رہی تھیں خط پڑھنے کے بعد اس نے دربار میں موجود علماء کی طرف رجوع کیا اور انہیں سارا خط پڑھ کر سنایا کہ جس میں لکھا تھا کہ آپ بھی دینِ حق پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اگر آپ کا دین سچا ہے تو میرے اس خط کا جواب دو یہ خط سنا کر اس نے علماء سے کہا اب تم ہی کوئی جواب دو یہ مسئلہ میرا تو نہیں ہے تمہارا ہے

سارے علماء بوکھلا گئے اور کہا یہ ہمارے بس کا روگ نہیں ہے تم خود ہی کچھ سوچو اس نے کہا تم دن رات یہاں مسائل پہ مباحثے کرتے ہو اور مجھ سے لاکھوں درہم ماہانہ لیتے ہو اور جب کوئی مشکل مسئلہ آتا ہے تو اپنی گلو خلاصی کروا لیتے ہو اب میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا ورنہ جواب دو

یہ ساری کارروائی وہ قاصد بھی دیکھ رہا تھا آخر علماء نے وقت مانگا اور اگلے دن تک دربار برخواست ہو گیا دوسرے دن سارے علماء سر جھکائے ہوئے حاضر ہوئے اور جب عباسی ملعون نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ سب نے کہا ہمیں کوئی سورہ ایسی نہیں مل سکی۔ یہ سن کر عباسی خلیفہ بہت پریشان ہوا اس وقت ایک شخص نے کہا کہ یہ دین نہ تمہارا ہے نہ تمہارے باپ کا ہے اس خط کا جواب صرف وہ ذات پاک ہی دے سکتی ہے کہ یہ دین جن کے اجدادِ طاہرین علیھم الصلوات و السلام کا ہے اگر انہیں بلا سکتے ہو تو بلا لو اس نے کہا کیا وہ ہمارے عرض کرنے پر یہاں تشریف لائیں گے؟

اہل دربار نے کہا تم نہیں جانتے وہ کتنے کریم ہیں وہ تو مشکل میں ہر کسی کی مدد کرنا اپنا

فرض سمجھتے ہیں چاہے دشمن بھی ان سے مدد طلب کرے وہ مدد ضرور فرماتے ہیں تم انہیں بلا کر تو دیکھو۔

خلیفہ صاحب نے فوراً مطلعِ ولایت کے دسویں آفتابِ عالم تاب امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کی پاک بارگاہِ اقدس میں ایک وزیر کو بھیجا اور عرض کی کہ اگر آپ تکلیف نہ سمجھیں تو ہماری مدد کو ضرور تشریف لائیں

جب معتصم باللہ ملعون کا خط لے کر وہ وزیر درِ اطہر پر حاضر ہوا تو امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کے ایک غلام کو پہلے سے اپنا منتظر پایا انہوں نے کہا کہ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا

المختصر امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہم کل تشریف لائیں گے دوسرے دن آپ نے دستارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اپنے سرِ اطہر پہ موزوں فرمائی اور دربار میں تشریف لائے - جونہی اہلِ دربار کی نگاہ آپ پر پڑی تو تعظیماً کھڑے ہو گئے اور خلیفہ نے تخت چھوڑ دیا اور بڑھ کر اپنے ہاتھ سے شہنشاہِ کائنات علیہ الصلوات والسلام کی کرسی درست کی اس کے بعد امام علیہ الصلوات والسلام کے سامنے قیصر روم کا خط پیش کیا گیا - آپ نے بلا تاخیر مسکرا کر فرمایا یہ تو سورہ الحمد [فاتحہ] ہے کہ جس میں یہ سات حروف موجود ہی نہیں ہیں

خلیفہ نے دست بستہ عرض کی آقا اس کی وجہ بھی بیان فرما دیں کہ یہ حروف اس سورہ میں کیوں نہیں لائے گئے ؟ آپ کے بیان فرمانے سے ہمارے علم میں اضافہ ہو گا [یہ ساری کارروائی قیصر روم کا قاصد بھی دیکھ رہا تھا اور ساری باتیں بغور سن رہا تھا]

جب معتصم ملعون نے یہ عرض کی تو امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اس سورہ

www.khrooj.com

میں یہ سات حرف اس لئے نہیں لائے گئے کہ اس سورہ میں رحمت ہی رحمت اور برکت ہی برکت ہے چونکہ صحفِ انبیاء میں ان حروف کے مرادات یہ ہیں

''ث،، سے ثیور ہے یعنی غضبِ الٰہی کی وجہ سے تباہی و ہلاکت و بربادی

''ج،، سے جہنم ہے جو غضب الٰہی کی وجہ سے ملنے والا عقوبت خانہ ہے

''خ،، سے خبیت ہے یعنی ذلت بدبختی میں گرنا اور خسران و گھاٹا ہے

''ز،، سے زقوم ہے جو اہل جہنم کی غذا ہے یعنی تھوہر کا پودا ہے

''ش،، سے شقاوت ہے جو انسان کی بدبختی کی علامت ہے

''ظ،، سے ظلمت ہے جو تاریکی اور جہالت اور جہنم کے ماحول کی سیاہی کی علامت ہے

''ف،، سے فرقت ہے جو اپنے احباب سے کم توڑ جدائی کی علامت ہے

فرمایا یہ چیزیں رحمت و برکت کے منافی تھیں اس لئے اس سورہ میں یہ سات حروف نہیں لائے گئے

یہ فرمانے کے بعد قیصر روم کے قاصد کی طرف نگاہِ کرم فرمائی اور فرمایا قیصر روم کو ہماری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ فرزندِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں اگر تم اپنے دل کے عہد پر باقی رہو گے تو ہم تمہیں جہنم میں نہیں جانے دیں گے اس کے بعد ملعون خلیفہ ٔظالمین نے قیصرِ روم کے پاس جوابی خط لکھا اور یہ ساری باتیں تحریر کر کے خط قاصد کے حوالے کر دیا اور وہ فوراً روانہ ہو گیا

قیصر روم اس وقت بیت المقدس میں تھے کہ جب قاصد نے انہیں خط پیش کیا جب یہ خط قیصر روم تھیو فی لسؒ نے پڑھا تو فوراً قاصد سے سوال کیا کہ کیا یہ ساری باتیں اس

نے خود بتائی تھیں ؟ قاصد نے جواب دیا کہ اس نے پہلے یہ مسئلہ علماء سے پوچھا مگر کوئی جواب نہ دے سکا آخر انہوں نے اپنے بقول فرزندِ نبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے رابطہ کیا اور انہوں نے یہی جواب عطا فرمایا تو پھر انہوں نے خط لکھا

اس کے بعد اس نے قیصر روم کو امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام کا پیغام پہنچایا کہ امامِ کائنات علیہ الصلوات والسلام نے آپ کے نام یہ پیغام بھی دیا تھا کہ اگر تم اپنے دل کے عہد پر باقی رہے تو ہم تمہیں جہنم نہیں جانے دیں گے۔ جب قاصد نے یہ زبانی پیغام دیا تو قیصر روم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ بے شک میں اپنے اس عہد پر قائم ہوں کہ میں مسلمان ہو جاؤں گا آج سے میں مسلمان ہوں مگر اس محسن کش قوم کی طرح نہیں کہ جو ایسے شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام کی موجودگی میں خود کو خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کہلواتے ہیں......(R_3)

اس واقعہ کو صاحب مدینۃ المعاجز اور دیگر کتب میں امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کے نام سے لکھا ہے سوائے نہج الاسرار کے کسی نے ان کے علاوہ نام نہیں لکھا ہاں صاحب نہج الاسرار کو اشتباہ ہوا اور انھوں نے اس واقعہ کو لفظ علی علیہ الصلوات والسلام سے امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے نام منسوب کر دیا ہے جو خلاف واقعہ ہے

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھوالا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

قیصر روم میخائل تھرڈ

یہ تو کتب میں لکھا ہے کہ قیصر روم جناب نوفلؒ کے والد مائیکلؒ ثانی کا 829 عیسوی، 213 ہجری میں انتقال ہوا اور ان کی وفات کے بعد قیصر نوفلؒ مکمل حاکم ہو گئے اور یہ بارہ تیرہ سال تک پوری طرح حاکم رہے انہی کے دور حکومت میں امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کا دنیا میں ظہور ہوا یعنی اسی سال جس سال قیصر روم جناب نوفل کو مکمل حکومت حاصل ہوئی

ان کا دور اقتدار گویا مذہب کے احیاء کا دور تھا اور اسی دور میں چرچ کو مکمل حاکمیت و عزت ملی پھر انہوں نے آخری سال میں باطنی طور پر کلمہ پڑھ لیا تھا مگر چرچ کے اقتدار کی وجہ سے اسے ظاہر بھی نہ کر پائے کہ ان کا انتقال ہو گیا یہ 842 عیسوی، 227 ہجری کا واقعہ کہ جب ان کا انتقال ہوا یعنی اسلامی مؤرخین نے نوفل کا سن وفات 844 عیسوی، 229 ہجری بھی لکھا ہے اس وقت قیصر میخائل ثالث کی عمر پندرہ یا سترہ سال کے قریب اور جناب یشوعا سلام اللہ علیہ کی عمر چودہ یا سولہ سال کی تھی جس وقت جناب نوفلؒ کی وفات ہوئی تو ان کے بعد اقتدار کی منتقلی کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا اس کی وجہ میخائل کی کم عمری تھی اس وجہ سے یہ معاملہ کونسل کے سپرد کر دیا گیا

اس زمانے میں ملک کے اہم فیصلے کرنے کے لئے ایک کونسل تشکیل دی گئی تھی اور اس کے ممبرز کو بطریق یا Petrioch کا نام دیا جاتا تھا جس وقت قیصر روم جناب نوفل کی وفات ہوئی اور نئے قیصر کا مسئلہ درپیش ہوا تو کونسل نے اجلاس بلایا اور اس میں قیصر میخائل بن نوفل کے بچپن کو دیکھتے ہوئے بہت لے دے کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ اصل وارث میخائل ہی ہے کیا ہوا کہ یہ ابھی بچہ ہے مگر قیصر یہی ہوگا عارضی طور پر اس کی سوتیلی ماں ندورہ [تھیوڈورا] Thiudora کو شریک مملکت کر دیا جائے اور تھیوک ٹس ٹس کو چیف منسٹر بنا دیا جائے اور یہ فیصلہ ہوا کہ جب تک میخائل حکومت چلانے کے قابل نہیں ہوتا حکومت چلانے کا کام یہی کریں گے

قیصرہ ندورہ Thiudora نے چھ یا سات سال حکومت کی سن 849 عیسوی، 234 ہجری میں وزیر اعلیٰ تھیوک ٹس ٹس نے قیصر میخائل کے سوتیلے ماموں بطرناس (برداس) کے قتل کی ایک سازش بنائی اور اس وقت برداس میخائل کا محافظ اور بہت معتمد تھا اس سازش کا انکشاف ہو گیا اور وہ پکڑا گیا تو اس نے کہا اس بات کا حکم مجھے ملکہ ندورہ نے دیا ہے اس پر کونسل نے کیس سنا اور اس کے قتل کا حکم دیا اس فیصلے میں ملکہ ندورہ نے احتجاج کیا اور جیوری میں موجود بطریق Petrioch ''فوٹی اس'' کو اپنا ہمنوا بنایا تاکہ وزیر اعلیٰ کو بچایا جا سکے اس وجہ سے فوٹی اس نے وزیر اعلیٰ کی حمایت کی

یاد رہے کہ اس دور میں بطریق ہمیشہ مذہبی راہنماؤں کو بنایا جاتا تھا اور ان کا انتخاب رومن چرچ ہی کرتا تھا اس معاملہ میں بطریق کی حمایت نے اس بات کو مذہبی رنگ دے دیا اس کا انجام یہ ہوا کہ وزیر اعلیٰ قتل کر دیا گیا اور ملکہ ندورہ کو بر

طرف کر دیا گیا اور برطرفی کے بعد اس نے اپنی بیٹیوں سمیت خود کو چرچ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور حکومت قیصر میخائل کو مل گئی اور فوٹی اس کو بھی اپنے عہدے سے ہٹا دیا گیا اور بعد میں یہی بات چرچ سے قیصر کی علیحدگی کی وجہ بھی بنی اس کے علاوہ بھی کچھ وجوہات بیان کئے جاتے ہیں مگر ان میں صداقت نظر نہیں آتی اسلامی مؤرخین کے مطابق ملکہ ندورہ کا یہ واقعہ 850 عیسوی، 235 ہجری کا ہے اور اس وقت میخائل کی عمر 23 سال کی تھی۔

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

جناب شمعون پطرس

سلام اللہ علیہ

www.khrooj.com

احباب گرامی!

جب کسی خاندان کی بات ہوتی ہے تو مورث اعلیٰ کا ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے اور ہمارے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کے مورث اعلیٰ کے بارے ہمارے کتب میں لکھا ہے کہ وہ جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کے حوارین میں سے ایک حواری اور آپ کے بارہویں نائب جناب شمعون سلام اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھیں اس لئے سب سے پہلے ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ عرض کرنا ضروری ہے اے احباب گرامی قدر! ہم ماضی کی طرف ایک الٹی زقند لگاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ شہنشاہ آخز بن یوتام بن عزیاہ کا دربار آراستہ ہے اور یہاں ایک جشن مسرت منعقد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج اس فتح کا جشن منایا جا رہا ہے جو اس بادشاہ کو بادشاہ ارم رضین اور بادشاہِ اسرائیل فقح بن رملیاہ پر حاصل ہوئی ہے ملک کے جملہ امراء رؤسا اور فوجی جرنیل وغیرہ سنہری کرسیوں پر بیٹھے محل کی رنگینیوں کا نظارہ کر رہے ہیں اور رقص و ساز سے لطف اندوز ہو رہے ہیں چاروں طرف پہرے دار کھڑے ہیں غلام اور کنیزیں طشت و جام بکف ان کرسیوں کے درمیان

تیزی سے گردش کر رہے ہیں ہر کسی تک مشروبات اور لذیذ کھانے پہنچانے کے لئے دوڑ رہے ہیں کہ اچانک ہر چیز رک گئی ساز خاموش ہو گئے رقاصاؤں کے قدم رک گئے سازندوں کے ساز بند ہو گئے شہنشاہ یہود یہ سر اٹھا کر دیکھتا ہے کہ قصر شاہی کے صدر دروازے سے دو افراد داخل ہو رہے ہیں ان میں سے ایک نوجوان ہیں اور دوسرے ضعیف العمر ہیں انہوں نے لمبے لمبے چوغے پہنے ہوئے ہیں ہاتھوں میں عصا ہیں اور تخت شاہی کی طرف خراماں خراماں بڑھ رہے ہیں جب وہ قدرے قریب آئے تو بادشاہ یہود یہ آخز بن یوتام فوراً تعظیماً کھڑا ہو گیا پھر تخت سے اتر کر ان آنے والوں کے استقبال کو بڑھا رعایا اور امراء کی نگاہیں آنے والوں پر جمی ہوئی ہیں بادشاہ ان کے سامنے جا کر جھک گیا اور عرض کی اے خداوند رب الافواج کے محبوب یسعیاہ بن عاموس نبی سلام اللہ علیک آپ پر میرا سلام ہو اور آپ کے بیٹے شیار یاشوب پر بھی میرا سلام ہو

جناب یسعیاہ سلام اللہ علیہ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر انہیں دعا دی پوری رعایا رکوع میں جھک گئی بادشاہ دونوں باپ بیٹے کو احترام کے ساتھ تخت تک لایا اور تخت کے قریب کرسیوں پر بٹھایا پھر خود جا کر تخت پر بیٹھا اس کے بعد اس نے جھک کر عرض کیا کہ آپ نے آج یہاں کیسے زحمت فرمائی ہے؟

جناب یسعیاہ علیہ السلام نے فرمایا اے داؤد بن یسی بن عبید علیہم السلام کی مسند کے وارث یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم تمہاری خوشی میں شریک نہ ہوں

یہ سن کر آخز بادشاہ از راہِ تشکر اٹھا اور جھک کر شکریہ ادا کیا اس کے بعد جناب یسعیاہ سلام اللہ علیہ نے فرمایا آج ساری آلِ داؤد سلام اللہ علیہ جمع ہے خداوندِ رب الافواج

www.khrooj.com

نے فرمایا ہے کہ آج ان کی خوشی کو کئی گنا بڑھادو اور انہیں چند بشارات دو تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ابراہیم واسحاق ویعقوب وداؤد علیہم السلام کا خدا ان کی آل پر کتنا مہربان ہے؟

یہ سن کر پوری رعایا نے رکوع میں جھک کر شکریہ ادا کیا اس کے بعد انہوں نے فرمایا اے آلِ داؤد سلام اللہ علیہ کے بادشاہ اگر تمہیں میری بشارت پر یقین نہ ہو تو مجھ سے معجزہ طلب کر لے وہ معجزہ چاہے کیسا ہی کیوں نہ ہو فرمایا

Lateif deepasa shewll or high as heve

چاہے وہ تحت الثریٰ سے بھی نیچے کا ہو یا عرش علیٰ سے بھی اوپر کا ہو

ًبادشاہ نے عرض کی کہ آپ کی زبان مبارک ہزاروں معجزات پر بھاری ہے آپ ارشاد فرمائیں

اس پر مسکرا کر فرمایا مستقبل میں ایک باکرہ مستور کے ہاں بیٹا ہو گا اور وہ اس کا نام عمانوئیل (خدا ہمارے ساتھ) رکھے گی اس کی غذا دہی اور شہد ہو گی اس کے بعد جناب عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بہت کچھ بیان فرمایا اس کے بعد ایک اور خوش خبری سنائی اور فرمایا

Out of his roots and the spirit of the lord shell rest upon him the shell come for the shoot from the stump of jesse and a branch shall and the fear of the lord and his delight shell be in spirit of wisodem and understanding. The spirit of counsel and might the grow righteousness he

www.khrooj.com

shell judge the poor and the fear of the lord. He shell not judge by what his eyes see or decide spirit of knowledge. The breath of his lips he shell slay decide with equity for the meek of the earth and he shell smit the earth by whet his ear shear. But with the lamb and the leopard wicked righteousness shell be the gordle of his waist and faithfulness with the rod of his mouth. And with cow and the bear shell lie down with the kidand and the calf and the lion and the fatling the gordle of his lions. The wolf shell dwell with the asp and the feed their young shell lie down together and the lion shell eat straw lie together and a little child shell laed them. The full of the weaned child shell could shell put his hand on the eadder, sden they shell not thurd the ox. The sucking child shell play over the whole of nation,s knowledge of the lord as the waters cover the sea. In the day the rooter destory in all my holy mountain for the earth shell seek, and his bwellings shell be glorious ofgesse shell stand as an ensign to the peoples.

فرمایا یسی بن عوبید سلام اللہ علیہما کے تنے سے ایک کونپل پھوٹے گی اس کی جڑوں سے ایک بار آور شاخ پیدا ہوگی پھر خداوند کی روح اس شاخ پر متمکن ہوگی حکمت

www.khrooj.com

اور مصلحت کی روح ،قدرت اور معرفت کی روح ،خوفِ خدا کی روح ۔اس کی خوشی خوفِ خدا میں ہوگی نہ وہ آنکھوں سے دیکھ کر انصاف کرے گا نہ سننے کے مطابق حکم لگائے گا بلکہ وہ حق کی وجہ سے مسکینوں کا انصاف کرے گا اور عدل سے خاک ساروں کا فیصلہ کرے گا ، وہ اپنی زبان کے عصاء سے زمین کو مارے گا ،لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کرے گا ،اس کی کمر کا پٹکا حق ہوگا ،اس کے پہلو میں وفا داری کا کمر بند ہوگا ،اس کے دور میں بھیڑ یا برہ کے ساتھ رہے گا ۔

چیتا بکری کے ساتھ بیٹھے گا ، بچھڑا اور پلا ہوا بیل اور شیر کا بچہ ایک ساتھ رہیں گے ،ننھا بچہ ان کی قیادت کرے گا ، گائے اور ریچھنی ایک ساتھ مل کر چریں گے ،ان کے بچے مل کر بیٹھیں گے ، شیر ببر بیل کے ساتھ بھوسہ کھائے گا ، دودھ پیتا بچہ سانپ کے بل میں ہاتھ ڈالے گا ، وہ تمام میرے کوہِ مقدس پر نہ ضرر پہنچائیں گے نہ ہلاک کریں گے کیونکہ جس طرح سمندر پانی سے معمور ہے اسی طرح زمین خداوند کے عرفان سے معمور ہوگی اس وقت لوگ یسی بن عوبید کی جڑ کے طالب ہوں گے جو لوگوں کے لئے ایک آیت ہے نشانی ہے ،اس کی آرام گاہ جلالی ہوگی

جس تنے کا ذکر تھا وہ جناب یسی بن عوبید سلام اللہ علیہ تھے اور کونپل جناب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ تھے اور بار آور شاخ ان کی نسل طیب سے ظہور فرمانے والی یہ معظّمہ ہیں جس کی بلندیوں پر روحِ الٰہی ہمارے امامِ زمانہ علیہ الصلوات والسلام قرار پذیر ہوئے اور باقی ان کے اور ان کے زمانۂ اقتدار کے بارے میں پیش گوئیاں تھیں کہ اس سنہری دور میں کیا کیا ہوگا

نوٹ ۔اس چیپٹر کا زیادہ حصہ بائیبل کتاب یسعیاہؑ اور اناجیل سے لیا گیا ہے

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

وصایت جناب شمعون

سلام اللہ علیہ

جناب عیسیٰ علیہ السلام جلیل (گلیل) شہر جو فلسطین میں ہے وہاں کے ایک جنگل میں 30 سال کی عمر میں اپنا ماہ صیام منا رہے تھے ایک ہی روزہ رکھا مگر پورے چالیس دن کا - چالیس دن نہ کسی سے ملے اور نہ کچھ کھایا پیا چالیس دن کے بعد روزہ کی دعائے اختتام پڑھ کر جنگل کو خیر باد کہا اور شہر جلیل کی طرف روانہ ہوئے یہ شہر بحر مردار یعنی Ded Sea کے قریب واقع ہے راستے میں اطلاع ملی کہ جوڈیہ اور قیصریہ کے حاکم ہیروڈیس نے جناب یحییٰ [یوحنا] سلام اللہ علیہ کو نظر بند کر دیا گیا ہے جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ یہ خبر سن کر فوراً جلیل میں آئے وہاں گلیلی جھیل کے کنارے مچھیروں کی بستیاں آباد تھیں جن کا ذریعہ معاش ماہی گیری تھا

آپ جب ان جھونپڑوں کے قریب پہنچے تو انہوں نے اپنی تبلیغ کا آغاز کیا اور ان الفاظ میں اعلانِ حق فرمانا شروع کیا

لوگو توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے

یہی منادی کرتے کرتے جھیل کے کنارے پہنچ گئے وہاں دیکھا ایک کشتی میں آل داؤد سلام اللہ علیہ کے دو چشم و چراغ کھڑے ہیں اور کے ہاتھوں میں پھینکے جانے

والے دو جال ہیں جو باری باری جھیل میں پھینکتے ہیں اور جو مچھلیاں اس میں آتی ہیں
انہیں کشتی میں جمع کر رہے ہیں

انہیں جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ نے دیکھا اور نگاہ نبوت نے نوشتہ ازل پڑھا ان کے ہونٹوں پہ تبسم جلوہ کش ہوا ان کے مقدر پہ زیر لب مسکرائے اور وہ ان کے قریب آئے ان سے فرمایا

اے نوجوانو! ذرا کشتی کنارے پہ لاؤ

انہوں نے جال کشتی میں رکھ دیئے اور کشتی کو کنارے پہ لائے جناب عیسیٰ علیہ السلام نے شفقت سے ان کے کاندھوں پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا کیا تم آل داؤد سلام اللہ علیہ سے تعلق رکھتے ہو؟

عرض کی جی ہاں ۔فرمایا کیا تم شمعون سلام اللہ علیہ اور اندریاس سلام اللہ علیہ ہو [سائمن پیٹر اور اینڈریو ہو]؟

انہوں نے عرض کی جی ہاں ہم دونوں بھائی ہیں اور ہمارے یہی نام ہیں فرمایا تم خواہ مخواہ ماہی گیری کر رہے ہو آدم گیری کیوں نہیں کرتے؟

انہوں نے عرض کی یہ کیسے ممکن ہے؟

فرمایا اگر تم لِوَجہِ اللّٰہ میری نصرت کرو اور ہر چیز کو چھوڑ کر میرا ساتھ دو تو ہم تمہیں ماہی گیر سے آدم گیر بنا دیں گے' انہوں نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا گھربار بیوی بچے چھوڑ کر ہمارے ساتھ چلو اور خداوند کے انصار بن جاؤ ان کا یہ قول قرآنِ کریم میں اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ

☆قَالَ عِیسَی ابنُ مَریَمَ لِلحَوَارِیِّینَ مَن أَنصَارِیَ إِلَی اللَّہِ قَالَ

الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ ......(صف 14)

جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ نے اپنے حواین سے فرمایا اللہ کے لئے کون ہے جو ہماری نصرت کرے؟ تو اس وقت حواریوں نے عرض کی کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں

یہ عرض کر کے انہوں نے ہر چیز وہاں چھوڑی اور پھر پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کے ساتھ چل پڑے

ازل سے ان دونوں بھائیوں کو جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کے اوصیاء کے طور پر چن لیا گیا تھا ان میں سے بڑے بھائی اور وصیِ اول ہیں جناب شمعون پطرس یعنی سائمن پیٹر سلام اللہ علیہ اور بائیبل میں ان کے جزوی حالات آ جاتے ہیں

پانی پہ چلنا

ان کا ایک مشہور واقعہ ہے جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہا ایک کشتی پر سوار ہو کر جھیل کے پار گئے وہاں شام ہوگئی آخر خود پہاڑ پر رہ گئے اور حواریوں کو فرمایا تم واپس جاؤ۔ جب وہ واپس جا رہے تھے تو کشتی طوفان میں پھنس گئی انہوں نے بہت کوشش کی مگر کشتی آگے نہ بڑھی اچانک دیکھا کہ جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ پانی پہ چلتے ہوئے آ رہے ہیں حواریوں نے نہ پہچانا اور ڈر گئے کہ یہ کیا اسرار ہے جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ نے دور سے آواز دی ڈرو مت ہم تمہیں بچانے آ رہے ہیں تو جناب شمعون نے عرض کی My Master (میرے مولیٰ) یہ آپ ہیں؟

فرمایا ہاں۔عرض کی اب تو حوصلہ اتنا بڑھ گیا ہے کہ آپ بلائیں تو میں بھی پانی پہ چل کر آ سکتا ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ پھر دیر کس بات کی ہے

جناب شمعون سلام اللہ علیہ نے پانی پہ دوڑنا شروع کر دیا لیکن قریب پہنچ کر طوفان

سے ڈر گئے بس جونہی دل میں خوف آیا ایک غوطہ آ گیا فوراً جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ یقین کامل رکھو تھوڑی سی بات سے خوف کھا گئے ؟ یہ سنا تو پھر حوصلہ درست ہوا

ہاتھ دھلوانا

جناب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ کے بہت سے واقعات ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کی اپنی ظاہری حیاتِ طیبہ کے آخری زمانہ میں ایک رات جب کھانا سامنے آیا تو جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ اٹھے اور کمر سے پٹکا باندھا اور ایک طشت میں پانی لیا اور تولیا کاندھے پہ رکھے حواریوں کے قریب آ گئے

فرمایا آج ہم تمہارے ہاتھ دھلوائیں گے

پہلے پہلے یہودا اسخر یوطی کے ہاتھ دھلوائے [جو مخالف تھا] اسی طرح سب کے ہاتھ دھلوائے اور سب سے آخر میں جناب شمعون سلام اللہ علیہ کے پاس آئے تو جناب شمعون سلام اللہ علیہ نے عرض کی اے میرے مولیٰ آپ میرے ہاتھ پاؤں دھوئیں گے ؟

فرمایا ہاں آج ہم جو چاہیں تو ہمیں کرنے دے

جناب شمعون سلام اللہ علیہ نے عرض کی میرے مولیٰ یہ ہرگز نہ ہوگا میری زندگی میں آپ میرے ہاتھ نہ دھو پائیں گے جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ نے فرمایا پھر تو ہماری آسمانی بادشاہی میں شریک نہ ہو سکے گا کل حکومتِ الٰہیہ کے وقت میری صحبت میں نہ بیٹھ سکے گا

انہوں نے عرض کی اچھا یہ بات ہے تو پھر صرف ہاتھ ہی کیوں آپ میرے دونوں

www.khrooj.com

ہاتھ دھوئیں میرے دونوں پاؤں بھی اچھی طرح دھوئیں میرا سر بھی دھو دیں بلکہ ایسا کریں کہ مجھے غسل کرا دیں تو مہربانی ہوگی تا کہ میں اچھی طرح پاک ہو جاؤں

کوہِ زیتون

جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ اپنے عبادات اور مکاشفات کے لئے ایک پہاڑ کو پسند فرمایا کرتے تھے جس کا نام کوہِ زیتون تھا جیسے جناب موسیٰ سلام اللہ علیہ کے نام کے ساتھ کوہِ طور وابستہ ہے اسی طرح جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کے نام کے ساتھ کوہ زیتون جڑا ہوا ہے جناب موسیٰ سلام اللہ علیہ کو طور پہ شرف زیارت وکلام حاصل ہوتا تھا اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کو کوہ زیتون پہ جلوہ دکھایا جاتا تھا مگر یہاں کچھ اور طرح سے تھا جیسا کہ متی کی انجیل باب نمبر 17 میں ہے کہ

Six days Jesus James and John.Shown toohim Peter anthe sand garments became white. Hisbrother led them upon a high mountain apart and he was transfigured and after said to Jesus lord. It is well that wear here as light behold the repaired to the Moses and Elijah, talking be for rethem and his face. On for Elijah. He was still speaking when lo, a brightify you wish will make three booth share one for you and on for whith him. Peter beloved son cloud over shadowed them and a voice from the cloud said this is my Moses.

www.khrooj.com

ترجمہ

چھ دن کے بعد جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کوہِ زیتون پر اپنے ساتھ اپنے حواریوں کو بھی لے گئے ان میں جیمز اور اس کا بھائی جون بھی تھا اور جناب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ بھی تھے جب سب وہاں پہنچے تو جناب عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں تبدیلی ہونے لگی اور ان کا چہرہ سورج کی طرح چمکنے لگا ان کا لباس نور کی طرح سفید ہو گیا پھر ان لوگوں کے سامنے جناب موسیٰ علیہ السلام اور سرکار علیؑ [ایلیا] (Elijah) علیہ الصلوات والسلام ظاہر ہو گئے اور انہیں وہ باتیں کرتے ہوئے دکھائی دیئے اس وقت جناب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ اے آقا یہ بہت اچھا ہوا کہ ہم یہاں آئے اگر آپ پسند کریں تو ہم یہاں تین تکیے بنا دیں ایک آپ کے لئے اور ایک جناب موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور ایک جناب ایلیا (علیؑ) علیہ الصلوات والسلام کے لئے وہ ابھی یہی باتیں ہی کر رہے تھے کہ اچانک ایک نورانی بادل ان پر چھا گیا اور ایک آواز بادل سے گونجی کہ یہ ہمارا محبوب بیٹا ہے

آپ دیکھیں اس میں چار ہستیوں کا ذکر ہے ایک جناب عیسیٰ علیہ السلام دوسرے جناب موسیٰ علیہ السلام تیسرے جناب ایلیا [سرکار امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام] کہ ان کا پاک فرمان بھی ہے کہ انا ایلیا فی الانجیل اور چوتھی ذات وہ جو ابرِ سفید کے پردے میں ظہور پذیر ہوئی

اس کے بارے میں جملہ مذاہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صاحب ابرِ سفید ہمارے آخری شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں اور جناب شمعون علیہ السلام نے گویا ان کا مکاشفہ کیا ہوا تھا اسی لئے جب عیسیٰ علیہ السلام نے کوہِ زیتون پر آسمانی بادشاہی کا ذکر

فرمایا اور شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد کی نوید دی اور اپنے جانے کی خبر دی اور پھر اپنے مولائے کریم عجل اللہ فرجہ الشریف کے ساتھ آنے کے بارے میں بتایا اور خروج کے علائم بیان فرمائے

کئی روز اس پہاڑ پر حواریوں کو لاتے رہے اور ہمارے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے دور کے بارے میں آگاہ فرماتے رہے ایک دن واپسی پہ جناب شمعونؑ سلام اللہ علیہ نے عرض کی اے مالک آپ نے اپنے جانے کی دکھ بھری خبر سنا دی ہے اب میں چاہتا ہوں مجھے اس وقت تک موت ہی نہ آئے جب تک میں آپ کو اپنے آقا شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ساتھ آتا ہوا دیکھ نہ لوں فرمایا ایسا ہی ہوگا

اگلے دن زیتون کے پہاڑ پہ جو خطبہ انشاء فرمایا اس میں یہ خبر بھی دے دی اور لوگوں کی بھیڑ سے مخاطب ہو کر فرمایا

Has come whith power.Here who will not taste death before they see the kingdom of God and he said to them, truly is say to you there are some standing.

فرمایا یہاں وہ بھی کھڑے ہیں کہ جنھوں نے آسمانی بادشاہی کے آنے تک موت کا ذائقہ بھی نہیں چکھنا

قرآن کریم میں رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا ہے

☆وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ()وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ()وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ

ان تمام سے مراد ہمارے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں کیونکہ کوہِ حورب پہ جس انجیر کے درخت یا Fig Tree سے اس ذات پاک نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے

کلام فرمایا تھا پہلے اس کی قسم کھائی پھر کوہِ زیتون کی قسم کھائی کہ وہاں جناب عیسیٰ علیہ السلام کو مکاشفہ ہوا پھر کوہِ طور کی قسم کھائی کہ وہاں پر پوری قومِ بنی اسرائیل کو اس ذات کا مکاشفہ ہوا اور پھر مکہ مکرمہ کی قسم کھائی کہ یہاں سے اعلان خروج یعنی حکومت الٰہیہ کا اعلان ہونا ہے

اسی کوہِ زیتون پہ جناب شمعون علیہ السلام نے تین تکیے بنائے اور پہلے پہل ان کی جماعت میں ایک سو بیس افراد شامل ہوئے پھر تبلیغ کا آغاز فرمایا اور ہر وہ معجزہ دکھایا جو جناب عیسیٰ علیہ السلام نے دکھایا مریضوں کی چارپائیاں اس راستے کے دونوں طرف قطاروں میں لگی ہوتی تھیں کہ جس سے آپ نے گزرنا ہوتا تھا اور جس پر بھی ان کا سایہ پڑ جاتا تھا وہ صحت مند ہو جاتا تھا اسی طرح انہوں نے طویل ترین ہجرت اختیار کی در بدری کی صعوبتیں اٹھائیں پھر قید و بند کی مصیبتوں میں گرفتار ہوئے پھر انہیں ہجرت کرنا پڑی، یافا، لدا، دمشق یعنی شام اردن تک کا سفر کیا

سرداران کاہن کائفا، حنا، یوحنا، سکندر وغیرہ ان کے درپئے رہے ایک مرتبہ گرفتار بھی ہوئے ایک فریسی جملی ائیل جو معلمِ شریعت تھا اس نے رہائی دلائی

ایک مرتبہ پھر انہیں گرفتار کیا گیا صبح کو سزا کا حکم دیا جانا تھا رات کو ایک فرشتہ زندان میں داخل ہوا یا نازل ہوا اور زندان کا دروازہ کھول کر کہا جائیں ہیکل میں تبلیغ کریں

صبح کو کاہنوں نے زندان بانوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہی نہیں ہوا کہ کہاں گئے ہیں ایک آدمی نے بتایا شمعون علیہ السلام تو ہیکل کے صحن میں ہزاروں لوگوں کے مجمع میں تقریر کر رہے ہیں سب حیران رہ گئے

غیبت

ہیرڈیس نے ایک مرتبہ یعقوب بن زبدی کو گرفتار کروا کر شہید کروا دیا تو یہودیوں نے اسے مبارک باد دی اور کہا کہ اب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ کی باری ہے

ہیروڈیس نے انہیں بھی گرفتار کروا لیا اور جب انہیں گرفتار کیا گیا تھا تو اس سے تھوڑے دن بعد عید الفطیر آنے والی تھی عید فطیر جسے عید فسح (قربانی) بھی کہتے ہیں اس کے بعد انہیں شہید کیا جانا تھا پا بہ زنجیر انہیں زندان میں ڈالا گیا چار سپاہی زندان کے اندر چار سپاہی زندان کے باہر دروازہ پہ پہرہ دیتے تھے یہ زنجیروں کی وجہ سے اٹھ بھی نہ سکتے تھے

اس رات انہوں نے زندان میں دعا کی اور خالق کو اپنا وعدہ یاد دلایا جب یہ رات کو زندان میں سو رہے تھے نصف شب کے بعد انہوں نے دیکھا زندان میں ایک نور ساطع ہوا اور پھر فرشتے نمودار ہوئے انہوں نے انہیں حکم دیا کہ آپ اٹھیں

انہوں نے عرض کی کہ میں تو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں ان میں سے ایک فرشتے نے جھک کر ان کی پسلی پہ ہاتھ رکھا اور کہا کہ کیوں لیٹے ہوئے ہو اٹھو' یہ فرمانا تھا کہ سارے زنجیر ٹوٹ کر فوراً دور جا گرے فرشتہ انہیں لے کر دروازہ کی سمت بڑھا سارے دروازے خود بخود کھلتے گئے

اس فرشتے نے کہا کمر باندھ کر جوتے پہن لو انہوں نے حکم کی تعمیل کی وہ انہیں شاہی قلعہ کے باہر لایا اور انہیں احکام دے کر غائب ہو گیا

پہلے تو یہ سمجھے کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں مگر اس کے جانے کے بعد علم ہوا کہ یہ حقیقت ہے یہ فوراً شہر میں اپنے عزیز دوست مرقس کے گھر آئے وہاں ان کی چاہنے والوں

کی ایک جماعت ان کی سلامتی کی دعا کر رہی تھی

جب یہ وہاں پہنچے تو انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا وہاں مرقس کی ایک کنیز جس کا نام روی تھا اس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا کہ کون ہے جب اس نے انہیں دیکھا تو اسے اتنی خوشی ہوئی کہ وہ خوشی سے دروازہ کھولنا بھول گئی بلکہ بھاگ کر جماعت کو اطلاع دی سارے حیران بھی ہوئے اور خوش بھی

سارے دورازے کی طرف دوڑے اور دروازہ کھولا جناب شمعون سلام اللہ علیہ وہاں تشریف لائے پھر اس رات کا کچھ وقت انہوں نے جماعت کے ساتھ خداوند کی بادشاہی کے جلدی آنے کی دعا کی اور اس کے بعد فرمایا ساری جماعت کو بتا دینا ہم زندہ ہیں فکر نہ کریں اب ہم جا رہے ہیں آج کے بعد ہمیں کوئی نہ دیکھ سکے گا یہ فرما کر وہاں سے روانہ ہو گئے پھر اس کے بعد انہیں کسی نے نہ دیکھا انہوں نے وہاں سے غیبت اختیار کر لی اور یہ آج تک زندہ ہیں اور شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے خروج اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کی آمد تک زندہ رہیں گے اور یہ سرکار کے منتظرین میں سے ہیں اور انہی کی نسل طیبہ سے ہمارے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی پاک والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا ہیں

ان کا شجرہ نسب جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام تک جاتا ہے بعض کا کہنا ہے کہ یہ جناب داؤد علیہ السلام کے بڑے بھائی کی اولاد سے ہیں واللہ اعلم بالصواب

اس سارے موضوع کو بائیبل کے اسفار و کتب سے شکریے کے ساتھ لیا گیا ہے

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھوالا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

ظہورام الحجۃ ص

صلوات اللہ علیہا

www.khrooj.com

احباب گرامی!

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ملکہ ندورہ کی حکومت کا کس طرح اختتام ہوا لیکن یہ بھی عرض کرنا لازم ہے کہ ابھی قیصرہ ملکہ ندورہ کی حکومت کا دور ہی تھا کہ اس دور میں اس کے دونوں سوتیلے بیٹوں کی شادی ہوئی یعنی جناب یشوعا (جیشوا) علیہ السلام کا عقد تقریباً سن 849 عیسوی ،234 ہجری میں ہوا اور شادی کے ایک سال بعد ملکہ کی حکومت برطرف ہوگئی

پاک گھر اطہر کے بارے میں ساتھ ساتھ معلومات دیتا جاؤں گا تو آپ ان دونوں گھروں کے حالات کو متوازی انداز میں سمجھ سکیں گے اس لئے عرض کروں گا کہ امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے 29 ذیقعد بروز منگل 220 ہجری بمطابق 835 عیسوی جس وقت آپ کا سنِ ظاہری چھ سال چار ماہ اور چوبیس دن تھا مسندِ امامت کو زینت بخشی

سن 232 ہجری بمطابق 847 عیسوی میں مطلع ء ولایت کے گیارہویں آفتاب عالم تاب شہنشاہ معظم جناب ابو محمد الثانی العسکری کا اس دنیا میں ورود مسعود ہوا یعنی

جناب یشوعا (جبیشوا) سلام اللہ علیہ کی شادی سے دو سال قبل مدینہ منورہ میں ان کا دنیا میں نزول اجلال ہوا آپ نے ظاہراً دو سال کی عمر میں سرمن رائے کا سفر کیا یعنی 234 ہجری میں اپنے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ سرمن رائے کو زینت بخشی ادھر روم کے شہر قسطنطنیہ میں سن 850 عیسوی = 235 ہجری میں ملیکہ روم ام القائمؑ صلوات اللہ علیہا کا ظہور اجلال ہوا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ شہر آج ترکی کا حصہ ہے بلکہ دارالحکومت ہے اور اس کا نام استنبول ہے قصرِ قیصر میں ملکہ دوراں کی آمد ہوئی تو ایک عالم گیر مسرت نے کائنات کو سینے سے لگا لیا آسمان پر خوشیوں کی قوس قزح رنگ بکھیرنے لگی اور ملکوتِ سما نغمہ سرا ہوئے

نظم

فضا دے وچہ ہے عجیب خوشبو ہے جگ تے چھائی فضا دی خوشبو
فلک تے خوشبو زمین دی ہے زمین تے ہے سما دی خوشبو
مہک پھلاں دی ہے تاریاں وچہ پھلاں دے وچہ ہے ضیا دی خوشبو
تے غنچیاں وچہ ہے مسکراہٹ تے کلیاں وچہ ہے حیا دی خوشبو
گلاب کھیسے کھڑا بھریندائے چرا کے بادِ صبا دی خوشبو
ہے لالہ مل کے مساگ کھلدا مگر ہے آندی حنا دی خوشبو
زمانے سارے تے پھیل گئی ہے نہ جانڑے اجہ کیوں خدا دی خوشبو
ہے آمد اوں سینؑ دی جہاں تے جو آپ ہے کبریا دی خوشبو
زمانے تے گھن ہے آئی انہاں کوں خود اپنے ہک ماہ لقا دی خوشبو
ازل توں قائمؑ وی لطف گھندائے اٹھا کے خود پاک ما دی خوشبو

ہے روم تھی الٹا مور نچدا ہے ایسی جلوہ نما دی خوشبو
اگرچہ ماحول قیصری ہے مگر ہے آلِ عبا دی خوشبو
نسیم وچہ نرگسی مہک ہے مہک دے وچہ ہے وفا دی خوشبو
ہے قصرِ قیصر وی کعبہ بنڑیا تے وچہ ہے عرشِ علیؑ دی خوشبو
سجا کے گلدستہ ہائے تبریک وچہ خود اپنی صدا دی خوشبو
ہے جعفرؔ آ در تے پیش کیتا مگر ہے ساری دعا دی خوشبو

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

يا هو يا من هو لا هو الا هو الحی القيوم يا هو يا من لا يعلم ما هو الا هو الحی القيوم
يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك

اسرارِ اسم مبارک

احباب گرامی!

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ 850 عیسوی میں ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کی دنیا پہ آمد ہوئی اور جیسا کہ دستور ہے کہ ہر شخص اپنے بچوں کے نام بڑی چاہ سے رکھتا ہے مگر ہمیں ملکۂ دوران صلوات اللہ علیہا کے اسمائے مبارکہ کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ ان کے اسمائے مبارکہ بھی آسمان سے نازل ہوئے تھے کیونکہ جب ہم ان اسمائے مبارکہ میں پوشیدہ اسرار ڈھونڈتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے اسمائے مبارکہ ہی میں ان کی پوری حیات طیبہ کی داستان موجود ہے اور ان کے جملہ فضائل و واقعات کا ذکر اسمائے مبارکہ کی اشاراتی زبان میں مرقوم ہے آیئے اس پہ بھی ایک نظر کرتے چلیں

دیکھیئے معظّمۂ دوراں صلوات اللہ علیہا کے کئی اسمائے مبارک ہیں مگر مرکزی اسمائے مبارک دو ہیں

ایک وہ اسم مبارک ہے کہ جو والدین نے روم میں ان کے ظہورِ اجلال کے وقت رکھا

دوسرا وہ نام پاک ہے جو انہیں خانۂ توحید و رسالت میں دیا گیا

پہلا نام پاک جو والدین نے رکھا وہ تھا...... **جناب ملیکہ** صلوات اللہ علیہا

www.khrooj.com

اب ہم ان اسمائے مبارکہ کے اندر جو فضائل و نکات پوشیدہ ہیں ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ گفتگو کریں گے

(1)

جب ہم لفظ ملیک کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ اسمِ مبارک ملیک بروزن فعیل کریم رحیم بصیر خبیر ہے اور اسم فعیل کی تعریف یہ ہے کہ اس میں دو صفات پائے جاتے ہیں ایک تو یہ صفت کا فاعل بھی ہوتا ہے دوسرا یہ کہ یہ صفت کا معطی بھی ہوتا ہے جیسے خالق کریم ہے تو وہ کرم کی صفت سے خود متصف بھی ہے اور صاحب کرم بناتا بھی ہے اسی طرح وہ بصیر ہے تو خود صفت بصیرت کا حامل بھی ہے اور صاحبِ بصیرت بناتا بھی ہے اسی طرح اسم ملیک ہے اور ملیک کے معنی ہیں متصرف بالامور اور اس میں "ہ" تانیثیہ ہے جس کے معنی ہیں متصرف بالامور مستور یعنی وہ خود بھی متصرف بالامور ہیں اور جسے چاہیں متصرف بالامور بنا بھی سکتی ہیں جیسا کہ قرآنِ مقدس میں ارشاد ہے

☆إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ () فِىْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِر

......(سورہ قمر 55)

یہ آیت شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے منتظرین کے بارے میں ہے جیسا کہ سورہ بقرہ کی دوسری آیت کی تفسیر میں ہے کہ متقین وہ لوگ ہیں جو غیب (امام غائبؑ) پر ایمان رکھتے ہیں اور اس آیت میں ملیک مقتدر شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں اور ان کے سنہری دور میں متقین کے منابر باغات میں آراستہ ہوں گے اور جو مومن جہاں بھی ہوگا وہ اپنے شہنشاہ کی زیارت سے مشرف رہے گا اور وہ شہنشاہ پاک عجل

اللہ فرجہ الشریف خود بھی صاحبِ اقتدار ہیں اور عبادِ صالحین کو بھی زمین کا وارث بنائیں گے

ان کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کا اسم مبارک ملیکہ صلوات اللہ علیہا ہے اور انہی کی وجہ سے ان کے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کا نام پاک بھی ملیکِ مقتدر ہے یعنی صاحبِ قدرت وجلال شہنشاہ اور والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا ہیں تو صاحبۂ قدرت و جلال شہزادی صلوات اللہ علیہا

ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بات یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ یہ بھی ان کے اختیار میں ہے کہ جسے چاہیں صاحب اقتدار متصرف بالامور بنا دیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جسے بھی ملکِ الٰہی میں سے حصہ ملے گا انہیں کی پاک نعلین کے صدقے ملے گا جب شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی حکومت الٰہیہ کا ظہور ہوگا تو کسی کو جو حصہ ملے گا انہی کی وجہ سے ملے گا

نمبر (2)

اگر ہم ان کے اسمائے مبارکہ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ان کے اسمائے گرامی میں ہمیں ان کی پاک ذات کی مکمل تفسیر وتشریح بھی ملتی ہے

اور یہ بھی ہے کہ ان کے اسمائے گرامی کے دائرے کا مرکز ان کی لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف ہی نظر آتے ہیں یعنی دونوں اسمائے مبارکہ میں یہ لختِ جگر سے مسلسل متصل نظر آتی ہیں اور لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف ان سے متصل نظر آتے ہیں

عربی حروفِ تہجی کے جو تشریحات موجود ہیں ان میں یہ ہے کہ یہ حروف علامتی ہیں مثلاً (ج) جسے عبرانی میں جمل کہتے ہیں اور جمل کے معنی ہیں ناقہ جیم کا سر اونٹنی کی

گردن سے مشابہ ہے اور نقطہ اونٹنی کے بچے کی علامت کے طور پر لایا گیا ہے یا بعض لوگوں نے نقطہ اونٹنی کا مالک بتایا ہے جو اس کی گردن پر سوار ہے اسی طرح (ش) کو عبرانی میں شجر کہتے ہیں شین کا سر درخت کی تین شاخیں ہیں اور تین نقطے اس پر اڑنے والے تین پرندے ہیں اسی طرح (ب) کو بیت کہتے ہیں یعنی' با، ایک گھر ہے اور نقطہ اس گھر کا مالک ہے جب ہم ان کے دونوں اسمائے مبارکہ پہ نگاہ کرتے ہیں تو یہ بات نظر آتی ہے کہ ان دونوں میں دو دو نقطے ہیں اور نقطے اولاد کی علامت بھی مانے جاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اسمائے مبارکہ سے ہی ثابت ہے کہ ازل سے ان کی آغوشِ عاطفت میں دو پھول ڈالے گئے تھے یعنی ان کی گود کی زینت دو اولادیں ہوں گی

نمبر (3)

ان کے نام پاک کا پہلا حرف (میم) ہے اگر میم ہی کو دیکھا جائے تو اس کی آغوش میں بھی دو نقطے ہیں اور اس میں بھی دو اولادوں کی طرف اشارہ موجود ہے

نمبر (4)

میم سے یہ راز بھی منکشف ہوتا ہے کہ نور اول جو ذات الٰہی سے مشتق ہوا تھا اس کا ازل میں جو نام پاک تھا وہ تھا محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور اسی کے حرف اول کو ان کے نام پاک کا سرِ حرف اور سر تاج بنا کر بتایا گیا ہے کہ ان کے سر تاج کا تعلق اسی نورِ وحدت سے ہوگا

نمبر (5)

آپ دیکھیں ان کے والدین نے ان کا جو نام پاک رکھا اس کے پانچ حرف ہیں علم

الاعداد کے لحاظ سے 1 ......میم، 2......لام، 3...... یائے، 4......کاف ، 5...... ہا
اس سے یہ بھی منکشف ہوتا ہے کہ ان کی ذات میں انوارِ خمسہ نجبا علیھم الصلوات والسلام
کا اجتماع ہوگا اور ان کا کلی سرمایہ ان کی آغوش میں جلوہ پذیر ہوگا

نمبر (6)

یہ بھی عجیب بات ہے کہ دونوں اسمائے مبارک میں دو دو نقطے ہیں جو نام پاک روم میں ملا اس میں بھی دو نقطے ہیں اور جو نام پاک خاندان پاک علیھم الصلوات والسلام سے ملا اس میں بھی دو نقطے ہیں یعنی دونوں اسماء مبارک میں دو اولادوں کی طرف اشارہ موجود ہے

نمبر (7)

جو نام پاک خاندان پاک صلوات اللہ علیھم اجمعین نے دیا وہ تھا جناب (ن رج س) صلوات اللہ علیھا یعنی جو نام اقدس خاندان پاک صلوات اللہ علیھم اجمعین نے دیا ہے اس کا پہلا حرف ہی نقطے والا ہے اور وہ ہے (نون) اس پہلے حرف ''نون'' میں بھی دو نقطے ہیں۔ وہاں بھی لفظ ''میم'' کے دو نقطے اور یہاں نون کے دو نقطے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس شاخ طوبیٰ پہ صرف دو پھول کھلیں گے

نمبر (8)

جو اسم مبارک پاک خاندان صلوات اللہ علیھم اجمعین نے دیا اس کا پہلا حرف ہی نقطے والا ہے اور اس کے بعد دوسرا حرف خالی ہے اور پھر تیسرا حرف نقطے والا ہے مگر پہلا نقطہ اوپر ہے اور دوسرا نقطہ نیچے ہے جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ نقطہ اولاد کی علامت بھی ہے لیکن اوپر والا نقطہ اولاد ذکور کی علامت ہے یعنی فرزند کی علامت اور

نیچے والا نقطہ پاک دختر صلوات اللہ علیہا کی نشاندہی کرتا ہے اس سے دو باتیں سامنے آتی ہیں کہ اوپر والا نقطہ ایک ہی ہے یعنی ایک ہی لختِ جگر ہے نیچے والا نقطہ بھی ایک ہی ہے یعنی دختر پاک بھی ایک ہی ہیں

ان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے پاک فرزند ہوگا اور دختر پاک بعد میں ظہور فرمائیں گی اور یہ بھی ہے کہ ان کے پاک فرزند اظہر من الشمس ہوں گے اور شہزادی پاک صلوات اللہ علیہا پردۂ وحدت میں مخفی ہوں گی اور ان کا مقام اخفی من الاسرار ہوگا اسی لئے جب فرزند کا ظہور ہوگا تو ہر کوئی یہی کہے گا کہ ہم نے ان کی زیارت کی ہوئی ہے اور پاک شہزادی صلوات اللہ علیہا کے بارے میں اہل بیت اطہار کے بغیر کوئی دعویٰ ہی نہیں کر سکے گا کہ ہم نے ان کی زیارت کی ہوئی ہے اور نہ کوئی بعد میں ان کے علاوہ کبھی زیارت کر سکے گا

نمبر (9)

نقطہ اول حرف اول پر موجود ہے گویا یہ بتا رہا ہے کہ اگرچہ میں اس نام کا حصہ ہوں مگر ہوں اس نام پاک سے پہلے' یہ مت سمجھنا کہ میں ان کے بعد کا ہوں بلکہ ہم اس نام کا حصہ ہونے کے باوجود اس سے بہت پہلے کے ہیں ہم ان سے پیدا نہیں ہوئے بلکہ ہم ان کی اولیت ہیں اور یہ ہمارا آخر ہیں

نمبر (10)

اس اسم مبارک کا حرف اول نون ہے اور اس نون پر ایک نقطہ ہے جو بتا رہا ہے کہ روز اول سے ہم نے اس نون کی آغوش کی زینت بننا پسند فرمایا تھا اور نون کی آغوش کو اس طرح زینت دی تھی کہ خالق کائنات کو جھوم کر بے ساختہ قسمیں کھانا

پڑیں ن و القلم یہ نون بھی عام نون نہیں یہ نون سرتاجِ نور ہے اور نقطہ اس کی آغوش کی زینت بنا تو نور علیٰ نور کا اظہار ہوگا

نمبر (11)

حرف اول کا نقطہ بتا رہا ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ میں اس اسمِ حسنیٰ کا ایک حصہ ہوں مگر ذرا غور سے دیکھو میں اس کا حصہ ہونے کے باوجود اس اسم سے بلند ہوں میں نقطہ نورِ اولیت ہوں مگر آغوشِ نونِ مادرِ گرامی میں جلوہ آرا ہوا ہوں اس بات پہ غور کرو کہ ہم جدا بھی ہیں اور ایک بھی ہیں نون کا حصہ بھی ہیں اور نون سے جدا بھی ہیں

نمبر (12)

'یہ حرفِ اول کا نقطہ اس راز کو بھی منکشف کرتا ہے کہ ہم نے نون کی آغوش کو زینت دی ضرور ہے مگر دنیا کا کوئی عقلمند نون کے نقطے کو نون کا بیٹا نہیں کہہ سکتا ہمارے درمیان رشتے جنم نہیں لیتے ہم اعزاز بخشتے ہیں دنیاوی اور بشری تصورات کی آلودگی سے ازل سے پاک ہیں ہمارے مابین کوئی دنیاوی مادی رشتہ جوڑنے کی کوشش نہ کرنا ہم ان تعینات سے اجل وارفع وماوریٰ ہیں

نمبر (13)

نون کا نقطہ یہ راز بھی کھولتا ہے کہ میں اس نون کا ایسا جزو ہوں کہ جس کے بغیر نون کا وجود مکمل نہیں اگر نون کی آغوش سے ہمیں وقت جدا کر دے تو نون کا وجود دنیا میں باقی نہ رہے میں ان کی وجہِ بقا ہوں میری جدائی کے بعد نون دنیا پر باقی نہ رہے گی اور میرے دم سے نون کی بقا ہے اور میں اس کا ایسا جزو ہوں جس کے بغیر یہ کل باقی نہیں رہ سکتا تاریخ میں جھانک کر دیکھیں جب شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف

نے غیبت اختیار فرمائی تو ملکہٗ عالمین صلوات اللہ علیہا نے بھی پردہ غیبت الٰہی میں خود کو غائب فرمالیا

نمبر(14)

نون کے نقطہ میں یہ راز بھی ہے کہ یہ حرف اول پر جلوہ گر ہو کر بتا تا ہے کہ ہم اس نون کے دربان بھی ہیں اور محافظ بھی ہیں کیونکہ جو بھی نام لکھنا چاہے گا اسے سب سے پہلے ہمارے امر سے گزرنا ہوگا ہماری اجازت کے بغیر اس نام پاک کو چھونا بھی، لکھنا بھی، اور زبان پر لانا بھی جائز نہیں ہے ہم اس نام پاک کے در پہ چوکیداری کر رہے ہیں اور شرفا اپنی عزت کی چوکیداری پر فخر کرتے ہیں اور ہمیں یہ فخر ہے کہ ہم نون کے چوکیدار ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم االسلام ہماری چوکیداری کرتے ہیں مگر ہم اس کے در کے چوکیدار ہیں اس سے خود اندازہ لگاؤ کہ اس معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کی عزت وعظمت کیا ہے؟

نمبر(15)

اس میں ایک راز یہ بھی ہے کہ جب یہ نام لیا جائے تو پہلے یہ نقطے والا حرف زبان پر آتا ہے اور آ گاہ فرماتا ہے کہ آگے حدِ ادب ہے اگر ان کی ذات کو سمجھنا چاہو تو پہلے ہمیں سمجھ کر دکھاؤ پھر انہیں سمجھنے کی سعیِ لا حاصل کرنا

دوسری بات یہ کہ جب تک ہم اجازت نہ دیں اس نام پاک کو تلاوت کرنے کی جرات کوئی نبی بھی نہیں کرسکتا تو گندی نالی کا کیڑا کیوں جرات کر رہا ہے تمہیں نہیں معلوم کہ ان کے اسمِ ذات کے در کے ہم نگران ہیں یہاں تو عقول انبیاء علیہم السلام کو داخلے کی اجازت اور جرأت نہیں تو کس باغ کی مولی ہے؟

نمبر(16)

اس نام پاک میں ایک اور راز بھی ہے کہ پہلا حرف ہی زبر والا ہے اور اس پر موجود زبر اعلان کر رہی ہے کہ اس نقطے کو کوئی زیر کر ہی نہیں سکتا یہ آج سے نہیں ازل سے زبر ہے اور جب حجابِ غیبت سے باہر قدم رکھیں گے تو پوری دنیا زیرِ قدم ہو گی انبیاء ماسلف علیہم السلام جناب آدم علیہ السلام سے آخری تک سارے زیرِ سایہ ہوں گے اور ہر دشمن زیر و زبر ہو گا یہ زبر عام زبر نہیں زبردست ہے اولین و آخرین کے فراعنہ زیر ہوں گے اور یہ تا ابد زبر ہی رہیں گے

نمبر(17)

اس نام پاک کا حرفِ اول نون ہے جس کے مفرد عدد پانچ ہیں گویا اس میں یہ راز ہے کہ ظاہر میں یہ حرف نون ہے مگر یہ حرف نہیں چادرِ تطہیر ہے اور اس کسائے نور میں پورے پنج تن پاک علیہم الصلوات والسلام کا جلوہ ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ حدیث کسا کو ان پانچ ذوات اطہار علیہم الصلوات والسلام تک محدود نہ سمجھو اس کا دائرہ آخری جناب تک پھیلا ہوا ہے اور یہ بھی مالک تطہیر ہیں ملکہ تطہیر ہیں

نمبر(18)

جو نام پاک والدین نے رکھا اس کے حروف بھی پانچ ہیں یعنی (م ل ی ک ہ) کے حروف بھی پانچ ہیں اور اس کو علیحدہ علیحدہ لکھیں تو اس میں نقطے بھی پانچ ہیں (میم لام یا کاف ہا) اور جو نام پاک گھر اطہر میں ملا اس کے حرفِ اول (نون) کے عدد بھی پانچ ہیں

اس میں یہ راز بھی ہے کہ اس ذات پاک کے ظاہر بھی پنج تن پاک ہیں اور باطن بھی

پنج تن پاک علیہم الصلوات والسلام ہیں ان کا اول بھی اور آخر بھی وہ ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو مولا امام حسن عسکری علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا جو اس زمانہ حاضر کی نائبِ سیدہ پاک صلوات اللہ علیہا تھیں وہ ان کی نعلین اٹھانا فخر کیوں سمجھتیں؟ ظاہراً یہ غیر تھیں اور ان کا خون کا رشتہ خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام سے کوئی نہ تھا مگر اس غیریت پر قربان کہ جو جملہ قربتوں سے بڑھ گئی سارے اعزازات اپنی آغوش میں بھر لئے

نمبر (19)

مکمل نام پاک کے اعداد 313 بنتے ہیں

50 + 200 + 3 + 60 = 313 یہ نام پاک کے اعداد ان کے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو اتنے محبوب ہیں کہ اپنے اصحابِ خاص کی تعداد بھی اتنی ہی مقرر فرمادی کہ جب بھی وہ نصرت کریں تو ان میں مامتا کا جذبہ بھر جائے اور ساتھ ہی ان کو دیکھ کر والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی یاد تازہ ہوتی رہے اس لئے اصحاب کی تعداد کو ان کے نام پاک کے اعداد پر ہی قائم کر دیا نہ ایک کم نہ ایک زیادہ گویا یہ بھی ان کی عظمت کی ایک دلیل ہوں گے

نمبر (20)

یہ تو آپ دیکھ چکے ہیں کہ آپ کے اسم مبارک کے عدد تین سو تیرہ ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ اللہ نے اس عدد کو اتنی اہمیت بخشی ہے کہ روز اول سے جب اللہ نے کوئی اہم جماعت بنائی ہے اس کی تعداد کو تین سو تیرہ ہی میں محدود رکھا ہے جیسا کہ

جناب یوشع بن نون علیہ السلام کے اصحاب حق کی تعداد تین سو تیرہ

جناب موسیٰ علیہ السلام کے خواص کی تعداد تین سو تیرہ

جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تین سو تیرہ

جناب ابراہیم علیہ السلام کے حران میں جنگی ساتھی تین سو تیرہ

شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اصحاب بدر تین سو تیرہ

واقعہ کربلا کے ضمن میں شہید ہونے والوں کی کل تعداد تین سو تیرہ جو کربلا میں شہید ہوئے ان کی تعداد ایک سو چوالیس تھی ایک سو دس جناب مسلم بن عقیل علیہما الصلوات و السلام کی معیت میں ان کی نصرت کرتے ہوئے شہید ہوئے 59 افراد واقعہ کربلا کے بعد پاک پردہ داران توحید و رسالت کی نصرت میں کربلا سے شام تک شہید ہوئے یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے اسم مبارک کے اعداد 59 ہیں اور ان شہیدوں کی تعداد بھی یہی ہے تو اس سے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ پاک پردہ داران توحید و رسالت صلوات اللہ علیہن کی نصرت کرنے والوں کے پیچھے ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا نور کارفرما تھا

میں عرض کررہا تھا کہ اللہ جل جلالہ نے شہدائے کربلا علیہم الصلوات والسلام جیسی اہم ترین جماعت کی تعداد 313 رکھی ہے اسی سے آپ اندازہ لگالیں کہ اللہ نے اہل حق کی اہم ترین جماعت کی تعداد کو ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کے اسم مبارک کے اعداد کے برابر رکھا ہے تاکہ ان کا نام پاک ہی ان کی صداقت اور حقانیت پر ایک دلیل بن جائے

نمبر (21)

نام کے اعداد تین سو تیرہ ہیں تو اس سے یہ بھی احتمال حق ہوسکتا ہے کہ خود معظّمہ

دوران صلوات اللہ علیہا نے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی نصرت کرنے والوں کی تعداد اپنے نام پاک کے ہم عدد خود رکھوائی ہوتا کہ لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی نصرت میں ان کا حصہ بھی شامل رہے بظاہر اصحاب مصروفِ نصرت ہوں دراصل ماں کی ممتا اپنے لعل کی حفاظت میں مصروف ہو

نمبر (22)

یہ راز بھی ہوسکتا ہے کہ معظّمہ دوران صلوات اللہ علیہا نے اپنا نام پاک ہی ایسا پسند کیا ہو کہ جن کے اعداد شہنشاہ بیٹےؑ کے ناصرین کی تعداد کے برابر ہو یعنی انہیں اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے انصار اتنے پیارے اور محبوب ہوں کہ ان کی تعداد کو اپنے نام پاک کی آغوش میں سمولیا ہو اپنے نورِ نظر کے جاں نثاروں کو بھی اپنی ممتا کی رحمت کا حصہ بنالیا ہو یہ بھی تو ان کی رحمت سے اور شفقتِ مادری سے بعید نہیں ہے

نمبر (23)

313 اعداد کا اگر مفرد عدد بنایا تو سات بنتا ہے 3 + 1 + 3 = 7 ادھر چہاردہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کے اسمائے مبارکہ میں سے تقرار کو ختم کر دیا جائے یعنی جو اسم بار بار پسند فرمائے گئے انہیں دوبارہ شمار نہ کیا جائے تو ان کی تعداد بھی سات بنتی ہے

(1) محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

(2) علیؑ علیہ الصلوات والسلام

(3) حسنؑ علیہ الصلوات والسلام

(4) حسینؑ علیہ الصلوات والسلام

(5) جعفرؑ علیه الصلوات والسلام

(6) موسیٰ علیه الصلوات والسلام

(7) ملکہ عالمین صلوات الله علیها

دوسری طرف شہنشاہِ زمانہ عجل الله فرجه الشریف کی والدہ پاک صلوات الله علیها کے نام پاک کے مفرد اعداد سات ہیں اور اللہ نے چہاردہ معصومین علیهم الصلوات والسلام کے بارے میں فرمایا ہے ☆ سَبعاً مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ یعنی سات دہرائے ہوئے اسمائے مبارکہ ہی کائنات اور قرآن کے مرکز ہیں اس سے تو ثابت ہوا کہ ان کے بطن میں ایک حجت جلوہ آرا نہیں پورے چودہ کے چودہ موجود ہیں اور ان کے انوار کا ان میں ازل سے ظہور ہے اور یہ ایک طرح سے چودہ پاک علیهم الصلوات والسلام کے مرکزِ کلی یعنی شہنشاہ ٔ زمانہ عجل الله فرجه الشریف کے نور کی امین ہیں اور ان جناب کی ذات میں چودہ معصومین علیهم الصلوات والسلام کے انوار جمع ہیں اور وہ جناب اپنے اجداد طاہرین صلوات الله علیهم اجمعین کے جامع ہیں سبعا من الثانی کی مزید تشریح وتفسیر کے لئے تفسیر صافی ملاحظہ فرمائیں

نمبر (24)

ان کے نام پاک کے اعداد 313 ہیں اگر غور سے دیکھیں تو پتہ چلتا ہے ان اعداد کو الٹا یا نہیں جا سکتا جیسے قرآن پاک میں ہے ربك فكبر ان کے حروف کو جس طرف سے بھی پڑھو یا لکھو ویسے کے ویسے رہتے ہیں اس کو علمِ ادب کی اصطلاح میں ''صنعت مستوی مقلوب العددی'' کہا جاتا ہے

اس ترتیب میں یہ راز ہے کہ کوئی یہ نہ سوچے کہ ادھر تھے یا ادھر سے آئے بلکہ یہ روم

www.khrooj.com

میں ہوں یا سرمن میں ہر جگہ مرکزِ کمال وحدانیت بن کر رہے یہ نہ سمجھیں کہ پہلے اور دین کے امین تھے یہاں اور دین ملا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کی مکانیت میں فرق ضرور آیا ہے مگر مقام میں یک سر موفرق نہیں آیا ان کا ازل اور ابد بلا تغیر و تبدیل ہے

نمبر (25)

اگر ہم ان کے دونوں اسمائے مبارک کے اعداد یکجا کر دیں تو وہ چار سو اٹھارہ 418 عدد بنتے ہیں اگر چار سو اٹھارہ سے حرف ذات بناؤ تو حرف ''وحدت'' ذات بنتا ہے

و= 6+ح= 8+د= 4+ت =400 کل عدد 418

یعنی وحدت ان کا حرف ذات ہے

اب یہ اپنے اپنے عقیدے کی بات ہے کہ ان کی خاندان پاک علیھم الصلوات و السلام سے وحدت مانیں یا وحدانیۃ الکبریٰ سے وحدت مانیں یا عین وحدت مانیں کیونکہ محبت اور عقیدے کی حد نہیں ہوتی اس میں بھی کوئی روک نہیں لگانا چاہتا

نمبر (26)

ماہرین علمِ جفر جانتے ہیں کہ ہر انسان کے نام کے باطن میں ایک اسم الٰہی موجود ہوتا ہے اسے معلوم کرنے کا طریقہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انسان کے نام کے اعداد کے برابر اللہ عزوجل کے اسمائے حسنیٰ میں سے وہ اسم تلاشا جائے جس کے اعداد اس کے نام کے برابر ہوں اور جو اسم ایسا مل جائے وہی اس آدمی کے لئے اسم اعظم مانا جاتا ہے۔ ماضی میں اللہ کے چار سو چالیس اسما مانے جاتے تھے اگر ان چار سو چالیس اسمائے حسنیٰ میں سے ہم اس جفری کلیے سے ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کے اسم

مبارک کا اسم اعظم تلاش کریں تو ان کا اسم اعظم یعنی باطنِ ذات یا تہہِ ذات کارفرما نام دیکھیں تو نام ملتا ہے

''رب الاعلیٰ''

ہم جب ان کے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے القاب میں غور کرتے ہیں تو ہمیں ان کا ایک نام پاک ملتا ہے

''رب الارض عجل اللہ فرجہ الشریف''

وَ اَشرَقَتِ الاَرضِ بِنُورِ رَبِّهَا کی تفسیر میں ہے کہ اس آیت کے مصداق شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں یعنی بیٹا کون ہے؟ رب الارض عجل اللہ فرجہ الشریف اور ان کی تربیت فرما کر والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کو نام پاک ملا ہے رب الاعلیٰ کیونکہ قرآن پاک میں والدین کو بوجہ تربیت رب کہا گیا ہے جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے

☆قُل رَّبِّ ارحَمهُمَا كَمَا رَبَّيَانِىُ صَغِيُرا

اے لوگو آپ اپنے والدین کے حق میں اس طرح دعا کریں اے میرے رب حقیقی میرے ان دونوں ربوں پر اسی طرح رحم فرما جیسا کہ انہوں نے میرے بچپن پر رحم کیا تھا

اب جو عام آدمی کی تربیت کرے وہ عام رب ہے مگر جو رب الارض کی تربیت کرے اور اس کی مربی ہوں ان کا اسم اعظم رب الاعلیٰ صلوات اللہ علیہا ہی ہونا مناسب تھا

WWW.KHROOJ.COM

نمبر (27)

اس نام پاک کے اعداد کے پردے میں یہ راز بھی ہے کہ ان کے نام پاک کے اعداد کو اگر عبارت میں بدلا جائے اس طرح ہوگا

کل عدد = 313 ان میں سے 3 = ج 10 = ی 300 = ش = جیش

لفظ جیش عربی میں عسکر کے ہم معنی مانا جاتا ہے یعنی اس کے معنی ہیں لشکر یا عسکر اب یہاں یہ بیان کرنے کی ضرورت تو نہیں کہ یہ ان کے پاک سرتاج کا نام پاک ہے یہی اس نام پاک کی خصوصیت ہے کہ اس میں سارے راز چھپے ہوئے ہیں اور اس نام پاک ہی سے ان کی ذات پاک کے سارے کوائف معلوم ہو جاتے ہیں اس بات سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بھی روزِ ازل کا فیصلہ تھا کہ یہ اپنے سرتاج سے اس درجہ متصل ہیں کہ ان کا پاک سرتاج ان کا باطن ہے اور یہ اپنے سرتاج کا ظاہر ہیں یہی تو اس پاک خاندان کی وحدت ہے کہ جس ذات کے اسرار کے پردے ان کے رخِ ظاہریت سے ہٹ جائیں تو ان کے مابین دوئی کا تصور معدوم ہو جاتا ہے اور ان کے مابین ایک کلی وحدت نظر آتی ہے جیسے ایک آدمی ایک ہزار کے عدد کی صفریں ہٹاتا چلا جاتا ہے تو اس کے باطن میں صرف ایک (احد) ہی ملتا ہے کیونکہ صفر تو لاشئے ہوتی ہے اسے عدد کوئی نہیں کہتا اس طرح ان کے جتنے روپ ہیں وہ ایک کے ہندسے کی صفریں ہیں

نمبر (28)

اگر ان کے نام پاک کے حروف کی تعداد دیکھیں تو وہ چار ہے اس چار کے عدد میں ان کے پاک خاندان کے افراد کی تعداد کا اشارہ ہے کہ ان کے افرادِ خانہ کی

www.khrooj.com

تعداد ہی چار ہو گی جیسا کے ہر کوئی جانتا ہے کہ ایک خودؑ ایک پاک سر تاجؑ ایک پاک شہزادہ عجل اللہ فرجہ الشریف ایک پاک شہزادی صلوات اللہ علیہا جو شہر حلے کی ملکہ ہیں

نمبر (29)

اس نام کا جو دوسرا نقطہ ہے وہ نام پاک کے نیچے ہے اس کے نیچے زیر ہے جس سے ثابت ہے کہ یہ ایک شہزادی صلوات اللہ علیہا کی علامت ہے کہ جو زیرِ نقابِ وحدت رہیں گی اور وہ اس طرح زیرِ نقابِ وحدت ہیں کہ ان کے حالاتِ طیبہ سے اہلِ خانہ کے علاوہ کوئی آشنا ہی نہیں

نمبر (30)

ان کے لختِ جگر کا ایک نام پاک وہ ہے جس کے بارے میں کتبِ غیبت میں ایک علیحدہ باب نھی عن التسمیہ کے عنوان سے قائم کیا جاتا ہے جس نام کی محفلوں میں تلاوت کرنے کی منع ہے بلکہ اس شخص پر معصومین صلوات اللہ علیہا کی طرف سے اور توقیع مبارک میں لعنت صادر ہوئی ہے وہ نام پاک ہے (م ح م د) عجل اللہ فرجہ الشریف اگر اس نام کے اعداد کو معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کے نام پاک کے اعداد میں شامل کر دیا جائے تو یہ مل کر چار سو آٹھ عدد بنتے ہیں اب اگر ان اعداد کا اسم الٰہی بنایا جائے تو بنتا ہے

ُقادرِ مطلق ،، یعنی یہ ظاہر میں جتنے مظلوم کیوں نہ ہوں مگر ہیں قادرِ مطلق کے مظہرِ حقیقی اس سے ظاہر ہے کہ ان کا صبر اختیاری ہے اور یہ بھی ہے کہ صبر وہی قابلِ تحسین ہوتا ہے جو انتقام کی قدرت کے باوجود کیا جائے یہ قدرتِ کاملہ کے باوجود صبرِ خداوندی

کا مظاہرہ فرماتے ہیں مجبور نہیں ہیں، ان کے صبر سے کوئی ان کے عجز پر دلیل لانے کی کوشش نہ کرے

نمبر (31)

نام پاک کے پہلے حرف ''ن'' میں ایک اور لطیف اشارہ بھی ہے
عربی میں نون کا حرف جب کسی مصدر کے کسی صیغے سے پہلے لگا ہو تو جمع متکلم کی علامت مانا جاتا ہے جیسے نضرب نعلم نحسب نعید وغیرہ اور اسی طرح اس نام پاک میں بھی نون کا حرف پہلے ہی ہے جس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ یہ ذات بھی کلنا واحد کے دائرے میں آجاتی ہے ان کی ذات پاک میں پورا خاندان پاک عجل الله فرجهم الشريف سمایا ہوا ہے

نمبر (32)

دوستو جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے کہ ان کے اسم الحسنٰی کا حرف اول نون ہے یہ نون اللہ جل جلالہ کو اتنی عزیز و محبوب ہے کہ اس نے قلم سے بھی پہلے نون کی قسم کھائی ہے اور کوئی بھی جب قسم کھاتا ہے تو اپنی کسی محبوب چیز ہی کی کھاتا ہے اور اللہ فرماتا ہے ''ن و القلم'' مجھے نون اور قلم کی قسم۔

نمبر (33)

یہاں ایک بات اور بھی عرض کرتا چلوں وہ یہ ہے اگر کسی آدمی کے سر میں درد ہو اور کوئی آدمی باوضو ہو کر پانچ مرتبہ ملکہ عالمین سیدۃ الزمان صلوات الله علیها پر صلوات پڑھنے کے بعد اس کی پیشانی پر پانچ مرتبہ انگشت شہادت سے لکھے ن ن ن ن ن تو اس آدمی کے سر کا درد ختم ہو جائے گا یہ مجرب ہے

نمبر(34)

اس نام پاک کے معنی دو طرح کے ہیں نام پاک کا ایک مطلب ہے گلِ نرگس جو ہمیشہ آنکھوں کے حسن کے استعاروں اور تشبیہوں میں استعمال ہوتا ہے

یہ بھی ہے کہ آنکھ کا نور اولاد کو کہا جاتا ہے یعنی ان کا نور ان کے حقیقی لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں اور وہی ان کی آنکھوں کے نور ہیں ہی مگر وہ حقیقتاً اللہ کا نور ہیں

نمبر(35)

ایک اور طرف بھی اشارہ ہوتا ہے کہ آنکھ ہی سے انتظار کا تعلق ہوتا ہے اور ان کے نام پاک میں ہی چشمِ انتظار کا تصور موجود ہے اور سب سے شدید انتظار انہی کا ہے کیونکہ محبت میں ماں سے کوئی نہیں بڑھ سکتا اسی لئے ان جیسا منتظر بھی کوئی نہیں ہوسکتا اور پھر ایک دو دن کا نہیں صدیوں کا انتظار ہے جب صورت یہ ہو تو پھر کیسے یہ انتظار جزوِ ذات نہ بن جائے؟

نمبر(36)

دوسرے معنی اس طرح کے ہیں کہ نون اول کو جمع متکلم کی علامت قرار دیا جائے اور ان کے نام پاک کو رَجَسَ کے مصدر سے مانا جائے جیسے جو بروزن ضرب لغت میں موجود ہے اس کے معنی ہیں جوش وجلال سے گرجنا جیسا کہ

رجس السماء آسمان پہ بادل گرجا

رجس البعیر اونٹ جوش غضب سے بلبلایا

رجس البحر سمندر کا پانی جوش سے گرج کر ابھرا اسی طرح سمندر کو رجاس بھی کہتے ہیں یعنی بہت گرجنے والا

رجس فلا نا عن الامر ڈانٹ کرکسی کوکسی کام سے روکنا

جب اس نام پاک کومضارع میں جمع متکلم کی صورت میں لائیں گے تو یہی نام پاک بنے گا یعنی (ن رج س)

اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ مضارع کی ایک خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں پر اپلائی Apply ہوتا ہے تو اس طرح اس کے معنی ہوں گے ہم پہلے بھی ڈانٹ کر روکتے رہے ہیں اور اب بھی روکے ہوئے ہیں اور آئندہ بھی روکتے رہیں گے اور یہی ان کی حیاتِ طیبہ کا اہم حصہ ہے کہ جب بھی جہاں بھی کسی نے حدودِ ادب کو توڑنے کی کوشش کی ہے ایک مہیب گرج دار آواز آئی اور جسارت کرنے والے کے اعصاب مضمحل ہو گئے تین مرتبہ عقد کا اہتمام ہوا ایک گرج دار آواز آئی چالیس سیڑھیوں والا تخت زمین بوس ہو گیا اسا قفہ غش کھا کر منہ کے بل زمین پر گرے یہ وہی گرج دار آواز ہے جسے خالق نے قیامت کا سرچشمہ قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے☆فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنظُرُون مخلوق کو قبروں سے نکالنے کے لئے زیادہ محنت نہ کرنا پڑے گی بس ایک ہی ڈانٹ پڑے گی اور سارا کچھ درست ہو جائے گا اور یہ ڈانٹ کس کی ہوگی یہ بتانے کی اب ضرورت ہی نہیں

حقیقت یہ ہے کہ جب انہوں نے دنیا میں آنکھ کھولی اسی دن سے اللہ کا نظام حفاظت ان کے کے لئے متحرک (Active) ہو گیا اور ہر مرحلے میں ان کے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف نے ان کی مکمل حفاظت کی اور جہاں بھی خلاف شان کوئی بات نظر آئی فوراً ایسی گرج دار آواز آئی کہ سامعین کے ہوش اڑ گئے

کیونکہ ان کے اسم مبارک کے سات عدد بنتے ہیں اور ان کے لخت جگر کے حقیقی نام پاک کے عدد دو بنتے ہیں اس طرح یہ ملا کے نو بنتے ہیں اور یہی 9 کا عدد ملکہ فدک سیدۃ النساء العالمین صلوات اللہ علیہا کا عدد بنتا ہے جو کہ دونوں ماں بیٹے کا مجموعہ اصل ہیں اس لئے میں نے 36 نکات پیش کئے ہیں جن کا مفرد عدد بھی 9 ہی بنتا ہے اس لئے انہی پر اکتفی کرتا ہوں

ملکہ عالمین سیدۃ الزمان صلوات اللہ علیہا کا ایک لقب ہے جناب صقیل صلوات اللہ علیہا یہ سارے عربی دان جانتے ہیں کہ صقل کے معنی چمکانا، پالش کرنا وغیرہ کے ہوتے ہیں اور لفظ صقیل بروزن فعیل ہے جیسے کریم صاحب کرم، رحیم صاحب رحم۔

فعیل کی یہ صفت ہے کہ یہ ایک طرف موصوف بھی ہوتا ہے اور وہ اس صفت کا معطی بخشنے والا بھی ہوتا ہے جیسا کہ کریم وہ ہوتا ہے جو خود بھی صاحب کرم ہو اور دوسرے کو صاحب کرم بنا سکے اسی طرح رحیم وہ ہوتا ہے جو خود بھی صاحب رحم ہو اور دوسرے کو بھی اس صفت کا حامل بنا سکے جیسا کہ اللہ جل جلالہ خود رحیم ہے اور دوسروں کو بھی رحم کی صفت اسی نے عطا فرمائی ہے اسی طرح انہیں جو لقب ملا ہے وہ ہے صیقل صلوات اللہ علیہا یعنی درخشاں، روشن، چمکنے والی ذات ایک طرف تو یہ خود نورانی تھیں ساتھ ان کی یہ خصوصیت بھی تھی کہ ان کے نور سے پورا عالم دمک اٹھتا تھا جس وقت یہ مہیائے نماز شب ہوتی تھیں تو اس وقت ان کے جبین مبین کے نور سے سارا شہر روشن ہو جاتا تھا اور آسمان تک ایک چاندنی سی چھا جاتی تھی

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

واقعۂ عقد در روم

احباب گرامی!

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ جس سال ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کی آمد ہوئی اسی سال ملکہ تھیوڈورا کی حکومت ختم ہوئی اور ان کے چچا قیصر میخائیل بن نوفل کی حکومت قائم ہوگئی اس طرح تیرہ سال گزر گئے اس دوران ملک روم اور بنی عباس کی حکومت میں متعدد جنگیں ہوئیں جن کا ہمارے موضوع سے کوئی تعلق نہیں اس لئے ان کا ذکر کرنا بھی ضروری نہیں ہے ہاں یہ بات عرض کرنا ضروری ہے کہ قیصر روم میخائیل کوئی مدبر حاکم نہ تھا بلکہ وہ بھی ان بادشاہوں کی طرح تھا جو اپنے گرد عقل مند اور مدبر لوگوں کو جمع کر لیتے ہیں اور ان کے ذریعے حکومت چلاتے ہیں

اسی طرح قیصر روم میخائل بن نوفل کا ایک سوتیلا ماموں تھا جس کا نام تھا برداس (بطرناس) یہ بہت شاطر اور ذہین انسان تھا اسی لئے قیصر روم نے اسے اپنا سب کچھ بنا رکھا تھا اور زیادہ تر حکومت وہی چلاتا تھا اور قیصر کی حکومت کی کامیابی میں اس کا بڑا ہاتھ تھا

جیسا کہ نصر بن الازھر اشیعی کی روایت سے ثابت ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے متوکل عباسی نے قاصد بنا کر جب قیصر روم کے پاس بھیجا تو میں قسطنطنیہ پہنچا میں نے وہاں اذنِ

باریابی طلب کیا تو مجھے قیصر کے سپاہیوں نے دروازے پر روک لیا اور کہا کہ ہمارے درباروں کا اصول ہے کہ اس میں کوئی ٹوپی اور تلوار کے ساتھ اندر نہیں جا سکتا

جب انہوں نے یہ بات کی تو میں نے تلوار اور ٹوپی دینے سے انکار کر دیا اس بات پر ہماری ان سے بحث شروع ہوگئی کچھ دیر بعد برداس (بطرناس) باہر آیا اور اس نے کہا کہ یہ یہاں کا اصول ہے تمہیں اس پر عمل کرنا ہوگا

جب میں نے انکار جاری رکھا اس نے مجھے باہر نکال دیا کچھ دن بعد پھر میں نے کوشش کی کہ کسی طرح قیصر تک پہنچ جاؤں مگر انہوں نے اپنے شرائط کو باقی رکھا اور انہی اصولوں پر اجازت ملی جب میں قصر کے اندر گیا تو میں نے دیکھا دربار میں ایک بہت بڑا تخت لگا ہوا تھا اور اس تخت پر چھوٹا سا ایک اور تخت لگا ہوا تھا اس تخت کے چاروں طرف بطریق [مذہبی سردار] کھڑے ہوئے تھے اور قیصر روم اوپر والے تخت کے ایک کنارے پر لگی ہوئی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا میرے پاس بہت سے تحائف تھے جو میں نے پیش کئے وہاں میرے جانے سے قبل قیصر نے تین ترجمان مہیا کئے ہوئے تھے جن کے نام تھے مسرور عباسؑ بن سعید جوہری اور سرجوہن

ہماری اس کے ساتھ جتنی گفتگو ہوئی اس میں قیصر روم نے کوئی کلام نہ کی اور صرف سر ہلا کر جواب دیتا رہا اور اس کے کام کا مدبر اس کا سوتیلا ماموں بطرناس تھا اور جتنے معاہدے ہوئے ان پر دستخط برداس نے ہی کئے

طبری وابن خلدون کی اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ برداس قیصر میخائل کی کمزوری بن چکا تھا

جب ہم ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیھا کے عقد کے وجوہات پر نظر کرتے ہیں تو اس کے

محرکات صرف سیاسی نظر آتے ہیں قیصر روم کو یہ معلوم تھا کہ وہ کتنا کمزور حاکم ہے اور وہ چاہتا تھا کہ اس کی حکومت مستحکم ہو جائے اور اس عقد سے وہ اپنی حکومت کو استحکام دینا چاہتا تھا

اس لئے اس نے سوچا کہ وہ اپنی بھتیجی کا عقد برداس کے بیٹے سے کر دے تو اس کی حکومت کو استحکام مل سکتا ہے دوسری طرف برداس کی بھی یہ خواہش تھی کہ کسی نہ کسی طرح اقتدار کے تخت میں مستقل حصہ دار بن سکے اور اس نے اپنی بہن ندورہ کو کہ جو سابقہ قیصرہ بھی تھی اور وہ اس وقت چرچ میں گوشہ نشین تھی بھی اس میں شامل کیا اور اس عقد سے بہت سے مسائل اور رنجشیں دور کی جاسکتی تھیں سو اس کا پروگرام بن گیا

یہاں ایک اشتباہ کا ازالہ کرنا بھی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے کتب میں جو روایات موجود ہیں ان میں سے ایک روایت ہے جس کے راوی ہیں جناب بشر بن سلیمان النخاس ان کی روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ مجھے معظمہؑ کائنات صلوات اللہ علیہا نے فرمایا

ان جدی قیصر اراده ان یزوجنی من ابن اخیه ......(R_4)

یعنی میرے دادا قیصر نے یہ ارادہ کیا کہ ہماری تزویج اپنے بھائی کے بیٹے سے کر دے

اس روایت میں لفظ جدی کی بجائے حقیقتاً جدتی تھا اور راویوں یا ناقلین میں سے کسی کو اِشتباہ ہوا ہوگا کیونکہ سن 248 ہج =863 عیسوی میں جناب یشوعا سلام اللہ علیہ کے والد زندہ نہیں تھے اور ان کا انتقال 227 ہجری =842 عیسوی میں ہو چکا تھا یعنی اس واقعہ عقد سے اکیس سال قبل وہ فوت ہو چکے تھے اور اس وقت کے قیصر کی عمر 35

سال تھی اور اس عمر میں کوئی شخص کسی بالغ اولاد کا دادا نہیں بن سکتا
ساتھ ہی قیصر روم جناب نوفل کے کسی بھائی کا ذکر بھی ہمیں نہیں ملتا کہ جس کے بیٹے سے عقد کا اہتمام کیا گیا ہو اس لئے ہمارے پاس ایک ہی راستہ بچتا ہے کہ راویوں کا یا ناقلین کا اشتباہ مانیں اور لفظ جدی کے بجائے جدتی تسلیم کریں کیونکہ دادی کا لفظ سگی دادی اور سوتیلی دادی دونوں پر صادق آتا ہے
یہ بھی ہے کہ ان کی سگی دادی کے بھائی کا بھی ذکر نہیں ملتا اس لئے سوتیلی دادی قیصرہ ندورہ ہی کے بھائی کی اولاد سے عقد کرنے کا پروگرام ماننا پڑے گا اور ملکہ ندورہ کا بھائی بطرناس (برداس) جو قیصر روم میخائل کا معتمد خاص اور اس کی حکومت کو سنبھالنے والا بھی تھا اور اس عقد کی سب سے بڑی وجہ قیصر کی حکومت کو استحکام دینا ہی تھا کیونکہ قیصرہ ندورہ کی معزولی بھی اس کے بھائی کے ذہن میں باعثِ نفرت ہو گی اس کا خاتمہ بھی اسی سے ہوسکتا تھا اور بطرناس کی مکمل حمایت بھی اسی سے مل سکتی تھی اور رشتوں کی پرانی زنجیروں کو نئی زنجیر سے بدلا جاسکتا تھا اور اس سے ملکہ ندورہ کی نفرت کو بھی کم کیا جاسکتا تھا جو اس وقت چرچ نشیں تھی اور شاید اسی عقد کے انعقاد اور انتظام کی ذمہ داری بھی اسے سونپی گئی ہو
یہاں ایک اور اشتباہ کا ازالہ کرنا بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ واقعہ عقد کے وقت ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کی عمر مبارک ہمارے بعض کتب میں 23 سال لکھی ہوئی ہے جبکہ اس وقت عمر مبارک 13 سال تھی جیسا کہ لکھا ہے

☆انا من بنات ثلاث و عشرة سنة......(R_5)

بعض صاحبان غیبت نے عشرین لکھا ہے کہ جب کہ عشرین کے بجائے صرف عشرۃ تھا

جیسا شیخ الطائفہ نے لکھا ہے جسے ناقلین نے عشرین لکھ دیا

اس کے کئی دلائل دیئے جا سکتے ہیں اور سب سے پہلی دلیل تو یہ ہے کہ اس دور میں تئیس سال تک بچوں کی شادی کو کوئی ملتوی نہیں رکھتا تھا کیونکہ عام طور پر عرب روم میں 15 سال تک کی عمر کو پہنچنے سے پہلے عقد کر دیا جاتا تھا اور خصوصی طور پر بیٹیوں کا دوسری بات یہ ہے کہ ملکہ عالمین صلوات الله علیہا کی دنیا پہ آمد سن 235 ہجری میں ہوئی اگر اس میں ہم 23 سال جمع کریں تو یہ سن بنتا ہے 258 ہجری کا جبکہ ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی دنیا میں آمد بھی 255 ہجری میں ہو چکی تھی اس لئے اس وقت سن مبارک 13 سال ہی ماننا پڑے گا

واقعہ عقد کی تفصیل

دوستو! یہاں ہم کتب غیبت کے اس واقعے کو لکھنا چاہتے ہیں جس سے کوئی بھی کتاب غیبت خالی نہیں ہے کیونکہ ملکہ عالمین دوراں صلوات الله علیہا کے خاندانی پس منظر پہ جو کتب غیبت میں چند واقعات ہیں ان میں سے سب سے زیادہ مفصل یہی ہے ہاں اس کے جزئیات بعض کتب میں مختلف ہیں یعنی ایک ایک فقرے کی حد تک کہیں کمی بیشی ہے جو میں نے یکجا کر دی ہے تاکہ سارے کتب کا جامع خلاصہ آپ تک پہنچ جائے

اس واقعہ کو خود ملکہء روم ام الحجت صلوات الله علیہا ہی نے بیان فرمایا ہے اور اس کو بشر بن سلیمان النخاس نے انہی کی زبان مبارک سے نقل کیا ہے جو اس طرح ہے

معظّمہ کونین صلوات الله علیہا فرماتی ہیں

☆ انا ملیکہ بنت یشوعا بن قیصر الروم صلوات الله علیہا و امی من ولد

الحوارييں و تتسب الیٰ وصی المسیح شمعون علیه السلام......(R_6)

اے بشر بن سلیمان ہم شہزادی روم ہیں اور ہمارے والد ماجد (والدہ ماجدہ) جناب عیسیٰ علیه السلام کے وصی جناب شمعون پطرس (سائمن پیٹر) علیه السلام کی اولاد میں سے ہیں ہماری شادی کا واقعہ یوں ہے کہ جب ہم تیرہ سال کے ہوئے تو

ان جدتی قیصرہ ارادان یزوجنی من ابن اخیه

ہماری جدہ قیصرہ نے ہماری شادی کا ارادہ کیا اور اس کے لئے اپنے بھائی کے بیٹے کا انتخاب کیا اس کا شاہی طریقہ سے انتظام ہونے لگا قصرِ قیصر کو دلہن کی طرح سجایا گیا تین سو راہبوں کو مدعو کیا گیا جو کہ اولاد حواریین سے تھے اور سات سو ذوی الاخطار یعنی صاحبان مرتبہ رؤسا کو بلایا گیا چار ہزار امرائے اجناد اور قوادِ لشکر اور نقبائے جیوش اور بادشاہان مملکت کو بھی اس میں دعوت دی گئی

ان کے آنے سے پہلے قیصر روم کے پائین باغ کے لان میں چاروں طرف ریشمی دبیز قالین بچھائے گئے ان پر سنہری کرسیاں قرینے سے رکھی گئیں ان کے مرکزی مقام پر دولہا اور دلہن کے لئے ایک تختِ عروسی سجایا گیا جو اتنا بڑا تھا کہ اس کی اونچائی چالیس سیڑھیوں کی تھی اس کے بڑے بڑے پائے تھے اور وہ پورا تخت جواہرات سے مرصع تھا اور اس پر ریشمی دبیز قالین ڈالے ہوئے تھے اس تخت پر دولہا نے بیٹھنا تھا اور اس کے ساتھ صرف اساقفہ اور خاندانِ قیصر ایمورین فیملی کے بزرگان نے بیٹھنا تھا اور باقی سب لوگوں کے لئے چاروں طرف کرسیاں لگی ہوئی تھیں

جب دولہا آ کر تختِ عروسی پہ بیٹھنا تھا تو جشن کا آغاز ہونا تھا اور سب سے پہلے رسم

نکاح ہونا تھی ، جب جشن کے آغاز کا وقت ہوا تو قیصر روم اپنے خاندان سمیت اپنے شاہی محل سے برآمد ہوا تو شاہی بینڈ نے ایک دھن بجانا شروع کردی اور بڑے بڑے بگل اور ٹرمپٹ بجائے گئے اور فوجی گارڈ نے سلامی دی اس کے ساتھ اساقفہ اور بطریق بھی پیچھے پیچھے چل رہے تھے وہ سلامی لے کر اپنے بڑے تخت کی طرف روانہ ہوا جو مذہبی پریسٹ پادری بطریق اساقفہ تھے وہ سارے نیچے والی کرسیوں پر بیٹھنے کے لئے جا کھڑے ہوئے جب قیصر روم میخائل ثالث اپنے چالیس سیڑھیوں والے تخت پر جا بیٹھا اور اس کے چاروں طرف ایمورین خاندان کے شاہی لوگ بیٹھ چکے تو بادشاہ نے دولہا کو سامنے والے ایک تخت پر بیٹھنے کا حکم دیا جو کہ اس چالیس سیڑھیوں والے تخت کے اوپر ایک طرف سجایا گیا تھا جب دولہا اس پر بیٹھا تو شادیانے بجائے گئے اور اس وقت بادشاہ نے ہاتھ کے اشارے سے ساتوں کلیساؤں کے پادریوں کو اوپر آنے کا اشارہ کیا

جب رسم نکاح کی ادائیگی کی نیت سے سارے اساقفہ (پادری) اناجیل خمسہ مقدسہ کو لے کر سیڑھیاں چڑھنے لگے تو اس وقت دولہا تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور یہ منظر دیکھ رہا تھا پھر وہ سارے مذہبی رہنما اسقف سیڑھیاں چڑھ کر اس دولہا میاں کے سامنے کے آ کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے انجیل کے اسفار کو کھولا اور جونہی انہوں نے تلاوت کا ارادہ کیا ایک دم محل میں ایک گرجدار آواز کے ساتھ ایک زبردست زلزلے کا جھٹکا لگا اور تختِ عروسی اپنا توازن بحال نہ رکھ سکا اس کے پائے ایک طرف مڑ کر گر گئے سارا تخت دھڑام سے زمین پر آ رہا اور دولہا غش کھا کر منہ کے بل تخت پر گرا ہر طرف افراتفری مچ گئی

فتغيرت الالوان الاساقفه اسقفوں کے رنگ اڑ گئے اور پوپ پادری نے کہا یہ بات ہمارے دین کے لئے بہت بڑی بدشگونی ہے ایسا لگتا ہے کہ ہمارے دین پر زوال آنے والا ہے قیصر روم نے بھی اس حادثے کو براشگون مانا مگر اس کا ذمہ دار اس دولہے کو ٹھہرایا اور فوراً حکم دیا کہ تخت کو دوبارہ کھڑا کرو اور پھر سے اسے سجاؤ تاکہ ہم اس دولہے کی نحوست کو اس کے بھائی کی سعادت سے مٹادیں

قیصر روم محل میں چلا گیا اور غلام اور کنیزیں دوبارہ اس تخت کو سجانے لگے اور انہوں نے بہت جلد ہی پھر وہی تخت سجادیا پھر پہلے کی طرح قیصر روم اپنے تخت پر آ کر براجمان ہو گیا پھر اس نے پہلے والے شہزادے کے دوسرے بھائی کو دولہا بنانے کا حکم دیا اسے خوب سجایا گیا اور اسے تختِ عروسی پر بٹھایا گیا اور پہلے کی طرح اسقف تخت پر چڑھے اور اسی طرح اسفار انجیل کو کھولا اور پڑھنے کا آغاز کرنے والے ہی تھے کہ ایک بار پھر وہی مہیب آواز قصر میں گونجی اور زلزلہ آیا جس سے پورا قصرِ حکومت ہل گیا تخت عروسی دوبارہ زمیں بوس ہو گیا اور دوسرا دولہا بھی غش کھا کر منہ کے بل گرا اور اسقاف بھی زمین پر منہ کے بل گرے اور ساری مخلوق قصر چھوڑ کر بھاگ گئی خوب افراتفری مچی قیصر میخائل اور جدہ قیصرہ بھی پریشان ہوگئی اس کے بعد قیصرِ روم عورتوں میں آیا اور اس شادی کے خاتمہ کا اعلان کردیا

ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں اس کے بعد ہمیں حجلۂ عروسی سے باہر اٹھا دیا گیا ہم بھی پریشان تھے کہ آخر یہ کیا ماجرا ہے اور ہم بھی یہ سوچ رہے تھے کہ کیا واقعی لوگوں کا خیال درست ہے کہ نعوذ باللہ ہم میں کوئی کمی ہے اسی طرح سوچتے سوچتے ہم نے دن کا باقی حصہ گزارا

مکاشفہ اول

جب رات ہوئی تو ہمیں ایک مکاشفہ ہوا عالمِ نیم بیداری میں ہم نے دیکھا کہ قصرِ شاہی کے صحن میں جس جگہ تختِ عروسی سجایا گیا تھا عین اسی جگہ ایک نورانی عرشِ عظیم لگا ہوا ہے جو بہت ہی آراستہ ہے اور اس سے ایک نور ساطع ہے جو آسمان سے ٹکرا رہا ہے اور وہ عرش بہت ہی اونچا ہے اور اس عرش عظیم پر ایک منبرِ نور آراستہ ہے مگر اس پر کوئی شخص تشریف فرما نہیں ہے اور اس منبرِ نور کے قریب تیرہ افراد نورانی لباس میں موجود ہیں ان میں مرکزی شخصیت جناب عیسیٰ علیہ السلام تھے اور باقی بارہ ان کے نقبا ہیں اور ان میں نمایاں ہمارے جدِ اعلیٰ جناب شمعون پطرس سلام اللہ علیہ ہیں ہم نے دیکھا اچانک اس عرش پر نورانی لباس میں کچھ شخصیات داخل ہوئے جونہی ان پر جناب عیسیٰ علیہ السلام کی نگاہ پڑی فوراً تعظیم کو کھڑے ہوگئے اور آگے بڑھ کر پذیرائی کی پہلے ان کے دست ہائے مبارک کا بوسہ دیا پھر ان کے ساتھ مل کر معانقہ کیا اور ان کا تعارف کرایا کہ یہ مرکزی شخصیت سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں اور ان کے ساتھ ان کے جانشین اور داماد امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام ہیں اور باقی ان کے دس پاک فرزند آئمہِ ھدیٰ علیھم الصلوات والسلام ہیں

اس کے بعد حضور کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے منبرِ نور کو زینت بخشی اور باقی اوصیاء علیھم الصلوات والسلام نے عرش پہ آراستہ نورانی کرسیوں کو زیب دیا اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے سلسلہ کلام کا آغاز فرمایا اور جناب عیسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا اے روح اللہ ہم آپ کے پاس اپنے لختِ جگر صلوات اللہ علیہ کے لئے تمہارے وصی جناب شمعون علیہ السلام کی دختر نیک اختر کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں

پھر جناب شمعون علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہم ان کی شہزادی صلوات اللہ علیہا کو اپنی بہو بنانا چاہتے ہیں معظّمہ کائنات صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں ہم نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے دائیں طرف ایک شہزادہ تشریف فرما ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ان کے شانۂ مبارک پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور فرما رہے ہیں کہ یہ ہمارے گیارہویں وصی ہیں اور ہمارے لختِ جگر بھی ہیں

جناب شمعون علیہ السلام نے عرض کی ہمارے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا اعزاز ہوسکتا ہے کہ ہمیں آپ کے سمبندھی ہونے کا شرف حاصل ہو۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے جناب شمعون علیہ السلام کو مبارک دی اور فرمایا تم اس ذات کے کرم کی انتہا دیکھو

☆اتاك الشرف فصل رحمك برحم محمدؐ و آلِ محمد صلوات الله عليهم اجمعين

اس کریم ذات نے آپ کی نسل کو اپنی نسل طیب سے ملا دیا ہے

اس کے بعد جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارا ہاتھ تھاما اور اس شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھ میں دے دیا جن کا خط اے بشر بن سلیمان آج تم لائے ہو

اس کے بعد حضور کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا مناسب یہ ہے کہ ہم آج رسمِ نکاح بھی ادا کر دیں اس پر جناب شمعون علیہ السلام نے عرض کی بسم اللہ۔

اس کے بعد شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے خطبہ نکاح تلاوت فرمایا اور اپنے پاک اوصیاء علیہ الصلوات والسلام کو گواہ بنا کر اور جناب عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریین کو گواہ بنا کر نکاح کے صیغے ادا فرمائے ان کے اختتام پر ساری شخصیات نے ایک دوسرے کو مبارک دی اور اس کے بعد سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے بے پناہ

کرم فرمایا ہمیں بہت پیار کیا اس کے بعد ہماری آنکھ کھل گئی جاگنے پر ہمیں ایک عجیب سی مسرت محسوس ہوئی لیکن ہم یہ مکاشفہ کسی سے بیان نہیں کر سکتے تھے خصوصاً میخائل سے خائف تھے کہ وہ زیادہ دشمنی پر نہ اتر آئے

مکاشفہ ٔ دوم

جس دن سے ہم نے مکاشفہ میں اپنے سرتاج اور سہاگ کو دیکھا تھا اس دن سے ہمارے دل میں ان کی محبت سرایت کرگئی ہم نے اس راز کو راز تو رکھا مگر اس ذات پاک کی محبت نے دل پر ایسا اثر کیا کہ ہم سے کھانا پینا چھوٹ گیا اور اس سے صحت بگڑنے لگی ہمہ وقت اپنے مالک پاک کا خیال دل میں رہتا تا اینکہ ترکِ غذا سے نحیفی پیدا ہوگئی جو دھیرے دھیرے بیماری کی شکل اختیار کرگئی اور بیماری بہت شدت اختیار کرگئی ہماری بیماری کو دیکھتے ہوئے ہمارے چچا بادشاہِ روم نے اطباء اور حکمائے شاہی بلائے انہوں نے بہت علاج کیا

آخر سارے علاج کرتے کرتے ناامید ہوگئے نوبت یہاں تک پہنچی کہ کوئی حکیم ایسا نہ رہ گیا کہ جس نے ہمارا علاج نہ کیا ہو جب سارے حکماء ناامید ہوگئے تو قیصرِ روم ایک دن ہمارے پاس آئے اور کہا بیٹی اب ہم تمہارے علاج سے ناامید ہوچکے ہیں اب اگر تمہاری کوئی آخری خواہش ہو تو بیان کرو تا کہ ہم اسے پورا کرکے دلی سکون حاصل کرسکیں

ہم نے عرض کی اس وقت آپ کی قید میں کچھ مسلمان مرد اور عورتیں ہیں اگر انہیں ہمارے صدقہ کے طور پر رہا کیا جائے تو شاید یسوع مسیح اور مقدس ماں ہمارے زنجیر بھی اتار دیں اور ہمیں بھی شفا مل جائے انہوں نے کہا اس وقت کافی لوگ زندان

میں صعوبتیں کاٹ رہے ہیں ہم انہیں آج ہی رہا کر دیتے ہیں اور انہیں دیگر صدقات بھی دے دیتے ہیں جب یہ کیا گیا تو ہماری صحت بحال ہونا شروع ہوگئی اس طرح تیرہ راتیں گزر گئیں

جب چودھویں رات آئی تو ہمیں ایک اور مکاشفہ ہوا اور ہم نے دیکھا کہ ہمارے قصرِ شاہی میں نورانی قالین بچھا ہوا ہے اور اس پر نورانی مسندیں آراستہ ہیں اور ان پر ایک ہزار حورانِ جناں کے درمیان جناب مریم سلام اللہ علیہا مادر جنابِ عیسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں اچانک ایک نورانی عماری آسمان سے نازل ہوئی جس کے ساتھ ہزاروں حورانِ جناں ہیں اس عماری نے اس مقام کو زینت بخشی جہاں پہلے ہی جناب مریم سلام اللہ علیہا تشریف فرما تھیں انہوں نے بڑھ کر استقبال کیا اور عماری سے ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا برآمد ہوئیں اور مرکزی مسند کو زینت بخشی اور مادرِ مسیح سلام اللہ علیہا ہمارے قریب آئیں اور ہمیں ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے قریب لے گئیں اور ان کا تعارف اس طرح کرایا کہ یہ تمہارے سرتاج اور سہاگ کی والدہ ماجدہ ہیں اور ان سے عرض کی یہ ہیں آپ کی بہو صلوات اللہ علیہا

جونہی ہم نے سنا تو رو کر ان سے لپٹ گئیں اور ان کے لختِ جگر کے ہزاروں شکوے زبان پر آ گئے اور عرض کی کہ ہم اتنے بیمار ہوئے تو ان کے لئے ان کی وجہ سے مگر انہوں نے ایک دفعہ بھی آ کر مزاج پرسی نہیں کی معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا نے ہمیں سینے سے لگا کر اتنا پیار کیا کہ سارے گلے شکوے دور ہو گئے اور ساتھ ہی تسلی بھی کرائی کہ اب وہ ضرور آئیں گے گویا پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے عقد کی رسم ادا کی اور ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا رسمِ رخصتی کے لئے تشریف لائیں......(R_7)

ایک وضاحت

کتب میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا فرمایا کیونکہ ابھی تک آپ نے کلمہ نہیں پڑھا (نعوذ باللہ) اس لئے آپ کے سرتاج آپ سے ملنے نہیں آئے یہ بات محال نظر ہے کیونکہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کلمہ نہ پڑھنا آئمہ ھدیٰ علیھم الصلوات والسلام کے ملنے میں مانع ہوسکتا ہے؟ اس سوال کا ایک ہی جواب ہے کہ کبھی مانع نہیں ہوسکتا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور دیگر آئمہ ھدیٰ علیھم الصلوات والسلام نے کفار سے ملنے سے کبھی احتراز نہیں فرمایا بلکہ خود ان کے پاس تشریف لے جاکر تبلیغ فرمایا کرتے تھے اور جیسا کہ پہلے مکاشفے میں گیارہ اوصیاء کے ساتھ تشریف لائے تھے اور خود جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام بھی ساتھ تھے جب اس وقت زیارت کرانے میں کلمہ طیبہ کا نہ پڑھنا مانع نہیں تھا تو بعد میں وہ کیسے مانع ہوسکتا تھا؟

پھر یہ بھی ہے کہ اگر کلمہ مانع تھا تو معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا کے لئے زیادہ مانع ہوتا جب والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے لئے کلمہ مانع نہ تھا تو بیٹے کے لئے کیسے مانع ہو گیا؟

حقیقت یہ ہے کہ اس معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کو روزِ ازل اس نورِ کا امانت دار بنایا گیا تھا بلکہ جملہ امہات آئمہ ھُدیٰ صلوات اللہ علیہن کو ازل ہی سے مصطفیٰ کیا گیا تھا اور طہارتِ کلمہ ان کی سرشت میں بھر دی گئی تھی اس لئے مجھے اس کی وجہ یہ نظر نہیں آتی بلکہ میں امام علیہ الصلوات والسلام کے نہ آنے کی وجہ یہ سمجھتا ہوں کہ شریف خاندانوں میں عقد کے بعد اور رخصتی سے پہلے دولہا دلہن کا ملنا معیوب سمجھا جاتا ہے

www.khrooj.com

کیونکہ عقد تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرما دیا تھا چونکہ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی اس لئے امام علیہ الصلوات والسلام اپنے حرم محترم سے ملنے تشریف نہ لائے مگر جب ان کی جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا تشریف لائیں تو گویا رخصتی ہوگئی اور جنابِ مریم سلام اللہ علیہا نے ماں کی حیثیت سے پاک بیٹی صلوات اللہ علیہا کا ہاتھ ان کے سسرال والوں کو دے دیا تو پھر امام علیہ الصلوات والسلام کے لئے کوئی امر مانع نہ رہا

مکاشفۂ سوم

جناب ملکۂ روم صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں جب اگلی رات ہوئی تو ہم نے دیکھا ہمارے محل میں ہمارے سرتاج تشریف لائے اور ہمارے قریب آئے اور فرمایا اب آپ کی صحت کیسی ہے ہم خاموش رہے فرمایا کیا اب بھی ناراض ہو میرے آنسو جاری ہو گئے اور عرض کی کہ ہم بیمار تھے اور آپ کی زیارت ہی علاج تھا مگر آپ نے علاج فرمایا ہی نہیں یہ سن کر زیرلب مسکرائے اور فرمایا اب وعدہ رہا

انا زئرك فی کل لیله الیٰ ان تجمع الله شملنا فی العیان ......(R_8)

ہم اب ہر رات آپ کی زیارت کے لئے تشریف لائیں گے اور اس دن تک آتے رہیں گے جب تک خالق ہمیں ظاہراً نہ ملا دے گا

ملکہ روم بی بی صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد کوئی رات ایسی نہ تھی کہ جس میں ہمیں اپنے سرتاج کی زیارت کا شرف حاصل نہ ہوا ہوتا اینکہ ہم ظاہراً سرمن میں حاضر ہوئے

...... ☆ ......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لا ھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

سفر از روم

چار شوال 247 ہجری 10 دسمبر 861 عیسوی میں متوکل ملعون فی النار ہوا اور اس کی جگہ اس کے بیٹے مستنصر باللہ کو خلیفہ بنا دیا گیا 23 مارچ 861 عیسوی 7 محرم 248 ہجری کے دن مستنصر باللہ عباسی نے اپنے معتمد خاص سالارِ فوج وصیف کو بلایا یہ اس کے باپ کا غلام تھا اور ترکی نسل سے تعلق رکھتا تھا جب یہ سپہ سالار دربار میں پہنچا تو دربار میں احمد بن خطیب بیٹھا ہوا تھا جو مشیرِ خاص تھا اس کے آنے کے بعد مستنصر باللہ نے گفتگو کا آغاز کیا اور کہا کہ ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ ہماری سرحدوں پر قیصر روم کی فوجیں بار بار حملے کر رہی ہیں اور مسلمانوں کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ قیصر روم سے ٹکرانے کے لئے خود جاؤں یا تمہیں بھیجوں اب تم مشورہ دو کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

وصیف نے کہا کہ میرے ہوتے ہوئے آپ کو جانے کی ضرورت نہیں ہے میں جانے کے لئے تیار ہوں مستنصر باللہ نے احمد بن خطیب کو حکم دیا کہ فوراً اس کی ضرورت کا سامان مہیا کیا جائے اور اس کی روانگی کا انتظام کیا جائے ایک بڑا لشکر اور اس کا سامان جنگ اور سامان رسد اور سامان خورد ونوش جلدی مہیا کیا جائے اور مقدمہ الجیش پر مزاحم بن خاقان کو مقرر کیا گیا اور رسد رسانی اور مالی امور پر ابوالولید قیروانی

www.khrooj.com

ملطیہ کا نقشہ

جہاں جنگ کے بعد ملکہ روم صلوات اللہ علیہا کو بغداد لایا گیا

www.khrooj.com

کومقرر کیا گیا اور ساقہ لشکر پر محمد بن رجا کو اور میمنہ پر سندہی بن بختی شو کو اور دراجہ (
قلعہ شکن ہتھیاروں والا دستہ) پر نصر بن سعید کو مقرر کیا گیا
وصیف جب روانہ ہونے لگا تو اسے حکم دیا گیا کہ وہاں تمہیں چار سال تک جنگ کرنا ہے جب لشکر روانہ ہوا تو وصیف کو حکم دیا کہ تم بعد میں جانا اور اس لشکر سے مقام ملطیہ پر جا کر ملنا اور وہاں سے جنگ کا آغاز کرنا
اس لشکر کو وہاں تک جاتے جاتے تین مہینے گزر گئے ابھی یہ لشکر ملطیہ سے کچھ دور تھا کہ پانچ ربیع الثانی کو مستنصر باللہ فی النار والسقر ہو گیا لشکر 12 ربیع الثانی کو ملطیہ پہنچا اس کے دس پندرہ دن بعد جب کہ لشکر اپنی جنگی تیاریوں میں مصروف تھا مستنصر باللہ کی موت کی اطلاع وہاں پہنچی مگر وصیف نے اس کی پرواہ کیئے بغیر ملطیہ سے روم کے قلعہ فروریہ پر حملہ کرنے کا پروگرام بنالیا
ادھر اس بات کی خبر قیصر روم میخائیل بن نوفل کو پہنچ گئی اور اس نے بھی وہاں ایک لشکر تیار کرنا شروع کر دیا اور اس کے لئے سامان جنگ مہیا کرنا شروع کر دیا جب یہ تیاریاں ہو رہی تھیں تو اسی دوران ملکہ روم صلوات اللہ علیہا کو پاک سرتاج علیہ اصلوات و السلام نے آگاہ فرمایا کہ اب آپ کے روم چھوڑنے کا وقت آ گیا ہے
معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں ایک رات ہمارے پاک سرتاج علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اب وہ وقت آ گیا ہے کہ آپ کو روم چھوڑ کر ہمارے پاس آنا ہے ۔ہم نے عرض کی آپ کی خاطر ہر صعوبت اور تکلیف آسان ہے ہم حاضر ہیں اب آگاہ فرمائیں ہمیں کیا کرنا ہے؟
فرمایا آج قیصر روم ایک لشکر مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے بھیج رہا ہے اس لشکر

میں خدمت کے لئے کچھ کنیزیں بھیجی جا رہی ہیں جو آج رات محل سے روانہ ہوں گی آپ کنیزوں کے لباس میں ان کے ساتھ شامل ہو جائیں......(R_9)
اس لشکر کی عباسی فوج سے جنگ ہو گی اور اسے شکست ہو گی اس کے بعد ایک مرد مومن آپ کو بغداد لائے گا اور وہاں سے ہمارا ایک وکیل آپ کو ہمارے پاس لے آئے گا
ہم نے عرض کی آقا ہم نے کبھی سفر بھی نہیں کیا اور اس سفر میں ہم تنہا ہوں گے اور پھر جنگ بھی تو ہم نے کبھی نہیں دیکھی ان خطرات میں کوئی ہمارا محافظ بھی ہو گا یا یہ سارا سفر ہم نے تنہا کرنا ہے؟ کیونکہ ایک اکیلی مستور کے لئے تنہا سفر کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اگر آپ کی یہی رضا ہے تو ہمیں منظور ہے جواباً جو فرمایا اس کے لئے ایک نظم عرض کر رہا ہوں

سرائیکی نظم

تساں ہو رومہ دی شہزادیؑ تہاڈا ہے کبریا محافظ
اساں ہیں پردے دے خود محافظ ہے آپ شیرِ خدا محافظ
اے ٹھیک ہے پردہ دار کیتے اکیلا سفریں ٹرن ہے اوکھا
مگر اساں آپ نال راہسوں تے ہوسی نت مصطفیٰؐ محافظ
نظامِ عالم تہاڈے سرتاج دے ہتھیں ہے تاں فکر کیا ہے
ہر ہک قدم بنڑ کے نال راہسی تہاڈا خود مہ لقاؑ محافظ
تہاڈا پردہ ہے رب دا پردہ تہاکوں کوئی اکھ نہ ڈیکھ سنگسی
تساں ہو محفوظ رب دے وانگوں جو خود ہے ذاتِ خدا محافظ

www.khrooj.com

لکھاں حجاباتِ قدس دے وچہ تہاڈی عماری ٹردی راہسی
تہاڈے سر تے ہے سیدہؑ پاک دی ہمیشہ ردا محافظ
ہمیشہ جعفرؑ دے سر دا وارثؑ فضل دا بابا وی نال راہسی
اوہو تاں ضامن ہے پردیاں دا ہے کردگارِ وفا محافظ

دوستو ! جب اگلا دن ہوا تو قصر شاہی میں جنگی تیاریوں کی گھما گھمی رہی کیونکہ اگلی رات قلعہ فروریہ کی طرف ایک جنگی دستے نے جانا تھا اور محل کی بہت سی کنیزیں ان کے ساتھ جانا تھیں اسی طرح دن گزر گیا اور پھر رات کا پہلا حصہ بھی اسی طرح گزر گیا رات کے دوسرے حصے میں جنگی قافلے نے سفر شروع کرنا تھا جب روانگی کا وقت آیا تو ہم بھی اس قافلے کی کنیزوں میں شامل ہو گئے اور یہ قافلہ فروریہ کے مضبوط قلعہ میں امن وامان سے پہنچ گیا

جس دن یہ قافلہ وہاں پہنچا اسی رات وصیف کی فوج نے فروریہ کے قلعے پر حملہ کر دیا اور قلعہ فتح ہو گیا اور ہمیں کنیزوں کے زمرے میں شامل کر لیا گیا اور ہم بظاہر کنیز بن گئے

اوراس طرح انہیں بغداد پہنچا دیا گیا اوراس طرح امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام کا وہ فرمان پورا ہو گیا جسے شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے ایک خطبے میں بیان فرمایا تھا کہ ہمارے بابا پاک صلوات اللہ علیہ نے فرمایا تھا

بابی انت و امی یا ابا ابن خیرۃ الا ما صلوات اللہ علیہا

فرمایا کہ اے سیدۂ کنیزانِ عالمین صلوات اللہ علیہا کے لختِ جگر ہمارے ماں باپ آپ پر

WWW.KHROOJ.COM

قربان ہوں

بظاہر اس فقرے میں فضیلت کا کوئی پہلو نہیں نکلتا مگر جب ہم تاریخ کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں فضیلت کا ایک عظیم سمندر موجیں مارتا ہوا نظر آتا ہے کیونکہ جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں متعدد ایسے پاک مستورات کا ذکر ملتا ہے جو بظاہر کنیزیں بن کر تشریف لائیں اور امینِ نورِ الٰہی ہوئیں مثلاً

نمبر 1

جناب اسماعیل علیہ السلام کی والدۂ ماجدہ سلام اللہ علیہا کہ جن کے ایک ایک قدم کو خالق نے داخلِ فریضہ حج فرمایا ہے وہ بھی بظاہر کنیز ہی تھیں

نمبر 2

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے وہ حرم پاک صلوات اللہ علیہا جن کو جناب ابراہیم علیہ الصلوات والسلام اور جناب قاسم علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہے سورہ تحریم جن کی عظمت کی گواہ ہے وہ بھی قبطیہ کنیز بن کر تشریف لائی تھیں

نمبر 3

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی دستار کے وارث جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کی والدۂ پاک ، دختر شہنشاہِ ایران جناب یزدجرد بھی تو بظاہر کنیز بن کر گھر اطہر میں تشریف لائی تھیں

نمبر 4

امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا بھی تو بظاہر کنیز بن کر گھر اطہر میں تشریف لائی تھیں

نمبر 5

امام محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا بھی تو بظاہر کنیز بن کر گھر اطہر میں تشریف لائی تھیں

نمبر 6

امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا بھی تو بظاہر کنیز بن کر گھر اطہر میں تشریف لائی تھیں

نمبر 7

خود ہمارے شہنشاہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کی دادی پاک صلوات اللہ علیہا بھی تو بظاہر کنیز بن کر گھر اطہر میں تشریف لائی تھیں

معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کا لقب دیکھئے وہ ہے خیرۃ الاما صلوات اللہ علیہا

اما کے معنی تو ہیں کنیزیں اور لفظ خیر کے معنی سمجھنے کے لئے آئمہ ھدیٰ علیہم الصلوات والسلام کے اس فرمان کو دیکھیں جس میں بار بار فرمایا۔ جدنا خیر الانبیاء و شهیدنا خیر الشهداء

یعنی جملہ انبیا علیہم السلام اپنے اپنے مقام پر حجت اللہ تھے مگر شہنشاہِ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سامنے ان کی عظمت ایسے ہے جیسے مالک کے سامنے غلام کی حیثیت ہوتی ہے اسی طرح ان جملہ مخدرات عصمت صلوات اللہ علیہن کی عظمت اپنے اپنے مقام پر یہ ہے کہ ہر معظّمہ صلوات اللہ علیہا چادر تطہیر کی اور پردۂ وحدت کی مالکہ ہے مگر معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کا ان کے سامنے وہی مقام ہے جیسا باقی انبیا علیہم السلام کا مقام حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سامنے ہے

یہی وجہ تھی کہ امام ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا جو ایک امام کی دختر ایک امام کی ہمشیر ایک امام کی پھوپھی اور خود شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا تھیں اتنی عظمتوں کے باوجود ان کی نعلین اٹھانا فخر سمجھتی تھیں کیونکہ یہ خیر الاما صلوات اللہ علیہا تھیں

اس میں ایک راز یہ بھی تھا کہ جن پاک ذوات نے کنیزی کو پسند فرمایا ہے یہ اپنے اپنے ملک کی شہزادیاں تھیں کوئی قبطیہ قبیلے کی شہزادی تھی، کوئی بربریہ قبیلے کی شہزادی تھی، کوئی نوبیہ قبیلے کی شہزادی تھی، کوئی شہزادیٔ عجم تھیں اسی طرح یہ معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا ''فرالگین ایمورین'' خاندان کی شہزادی تھیں مگر ان شہزادیوں نے جب ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے گھر کو زینت دی تو شہزادی بن کر آنے سے کنیز بن کر آنا زیادہ پسند کیا اور عملاً بتایا کہ چاہے کائنات کے کتنے ہی بڑے شہنشاہ کی بیٹی کیوں نہ ہو اس در کی ایک ادنیٰ کنیز کے علاوہ اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے مگر اس صاحب عزت گھرانے نے وہ عزت دی کے اس گھر کے محترم مستورات صلوات اللہ علیہن بھی ان کی نعلین درست کرنا فخر سمجھتی تھیں

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

بغداد سے سرمن آمد

تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ ربیع الثانی سن 248 ہجری میں وصیف کو ترکی میں مستنصر باللہ کی موت کی اطلاع ملی اور اس کے بعد اس نے ملطیہ کے علاقہ سے روم کے شہر فروریہ پہ حملہ کیا اور کئی دن کی جنگ کے بعد فروریہ کا قلعہ فتح ہوا اگر ہم اس حساب سے دیکھیں تو معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کی بغداد میں آمد جمادی الاول کے دوسرے حصہ میں ثابت ہوتی ہے اور اس طرح روم سے سرمن رائے میں ان کی تشریف آوری وسط جمادی الاول 248ھ ہجری = وسط جولائی 862ء عیسوی کے قریب بنتی ہے اب یہ دیکھنا ہے کہ آمد کس طرح ہوئی؟

اس کے راوی بشر بن سلیمان النخاس ہیں جناب بشر بن سلیمان انصاری النخاس جو میزبانِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم حضرت ابوایوب انصاری کی اولاد میں سے تھے اور ان کے آباء واجداد سارے خواص شیعہ میں سے تھے اور یہ سرمن رائے میں امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کے پڑوس میں رہتے تھے اور غلاموں اور کنیزوں اور جانوروں کی تجارت کیا کرتے تھے اس لئے انہیں نخاس کہا جاتا تھا کیونکہ عربی میں ایسی تجارت کرنے والے کو نخاس کہتے ہیں اور یہ امام علیہ الصلوات والسلام کے خواص میں سے تھے کچھ لوگوں نے ان کا نام بشیر بھی لکھا ہے اس کی وجہ شاید بشارت ہو جو

انہیں دی گئی یا انہوں نے دی

بشیر بن سلیمان النخاس روایت کرتے ہیں میں ایک رات گھر میں لباسِ شب خوابی پہنے سو رہا تھا مگر نیند نہیں آ رہی تھی جب رات کافی گزر گئی تو اچانک میرے دروازہ پر دق الباب ہوا میں اسی لباس میں دروازہ پر آیا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کے خادم خاص جناب کافور سلام اللہ علیہ دروازہ پر میرے منتظر کھڑے ہیں میں نے عرض کی خیر تو ہے فرمایا ہمارے شہنشاہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے یاد فرمایا ہے میں فوراً اندر گیا اور لباس بدلا ان کے ساتھ چل پڑا اور درِ دولت پر حاضر ہو گیا میں نے دیکھا کہ جو کمرہ حرم سرا سے ملحق تھا اس کمرے کے اندر سے کچھ آوازیں آ رہی تھیں اور مجھے باہر روک دیا گیا تھوڑی دیر بعد مجھے اس کمرے میں حاضر ہونے کا حکم ہوا میں اس کمرے کے دروازہ پر حاضر ہوا اور دہلیزِ اطہر کا بوسہ دیا جب میں نے درِ دولت کا بوسہ لیا تو محسوس ہوا کہ کمرہ کے اندر مستورات صلوات اللہ علیھن بھی موجود ہیں میں دراطہر پر رک گیا

اندر سے مجھے امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے یاد فرمایا تو میں سر جھکا کر حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ کمرے کے ایک طرف پردہ آویزاں ہے اور میں نے محسوس کیا کہ پردہ کی دوسری طرف مستورات پاک صلوات اللہ علیھن بھی موجود ہیں اس سے میں نے یہ اندازہ کیا کہ مجھے کسی اہم کام کے لئے یاد فرمایا گیا ہے مجھے سامنے بیٹھنے کا حکم ہو اچند منٹ بعد امام علیہ الصلوات والسلام نے سلسلہ کلام کا آغاز کیا اور فرمایا اے بشر بن سلیمان تم نیک لوگوں کی صالح اولاد میں سے ہو تمہارے آباء واجداد میں سے کوئی ایسا نہیں تھا جو ہمارے چاہنے والا نہ ہو اور تم ان کے خلفِ صالح ہو

و انتم ثقاتنا اهل البيت و انی مزکیك و مشرفك بفضیله تسبق بها الشیعته فی مولاه......(R_10)

فرمایا تم اہلِ بیت محمدؐ علیھم الصلوات والسلام کے قابلِ وثوق غلام ہو ہم نے ارادہ فرمایا ہے کہ تمہیں پاک کریں اور تمہیں ایک عظیم فضیلت سے مشرف فرمائیں یہ ایسی فضیلت ہے کہ جس سے تم سے پہلے اور بعد میں کوئی مشرف نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا اور ہم تمہیں اپنے ایک راز سے مطلع کرنا چاہتے ہیں جس سے تمہارا مرتبہ اولین و آخرین سے بلند ہوجائے گا اس کے بعد کاغذ وقلم اٹھایا

فکتب کتاباً بخط رومی و لغة رومیة و طبع علیه خاتمه

آپ نے ایک خطِ لطیف تحریر فرمایا جو کہ خطِ رومی اور رومی زبان میں تھا اور اس کو مکمل کرنے کے بعد اس پر اپنی انگوٹھی کی مہر لگا دی اس کے بعد ایک زرد رنگ کا کاشقہ یعنی کیسہ برآمد فرمایا اس میں دوسوبیں دینار تھے اسے بند کر کے فرمایا کہ اسے اٹھا لو اور اسی وقت بغداد کو روانہ ہو جاؤ جب تم بغداد میں پہنچنا تو وہاں پر جو معبرِ دریا ہے کہ جہاں سے لوگ دریا کو عبور کرتے ہیں وہاں تم اس مقام پر چلے جانا جہاں چھوٹی کشتیاں رکتی ہیں اور غلاموں اور کنیزوں کو برائے فروخت لایا جاتا ہے وہاں آج ایک قافلہ ان کنیزوں اور غلاموں کو لا رہا ہے جنہیں ابھی روم سے حاصل کیا گیا ہے جب تم وہاں پہنچو گے تو دن کافی بلند ہو چکا ہوگا اور وہاں تمہارے جانے سے پہلے بغداد کے کافی لوگ پہنچ چکے ہوں گے اور بنی عباس کے وکلاء بھی خریداری کے لئے وہاں گھوم رہے ہوں گے تم ان قافلوں سے آگے چلے جانا اور جب تم ان سے آگے جاؤ گے تو تمہیں دور ساحل پر علیحدہ کچھ خیمے نظر آئیں گے ان خیموں کے درمیان

ایک خیمہ ہوگا جو دیکھنے والوں سے مخفی ہوگا اور اس خیمہ کے بعد ایک اور خیمہ لگا ہوگا اس میں ایک شخص موجود ہوگا جس کا نام عمرو ابن یزید النخاس ہوگا تم اس سے جا کر ملنا اس کے پاس ہماری ایک امانت ہے جو اس درمیانہ ریشمی خیمہ میں وحدت کے پہرے میں نگاہِ عالم سے مستور ہوں گی ان کی ایک نشانی یہ ہے کہ لابسة حریرین سئفقین یعنی دو پردوں میں ملبوس ہوں گی صفیق کثف النسج کو کہتے ہیں یعنی ایسا ریشمی پردہ کہ جو اس طرح بنا ہوگا کہ اس سے ہوا بھی نہیں گزر سکتی......(R_11)

تم عمرو ابن یزید کو ہمارے سلام پہنچانا اور اس سے ہماری امانت طلب کرنا وہ تم سے ثبوت طلب کرے گا تم ہمارا گرامی نامہ اسے دینا اور اس سے کہنا کہ اسے وہ خود نہ کھولے بلکہ اسی خیمہ میں پہنچا دے وہ یہ دیکھ کر ہماری امانت تمہارے سپرد کرنے پر آمادہ ہو جائے گا تم یہ زرد کیسہ جس میں دوسوبیس دینار ہیں اسے حقِ زحمت کے طور پر دینا اور ہماری پاک امانت کو ہم تک پہنچانا

بشر بن سلیمان انصاری فرماتے ہیں میں فوراً اپنے گھر آیا جلدی جلدی ایک محمل تیار کرایا اس پہ سرپوش لگوائے اور اسی وقت بغداد کو روانہ ہو گیا سرمن سے بغداد 80 کلو میٹر = 50 میل کے قریب ہے میں پچھلی رات کو روانہ ہوا اور قبل از دوپہر بغداد پہنچ گیا اور جب میں وہاں پہنچا تو ہر چیز کو عین حکمِ امام علیہ الصلوات والسلام کے مطابق پایا جب میں عمرو ابن یزید النخاس کے پاس پہنچا تو اس نے بڑھ کر میرا استقبال کیا اپنے خیمہ میں لے گیا میں نے ساتھ والے خیمہ میں آہستہ آہستہ گریہ کرنے کی آواز سنی اور معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا یہ فرما رہی تھیں کہ آقا اتنی دیر ہو

گئی ہے آپ کی طرف سے لینے والا کوئی نہیں آیا اور یہ ماحول ہمارے شایانِ شان نہیں ہے نامحرموں کی نگاہیں ہمارے خیمہ پر شاید پڑ رہی ہوں بھلا اتنی دیر بھی لگانا تھی؟

عمرو بن یزید کو میں نے خط پیش کیا اور جب وہ خط پیش کرنے گیا تو ابھی اس نے خط نہیں دیا تھا کہ معظّمہ دوراں صلوات الله علیها نے فرمایا شاید تو اس وجہ سے پریشان ہے کہ ہمارا لینے والا ابھی تک کوئی نہیں آیا مگر فکر نہ کر اصدق الصادقین ذات کا وعدہ ہے وہ آئیں گے ضرور تو ان کے وفائے عہد کا سکونِ قلب سے انتظار کر اور یہ بات یاد رکھ ان کے علاوہ کوئی چاہے تختِ سلیمان بن داؤد بھی لے کر آئے ہم نہیں جائیں گے......(R_12)

اس نے عرض کی میں تو یہ خوش خبری سنانے آیا ہوں کہ جس کا آپ کو انتظار تھا وہ آگئے ہیں اس کے بعد اس نے وہ خط پیش کیا

فلما نظرت فی الکتاب بکت بکاءً شدیدا......(R_13)

جب اس خط پہ نگاہ پڑی تو شدتِ اشتیاق سے بہت گریہ فرمایا اور اس کے بعد فرمایا اے ابنِ یزید تو اپنا حقِ زحمت لے لے اور ہمیں ان کے ساتھ روانہ کر دے

وہ واپس میرے پاس آیا اور آکر ساری بات بیان کی پھر میں نے وہ تھیلی جس میں دینار تھے اس کے حوالے کی اور محمل کو درِ خیمہ پر لایا اور انہوں نے محمل کو زینت بخشی اور میں ناقہ کی مہار کھینچتے ہوئے ان کے محمل کو بغداد میں لے آیا

ایک وضاحت

دوستو! ممکن ہے کہ آپ کے ذہن میں سوال آئے کہ یہ عمر ابن یزید نخاس ایک عام

WWW.KHROOJ.COM

تاجر تھا اور اس نے ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کو نعوذ باللہ عباسی لشکر سے خرید ا تھا اور یہاں آ کر فروخت کر دیا تھا یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ شخصیت بھی ایک رازِ الٰہی تھی کہ جن کے بارے میں کوئی کچھ نہیں بتا سکتا کہ کون تھے کیا وہ کوئی فرشتہ تھے یا خود جناب خضر علیہ السلام تھے یا سلسلۂ مدار کے کوئی قلندر یا قطب تھے کہ جن کو اس ڈیوٹی کا اعزاز حاصل ہوا تھا وہ اس کام کو انجام دیں ان کی پراسراریت کو سمجھنے کے لئے ہمارے سامنے چند واقعات موجود ہیں جو ہمیں اس راز کے انکشاف میں مدد دے سکتے ہیں کہ جناب عمرو بن یزید النخاس کی حقیقت کیا تھی ؟

واقعہ دیکھئے سید مہدیؒ بحر العلوم نور اللہ مرقدہ کا ایک واقعہ ہے جسے اجمالی طور پر بیان کرتا ہوں

ان کے ایک شاگردِ رشید بیان کرتے ہیں کہ سید مرحوم ایک مرتبہ حج پر تشریف لے گئے اور وہاں مستحقین کی کثرت تھی اور آپ نے ساری دولت انہیں دے دی امورِ مال پہ ماموران کے ایک شاگرد نے عرض کی جناب اب تو خزانہ خالی ہو چکا ہے اب کیا ہوگا ؟ اسی دن کا واقعہ ہے کہ میں ان کے کمرہ میں موجود تھا اور آپ اپنی مسند پہ آرام فرما تھے اچانک دروازے پر دستک ہوئی سید مرحوم بوکھلا کر اٹھے اور مجھ سے فرمایا جلدی جلدی قلیان (حقہ) ہٹا کر لے جاؤ اور خود جلدی سے اٹھے اور آ کر دروازہ کھولا دیکھا ایک پاک شخصیت دروازہ پر موجود تھیں وہ انہیں بہت احترام سے اپنی مسند تک لائے اور انہیں اپنی مسند پہ جگہ دی چند منٹ بعد وہ ذات پاک باہر تشریف لے گئے اور علامہ مرحوم انہیں دروازے تک رخصت کرنے بھی آئے

جب وہ شخصیت تشریف لے گئے تو انہوں نے مجھے ایک رقعہ عطا فرمایا اور حکم دیا کہ

مکہ کے فلاں بازار میں ایک صراف کی دکان ہے وہاں جاؤ اور یہ رقعہ اسے جا کر دے دو، وہ جو کچھ دیں وہ ہم تک لاؤ وہ کہتے ہیں کہ میں فوراً وہاں گیا اس صراف سے ملا اور وہ رقعہ انہیں پیش کیا اس صراف نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ اور دو حمال یعنی قلی بلا کر لے آؤ میں نے قلی بلائے تو انہوں نے دو توڑے اشرفیوں کے دیئے جو ہم نے اٹھا لئے لیکن دکان کا محلِ وقوع ذہن میں رکھا تا کہ پھر آ کر ان سے اس صاحبِ خط کے بارے میں معلوم کر سکوں کہ وہ خط کس ذات کا تھا؟

اگلے دن میں اسی مقام پر گیا تو دیکھا کہ وہاں کوئی دکان سرے سے موجود ہی نہ تھی ساتھ والوں سے پوچھا کہ یہاں ایک دکان تھی؟ انہوں نہ کہا کہ یہاں تو کبھی بھی کسی صراف کی دکان تھی ہی نہیں

اسی طرح کا ایک واقعہ شیخ مرتضیٰؒ انصاری کا ہے اسی طرح بہت سے ایسے واقعات ہیں کہ شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے ایک پراسرار شخصیت اور ایک پراسرار مکان بنایا اور اپنے مقصدِ خاص کے حصول کے بعد نہ وہ مکان ملا اور نہ وہ شخصیت ہی ملی

جو ذات اپنے خواص کے لئے ایسے مظاہرے فرما سکتے ہیں کیا وہ اپنی مادرِ گرامی صلوات اللہ علیہا کے لئے جناب خضر علیہ السلام کو لباسِ عمرو ابن یزید النخاس میں نہیں بھیج سکتے؟ ورنہ عام بردہ فروش سے یہ کام لینا ملکہ عصمت مریم صلوات اللہ علیہا کے شایانِ شان ہی نہیں یہ جناب عمرو بن یزید النخاس عام انسان نہیں تھے بلکہ ایک روحِ قدسی ہی تھی کہ جس کے سپرد اہم ڈیوٹی لگائی گئی تھی

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب بشر بن سلیمان انصاری کیا تھے؟ وہ تو اولاد

حضرت ابوایوب انصاری میں سے تھے

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ امام علیہ الصلوات والسلام جانتے تھے کہ مطلعِ ولایت کے گیارہویں تاجدار علیہ الصلوات والسلام کے بعد شیعوں میں یہ بات پھیلے گی کہ ان کی اولاد نہیں تھی پھر ان کو لا ولد ثابت کر کے میراث تقسیم کر دی جائے گی اس وقت اہلِ حق پر احقاقِ حق کے لئے ایسے اشخاص کو بطور گواہ شامل کرنا ضروری تھا کہ جن کی بات پر شیعہ لوگ اعتماد کرتے ہوں اور اسی مقصد کے لئے ایسے احادیث کو بھی بار بار دہرایا گیا تھا جن میں اس خطرے کا ذکر تھا کیونکہ پاک آئمۂ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام سے مروی تھا کہ ہمارے ماں باپ اپنے اس لختِ جگر عجل الله فرجه الشريف پر قربان کہ جس کے والد کی میراث اس کی زندگی میں لا ولد کی طرح تقسیم کر دی جائے گی

بس انہی نظریات کی تردید کے لئے اولادِ ابوایوب انصاری سے بہتر گواہ کون ہوسکتا تھا؟ اور انہیں بھی یہ کام اس وقت تک نہ سونپا گیا جب تک کہ انہیں (مزكيك) کی سند نہ ملی یعنی پہلے انہیں پاک کیا گیا پھر یہ کام انہیں سونپا گیا

بغداد میں آمد

بشر بن سلیمان انصاری فرماتے ہیں جب میں پہلے بغداد میں پہنچا تھا تو اس لئے سب سے پہلا کام میں نے یہ کیا تھا کہ وہاں ایک مکان کرائے پر لیا تھا تا کہ پردے کے معاملے میں کوئی پریشانی نہ ہو جب میں ناقہ کو لے کر واپس بغداد آیا تو میں اس مکان میں معظّمہ دوراں صلوات الله علیها کو لے آیا اس مکان میں پہلے سے رہائش کا میں نے مکمل انتظام کر لیا تھا......(R_14)

جب ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا یہاں تشریف لائیں تو یہاں آ کر انہیں مکمل احساس حفاظت ہوا تو علیحدہ کمرے کو انہوں نے زینت بخشی اس وقت معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا نے جیب سے دوبارہ خط نکالا اور آنکھوں سے لگایا پیشانی پر تعویذ کی طرح مس کیا اور کئی مرتبہ رو رو کر بوسہ دیا

میں نے عرض کی عجیب بات ہے کہ جس ذات کی آپ نے ابھی تک زیارت ہی نہیں کی اس ذات کے خط سے اس درجہ محبت کا اظہار کس وجہ سے ہے؟

فقالت ایها العاجز الضعیف المعرفت به محلِ اولاد الانبیاء علیهم الصلوات و السلام

فرمایا اے اولادِ انبیاء علیهم الصلوات والسلام کی معرفت سے عاجز، اے ضعیف المعرفت تجھے کیا معلوم کہ ہم کون ہیں اور یہ کس ذات کا خط ہے؟......(R_15)

فرمایا تیری معرفت ناقص ہے اس لئے تو ہمارے مقام اعلیٰ کو سمجھ ہی نہیں سکتا

فرمایا تو نہیں جانتا ہم روم کی شہزادی ہیں صرف اس ذات کی محبت ہمیں روم سے بغداد کھینچ لائی ہے میں نے عرض کی آپ کو تختِ قیصری کی بلندی سے کنیزی کی پستی پر گرنا کیسا لگا ہے؟ یہ سن کر فرمایا

سرائیکی نظم

ٹھیک ہے کہیں دا گرنڑ چنگا سمجھدا نہیں جہاں
مینہ دیاں کنڑیاں دا ڈھہنڑ ہک حسن دا ہے شاہکار
ٹھیک ہے کہیں دا گرن ہے بہوں برا گنڑدا جہاں
لیکن اپنا حسن مل گھندی ہے گر کے آبشار

ٹھیک ہے کہیں دا گرن ہوندا نہیں اچھا شگون
قطرہِ نیساں وی گر کے دُر دا پیندا ہے وقار
ٹھیک ہے کہیں دا گرن نہیں ٹھیک سمجھیندا جہاں
فیض پہنچیندی ہے گر کے رحمت ِ پرور دگار
ظاہری منصب حکومت توں گرن کوئی بات نہیں
کیا تھئین حاصل اساکوں مرتبے خود کر شمار
روم دی ملکہ ہاسے ہنڑ ملکہِ دارین ہیں
ایں فضیلت توں فدا لکھ تاج تخت و اقتدار
تاجِ زریں سٹ پرے سرتاج میڈا ڈیکھ توں
جو ازل دے روز توں ہے تختِ رب دا تاجدار

چند نکات

ملکہ ٔعالمین صلوات اللہ علیھا کے فرمان میں کئی نکات بھی مضمر ہیں ان کی طرف اشارہ کیئے بغیر آگے جانا مناسب نہ ہوگا

دیکھئے جناب بشر بن سلیمان کے بارے میں امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام اسے فرماتے ہیں

() تو ہمارا ثقہ ہے () ہم تمہیں پاک کرنا چاہتے ہیں

() اس فضیلت سے مشرف فرماتے ہیں جس سے جملہ شیعان عالمین سے تیرا مقام بہت بلند ہو جائے گا

اور اس وعدے کو پورا کر کے یطھرا کم تطھیرا کا مصداق بنا کر بغداد بھیجا یعنی اس کا مقام سلمان پاک سے بھی اونچا کر کے بھیجا

آپ دیکھیں جب انہوں نے اتنا کچھ عطا کر کے بھیجا تو اس کے بعد بھی معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیھا فرماتی ہیں کہ ایک ''تو توضیعف المعرفت ہے'' یعنی تیرا عرفان ناقص ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ تو ہماری معرفت سے عاجز ہے، ہماری معرفت حاصل کرنا تیرے بس کا روگ ہی نہیں ہے حالانکہ بشریت جتنی بلند ہوسکتی تھی اسے بلند کر دیا گیا تھا ایک بشر جتنی معرفت حاصل کر سکتا تھا وہ تو اسے عطا فرما دی گئی تھی مگر بشر کی معرفت کی بھی ایک حد ہے اسی لئے فرمایا تو ہماری معرفت ہی سے عاجز ہے کیونکہ یہ تو پردہ وحدت کا معاملہ ہے

جن کے لخت جگر کی معرفت کا مقام یہ ہو کہ دشت معرفت میں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام متحیر و سرگرداں ہو کر سر بسجود ہو جائے اور خاندان پاک کے علاوہ کوئی بھی نہ جانتا ہو کہ یہ کون ہیں تو بیچارہ ابن سلیمان کیا چیز تھا؟

دیکھئے ہر آدمی کی ایک قوت و طاقت ہوتی ہے وہ اس سے زیادہ چیز اٹھانے یا برداشت کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا جیسا کہ دیکھنے کی قوت ہوتی ہے اس سے زیادہ دور یا حائلات کی موجودگی میں دیکھنے سے وہ عاجز ہوتا ہے اسی طرح ایک آدمی سو کلو گرام اٹھا سکتا ہے اگر اس پر ایک ہزار کلو گرام کا بوجھ ڈال دیا جائے تو وہ اسے اٹھانے سے عاجز ہوگا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ وہ اٹھائے گا تو اس کے نیچے دب کر پس جائے گا

اسی طرح معرفت کے بھی درجات ہیں جو سب سے اعلیٰ درجہ کا عارف ہوگا اس کی

بھی ایک حد ہی ہے اس سے زیادہ عرفان کا وہ متحمل نہیں ہوسکتا اس کی ہم ایک مثال دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کسی درویش سے ملنے گیا تو اسے وہ دریا کے کنارے حق علیؑ، حق علیؑ علیہ الصلوات والسلام کرتا ہوا ملا اس شخص نے درویش سے کہا کہ حق اللہ بھی ہے اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام بھی

قرآن میں بہت سی چیزوں کو حق کہا گیا ہے کیا حق یا سچ متعدد ہو سکتے ہیں؟ اس نے کہا نہیں حق تو ایک ہی ہے

پھر اس نے اسے مثال سے سمجھایا اور کہا یہ لو پیالہ اور دریا سے پانی لاؤ وہ پیالہ بھر کر لایا تو اس درویش نے کہا اب دیکھو اس پیالے میں کیا ہے؟ اس نے کہا پانی ہے

درویش نے کہا دریا میں کیا ہے؟

اس نے کہا پانی ہے پھر پوچھا گھڑے میں کیا ہے؟ اس نے کہا پانی ہے اس کے بعد اس نے کہا ان سب میں پانی تو ہے مگر سارے کا سارا پانی نہیں بلکہ ان کے اپنے اپنے ظرف کے مطابق ان میں پانی ہے اگر سارا دریا اس گھڑے میں بھرنے کی کوشش کروگے تو گھڑے سے بھی جاؤ گے

حق ایک پانی ہے جس کا نام علی علیہ الصلوات والسلام ہے اب وہ سمندر کی شکل میں اللہ میں ہے کوزے کی شکل میں مجھ میں ہے، تجھ میں ہے، ہر اس چیز میں ہے جسے اللہ جل جلالہ نے حق کہا ہے دیکھو گھڑا عاجز ہے کہ وہ سمندر کو اپنے پیٹ میں سما سکے اسی طرح بشر عاجز ہے کہ عرفان کلی کو اپنے اندر سما سکے یہ تو ایک دھماکے سے پھٹ جائے گا

بس یہی بات تھی کہ جس کی طرف اشارہ فرمایا گیا تھا کہ اے بشر تجھے بشری لحاظ سے کامل ترین کر دیا گیا ہے مگر پھر بھی تو بشر ہی ہے خدا یا رسول تو نہیں جو ان کے گھر کے

اسرار کو سمجھ سکے۔

آمدم برسر مطلب

ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا **عین** دوپہر سے لے کر آدھی رات تک اس کرائے کے مکان میں رہائش پذیر رہیں یعنی بغداد کے شہر میں قیام رہا آدھی رات کے بعد محمل تیار ہوا پردے کا مکمل انتظام ہوا رات کے پردے میں نور کی عماری میں معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا نے اپنے غلام بشر بن سلیمان انصاری کی حفاظت اور سرتاج پاک کی غائبانہ سرپرستی میں سفر شروع کیا اور یہ مختصر کارواں پوری رات چلتا رہا اس طرح سرمن پہنچا

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

آمد در سرمن رائے

وسط جمادی الاول 248 ہجری بمطابق وسط جولائی 863 عیسوی صبح کا وقت ہے سامرہ مقدس کے شہر نے دیکھا ایک ناقہ ہے جس پر شاہانہ انداز میں محمل سجا ہوا ہے اوراس کے ہودج پہ ریشمی سر پوش لگے ہوئے ہیں اور ناقۂ نور آہستہ آہستہ سرمن مقدس کی گلیوں کی طرف بڑھ رہی ہے اوراس کے آگے بشر بن سلیمان النخاس سر جھکائے اس کی مہار کوشانے پہ رکھے خراماں خراماں چل رہے ہیں

ایک طرف تو یہ منظر ہے کہ ناقۂ نور شہر کی گلیوں میں دھیرے دھیرے بڑھ رہی ہے دوسری طرف قصرِامامت کے صدر دروازے پر زمانہ موجود کے دو امام علیھما الصلوات والسلام مصروفِ انتظار ہیں اور ڈیوڑھی کے اندر پاک مستورات صلوات اللہ علیھن نظروں کو قالینِ راہ بنائے بے قراری سے انتظار کررہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آج ان کے گھر اطہر کو ان کی اس پاک بہو صلوات اللہ علیھا نے اعزاز بخشنا ہے کہ جس کی جبینِ مبین پہ ان کے گھر اطہر کی قسمت اور تقدیر کی تحریر مرقوم ہے، ان کے گھر کی خوش بختی اور خوش نصیبی جن کی آمد سے وابستہ ہے

جونہی ناقۂ نور نے گلی کا موڑ کاٹا اور محمل پہ جناب ابوالحسن الثالث علی نقی علیہ الصلوات والسلام کی نگاہ پڑی فوراً بہو کے استقبال کو آگے بڑھے اور بشر بن سلیمان سے فرمایا

کہ اب ناقہ کی مہار ہمیں دو کیونکہ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ اپنے منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کی ساربانی کا اعزاز حاصل کریں
شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام نے مہار کو آنکھوں سے لگایا اور ناقہ کو لے کر درِ اطہر پہ لائے دراطہر پہ مستورات مخدرات عصمت صلوات اللہ علیہن منتظر تھیں جب ناقہ بٹھائی گئی تو ہر طرف پردہ دیکھ کر اہلِ حرم تو حید کنیزوں کے زمرے میں اپنی بہو صلوات اللہ علیہا کے استقبال کے لئے ناقہ تک تشریف لائیں جناب ابوالحسنؑ الثالث علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے محمل کا پردہ اٹھایا اور تبریک وترحیب فرمائی اور شہنشاہِ یزداں اجلال علیہ الصلوات والسلام نے محمل کا سرپوش ہٹا کر اپنی پاک بہو صلوات اللہ علیہا کو اس طرح خوش آمدید فرمایا

نظم سرائیکی

ڈیکھ کے محمل آکھن شاہِ جہاں خوش آمدید
مرحبا اے ملکہؑ کون و مکاں خوش آمدید

سارے ویڑھے پاک دی روحِ رواں خوش آمدید
ساڈے گھر آیائے خوشی دا کارواں خوش آمدید

وحدتِ کبریٰ دی مسند کوں ہا جیندا انتظار
اوں کوں آکھو رل کے حورانِ جناں خوش آمدید

گھر دے وچہ آنون بہو دا ہے خوشی دی انتہا
سینیںؑ استقبال کر ہن آہدیاں خوش آمدید

جب ناقہ کو بٹھایا گیا تو مولا امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے مرحبا کہا اور خود شفقتِ پدری سے محمل سے اترنے میں مدد فرمائی اور مزاج پرسی فرمائی اور فرمایا کہ اس طویل سفر میں آپ تھک تو گئے ہوں گے؟ جواباً شرم وحیا کا سر جھکا کر عرض کی جب مسافر اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے تو ساری تھکن دور ہو جاتی ہے آپ کی زیارت سے تھکانِ سفر مثلِ گردِ سفر دھل گئی ہے

درِ اطہر پہ مصروفِ انتظار مستورات میں جناب علی نقی علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا اور ان کی پاک ہمشیر جناب ح ک ی م ہ خاتون صلوات اللہ علیہا اور ان کے حرمِ اطہر صلوات اللہ علیہا یعنی والدہ جناب امام حسن عسکری علیہ الصلوات والسلام جناب س ل ی ل ہ صلوات اللہ علیہا اور ہمشیر جناب امام حسن عسکری علیہ الصلوات والسلام جناب م س و م ن ہ صلوات اللہ علیہا بھی تھیں اور ان کے ساتھ بہت سی کنیزیں بھی تھیں

سارے مستورات مخدرات عصمت صلوات اللہ علیہن نے معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کو خوش آمدید کہا اور خاندانِ عزت اللہ لاکھوں عزتوں کے ساتھ اپنی پاک بہو صلوات اللہ علیہا کو اپنے گھر میں لایا جب معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا گھر اطہر میں داخل ہونے لگیں تو امام ابوالحسنؑ الثالث علیؑ بن محمدؑ نقی علیہم الصلوات والسلام نے مسکرا کر پاک بہو سے دریافت فرمایا

☆ فقال لها كيف اراك الله عز لاالسلام و شرف اهل بيت محمدؐ صلى الله عليه و آله وسلم ؟ فقالت صلوات الله عليها كيف آصف لك

یعنی آپ نے اسلام کی عزت اور آلِ محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کی عظمت کو کیسے پایا ہے؟

عرض کی آپ کے سامنے کیسے بیان کریں

ہر علاقہ کا دستور ہے جب پہلی بہو پہلی بار سسرال کے گھر میں آتی ہے تو سسرال اسے حسبِ استطاعت کچھ نہ کچھ ضرور دیتا ہے اسی دستور کے مطابق امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایافقال لها انی ارید اکرمك

ہم آپ کی تکریم چاہتے ہیں اور پہلی بار بہو کے آنے پہ کچھ دینا چاہتے ہیں کیا آپ ایک لاکھ دینار یعنی [ایک لاکھ تولہ سونا] لینا پسند کریں گی

☆ ام بشریٰ لك بشرف الابد ؟

یا ہم آپ کو ایک ابدی شرف کی بشارت دیں

☆قالت صلوات اللہ علیہا بل بشریٰ لولد؟......(R_16)

عرض کی دولت کے انباروں کو قدموں تلے روند کر اور اقتدارِ دنیوی کو ٹھوکر مار کر ہم آپ کی دہلیز تک پہنچے ہیں ہمیں دولت نہیں بشارت چاہیے

☆قال علیہ الصلوات والسلام فابشری بولد() یملك الدنیا شرقاً و غرباً ()

یملا الارض قسطاً و عدلًا () کما ملئت ظلماً و جوراً()

شہنشاہ معظم صلوات اللہ علیہ نے ایک ملکیٰ خوش خبری سنائی اور فرمایا کہ ہم آپ کو ایک لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی بشارت دیتے ہیں جو مشرق و مغرب کے حاکم ہوں گے اور جو دنیا کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دیں گے جیسے ظلم و جور سے بھری ہو گی جونہی یہ خوش خبری سنی تو فوراً سوال کیا

☆فقالت صلوات اللہ علیہا ممن ؟

عرض کی کس شہنشاہ سے ہماری یہ اولاد ہو گی؟

☆فقال ممن خطبك رسول الله صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ......(R_17)

فرمایا تمہارے سرتاج جس کے ساتھ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے آپ کی نسبت طے کی تھی اب پہچانا ؟ شرما کرعرض کی کیسے نہیں پہچانیں گے

☆و هل خلت الليلة لم يرنى فيها الامام علیہ الصلوات والسلام......(R_18)

عرض کی جب سے ملکہٴ عالمین صلوات اللہ علیہا نے کرم نوازی فرمائی ہے میری کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ جس میں ہم نے اپنے سرتاج علیہ الصلوات والسلام کی زیارت نہ کی ہو

یہاں ایک بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب امام علی النقی علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ ہم آپ کو ایک لاکھ دینار یعنی ایک لاکھ تولہ سونا عطا فرمائیں یا ابدی شرف کی بشارت دیں تو آپ نے یہ دریافت نہیں کیا کہ کس شرف کی بلکہ فوراً بلا تامل وتوقف فرما دیا کہ ہمیں ہمارے بیٹے کی بشارت دیں

گویا انہیں اللہ جل جلالہ کے ازلی فیصلے کا کلی علم تھا اور خالق کے ازلی پروگرام کا مکمل علم حاصل تھا اس لئے آگاہ فرمانے سے پہلے فرما دیا کہ ہمیں اس لختِ جگر کی بشارت دیں جس کے لئے ہم نے روم جیسی اعلیٰ شاہی کو قدموں تلے روند کر اس گھر کی کنیزی پسند کی ہے

جب گھر کی دہلیز کے اندر قدم رکھا تو سارے اہلِ خانہ نے محبت کے پھول نچھاور کئے ابدی مسرت نے آ کے قدم بوسی کی کائنات کی خوش نصیبیوں نے آ کر نعلین کے بوسے لئے اور اس طرح چادرِ تطہیر اوڑھے ہوئے شرم وحیا سے سر جھکائے ہوئے گھر اطہر میں داخل ہوئیں اور انہیں ایک آراستہ کمرے میں پہنچا دیا گیا اور مزاج پرسی

کے لئے سارے اہل بیت اطہار تشریف لائے

جب آپ نے آرام فرمالیا تو دوبارہ امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام ان کے کمرۂ مبارک میں تشریف لائے اوران کے ساتھ ان کی پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا بھی بہو کی زیارت کو تشریف لائیں مزاج پرسی کے بعد شہنشاہ معظم صلوات اللہ علیہ نے ملکہ دوراں صلوات اللہ علیہا کے سر اطہر پر دست شفقت رکھا اس کے بعد ابوالحسن الثالث علی النقی علیہ الصلوات والسلام نے اپنی پاک ہمشیرِ گرامی سیدۂ عالمین الثانی صلوات اللہ علیہا کو اپنے قریب بلایا اور پاک بہو صلوات اللہ علیہا کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے کر فرمایا

☆فانها زوجة ابی محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام و ام القائم عجل اللہ فرجہ الشریف......(R_19)

ہماری دستار کے وارث شہنشاہ معظم ابومحمد العسکری کے حرم اطہر ہیں آپ کی بہو ہیں ان کی ہر حال میں حفاظت آپ نے کرنا ہے کل خدا جانے حالات کیا ہوں آج سے یہ آپ کے سپرد ہیں

یہ واقعہ سن 248 ہجری کا ہے

یہ بات عرض کرتا چلوں کہ جب ہم کسی روایت کو دیکھتے ہیں تو اس میں ہوتا یہ ہے کہ کسی کتاب میں ایک فقرہ ہوتا ہے تو دوسری میں وہ نہیں ہوتا مگر ایک اور فقرہ اس میں شامل ہوتا ہے اس طرح چند کتابوں کو دیکھنے کے بعد وہی روایت کئی اضافی فقروں کے ساتھ مکمل ہوتی دکھائی دیتی ہے اور میں یہ کرتا ہوں کہ ساری کتابوں کے سارے اضافی جملے اور فقرے اس میں شامل کر کے اس کا خلاصہ لکھ دیتا ہوں اس سے میرے قاری کو ایک تفصیل مل جاتی ہے ورنہ یہ واقعات سارے کتب غیبت میں

لکھے ہوئے ہیں

یعنی بحار الانوار کمپانی ج13 ،غیبت طوسی ،غیبت نعمانی ،منتخب الاثر سے لے کر در مقصود تک اکثر کتب غیبت میں یہ تفصیلات موجود ہیں اور میں حوالوں کی بھر مار دینے کے بجائے ایک آدھ کتاب کا حوالہ لکھ دیتا ہوں تاکہ مفہوم و ربط میں خلل واقع نہ ہو سامرہ، بغداد اور حلہ کے جغرافیہ کو آپ اگلے صفحہ پر دیئے گئے نقشہ سے سمجھ سکتے ہیں

...... ☆ ......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

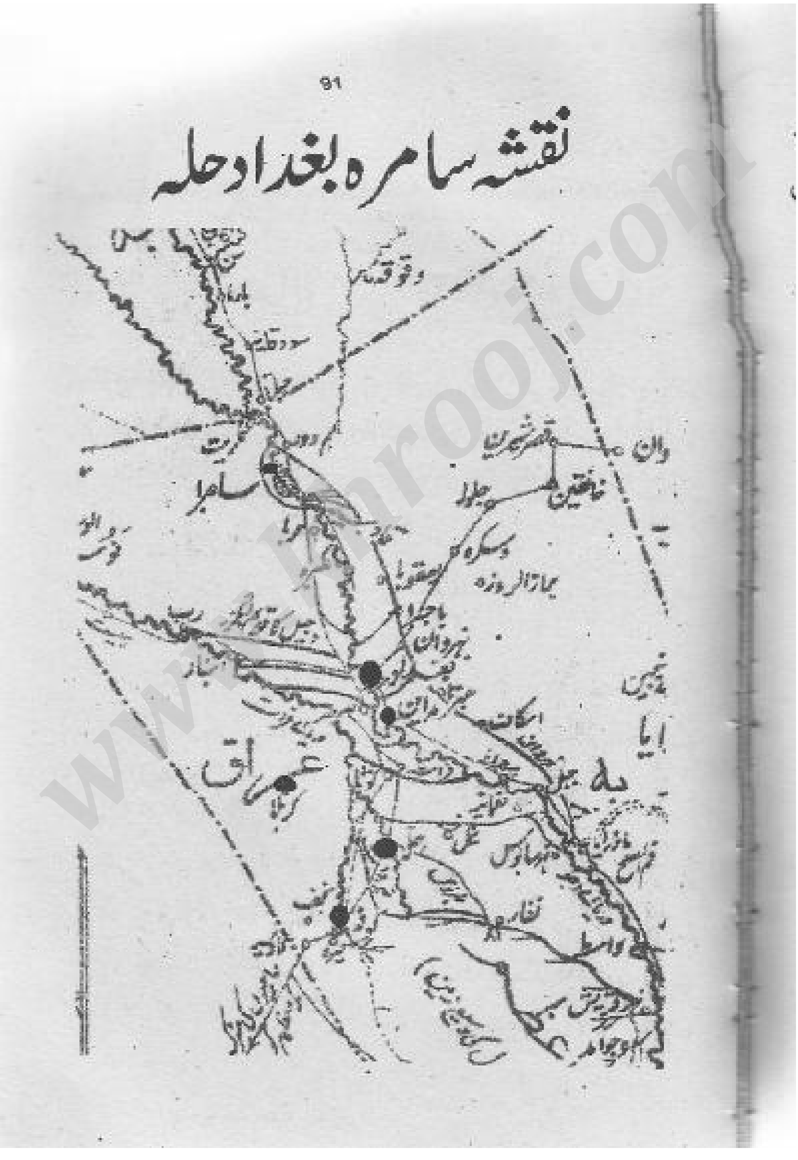
91
نقشہ سامرہ بغداد حلہ
سامرا
عراق

یاھو یامن ھو لا ھو الا ھو الحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ما ھو الا ھو الحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

امہات الآئمہ اطہار

صلوات الله علیهن

دوستو! یہاں ایسی کچھ باتیں کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ سراسر عرفانیاتی دنیا سے تعلق رکھتی ہیں مگر عرفانیاتی اسرار بھی کلام الٰہی اور احادیث سے باہر نہیں ہوتے بلکہ وہ احادیث و آیات کے باطن میں مضمر ہوتے ہیں جسے صرف عرفا کی نظر دیکھ سکتی ہے کیونکہ ان کی نظر شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے تصرف کلی میں ہوتی ہے

دوستو! کلام الٰہی میں ارشاد ہے

☆سُبۡحَانَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنۡبِتُ الۡاَرۡضُ وَمِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَمِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ ......(سورہ یٰسین 36)

فرمایا پاک ہے وہ ذات جس نے پوری خلق و تخلیق کے [تین طرح] جوڑے بنائے ہیں ایک وہ جوڑے ہیں کہ جن کے جوڑے اس نے زمین سے اگائے ہیں ایک وہ خلق ہے جس کے جوڑے اس نے ان کے نفسوں ان کی نوع سے بنائے ہیں اور ایک وہ جوڑے ہیں کہ جنھیں کوئی بھی نہیں جانتا جن کا علم کسی کو نہیں کہ یہ جوڑے کیسے ہیں؟ اب یہاں تک تو بات آپ کی سمجھ آ گئی کہ نباتات ہیں تو ان کے جوڑے زمین سے اگتے ہیں اور انسانوں اور حیوانات و جنات کے جوڑے ان کے نفسوں یعنی ان کی

نوع کے افراد سے بنتے ہیں مگر اللہ جل جلالہ کچھ ایسے جوڑوں کی طرف بھی نشاندہی فرما رہا ہے کہ جنھیں کوئی نہیں جانتا کیونکہ وہ عقل انسان سے ماوریٰ ہیں جہاں عقل کی انتہا ہے وہاں سے ان جوڑوں کی ابتدا ہے ان کے رازوں کو کسی صاحب عقل کی عقل پا ہی نہیں وہ کون سے جوڑے ہوتے ہیں؟

اب آپ سمجھ چکے ہیں کہ وہ جوڑے وہ ہوتے ہیں کہ جو **معصومین** علیھم الصلوات والسلام کے بنتے ہیں یہ یہاں نہیں بنتے بلکہ ازل سے بنتے ہیں

اب یہاں ایک بات کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ جوڑا کہتے ہیں زوجہ اور شوہر کو۔ یہاں یہ تخصیص نہیں کہ صرف شوہر کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔شوہر ہی اللہ جل جلالہ کا راز ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح **امیر کائنات** علیہ الصلوات والسلام کے راز ہیں اسی طرح **ملکۂ عالمین** صلوات اللہ علیھا **اللہ** کا راز ہیں جس طرح **امیر کائنات** علیہ الصلوات والسلام **اللہ** جل جلالہ کا راز ہیں اسی طرح شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیھا بھی **اللہ** کا راز ہیں جس طرح امام حسن علیہ الصلوات والسلام **اللہ** جل جلالہ کا پوشیدہ راز ہیں اسی طرح امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجد بھی **اللہ** کا راز ہیں جس طرح امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام **اللہ** کا سربستہ راز ہیں اسی طرح ملکہ ایران صلوات اللہ علیھا بھی **اللہ** جل جلالہ کی سربستہ راز ہیں اسی طرح شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیھا بھی **اللہ** کا پوشیدہ راز ہیں بات پورے جوڑے کی ہے نہ کہ ایک کی۔

آپ کتب حدیث اٹھا کر دیکھیں جناب آدم علیہ السلام کی نسل بڑھانے کا جب وقت آتا ہے تو جس نسل میں نبوت و وصایت کو جاری رکھنا ہوتا ہے وہاں ان کے لئے جنت

سے حور آتی ہے اور جس نسل میں نبوت نہیں اس کے لئے ایک جنی عورت کو لایا جاتا ہے کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ مظروف کے لئے ظرف کتنا اہم ہوتا ہے جس ظرف میں نبوت آنا ہے اس کے لئے کم از کم جنت کی حور چاہیے اور جن مخدرات عصمت صلوات اللہ علیہن خود اللہ جل جلالہ کے انوار ازلیہ کا ظرف بننا ہوتا ہے تو کیا وہ عام لوگوں میں سے پکڑ لی جاتی ہیں؟

دوستو! یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ملکہ روم معدن عصمت وطہار صلوات اللہ علیہا کا روم میں اظہار ہوا تھا ایک شاہی خاندان میں ظہور ہوا تھا مگر ان کی حقیقت عالیہ کے بارے میں قرآن فرما رہا ہے اسے کوئی بھی نہیں جانتا اور نہ ہی کبھی کوئی جان سکتا ہے کہ وہ کون تھے؟ ان کی حقیقت کیا تھی؟ وہ کس طرح انسانی دنیا میں تشریف لائے اور کس طرح اس دنیا میں رہے؟ یہ سب کچھ اللہ جل جلالہ کا ایک راز ہے۔

غالبًا جناب علی بن طاؤس اعلی اللہ مقامہ کا قول ہے کہ اگر پاک حسنین علیہما اصلوات والسلام کی بچوں کے روپ میں ظاہر نہ ہونا ہوتا تو ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا ظاہراً عقد کبھی نہ ہوتا۔

عرفا کا قول ہے کہ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا ظاہراً شوہر اختیار فرمانا ایسا ہے جیسے شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا جامہ ءبشری میں تشریف لانا یہ اللہ جل جلالہ کی تخلیق کا کمال ہے کہ اس نے اپنے نور ذات کو بشریت کے پیکر میں ڈھالا ہے

اب یہاں میں صرف یہی عرض کرونگا کہ ملکہ روم صلوات اللہ علیہا بھی اللہ کا ایک ایسا سربستہ راز ہیں کہ جسے کبھی بھی نہیں کھلنا۔ یہ تو آپ سے عرض کر چکا ہوں کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے دور خروج میں سارے مخفی راز کھل جائیں گے کیونکہ اس وقت تقیہ کلی طور پر ساقط ہو جائیگا کیونکہ اس دور میں کوئی بھی ایسا کم ظرف و مستضعف

موجود نہ ہوگا جو رازوں کا متحمل نہ ہو سکے گا بلکہ سب کو کامل کر دیا جائیگا مگر چاہے کوئی لاکھ صاحبِ کمال ہو جائے مگر بشر ہی ہے اس لئے وہ اللہ جل جلالہ کے انوار ذات کے رازہائے سربستہ کا متحمل نہیں ہو سکتا

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لا ھو الا ھو الحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ما ھو الا ھو الحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

قصرِ امامت

اس سے قبل کہ بات کو آگے بڑھایا جائے آپ کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس وقت ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا قصرامامت میں تشریف لائی تھیں تو اس وقت خانۂ اطہر بہت وسیع تھا اس وقت جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کا اپنا گھر بھی موجود تھا جو اچھا خاصہ وسیع تھا ان کے گھر اطہر کے چاروں طرف تیس سے بھی زیادہ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے گھر موجود تھے اور ان کی درمیان میں قصرامامت تھا اور یہ قصرِ امامت اتنا وسیع تھا کہ اسے چار حصوں میں بانٹا گیا تھا

ایک حصہ میں جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کے تین بھائی یعنی جناب جعفرِ تواب سلام اللہ علیہ اور جناب محمدؑ اسد الدجیل اور جناب حسینؑ علیہم الصلوات والسلام رہتے تھے

دوسرے حصہ میں ان کی والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کی رہائش تھی

تیسرے حصہ میں ان کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سکونت پذیر تھیں

چوتھا حصہ خود جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کا تھا اور یہ حصہ سب سے خوبصورت تھا جیسا کہ اس گھر کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اتنا خوبصورت تھا کہ لگتا تھا پوری دنیا کے عظیم ماہرِ تعمیرات اور صناع جمع کر کے اسے بنایا گیا تھا جس میں

www.khrooj.com

خوبصورت آرک نما محرابیں بنی ہوئی تھیں اور اس پر لکڑی کا کام بڑی نفاست سے کیا گیا تھا۔

اس کے باوجود تقریباً چھ سال معظّمہ دوران صلوات اللہ علیہا نے پاک سرتاج کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کے گھر اطہر میں گزارے یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنے بڑے گھر کی موجودگی میں ملکہؑ دوراں صلوات اللہ علیہا کو پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کے گھر میں رہائش دینے کے آخر کیا وجوہات تھے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تو انہیں آنے والے وقت میں بہت سی اہم ذمہ داریوں کو سنبھالنا تھا اور ان ذمہ داریوں کے لئے سخت تربیت کی ضرورت تھی جو انہیں پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا نے دینا تھی کیونکہ ان کی آغوشِ عاطفت میں اس سرمایہِ آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام نے پروان چڑھنا تھا کہ جو اولین وآخرین مع خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام سب کی محنتوں کا ثمر تھا اور جو جملہ انبیاء کی تبلیغات کا نتیجہ اور جملہ مظلومین کی صعوبات کا اجرِ عظیم تھا اور جملہ صالحین کے اعمال کا ثواب تھا اور انسانیت کا روشن مستقبل اور جملہ ماضی کا ماحصل تھا اس لئے انہیں ایسی آغوشِ عاطفت فراہم کرنا تھی کہ جو اولین وآخرین میں سے کسی کو میسر نہ ہو اس لئے پورے چھ سال پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا نے ایسی تربیت فرمائی کہ یہ معظّمہ صلوات اللہ علیہا چھ سال کے عرصہ میں اس پاک خاندان کی جزوِ لاینفک بن گئیں

دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ یہ مقدس گھر پوری دنیا کو عزت افزائی کا درس دینے والا گھر تھا اور ملکہؑ عالمین ایمورین خاندان کی شہزادی تھیں اس گھر پاک میں کنیز بن کر آئیں تو یہاں انہیں پہلے ربیعہ بیٹی کا اعزاز ملا پھر حقیقی بیٹی کا شرف ملا اور پھر بہو

ہونے کا مقام اعلیٰ حاصل ہونا تھا گویا اعزاز پر اعزاز دے کر نور علیٰ نور بنایا جا رہا تھا اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ شرفاء کے ہاں شادی بیاہ کے کچھ روایات و رسومات ہوتے ہیں اور ان کی ادائیگی کے لئے دو گھروں کا ہونا ضرور ہوتا ہے یعنی سسرال اور میکے کا ہونا ضروری ہوتا ہے کیونکہ دلہن کو میکے سے رخصت ہونا ہوتا ہے اور سسرال میں جانا ہوتا ہے

اب یہاں صورتِ حال یہ تھی کہ سسرال تو روم میں چھوڑ آئے تھے یہاں نہ کوئی بھائی، نہ بہن، نہ ماں، نہ باپ، نہ کوئی خاندان والا جو کہ ان کی سر پرستی کرتا اس لئے ان کے لئے ایک گھر کو میکا بنانا تھا، ایک گھر کو سسرال بنانا تھا اور اس طرح شادی کے رسومات کی تکمیل کی جا سکتی تھی تا کہ انہی کے ایک گھر سے ان کی ڈولی اٹھے کوئی تو ہو جو ماں کی طرح سینے سے لگا کر رخصت کرے، کوئی تو ہو جو بزرگوں کی طرح وداع کرے اور اس عالم مسافرت میں انہیں کسی رشتہ دار کی کمی تک محسوس نہ ہو۔ سو اس کے لئے ضروری تھا کہ انہیں پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کی بیٹی بنا دیا جائے اور وہی ان کا مکمل خاندان بن جائیں

ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ یہاں ان کے ولی شرعی کا مقام بھی کسی نے لینا تھا اور یہاں ان کا سر پرست کسی کو بنانا ضروری تھا جو والدین کی طرح رخصت کرے سو یہ ذمہ داری پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کے سپرد کر دی گئی اور انہوں نے یہ ذمہ داری بڑی خوش اسلوبی سے نبھائی بھی تھی

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھوالا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

اسیری جناب ابو محمد العسکری

علیہ الصلوات والسلام

248ھ ہجری میں معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا نے خانۂ تطہیر کو زینت بخشی 252ھ ہجری تک یہ شہنشاہ ابو محمد العسکری صلوات اللہ علیہ کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کے گھر میں قیام پذیر رہیں یہ مستعین باللہ عباسی کا زمانہ تھا اسی سن میں ماہ محرم میں مستعین باللہ عباسی ملعون فی النار ہوا اور آخرِ محرم کے بعد اس کی جگہ پر معتز باللہ عباسی ملعون تختِ خلافت پر قابض ہوا جو 255ھ ہجری تک حاکم رہا لیکن اس ملعون نے اوائل سال 252ھ ہجری میں مطلعِ ولایت کے گیارہویں تاجدار صلوات اللہ علیہ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور اس وقت ان کی عمر بیس یا اکیس سال تھی اور یہ وہ زمانہ تھا کہ ان کے سرِ اطہر پر ابھی بابا پاک صلوات اللہ علیہ کا سایہ باقی تھا اس حکم کی تعمیل کے لئے ملعون کے فوجی درِ اطہر پر آئے اور انہیں ساتھ لے گئے اب یہ بات تاریخ نہیں بتاتی کہ امام ابو الحسنؑ الثانی نقی صلوات اللہ علیہ نے اپنے نوجوان بیٹے کو ظالمین کے حوالے کس طرح کیا ہوگا؟ اور اس وقت ان کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا اور پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا اور دیگر مستورات صلوات اللہ علیہن کے دل پر کیا گزری ہو گی؟ اور انہوں نے اپنے جوان بیٹے کو کس طرح اپنے ہاتھوں سے دشمنوں کے ساتھ

رخصت کیا ہوگا اور خصوصاً ملکہ روم معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کے دل پہ کیا گزری ہوگی کہ جو شاہی اور تختِ قیصر کو اس کریم علیہ الصلوات والسلام کی محبت میں ٹھکرا کر آئی تھیں یہ بھی تاریخ میں نہیں لکھا کہ کس پاک مستور سے کس طرح وداع ہوا۔

ہاں دل یہ مانتا ہے کہ جب بھی ایسے بیٹے جدا ہوتے ہیں خاندان والوں کے دلوں پہ قیامت بپا ہو جاتی ہے اور آنکھیں ساون کی گھٹائیں بن کر برستی ہیں پورا گھر ماتم کدہ بن جاتا ہے

بہر حال ظالمین انہیں دربار میں لائے معتز باللہ عباسی ملعون نے اپنے معتمد خاص علی بن یارمش کو بلایا (یہ ترکی النسل غلام تھا) اسے بلا کر اس نے حکم دیا کہ انہیں اپنے محل کے کسی تہہ خانہ میں پابندِ رضائے الٰہی کر دے

اس کا مقدر بھی عجیب تھا یہ اس کریم کو اپنا دشمن سمجھ کر گھر لایا مگر یہ کریمِ ازل اس کے لئے جہنم سے نجات دینے والے بن کر اس کے گھر تشریف لائے علی بن یارمش نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان پر ہر قسمی سختی روا رکھو خورد و نوش میں بھی تنگی دینا ہے اور ایذا سے کبھی دست کش نہیں ہونا اس نے جب ان رومی غلاموں کو یہ احکام دے کر روانہ کیا تو وہ ظلم کی نیت سے ان کے نور محل کے قریب آئے

امام صلوات اللہ علیہ نے انہیں نام بہ نام پکارا اور رومی زبان میں ان سے کلام فرمانا شروع کیا اس پر ان غلاموں کو بڑی حیرت ہوئی اس کے بعد وہ روزانہ حاضر ہوتے اور پاک کلام سے مستفید ہوتے اور اکثر اوقات جب وہ آتے تو انہیں مصروفِ نماز پاتے اور دن کو روزہ سے رہتے

ایک دن علی بن یارمش نے غلاموں سے کہا کہ ان پر ظلم بڑھا دیں ان غلاموں نے

کہا کہ کس پر ظلم کرنا ہے؟ کیا فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر ظلم کرنا ہے جو دن کے روزہ دار اور رات کے عبادت گزار ہیں اس صاحبِ وجاہت صلوات اللہ علیہ پر ظلم کرنا ہے جن کے چہرے پر نگاہ پڑ جائے تو ہیبتِ الٰہی دیکھ کر دل دھڑکنا بھول جاتے ہیں

اس نے کہا تم بڑے نمک حرام ہو میرے غلام ہو اور میرے نافرمان بھی ہو

انہوں نے کہا ہم نمک حرام ہوں گے مگر تم جیسے نہیں کیونکہ جس کی نعلین کا صدقہ تم کھا رہے ہو اسی کریم کے لختِ جگر صلوات اللہ علیہ پر ظلم کرنے کا حکم بھی دے رہے ہو اب بتاؤ اصل نمک حرام تم ہو یا ہم ہیں؟

تم لوگ جن کا کلمہ پڑھتے ہو جس ذات سے آخرت اور جنت کے حصول کی امید رکھتے ہو جس ذات کی وجہ سے دوسرے اقوام پر فخر کرتے ہو انہی کے لخت جگر کو قید مصیبت میں رکھنے کے بعد کیا تم آخرت میں کسی رعایت کی امید رکھ سکتے ہو؟

کیا تم اس بات سے انکار کر سکتے ہو کہ یہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نہیں ہیں؟

ان باتوں پر غور کر کے بتاؤ ہم نمک حرام ہیں یا تم نمک حرام ہو؟

یہ سن کر اس کے دل پر چوٹ لگی اور یہ روتا ہوا حاضرِ بارگاہ ہوا اور توبہ کی اور معافی چاہی اور اس کے بعد یہ ہمیشہ غلامی کرتا رہا اس طرح ماہِ صفر 254ھ ہجری بمطابق فروری 868ء عیسوی میں دو سال کی اسیری کے بعد گھر جانے کی اجازت ملی۔ اور یوں دو سال بعد گھر تشریف لائے......(R_20)

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھو الاھو الحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھو الحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

اسد الدجیل

علیہ الصلوات والسلام

اسد الدجیل جناب ابو جعفر محمد بن جناب امام علی نقی علیہما الصلوات والسلام کا یہاں ذکر پاک کرنا بھی میں ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ یہ ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کے صاحبِ جلال بھائی ہیں

یہ بات سارا عرب جانتا ہے کہ عرب کے لوگ دنیا میں صرف دو پاک ہستیوں سے ڈرتے ہیں ایک تو جناب ابو الفضل العباس علیہ الصلوات والسلام ہیں اور دوسرے یہ اسد الدجیل علیہ الصلوات والسلام ہی ہیں

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے انصاف اور فیصلے میں دیر نہیں ہے کیونکہ ان کے گھر میں نہ دیر ہے نہ اندھیر ہے جھوٹی قسم کھانے والے کو ان کے دربار میں فوراً سزا ملتی ہے یہ ابو محمد حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کے بڑے بھائی تھے

ان کا سنِ ولادت سنہ 231 ہجری ہے اس طرح یہ جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام سے ایک سال بڑے تھے ان کے بارے میں صاحب منتھی الآمال فرماتے ہیں کہ یہ جناب کلی طور پر امامت وولایت کی صلاحیت کے حامل تھے

جیسا کہ ان کے بارے میں سارے شیعوں کا خیال تھا کہ ہمارے مستقبل کے امام

زمانہ یہی جناب ہونگے اور امام علی نقی الہادی علیہ الصلوات والسلام نے ان کے حکم کو اپنا حکم فرمایا تھا اور اس دور میں جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام عام لوگوں سے کم ملتے تھے بلکہ اکثر لوگوں نے تو ان کی زیارت بھی اس وقت کی تھی جب جناب اسد الدجیل علیہ الصلوات والسلام کی وفات ہوئی تھی ۔ کیونکہ عام شیعوں کا یہی خیال تھا کہ ہمارے مستقبل کے امام زمانہ یہی جناب ہونگے مگر ان کی وفات بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی رحلت سے پہلے ہوگئی جس کی وجہ سے عام یہ تاثر پیدا ہوا کہ منصب امامت کے معاملے میں کوئی بدا واقع ہوا ہے مگر ایسا کچھ نہیں ہوا بلکہ آئمہ کی جو فہرست ازل سے مرتب ہوئی تھی اس میں قطعی بدا واقع نہیں ہوسکتا اور نہ اس میں کوئی تبدیلی ممکن ہوتی ہے جو اسمائے مبارکہ لوحِ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا پر جناب جابر نے تلاوت کیئے تھے وہی ہمیشہ سے مقرر تھے یہ نظریہ بدا اس دور کے شیعوں کا اشتباہ ہے

جناب اسد الدجیل علیہ الصلوات والسلام کا واقعہ رحلت اس طرح ہے کہ جب معتز باللہ عباسی ملعون نے جناب ابو محمد العسکریؑ علیہ الصلوات والسلام کی گرفتاری کا حکم دیا تو اس صاحبِ جلال کو بہت جلال آیا اور اس جلال کے عالم میں بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہ ظلم ہم سے نہیں دیکھا جاتا ہمارے بھائی کو اس طرح گرفتار کرنا ہم سے نہیں دیکھا جاتا اور اہلِ حرم کا گریہ و بکا اور مستورات صلوات اللہ علیہن کا یہ غم ہم برداشت نہیں کرسکتے

اس پر ابو الحسن الثالث علیہ الصلوات والسلام یعنی ان کے بابا پاک نے فرمایا بیٹے آنے والے وقت میں تو اس سے بھی بڑے ظلم ہونے والے ہیں اس لئے ہم اس وقت

آپ کوحکم دیتے ہیں کہ آپ فوراًاپنے جد پاک علیہ الصلوات والسلام کے پاس مدینہ چلے جائیں

یہ حکم پا کرعرض کی ہمیں بھائی کی رہائی تک یہاں رہنے کی اجازت بخشی جائے ہم ان کے آنے کے بعد مدینہ کوروانہ ہوجائیں گے

اس طرح یہ دوسال بھائی کے انتظار میں سامرہ میں رہے مگراس درد نے جگرایسا زخمی کردیا کہ بیمار رہنے لگے جب جناب ابومحمدالعسکری علیہ الصلوات والسلام واپس گھر تشریف لائے تو چند دن بعدانہوں نے مدینہ جانے کا پروگرام بنالیا اور جب وہاں سے روانہ ہونے لگےتو بھائی سے فرمایا جن آنے والے مصائب کا باباجان علیہ الصلوات والسلام نے ذکرکیا تھاانہیں دیکھنےتو کجاان کے سننے تک کی بھی نوبت نہیں آئے گی ہم آخری بارمل رہے ہیں شاید ہم پھرنہ مل سکیں ۔یہ اپنے چھوٹے بھائی کو گلے سے لگاکر بہت دیرتک روتے رہے اوراس طرح اہلِ حرم سے وداع کیا اور روانہ ہوگئے

سامرہ مقدس سے ایک منزل جنوب میں سفرکیا اورصحرائے دجیل کے ایک شہر بلد پہنچ گئے (جواس وقت مین روڈ سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے)

جب وہاں پہنچےتوجدِ اطہر علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے بلاوا آ گیا اور یہ راہیِ ملکِ بقا ہوئے جو غلام ان کے ساتھ تھے ان میں سے ایک نے فوراً سامرہ میں اطلاع دی تو امام علی نقی علیہ الصلوات والسلا م اہلِ حرم کے ساتھ بلد میں تشریف لائے بھائیوں نے تجہیز وتکفین کی جب ان کے جنازہ کو باہرلایا گیاتو امام حسنِ عسکری علیہ الصلوات والسلام نے شدتِ گریہ سے اپنا گریبان چاک فرمایااس پرایک صحابی نے

دلاسہ دیتے ہوئے عرض کی آپ سے تو بے صبری کی توقع نہ تھی اس پر امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا جب جناب موسیٰ علیہ السلام کے بھائی جناب ہارون علیہ السلام کا وصال ہوا تھا تو انہوں نے بھائی کے جنازے پہ اپنا گریبان چاک کیا تھا کیا ہمارے بھائی جناب ہارون علیہ السلام سے کم ہیں یا ہماری محبت جناب موسیٰ علیہ السلام سے کم ہے؟

ان کی وفات حسرت آیات کا سن 254 ہجری ہے......(R_21)

یہاں ایک بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ ہر دور میں حفاظت امام وقت کا خصوصی اہتمام کیا جاتا رہا ہے اس لئے جناب اسدالدجیل علیہ الصلوات والسلام کو بھی جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی حفاظت کے پیش نظر عوام کے سامنے رکھا گیا تھا کہ ہر کوئی یہ سمجھے کہ یہی امام ہوں گے یہی دستار کے وارث ہوں گے اور امام عالی مقام کو پس پردہ رکھا گیا حتیٰ کہ شیعوں میں سے اکثر لوگ ان کے چہرے تک سے شناسا نہ تھے۔

جب جناب اسدالدجیل علیہ الصلوات والسلام کا وصال ہوا سارے مومنین بلد حاضر ہوئے تجہیز و تکفین و تدفین کے بعد امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

يا بنى احدث لله شكراً فقد احدث فيك امراً ......طوسی ص 122

اے لخت جگر اب اللہ جل جلالہ کا اس واقعہ کے بارے میں شکر کریں جو کچھ اللہ جل جلالہ چاہتا تھا وہ حادث وظاہر ہو گیا اور آپ کی امامت کا اظہار فرما دیا گیا ہے اب آپ ہی امام کی حیثیت سے سامنے آجائیں اس وقت جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے روتے ہوئے فرمایا الحمد الله و شكراً لله

اس واقعہ سے عام شیعوں میں یہ تصور پیدا ہوا کہ امامت میں بدا واقع ہوا ہے اس پر کچھ لوگوں نے عرض بھی کی کہ کیا بدا واقع ہوا ہے؟ اس کا جواب ان کی تسلی کے لئے اثبات میں دیا گیا اس کے باوجود پھر بھی کچھ لوگ ایسے تھے کہ جنہوں نے جناب اسد الدجیل علیہ الصلوات والسلام کو اپنا امام غائب مانا اور وہ جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کو امام نہیں مانتے تھے اور ان کا فرقہ کافی عرصہ تک چلتا رہا جو محمدیہ فرقہ کے نام سے مشہور تھا جن کے نظریات کی نفی شیخ طائفہ نے اپنی کتاب غیبت میں کی ہے یہاں اس کی تفصیل نہیں دے سکتا تفصیل کے لئے دیکھئے

(غیبت طوسی ص 121 وغیرہم)

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھوالا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

عظمت وشان

ہم اپنے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اور ان کی والدہ ماجدہ معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کے تاریخی حالات کا ایک جائزہ پیش کر رہے ہیں اور یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کے فضائل پہ بھی کچھ نہ کچھ ضرور لکھتے جائیں کیونکہ ہمارے زمانہ کی خاتونِ اول یہی معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا ہیں اور ان کی عظمت کا اندازہ اس بات سے ہو جاتا ہے کہ جب بھی ان کی زیارت خود ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف پڑھتے ہیں تو زیارت میں یہ فقرہ وہ خود ادا فرماتے ہیں

☆السلام علیكِ یا من تربیتها الولی اللہ الامین اشهد انك ادیت الامانت......(مفاتح الجنان)

اے اللہ کے ولی کی ربوبیت فرمانے والی معظّمہ صلوات اللہ علیہا آپ پر ہمارا سلام ہو اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے امانتِ نورِ الٰہی کو خوب ادا فرمایا ہے

ازل سے بھی ماقبل ان کی آغوشِ نورانی اور جبینِ سبحانی کو ان انوارِ الٰہی کا امین بنایا گیا تھا جنہیں اللہ نے اپنے انوارِ ذات کا امانت دار بنایا ہو ان کے مقامِ غیب الغیوب کو کون سمجھ سکتا ہے؟

ان مخدراتِ وحدت والوہیت صلوات اللہ علیہ کا ظاہری تعلق چاہے جس گھر ہی سے

کیوں نہ ہو یہ اللہ کے غیبِ مطلق ہیں- ہمارے امامِ زمانہ شہنشاہ عجل اللہ فرجہ الشریف اپنی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کی زیارت کو جب بھی تشریف لاتے ہیں تو یہ فقرہ بھی ضرور ادا فرماتے ہیں

السلام علیكِ ایتها المستودعه اسرار رب العالمین......(R_22)

اے ہماری وہ معظّمہ مادرِ گرامی صلوات اللہ علیہا ہمارا آپ پر سلام ہو آپ وہ ہیں کہ جنہیں رب العالمین کے رازوں کا امانت دار بنایا گیا

ظاہراً جس گھر میں یہ تشریف لائیں اس گھر کا ایک بھی فرد ظاہراً مسلمان تو کیا کسی نے کلمہ تک زبان سے ادا نہیں کیا تھا سوائے جناب نوفل بن میخائیل کے جوان کے دادا تھے ان کے علاوہ پورے کے پورے آباء واجداد نصرانی تھے مگر اس معظّمہ صلوات اللہ علیہا کی وجہ سے خود امامِ دوران عجل اللہ فرجہ الشریف زیارت میں فرماتے ہیں

السلام علیكِ و علیٰ آباك الحواریین آپ پر اور آپ کے آبائے حواریین پر بھی ہمارا سلام ہو کہ جو سارے کے سارے جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین تھے مفاتح الجنان زیارت ملکہ روم صلوات اللہ علیہا......(R_23)

اب اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ان کے آباء میں سے صرف ایک جناب شمعون علیہ السلام ہیں جو جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے مگر اس سلام میں جمع کا صیغہ یعنی (آباك) کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی ان کے پورے سلسلہء نسب کو ان کی ذات کی وجہ سے داخلِ حواریین کر دیا گیا ہے اور ان پر سلام بھی وارد ہوا ہے اب اس سے ان کی عظمت کا اندازہ کر لیں کہ ان کی عظمت اور شان کیا ہوگی؟

معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا سن 248 ہجری میں روم سے تشریف لائیں خانہِ توحید و

رسالت میں چھ سال تربیت کاملہ ہوئی ان چھ برسوں میں اپنے سرتاجِ ازل علیہ الصلوات والسلام سے دو سال کے لئے جدا بھی رہنا پڑا کیونکہ وہ امت ملعون کی حراست میں رہے جس دن معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا اس پاک گھر میں تشریف لائیں اسی دن پہلے ہی تعارفی پروگرام میں یہ بات سارے اہلِ خانہِ توحید و رسالت پر واضح فرما دی گئی تھی کہ یہ وہ معظّمہ صلوات اللہ علیہا ہیں کہ جنہوں نے ہمارے منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ ہونے کا اعزاز پانا ہے اور روزِ اول جب بشر بن سلیمان کو بلایا گیا تھا تو سارے اہلِ حرم کو ان کے لے آنے کے مشورے میں شامل کیا گیا تھا اس مشورہ میں بھی ان کا تعارف یہی ہوا تھا کہ جس معظّمہ صلوات اللہ علیہا کو لانے کا پروگرام بن رہا ہے انہوں نے جناب ابو محمدؐ العسکری علیہ الصلوات والسلام کے حرم کو زینت دینا ہے اور انہی نے اس گھر کا مالک ہونا ہے یہ ساری باتیں Under Stood تھیں اور ان کی آمد سے پہلے ان کی شان کی مناسبت سے انتظام بھی فرما لیا گیا تھا اس لئے سارا پاک خاندان ظہورِ نورِ الٰہی کا شدت سے انتظار کر رہا تھا

گھر کا ہر فرد چاہتا تھا کہ ہم جلد از جلد اپنے پاک منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کا شرف حاصل کریں والدہ ماجدہ کی یہ خواہش ہو گی کہ ہم اپنی جھولی میں اپنے پوتے کو کھیلتا ہوا دیکھیں پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا کی یہ آرزو ہو گی کہ ہماری بھابھی جلدی ہمارے گھر آئیں بھائیوں کی یہ تمنا ہو گی کہ بھائی کا گھر آباد دیکھیں اس طرح سارا گھر ظہورِ نورِ الٰہی کا مشتاق تھا مگر یہ سارا انتظام مشیت الٰہی کے ماتحت تھا اس میں گھر پاک کے ہر فرد کی خواہش تو ہو سکتی تھی مگر مداخلت کی کسی کو اجازت نہ تھی کیونکہ اصل فیصلہ تو خلاقِ ازل نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا تھا

یہ بھی ہے کہ ہر امر کی ایک انتہا ہوتی ہے وہ زمانہ بھی آ گیا کہ خالق نے اپنا فیصلہ سنا دیا مگر اس میں پورے چھ سال گزر گئے

...... ☆ ......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لا ھو الا ھو الحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھو الحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

تقریبِ شادی ورخصتی

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ رسم نکاح تو شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ادا فرمادی تھی پھر باطنی طور پر رخصتی بھی ہوچکی تھی مگر اس ظاہری دنیا کے لحاظ سے ابھی یہ سارا معاملہ التوا میں رکھا گیا تھا یہ ربیع الاول 254ھ ہجری کا واقعہ ہے کہ جب اس پر ظاہری طور پر عمل ہوا

اس کی روایت جناب شہنشاہِ معظم ابو محمد حسن العسکریؑ علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سے ہے وہ فرماتی ہیں ایک دن جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام ہمارے گھر میں تشریف لائے اور حسب دستور ہم ان کے لئے تعظیماً اٹھے اور بڑھ کر انہیں پیار کیا اور انہیں اپنے کمرے میں لے آئے اور انہیں اپنی مسند پہ بٹھایا اور وہ ہمارے ساتھ مصروف کلام تھے کہ اسی دوران ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا ہمارے کمرے میں تشریف لائیں اور انہیں معلوم نہیں تھا کہ ان کے سرتاج ہمارے ہاں تشریف لائے ہیں اور وہ اپنے خیال میں کمرے میں داخل ہوئیں جونہی انہوں نے اپنے ہونے والے سرتاج کو غیر متوقع طور پر اپنے سامنے پایا تو گھبرا گئیں اور شرم سے سرِ اطہر جھکا لیا

ادھر شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ دوڑ گئی ہم نے لختِ

جگر سے سوال کیا بیٹا اس طرح مسکرانے کی کوئی خاص وجہ ہے؟
کیا لوحِ محفوظ کے مطالعہ سے کوئی نیا فیصلہ نظر آیا ہے؟
فرمایا پھوپھی جان صلوات اللہ علیہا آپ پر لاکھوں درود وسلام ہوں ہم تو ان کے بارے میں قدرت کے اس ازلی فیصلہ پر مسکرا رہے تھے کہ وہ کتنی خوش اسلوبی سے اپنی تکمیل کی طرف محوِ خرام ہے۔ اس کے بعد کچھ دیر ہمارے لختِ جگر علیہ الصلوات والسلام ہمارے پاس رہے جب وہ ہم سے رخصت ہو کر چلے گئے تو ہم سوچ رہے تھے کہ شاید اب ظہورِ نورِ توحید کا وقت قریب ہے اور ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ آج اپنے برادر بہ جان برابر سے اس کے بارے میں ضرور استفسار کریں گے کہ منتقمِ حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہورِ پرنور میں سے کتنا وقت باقی ہے؟ ......(R_24)
ان کے جانے کے بعد ہم حسبِ معمول جناب ابوالحسنؑ الثالث علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن بات زبان پر نہ آسکی
ہم ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ سلسلہ کلام کا آغاز کس طرح کیا جائے یعنی ہم موزوں الفاظ تلاش کر رہے تھے کہ انہوں نے خود ہی کلام کا آغاز فرمایا اور ہم سے فرمایا کہ زمانہ کا دستور ہے کہ بیٹے والے ہمیشہ بیٹی والے کے گھر جا کر خواستگاری کرتے ہیں مگر اس کے برعکس ہم آپ سے اپنے ہی گھر میں یہ بات کر رہے ہیں کہ شہزادیِ روما صلوات اللہ علیہا آپ کی حقیقی دختر کے برابر ہیں اور ہم اپنے لختِ جگر کے لئے ان کی ہاتھ آپ سے اپنے ہی گھر میں مانگ رہے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی بیٹی ہمارے گھر میں ہماری بہو بن کر آ جائیں تو ہمارے گھر کی رونقیں دوبالا ہو جائیں گی
ہم نے عرض کی اس میں شک نہیں ہے کہ وہ ہماری بیٹی ہیں مگر وہ آپ کی امانت بھی

ہیں اور ہماری جملہ امیدوں کا مرکز بھی وہی ہیں اور ہمارے لئے اس سے بڑھ کر اور خوشی کیا ہوگی کہ ہماری بیٹی ہمارے بھائی کی بہو بن کر آئے اور آج تو ہم آئے ہی یہی دریافت کرنے کے لئے تھے کہ آپ نے ہماری زبان کی بات لے لی ہے اور خود ہی فرما دیا ہے ہماری طرف سے تیاری مکمل ہے اب تو آپ کی طرف سے ہی دیر ہے

انہوں نے فرمایا ہماری طرف سے بھی دیر نہیں ہے

ہم نے عرض کی آپ تاریخ مقرر فرمائیں اور نیک کام میں دیر نہیں ہونا چاہیے

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے اسی وقت کنیزوں کو بھیج کر سارے اہلِ خانہِ توحید کو اطلاع دی کہ آپ سارے ابھی ابھی قصرِ امامت میں تشریف لائیں

اطلاع ملنے کی دیر تھی کہ جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا اور ان کی پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا اور جدہ طاہر صلوات اللہ علیہا اور دیگر مستورات صلوات اللہ علیہن جناب ابوالحسن علیہ الصلوات والسلام کے گھر اطہر میں جمع ہو گئیں پھر تاریخ طے ہوئی اور پروگرام بننے لگا کہ کون میکے والا بنے گا؟ اور کون سسرال سے آئے گا؟ کیونکہ ان کا میکا تو روم میں رہ گیا تھا اس لئے فیصلہ یہ کرنا تھا کہ کون بھائی کی طرح رخصت کرے گا کون ماں کی طرح سامان جہیز اور مہندی بری کی رسمیں ادا کرے گا اور آرائشِ گیسوئے معنبر کے فرائض کون ادا کرے گا؟

تاریخ کی یہی خامی ہے کہ یہ واقعات کو کرخت اور کھردرے الفاظ میں لکھ دیتی ہے اور لطیف جذبات و احساسات کو بے دردی سے کچل کر گزر جاتی ہے اور لطیف جذبوں کے پیاسے دلوں کی ضروریات کو یکسر نظر انداز کر جاتی ہے بس یہاں بھی یہی کچھ ہوا ہے

مؤرخین نے ان لطیف جزئیات کو قلم بند نہیں کیا کہ جو ایک محبت اور عقیدت سے لبریز دل کی اصل ضرورت ہوتے ہیں مگر دل بھی کیا چیز ہے کہ جو تاریخ کے خشک پتھروں کو فشار دے کر احساسات کو خود ہی نچوڑ لیتا ہے

یہ تو ہر آدمی سوچ سکتا ہے کہ ایک ایسی شادی کی رخصتی جس کا جملہ پاک خاندان علیھم الصلوات والسلام مدت سے منتظر ہو جس کے جملہ انبیاء علیھم السلام منتظر ہوں، جس کے اولین و آخرین منتظر ہوں، اولیاء، اوصیاء، ملکوت، کروبیاں، روحانیان، غلمان و حورانِ جناں منتظر ہوں کیا وہ شادی بغیر انعقادِ جشنِ مسرت یونہی سی ہوگئی ہوگی؟

بظاہر اس گھر کی شادیاں سادگی سے ہوتی ہیں جیسے ملکۂ عالمین ام الحسنینؑ صلوات اللہ علیھا کی شادی بھی ظاہراً انتہائی سادگی سے ہوئی تھی مگر جشنِ مسرت عرش کی بالکونیوں میں منایا گیا تھا اور قصر و قصورِ فردوس میں اور باغاتِ ارم میں جشن منائے گئے اور عرش سے درہائے ثمین نچھاور کیئے گئے بارات کے ساتھ لاکھوں حوریں نغمہ سرا آئیں

اس حقیقت سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ جو شخصیات جہاں کے رہنے والے ہوتے ہیں ان کی مسرتوں کا جشن بھی ان کے وطنِ مالوف میں منایا جاتا ہے جیسے اولمپک مقابلوں میں جیتنے والی ٹیم کا جشنِ مسرت ان کے اپنے ملک میں منایا جاتا ہے اسی طرح یہ انوارِ الٰہی اصل ساکنانِ عرش معلیٰ تھے یہ اس دنیا میں آ کر پردیسی ہو گئے تھے اس لئے یہ پردیس میں اپنی مسرتوں کا اہتمام نہیں کرتے بلکہ ان کی مسرتوں کے جشن ان کے وطنِ مالوف میں خود خالقِ کائنات مناتا ہے ان کے ولیمے وہاں برسوں چلتے ہیں خالقِ کائنات انبیاء علیھم السلام وملکوت و حورانِ جناں کے ساتھ ان کی مسرتوں کے وہ جشن مناتا ہے کہ ازل و ابد جھوم اٹھتے ہیں اور ان تقریبات کی

مسرتوں کا کوئی اندازہ بھی نہیں کرسکتا

شہنشاہ معظم ابومحمد العسکری صلوات اللہ علیہ کی شادی خانہ آبادی کا اس دنیا میں بھی اہتمام کیا گیا تھا کیونکہ پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا کے دل میں روزِ اول سے یہ خواہش تھی کہ اپنے بھائی کے سر اطہر پہ سہرہ دیکھیں مگر یہ خواہش اس وقت اور شدید ہوگئی جب ان کے سامنے ان کا ایک جوان بھائی رخصت ہوا یعنی جناب اسد الدجیل صلوات اللہ علیہ کے وصال الی اللہ کے بعد تو ان کا دل اپنے بھائی کی خوشیوں کے لئے بے قرار تھا اور اسی میں ان کے زخمی جگر کا علاج بھی تھا اسی طرح والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی بھی یہی خواہش روزِ اول سے تھی مگر اس میں بھی شدت اس وقت پیدا ہوئی جب جوان بیٹے کا صدمہ دل کو پہنچا اس لئے یہ خوشی انتہائی اہم تھی اور ضروری بھی تھی

تاریخ تو اتنا بتاتی ہے کہ جس تاریخ کا فیصلہ ہوا اس دن پھوپھی پاک نے بیٹی کو دلہن کی طرح آراستہ فرمایا کنیزوں کو سہرہ سرائی کا حکم دیا اس کے بعد پاک بھائی کے ہاں اطلاع بھجوائی کہ دلہن تیار ہے اب بارات آسکتی ہے بارات نے کہیں دور سے نہیں بلکہ اس گھر ہی کے ایک حصہ سے آنا تھا بارات میں کل افرادِ خانہ اور دس پندرہ کنیزیں تھیں صحیح تعداد تو خالقِ کل کو ہی معلوم ہوگی یا اس بارات میں شامل افراد ہی جانتے ہیں ہاں اتنا تو دل مانتا ہے کہ اس وقت سامرہ شریف میں تیس سے چالیس گھروں پر محلہ بنی ہاشم مبنی تھا ان میں سے یقیناً کافی افراد کو شامل کیا گیا ہوگا

اس میں ایک بات کا خاص خیال رکھا گیا تھا اور یہ تھی کہ اس تقریب کو غیروں سے مخفی رکھا گیا تھا اور اس کی کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہونے دی گئی تھی لیکن اپنوں کو شامل نہ کرنا بھی اس پاک گھر کے شایانِ شان نہیں لگتا

یہ بھی تھا کہ یہاں تو صرف رخصتی ہی ہونا تھی کیونکہ اہتمامِ عقد تو برسوں پہلے اس گھر کے مالک شہنشاہِ معظم سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اپنے اوصیاء علیہم الصلوات والسلام اور جناب عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اوصیاء علیہم السلام کو گواہ بنا کر فرما دیا تھا یہاں تو ظاہری طور پر اس کی تکمیل کرنا تھی اور وہ بھی پروقار طریقے سے رخصتی کی رسم انجام دی گئی اب یہ تو کسی کتاب نے نہیں لکھا کہ پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا نے کون کون سی رسمیں ادا کیں اور والدہ پاک صلوات اللہ علیہا نے کون کون سی رسمیں کس انداز سے ادا کیں؟ ہاں اتنا تو معلوم ہے کہ پاک گھر کا دستور تھا کہ رخصتی رات کے وقت بعد از نماز عشاء ہوا کرتی تھی اور اپنی دلہنوں کو ہمیشہ قرآن کریم کے سائے میں رخصت کیا جاتا تھا یعنی جب دلہن پاک روانہ ہوئیں تو ان کے سر اطہر پر خود شہنشاہ معظم امام علی نقی صلوات اللہ علیہ نے قرآن کریم کا سایہ کیا اور سارے راستے میں پاک پردہ داروں نے پاک دلہن کے سر پہ قرآن کریم کا سایہ کئے رکھا اور یہ سارا سفر قرآن کریم کے سائے میں طے ہوا اور اس طرح یہ تقریب سعید انتہائی خوش اسلوبی سے انجام پذیر ہوئی

بیت حجتؑ

پاک گھر کے بارے میں اس سے پہلے بھی کچھ نہ کچھ عرض کر چکا ہوں اب یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ رخصتی کے بعد جس گھر پاک کو آپ نے زینت بخشی تھی اس کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ عرض کر دوں

یہ گھر جس میں آج یہ تقریب ہو رہی تھی یہ ابوالحسن الثالث علیہ الصلوات والسلام نے بنوایا تھا اس سے قبل اس مکان سے تھوڑے فاصلے پر سابقہ مکان تھا جس میں پہلے

پہل پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام آ کر آباد ہوا اور وہ امام محمد تقی علیہ الصلوات والسلام وعباسی حاکم نے بنوا کر دیا تھا اور وہ ''بیت ابن الرضا'' علیہ الصلوات والسلام کے نام سے مشہور تھا اور وہ گھر امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے ایک بیوہ مستور کو بخش دیا تھا اور آپ نے دوسرا ایک وسیع گھر تعمیر کروایا تھا جسے بعد میں چار حصوں میں بانٹا گیا تھا ایک حصہ انہوں نے اپنی اولاد پاک جس میں چار بھائی اور ایک پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا کو عطا فرما دیا

دوسرا حصہ اپنے حرم اطہر صلوات اللہ علیہا کو بخشا ہوا تھا

تیسرا حصہ اپنی پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا کو عطا فرمایا ہوا تھا

چوتھے حصہ میں خود اپنی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے ساتھ رہتے تھے

رخصتی کے بعد بھائیوں کی یہ خواہش تھی کہ بھابھی پاک صلوات اللہ علیہا ہمارے ساتھ رہیں والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی یہ خواہش تھی کہ پاک بہو صلوات اللہ علیہا ہمارے ساتھ رہیں باقی جس نے زیارت کرنا ہو یہاں آ کر کرے آخر میں حفاظت کے خیال یا Safty Point of View کو مدِ نظر رکھتے ہوئے رہائش کے لئے یہی حصہ منتخب فرمایا گیا

کیونکہ یہ ایک طرح سے درمیانہ مکان تھا اس مکان کی ہیت اس طرح تھی کہ کمرے مغرب سے مشرق کی طرف بنے ہوئے تھے ان کا رخ جنوب کی طرف تھا جہاں آج کل مسجد ہے یہاں تین کمرے ایک دوسرے سے متصل تھے ان میں سے مشرقی کمرہ نشست گاہ یا (Drawing Room) کے طور پر استعمال ہوتا تھا جو لوگ امام علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کو آتے تھے انہیں اسی کمرہ میں بلا لیا جاتا تھا

اس نشست گاہ سے متصل جو کمرہ مشرق کی طرف تھا وہ خاص غلاموں کے لئے مخصوص تھا اس میں بھی عام آدمیوں کی آمد نہ رہتی تھی مگر یہ کمرہ مہمان خانہ کا ایک حصہ شمار ہوتا تھا

مزید مشرق میں مہمانوں کے لئے مخصوص کمرے تھے اور نشست گاہ سے متصل مغربی کمرہ انتہائی اہم کمرہ تھا یہی کمرہ ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے نام سے منسوب ہے اس کمرے کا ایک دروازہ نشست گاہ میں کھلتا تھا اس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی اس کمرہ سے مزید مغرب میں چند سیڑھیوں کی اونچائی چڑھنے کے بعد معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کا پاک محل تھا اس پاک محل سے مزید مغرب میں ایک سرداب مبارک تھا کیونکہ عرب کا موسم ایسا ہے کہ اس میں گرمیوں میں شدید گرمی ہوتی ہے اور گرمیوں کے سارے Season میں گرم لو چلتی ہے اس لئے عرب کے اکثر گھروں میں لو سے بچنے کے لئے سرداب (تہہ خانہ) بنایا جاتا ہے اور یہاں بھی ایسا ہی ایک سرداب مبارک تھا

ان کمروں کی ترتیب سیدھی شرقاً غرباً نہ تھی بلکہ قدرے شمال مغرب سے جنوب مشرقی رخ پر تھی اور ان کمروں کے سامنے جنوبی طرف صحن تھا اس صحن پاک کے وسط میں ایک چھوٹا سا کنواں تھا اس زمانہ میں پانی کا ذریعہ یہی ہوتا تھا اس کنویں سے مزید جنوب میں کمروں کا ایک سلسلہ تھا اور وہ کمرے جناب ابوالحسن الثالث علیہ الصلوات والسلام کے گھرِ اطہر کے طور پر استعمال ہوتے تھے اور یہی ایک کنواں سارے گھروں کو پانی مہیا کرتا تھا

اس کنویں کے بارے میں آج بھی یہ بتایا جاتا ہے کہ اس کا پانی انتہائی متبرک ہے

کیونکہ معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا جب اس کے کنارے بیٹھ کر وضو فرماتی تھیں تو ان کا مس کردہ پانی دوبارہ کنویں میں گرتا تھا

ایک روایت یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے مطہر دودھ کے چند قطرے اس کنویں کو بخشے تھے کہ جب بھی ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف یہاں زیارت کو تشریف لائیں اور اس کنویں کا پانی پئیں تو انہیں پاک مادرِ گرامی صلوات اللہ علیہا کے دودھ کی خوشبو میسر آئے

جو گھر اس وقت امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام سے مخصوص تھا ان میں آج کل ان کے پاک مزارات و مشاہدِ مقدسہ ہیں

[گھر پاک کا نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں]

الغرض رخصتی بڑی سادگی مگر انتہائی پر وقار طریقہ سے انجام پائی جب معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا دلہن بن کر سسرال میں آئیں تو گھر اطہر میں بہار آ گئی

ان کے تشریف لاتے ہی جناب ابو محمد العسکریؑ علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا نے خدمت کے لئے چند کنیزیں عطا فرمائیں تا کہ وہ ان کی پاک بہو کی خدمت کرسکیں

ان کے نام یہ ہیں

() بی بی ماریہ سلام اللہ علیہا

() بی بی نسیم سلام اللہ علیہا

() بی بی صیقل سلام اللہ علیہا

() ان کے علاوہ بھی چند پاک کنیزیں خدمت پر مامور ہوئیں

گھر پاک کا نقشہ

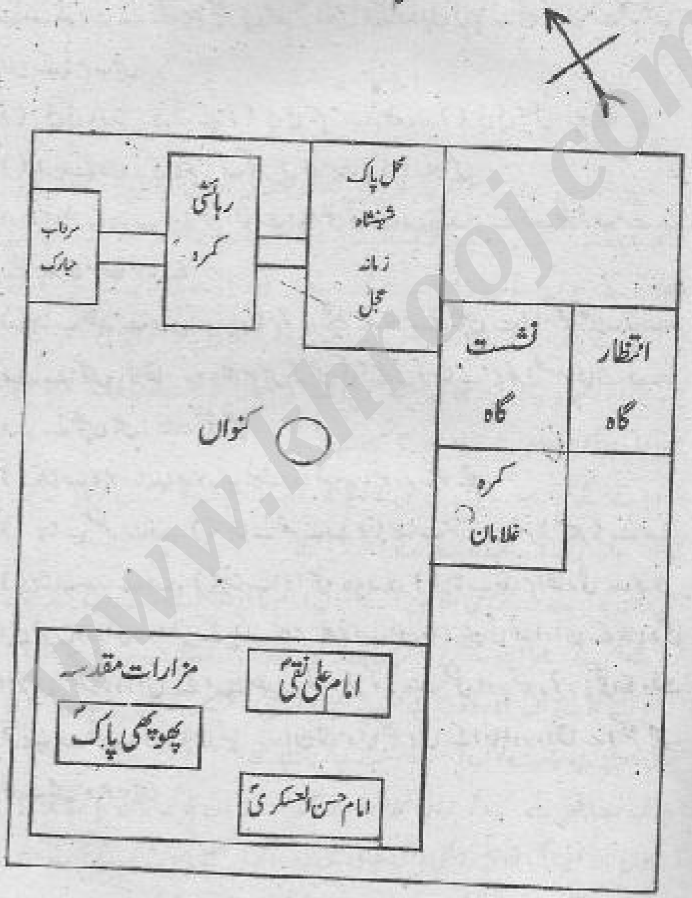

www.khrooj.com

اوراسی طرح جناب ابوالحسن الثالث امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے لختِ جگر کو خدمت کے لئے چند غلام عطا فرمائے

() جناب عقید علیہ السلام یہ سیاہ فام نوبی قبیلے کے غلام تھے بچپن سے امام محمد تقیؑ علیہ الصلوات والسلام نے انہیں پالا تھا یہ وہ غلام ہیں کہ جن کی آغوش کو جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے بچپن میں زینت بخشی تھی

() جناب کافور علیہ السلام یہ ہمیشہ دراطہر پر مامور رہتے تھے

() جناب عسکر علیہ السلام

() جناب نصر علیہ السلام

() جناب حمزہ بن نصر (نصیر) علیہ السلام

() جناب بدر علیہ السلام

() جناب ابوالعلی علیہ السلام

() جناب خادم الفارسی علیہ السلام اسی طرح اور بھی دراطہر کے پاک غلام تھے نواب اور حاجزین کی تعداد ان کے علاوہ تھی

الغرض معظّمہ دوراں نے اپنے مقدس گھر اطہر کو زینت بخشی اور ظہورِ نورِ الٰہی کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا چلا گیا۔ ان غلاموں کنیزوں کے اسما اور واقعات اکثر کتب غیبت میں موجود ہیں

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

WWW.KHROOJ.COM

یاھو یامن ھو لا ھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

شہادت امام علی نقیؑ

علیہ الصلوات والسلام

3 رجب المرجب بروز سوموار سن 254 ہجری بمطابق جولائی 868 عیسوی کا یہ واقعہ ہے کہ حسنؓ ابنِ حسینؓ القنطیس سے روایت ہے کہ ہم سر من رائے میں مطلعِ ولایت کے دسویں آفتابِ عالم تاب علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کی غرض سے سامرہ میں داخل ہوئے بعد از غسلِ زیارت قصرِ ولایت کے درِ اقدس پہ حاضری دی جب ہم درِ اطہر پہ پہنچے تو پتہ چلا کہ امتِ ملعون نے امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام کو جامِ بقا پیش کیا ہے جس کی وجہ سے زیارت ناممکن ہے

ہم رونے لگے اور بہت مایوس بھی ہوئے اچانک ایک خادم نے آ کر ہمیں فرمایا کہ تمہیں تمہارے امامِ زمانہ علیہ الصلوات والسلام نے یاد فرمایا ہے

ہم مہمان خانہ سے گزر کر اس مقام پر آئے جہاں امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام تشریف فرما تھے ہم نے دیکھا ان کے گرد خاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے تقریبا 150 افراد بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ جناب مسند پہ نیم دراز ہیں آنکھیں بند ہیں چہرے پہ زردی چھائی ہوئی ہے سارے لوگ آہستہ آہستہ گریہ کر رہے تھے

اچانک دراطہر سے ایک نوجوان شہزادہ برآمد ہوئے ان کا گریبان چاک تھا اور آنکھوں سے ایسا لگتا تھا جیسے ابھی ابھی تنہائی میں رو روکر آنکھیں سرخ کرکے آئے ہوں ہم اس سے قبل اس پاک شہزادے سے متعارف نہیں تھے وہ آکر اپنے بابا جان کی داہنی طرف کھڑے ہوکر رخ انور کی تلاوت فرمانے لگے چند منٹ بعد امام عالی مقام نے آنکھیں کھولیں اور لختِ جگر کے چہرے پہ آثارِ درد کا مشاہدہ فرمایا

پھر انہیں اپنے قریب بلایا اور سینے سے لگایا تو شہزادے پاک کے ضبط وصبر کے سارے بندھن ٹوٹ گئے اور وہ بے ساختہ رونے لگے

اس پر امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆یا بنی احدث لله شکراً فقد احدث فیك امراً فبکیٰ الحسنؑ علیہ الصلوات والسلام استرجع فقال الحمد لله

اے لختِ جگر اب ہماری دستار کے وارث آپ ہیں اور منصب امامت اور مسند ولایت کے مالک آپ ہیں اس پہ اللہ کا شکر ادا کریں

اس وقت شہزادہ پاک صلوات الله علیه نے روتے ہوئے فرمایا انا لله و انا الیه راجعون پھر بیساختہ گریہ کرتے ہوئے فرمایا الحمد لله رب العالمین

راوی کہتا ہے اس فرمان سے ہمیں علم ہوگیا کہ آج کے بعد ہمارے امامِ زمانہ ابومحمد العسکری صلوات الله علیه ہیں ان کی شہادت کے واقعات یہاں تفصیل سے نہیں لکھ سکتا کیونکہ وہ واقعات میں ان کے ذکر پاک کے ضمن میں بہت پہلے بیان کرچکا ہوں

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھوالا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

مقامِ خاتونِ اوّل

صلوات اللہ علیھا

معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیھا اس زمانے کی ایک طرح سے خاتونِ اول تھیں کیونکہ وہ اس دور کے امامِ زمانہ علیہ الصلوات والسلام کے حرم تھے اور جس مستور کو اپنے زمانہ کے امام علیہ الصلوات والسلام کا حرم ہونا نصیب ہوتا ہے وہی مستور اس دور کی خاتونِ اول ہوتی ہیں اور اس اعزاز کی عظمت اور شان کا اندازہ اس روایت سے آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ جناب ابو محمد العسکریؑ علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیھا سے روایت ہے کہ ہمارا اپنے بھائی کے زمانہ میں یہ معمول تھا کہ اکثر ان کے گھر میں زیارت کو تشریف لے جاتے تھے جب ہمارے بھائی ہمیں ظاہری داغِ مفارقت دے گئے تو ہم نے یہ معمول نہ بدلا اور ہم نے یہ معمول بنا لیا کہ روزانہ اپنے نورِ نظر ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کو چلے جاتے تھے

ایک دن جب ہم حسبِ معمول تشریف لے گئے تو ہماری پاک بہو صلوات اللہ علیھا کی ہم پر نگاہ پڑی تو فوراً تعظیم کو اٹھے

☆فجاء تنی صلوات اللہ علیھا یوم تخلع خفی و قالت یا سیدتی و یا مولاتی

WWW.KHROOJ.COM

ناولنی خفك

سابقہ دستور کے مطابق ہمارے قریب آئے اور ہمارے موزے (نعلین) لینے کا ارادہ کیا اور فرمایا اے ہماری سیدہ و مالکہ اپنی نعلین ہمیں عطا فرما دیں یہ سن کر ہم نے فرمایا بیٹی یہ کیا کر رہی ہو

☆فقلت بل انت سیدتی و مولاتی والله لا ادفعت الیك خفی لتخلعیه و لا خدتنی بل اخدمك علیٰ بصری......(R_25)

فرمایا کہ ہم نہیں بلکہ اب تو آپ ہماری سیدہ مالکہ صلوات اللہ علیہا ہیں ہم آپ کو اپنی نعلین ہاتھ میں نہ لینے دیں گے اور نہ ہی کوئی خدمت آپ سے لیں گے بلکہ ہم آپ کی خدمت بسر و چشم بجا لائیں گے اب ہمارے لئے یہ مناسب ہے کہ ہم آپ کی خدمت کریں اور آپ کی نعلین اپنے مقدس ہاتھوں سے درست کریں

ان فقروں کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ فقرے فرمانے والی کونسی عظیم ذات ہے؟ یہ عام مستور نہیں گھر اطہر کی یہ سب سے معزز مستور ہیں اور جن کو مخاطب ہو کر فرما رہی ہیں ان کے سرتاج کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا ہیں گھر کی افضل و اشرف ترین مستور ہیں

() یہ فقرے نویں امام پاک علیہ الصلوات والسلام کی دختر ادا فرما رہی ہیں

() یہ فقرے دسویں امام پاک علیہ الصلوات والسلام کی ہمشیر پاک فرما رہی ہیں

() یہ فقرے گیارہویں امام پاک علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا ادا فرما رہی ہیں

() یہ ملکہ عالمین سیدۃ النساء العالمین صلوات اللہ علیہا کی چادرِ تطہیر اور مسند عصمت کی

وارث ہیں دوستو! جس طرح ہر زمانے میں ایک امام ناطق ہوتا ہے اور باقی امام صامت ہوتے ہیں اسی طرح ہر زمانے میں ملکہ عصمت سیدہ کونین صلوات اللہ علیہا کی مسند عصمت کی ناطق وارث ایک بی بی رہتی ہیں اور باقی صامت ہوتے ہیں اس دور کی عصمت اللہ یہی پاک بی بی صلوات اللہ علیہا تھیں اور عصمت اللہ ہوتے ہوئے فرما رہی ہیں کہ ہمیں آپ کی نعلین درست کرنا باعث فخر ہے

() روایات صحیح میں آیا ہے کہ پورے چھ سال تک عہدۂ امامت کی یہی بی بی امین رہی ہیں اور نظام عالم پر چھ سال تک متصرف رہی ہیں اور یہی امینۃ الامامت کے منصب پر فائز رہی ہیں جب کسی نے ان پر اعتراض کیا تھا کہ آپ یہ دعویٰ کس حوالے سے فرماتی ہیں تو آپ نے فرمایا تھا کہ سارے اہل حق جانتے ہیں کہ واقعۂ کربلا کے بعد جناب شریکۃ الحسینؑ صلوات اللہ علیہا ایک سال تک منصب امامت پر فائز رہی تھیں اور اسی لئے ان کا لقب امینہ الامامت صلوات اللہ علیہا ہے اور ایک سال تک نظامِ عالم کو انہوں نے اپنے تصرف میں رکھا اسی طرح ہم بھی اپنے بیٹے شہنشاہ معظم صلوات اللہ علیہ کی نیابت میں اس عہدے پر فائز ہیں تفصیل آئندہ آئے گی

امام صادق آل محمد علیہم الصلوات والسلام کے وصال کے بعد یہی منصب جناب امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کو حاصل رہا اور انہوں نے پوری کائنات کے نظام کو بلا وسطہ اور بلا تکلف چلایا

بس یہ بی بی صلوات اللہ علیہا بھی اسی طرح چھ سال تک نظام عالم پر متصرف رہیں

اب دیکھیں اس عہدے کی مالک بی بی صلوات اللہ علیہا فرما رہی ہیں کہ ہمارے لئے باعثِ فخر ہو گا کہ ہم آپ کی نعلین درست کریں

( ) یہ خود شہنشاہِ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی جدہ طاہرہ صلوات الله عليها بھی ہیں اور عہدۂ عصمتِ الٰہیہ کی حامل بھی ہیں اور یہ تو آپ جانتے ہیں کہ کوئی نبی نبی نہیں ہوسکتا جب تک معصوم نہ ہو اور کوئی امام امام نہیں ہوسکتا اور خود اللہ اللہ نہیں ہوسکتا جب تک معصوم نہ ہو اس سے ثابت ہوا کہ جملہ عہدہ ہائے الٰہی میں سے سب سے اعلیٰ ترین عہدہ عہدۂ عصمت ہے اور اس عہدے کی مالک خاتون صلوات الله عليها فرما یا رہی ہیں

☆ فقلت بل انت سيدتی و مولاتی والله لا ادفعت اليك خفی لتخلعيه و لا خد متنی بل اخدمك علیٰ بصری

بٹیا! اب تو ہماری سیدہ و سردار ہے اب تمہاری نعلین اٹھانا ہمارے لئے باعثِ صد فضل و افتخار ہے یہ ان کی مرتبہ دانی اور قدر شناسی کی عظمت و پہچان ہے جیسا کہ کہتے ہیں ع

قدرِ زر زرگر بداند قدرِ جوہر جوہری

یہ شہزادی صلوات الله عليها با زنطینی شہنشاہ کے جلال کی وارث ہوتے ہوئے ایک کنیز بن کر اس گھر میں آئیں ساری عظمتیں ٹھکرا کر ساری بڑائیاں قدموں تلے روند کر ساری شوکتیں اور تفاخر قربان کر کے اس در کی کنیز بنیں تو وہ عظمت حاصل ہوئی کہ پہلے کنیز سے بیٹی کا مقام دے کر ماں کی ممتا اور شفقت مادری سے ان کی جھولی بھر دی پھر آنکھوں پہ رکھا اور اتنی عزت افزائی فرمائی کہ پورا خاندانِ توحید و رسالت سیدتی کہہ کر مخاطب کرتا تھا اور سادانیاں نعلین اٹھانا فخر سمجھ رہی تھیں اس سے بڑی قدر دانی اور کیا ہوسکتی تھی؟

پوری کائنات کو قدر شناسی سکھانے والے پوری دنیا کو مرتبہ دانی کا سبق دینے والے

عہدہ ہائے الٰہی اور مرتبہ ہائے توحید سے کیسے صرف نظر کر سکتے تھے؟ ملکہء عالمین صلوات اللہ علیہا کا یہ فقرہ فرمانا ہی ان کی قدر دانی کا ثبوت ہے دوسری بات یہ کہ اس سے خاتون اول کے مرتبۂ عالیہ کا پتہ بھی چلتا ہے اور ساتھ ہی ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی عظمت کا اظہار بھی ہوتا ہے کہ ان کی مادر گرامی ہونے کی وجہ سے پورا گھر اطہر ان کی نعلین اٹھانا فخر سمجھتا تھا۔

اس میں مزے کی بات یہ بھی ہے کہ اس بات کو خود اس زمانہ کے امام ابو محمدؑ العسکری صلوات اللہ علیہ بھی سماعت فرما رہے ہوتے ہیں مگر وہ یہ نہیں فرماتے کہ یہ تو آپ کی بہو ہیں اور ساتھ ہی بیٹی بھی ہیں اور بہو بیٹیوں کا فریضہ ہوتا ہے کہ بزرگوں کی خدمت کریں بلکہ یہ فقرے سماعت فرماتے ہیں تو پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سے مسکرا کر فرماتے ہیں کہ جزاك اللہ پھوپھی جان آپ پر ہزاروں درود و سلام ہوں واللہ آپ نے ان کے حقِ عظیم کو پہچانا ہے

یہ فرما کر آپ نے مہر تصدیق ثبت فرما دی کہ یہ سارے فقرے کسی تکلف کے ماتحت ادا نہیں ہوئے تھے بلکہ یہ عین حقیقت تھی جو ان کی زبان اطہر سے ادا ہو رہی تھی

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

آمدِ ربُ الارض

عجل اللہ فرجه الشریف

www.khrooj.com

احباب گرامی!

یہ ایک حقیقت ہے کہ شہنشاہ معظم ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے کئی مرتبہ اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجه الشریف کی آمد کی پیشگوئیاں فرمائی تھیں جن میں سے چند ایک کو یہاں عرض کرنا ضروری اور مفید سمجھتا ہوں

بشارت اول

جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے ملکہ عالمین ملیکۃ الروم صلوات اللہ علیہا کی آمد سے بہت پہلے اپنے ایک غلام جناب محمد بن عبد الجبار سے فرمایا تھا کہ تمہیں معلوم ہے ہماری دستار کے وارث کون ہوں گے؟ انہوں نے عرض کی جناب میں نہیں جانتا آپ فرمائیے اس پر آپ نے فرمایا ہماری دستار کے پاک وارثؑ وہ ہوں گے جو قیصر روم کے نواسے ہوں گے

☆فلا یحل لا حد ان یسمیه او یکنیه قبل خروجه صلوات اللہ علیہا ......(منتخب ص346)

فرمایا وہ قیصر روم کے نواسے ہوں گے اور کسی پر ان کا اسم مبارک لینا یا ان کی کنیت سے ذکر حلال نہ ہوگا جب تک ان کا خروج نہ ہو جائے یعنی خروج سے قبل ان کا ذکر نام لے کر کرنا حرام رہے گا

بشارت ثانیہ

جناب امام ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کے ادوارِ اسیری کے بارے میں آپ کو بتایا کہ وہ ایک مرتبہ اسیر نہیں ہوئے بلکہ متعدد مرتبہ انہیں امت نے اپنا مہمان بنایا تھا اس میں جو پہلا دور اسیری تھا اس میں سن 254 ہجری میں واپس ہوئے تھے

یہاں اس دور اسیری کا ایک واقعہ بزبان جناب داؤد بن قاسم یعنی ابو ہاشم جعفری (جو جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کی اولاد میں سے تھے) پیش کرنا چاہتا ہوں وہ فرماتے ہیں کہ جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام اور ہم ایک دفعہ مہتدی باللہ بن واثق باللہ عباسی کے دور میں زندان میں تھے ایک رات جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام بہت خوش گوار موڈ میں تھے اور فرمایا ہمارا دشمن آج یہ سوچ رہا ہے کہ کل انہیں شہید کر دوں گا اور خدا نہ کرے ہماری نسل ہی۔

لیکن یہ بھی یاد رہے کہ سارزق ولداً ......عنقریب ہمیں اپنی دستار کا وارث مل جائے گا اور اس ملعون کے پروگرام کے خلاف اللہ جل جلالہ نے بھی ایک پروگرام بنایا ہوا ہے اور آج تم بھی قدرت الٰہیہ کا مظاہرہ دیکھنا۔ بس وہ رات کیا تھی مہتدی باللہ پر قیامت بن کر ٹوٹی اور اس پر قادر مطلق ذات نے ترکوں کو مسلط فرما دیا انہوں نے اس ملعون کو رات ہی میں جہنم پہنچا دیا......(R_26)

بشارت ثالثہ

اسی دور کا ایک اور واقعہ بھی ہے کہ سن 254 کا ایک واقعہ ہے عیسیٰ بن صبیح روایت کرتا ہے کہ میں ایک دن علی بن یارمش سے ملنے گیا اور اس وقت امام صلوات الله علیه اس کے گھر میں نظر بند تھے

جب میں نے اس سے ملاقات کر لی تو سوچا امام عالی مقام صلوات الله علیه کی زیارت بھی کرتا جاؤں جب میں ان کی زیارت کو حاضر ہوا قدم بوسی کرنے کے بعد وہاں بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا اے عیسیٰ بن صبیح کیا تیری عمر اس وقت 65 سال ایک ماہ دو دن ہے؟

میرے پاس ایک دعوؤں کا مجموعہ تھا اس پر میرے والد نے میری تاریخ پیدائش لکھی ہوئی تھی وہ اس وقت میرے پاس تھا میں نے اسے کھولا اور دیکھا تو واقعی اس دن میری عمر یہی تھی میں نے عرض کی واقعی آپ نے درست فرمایا ہے

اس کے بعد فرمایا کیا تیری کوئی اولاد نہیں ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں میری کوئی اولاد نہیں ہے فرمایا ہاں یہ بھی ایک دکھ کی بات ہے کہ جس کا کوئی عقب نہ ہو اس کے بعد فرمایا اب تمہیں اللہ ایک بیٹا عطا فرمائے گا

میں نے عرض کی حضور آپ کا کوئی لخت جگر بھی ہے؟ اس پر مسکرا کر ایک شعر پڑھا

یملك یوحا ان ترانی کانما　　　　بنی حوالی الاسود اللوابد

فرمایا ایک دن تو بھی دیکھے گا کہ ہمارے شیر بیٹے ہمارے گرد گرجتے ہوئے نظر آئیں گے۔ یہ پیش گوئی آخری زمانے کے بارے میں تھی......(R_27)

شہنشاہ معظم صلوات الله علیه کی پھوپھی پاک صلوات الله علیها سے روایت ہے کہ ایک دن

www.khrooj.com

ہمارے شہنشاہ بیٹے جناب ابومحمد العسکری صلوات اللہ علیہ حسب معمول ہمارے گھر اطہر میں تشریف لائے وہ ہمارے کمرے میں مسند پہ ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے مصروف کلام تھے کہ اچانک ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کسی کام کے لئے ہمارے کمرے میں تشریف لائیں اور وہاں اپنے سرتاج صلوات اللہ علیہ کو غیر متوقع طور پہ موجود پایا تو جھینپ سی گئیں قدم وہیں رک گئے

جناب ابومحمد صلوات اللہ علیہ کی نگاہ ان پر پڑی تو مسکرائے

☆وجعل یحدق النظر الیها ......(R_28)

ان کی طرف اس طرح غور سے دیکھا جیسے فرمارہے ہوں آپ اپنے گھر کب تشریف لائیں گے؟

پاک سرتاج صلوات اللہ علیہ کی نگاہوں کی لمس کو چہرے پہ محسوس کر کے شرم سے پسینہ آنے لگا شہنشاہ پاک کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا نے مسکرا کر فرمایا شاید اسرار الٰہی کے ظہور کا وقت قریب ہے

واقعات ظہور اجلال

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سے روایت ہے سن 255 ہجری چودہ شعبان جمعرات کا دن تھا ہم نے روزہ رکھا ہوا تھا (جیسا کہ پاک گھر کا دستور تھا) اس دن ہم نے سوچا کہ آج اپنی پاک بہو صلوات اللہ علیہا کی زیارت کرلیں جب ہم وہاں تشریف لائے تو پاک بہو سے ملے کافی دیر ان کے ساتھ بیٹھے رہے اپنے لخت جگر جناب ابومحمد العسکری صلوات اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے انہیں بھی پیار کیا اور ان کے ساتھ بھی کافی وقت گزارا

www.khrooj.com

جب شام ہونے لگی تو ہم اپنے شہنشاہ بیٹے صلوات اللہ علیہ کی خدمت میں اجازت لینے کے لئے گئے اور جا کر دیکھا تو آپ اپنی مسند پر تشریف فرما ہیں اوران کے دائیں بائیں چند کنیزیں خدمت کے لئے موجود ہیں اور آپ بہت خوش گوار موڈ میں ہیں جب ہمیں دیکھا تو تعظیماً کھڑے ہو گئے ہم نے فرمایا بیٹا اب ہمیں اجازت ہم واپس اپنے گھر جانا چاہتے ہیں یہ سن کر انہوں نے فرمایا آپ آج واپس جا رہی ہیں؟ ہم نے فرمایا بیٹا واپس بھی جانا ہوتا ہے

اس وقت شہنشاہ معظم صلوات اللہ علیہ نے فرمایا

☆ يا عمة صلوات الله عليك اجعلى افطارك الليلة عندنا ......(R_29)

پھوپھی جان آپ پر اللہ کے لاکھوں درود و سلام ہوں آج رات آپ کو ہم نہیں جانے دیں گے آج آپ نے اپنا روزہ ہمارے ہاں افطار فرمانا ہے

ہم نے یہ بات سن کر فرمایا بیٹا کیا آج کوئی نئی بات ہے یا کوئی خاص وجہ ہے؟

ان کے رخ انور پر ایک دل آویز مسرت کی لہر دوڑی اور فرمایا

☆قال سيظهر فى هذه الليلة الحجة الله و هو حجة فى الارضه من بعدى و يحى الله به الارض بعد موتها

فرمایا آج رات اللہ کی حجت بالغہ کا اس دنیا میں ظہور ہونا ہے کہ جو ہمارے بعد اس کائنات کے لئے اللہ کی حجت کاملہ ہیں اورانہی کے ذریعے اس مردہ زمین کو زندگی بخشی جانا ہے

فقلت من امه ؟

ہم نے دریافت کیا وہ کس مستور کی آغوش کو شرف دینے والے ہیں؟ کیونکہ ہم اپنی

بہوصلوات اللہ علیہا کوتو ابھی دیکھ کر آ رہے ہیں کوئی آ ثار ہی نہیں ہیں

فرمایا یہ اعزاز آپ کی اپنی بہوصلوات اللہ علیہا کے علاوہ کسے مل سکتا ہے؟

معظّمہ صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں

قلت لہ ما بہا آثار ہم نے فرمایا بیٹا نورِ الٰہی کے ظہور کے آ ثار تو ہیں ہی نہیں یہ کیسے ہوگا؟

فرمایا پھوپھی جان آپ پر لاکھوں درود وسلام جس نے آ نا ہے اس نے آ سمان سے آ نا ہے آ ثار بھی آ سمان پر تلاش کریں یہاں زمین کا معاملہ ہی نہیں تو اس پر آ ثار کہاں ملیں گے؟

معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا فوراً واپس پاک بہوصلوات اللہ علیہا کے پاس تشریف لائیں اس وقت انہوں نے لباس تبدیل فرمایا تھا اور ہلکے زرد رنگ کے لباس میں خود کو زینت بخشی ہوئی تھی ہم نے ان سے فرمایا بٹیا آپ نے تو مجھے بتایا ہی نہیں کہ نورِ الٰہی کا ظہور ہونے والا ہے آپ نے اتنی بڑی خبر ہم سے چھپائی ہے؟

انہوں نے فرمایا پھوپھی جان مجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں ہے

پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا نے فرمایا

☆یا بنیة ابشری بولد سیداً فی الدنیا و الآخرہ

تمہیں آنے والے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی مبارک وبشارت ہو جو دنیا و آخرت میں پورے گھر کے سید و سردار ہیں

ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا نے فرمایا پھوپھی اماں صلوات اللہ علیك اُن کی آمد کب ہوگی؟

یہاں خود سوچیں یہ کون پوچھ رہا ہے؟ والدہ پوچھ رہی ہیں کب ظہور ہونا ہے؟

www.khrooj.com

پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں بیٹی

☆فی لیلتك هذه ...... قالت کیف انی یکون لی ولد و لم یمسسنی بعلی

ہم نے فرمایا بیٹی آج ہی کی رات اللہ کے نور کا ظہور ہونا ہے

انہوں نے فرمایا پھوپھی جان آپ پر لاکھوں درود و سلام ہوں یہ کیسے ممکن ہے کیونکہ ہم نے تو پاک سرتاج کی خواب کے علاوہ کبھی جی بھر کے زیارت تک نہیں کی ہوئی

اس کے بعد پوچھا آپ سے کس نے کہا ہے مجھے یقین نہیں آ رہا؟

ہم نے فرمایا بیٹی یہ بات میرے امام بیٹے ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے فرمائی ہے

یہ سن کر فرمایا پھوپھی اماں اگر میرے سرتاج و معراج نے یہی فرمایا ہے تو پھر ضرور کچھ نہ کچھ ہوگا

ہم نے فرمایا بیٹی کیا آپ کو معلوم تک نہیں ہے؟

☆قالت والله و لم یرنی وجه الامام الا فی منام

واللہ میں نے آج تک خواب کے علاوہ کبھی اپنے سرتاج اقدس صلوات اللہ علیہا کے رخ انور کی زیارت بھی جی بھر کے نہیں کی آپ فرماتی ہیں بیٹا ہونے والا ہے

فرمایا بہت عجیب ہے جس کے ہاں بیٹا ہونا ہے جس کی آغوش کو اس لختِ جگر نے زینت دینا ہے اسے معلوم تک نہیں

واقعات ولادت کے حوالہ جات ......طوسی ص 141، منتخب الاثر فصل ثالث ص 320، بحار الانوار جلد 51 ص 1 روایت 2 با 1 اور بہت سے کتب غیبت سے مواد لیا گیا ہے

پھر فرمایا کہ جب نزول وحی ہوتا تھا تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم بھی اپنے جسم اقدس پر بوجھ محسوس کرتے تھے کوئی ایسی کیفیت آپ نے محسوس کی ہو؟ انہوں نے فرمایاواللہ لم اشعر بثقلہ

واللہ مجھے کسی ہلکے سے بوجھ کا بھی احساس نہیں ہو رہا ہے

ہم نے پیشانی چوم کر فرمایا بیٹی مبارک ہو آنے والے نے زمانے کے دستور کے ماتحت تو آنا ہی نہیں وہ تو صاحب الزمان ہے زمانے کے جملہ اصول وقوانین توڑ کر نہ آئے تو صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف کون کہے گا؟

فستحیت و جلست فرمایا جب ہم نے یہ بات کی تو ہماری پاک بہو اتنی شرمائیں کہ شرم سے جھک کر بیٹھ گئیں

شام ہوئی نماز مغرب وعشاء دونوں مکمل ہو گئیں معظّمہ کائنات صلوات اللہ علیہا سے روایت ہے کہ و ان فرغت من صلواۃ العشاء افطرت بعد از نماز عشاء ہم نے افطار کیا اور اسی کمرے میں سو گئے

یہ بھی پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کا دستور تھا کہ روزہ ہمیشہ تاخیر سے افطار فرماتے تھے اور تاخیر سے افطار کرنے کو جو مکروہ جانتے ہیں ان کا خیال باطل ہے الغرض ملکہ کائنات صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ جب نصف شب ہوئی تو ہم نماز شب کی تعقیبات کے لئے مہیا ہوئے نوافل وغیرہ ادا کرتے ہوئے ہمیں رات گزرنے کو آ گئی

☆ و اذا فرغت من صلاتی نماز سے فارغ ہوئے دیکھا صبح کاذب طلوع ہو رہی ہے اس وقت ہم نے اپنی پاک بہو صلوات اللہ علیہا کی طرف دیکھا

☆و ھی نـائمة لیس لھا حادث وہ تو کائنات سے بے نیاز سو رہی ہیں جیسے کچھ ہونے والا ہی نہیں ہے اس کے بعد ہم نے سنا انہوں نے نیند میں کچھ کلام کرنا شروع کی جو ہم نہ سمجھ سکے مگر وہ گہری نیند میں کسی سے ہمکلام تھیں ثم قامت فصلت اس کے بعد آپ بیدار ہوگئیں اور بلا توقف اٹھ کر نماز ادا فرمائی یعنی نمازِ شب شروع کر دی

یہ الفاظ بھی قابل غور ہیں کہ وہ نیند سے جیسے ہی بیدار ہوئی پھر تجدیدِ وضو نہیں فرمائی بلکہ بیدار ہوتے ہی نماز میں مصروف ہوگئیں

یہ حقیقت میں آئمۂ اطہار علیھم الصلوات والسلام کا مقامِ عصمت ہے کہ جس پر شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے علاوہ کوئی نبی بھی فائز نہیں ہے ہاں گھر کے وہ افراد جو عصمت کبریٰ کے مالک ہیں ان کی نینداور بیداری ایک جیسی ہوتی ہے ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار ہوتا ہے کیونکہ یہ ناظمِ کائنات ہوتے ہیں اور اگر ناظم سو جائے تو انتظام ہی درست نہ رہے اور دنیا فنا ہو جائے یہ جب بھی وضو فرماتے ہیں تو تجدید وضو ہی ہوتی ہے ان کا وضو ہمیشہ کا ہوتا ہے

ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیھا فرماتی ہیں کہ ہم نے انہیں اس بے نیازی سے نماز پڑھتے دیکھا توفـد دخـلتنی الشكوك ہمارے ذہن میں شک پیدا ہوا کہ کہیں بدا تو واقع نہیں ہوگیا کہیں زمانے کے مالک نے وقت اور وعدہ بدل تو نہیں دیا ہے

☆فـصاح ابو محمدؐ صلوات الله علیه مـن مـجـلس كان جالساً فیها قال لا تجعلی یا عمة فان الامر قرب

ساتھ والے کمرے میں جناب ابو محمد العسکری صلوات اللہ علیہ تشریف فرما تھے جونہی

ہمیں یہ خیال آیا کہ کہیں اس معاملے میں بدا تو واقع نہیں ہوا اسی وقت انہوں نے اپنے کمرے سے فرمایا پھوپھی جان آپ پر لاکھوں درود وسلام ہوں بے صبری نہ کریں نورِ الٰہی کا ظہورِ اجلال قریب ہے

یہ سن کر ہم مطمئن ہو گئے کہ وعدۂ الٰہی قائم ہے تا اینکہ ہم نے دیکھا

☆فاذا بالفجر قد طلع

صبح کاذب اپنے اختتام کے قریب پہنچ گئی ہے اور ہم نے پاک بہو صلوات الله علیها کو دیکھا

☆فصلت صلواة اللیل حتی بلغت الوتر

ہم نے دیکھا وہ نماز تہجد جو گیارہ رکعت ہوتی ہے وہ پڑھنے میں مصروف ہیں تا اینکہ گیارہویں رکعت کو شروع کیا

☆ثم تدخل قلبی الشك من وعد ابی محمدؐ صلوات الله علیه

جب انہیں اس بے نیازی سے مصروف نماز دیکھا تو ایک مرتبہ پھر ہمارے دل میں شک پیدا ہوا کہ شاید اس مسئلے میں بدا واقع ہو گیا کیونکہ جن کی آغوش عاطفت کو اللہ کے نورِ ازل نے زینت دینا ہے وہ تو اس طرح مصروفِ نماز ہیں کہ انہیں کسی چیز کا خیال ہی نہیں ہے- وہ فرماتی ہیں جونہی اللہ کے وعدے کے بارے میں ہمارے دل میں تھوڑا سا اضطراب پیدا ہوا تو

☆فنادانی من حجرته یا عمة صلوات الله علیك لا تشکی فی امر الله و اقر لی علیها انا انزلنا فی لیلته القدر

اللہ کے منتَظَر منتَظِر بیٹے نے ساتھ والے کمرے سے آواز دی پھوپھی

جان امر اللہ میں شک نہ کریں یہ اللہ کی تقدیر نہیں جو بدل جائے گی یہ ہمارا وعدہ ہے جو کبھی بھی نہیں بدل سکتا اس کے بعد فرمایا آپ اپنی پاک بہو صلوات اللہ علیہا پر سورۃ قدر کی تلاوت کریں کیونکہ جس نے آنا ہے اس نے پیدا تھوڑی ہونا ہے اس نے تو آسمان سے نازل ہونا ہے آپ پیدا ہونے کے آثار تلاش کر رہی ہیں آسمان سے نازل ہونے کے آثار تلاش کیجئے بی بی فرماتی ہیں جب ہم نے یہ سنا تو

فاستحیت من ابی محمد صلوات اللہ علیہ

ہمیں اپنے بیٹے سے شرم آیا کہ اس کا وعدہ ہے جو غیر مبدل ہے تقدیر تو نہیں ہے بدل جائیگی پھر ہم نے سورہ قدر کی تلاوت شروع کر دی

ادھر ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا نے نماز کو مکمل فرمایا ہم نے دیکھا ہماری پاک بہو کے چہرے پہ پسینہ آ رہا تھا جیسے گھبراہٹ سی ہو رہی ہو

یہ دیکھ کر ہم نے فوراً دریافت کیا بیٹی آپ کیا محسوس کر رہی ہیں کیا آپ ڈر رہی ہیں یہ سن کر انہوں نے فرمایا

☆یا عمة صلوات اللہ علیک انی اجد امراً عظیماً

فرمایا پھوپھی جان صلوات اللہ علیک ایک امر عظیم کا ہم پر نزول ہو رہا ہے اس کی وجہ سے گھبراہٹ ہو رہی ہے یہ سن کر ہم نے فرمایا

☆ینزل علیک اسم اللہ الاکبر لا خوف علیک انشاء اللہ

ہم نے فرمایا بیٹی اس میں گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے بلکہ آپ پر اللہ کے اسم اعظم کا نزول ہو رہا ہے کوئی ڈرنے کی بات نہیں ہے

ام القائم صلوات اللہ علیہا نے جب ہماری یہ بات سنی تو وہیں مصلے پہ بیٹھ گئیں اور سجدہ

شکرادا کیا جب وہ سجدہ شکر میں مصروف تھیں تو ہم نے ان پر سورۂ قدر تلاوت کرنا شروع کی جب ہم نے سورۂ قدر کی تلاوت کی تو ہم نے ایک معصوم سی آواز کو اپنی معیت میں سورۂ قدر کو تلاوت کرتے سنا ھو یقرا کما اقرا جیسے جیسے ہم تلاوت فرماتے تھے اسی طرح وہ بھی تلاوت میں مصروف تھے مگر ہمیں معلوم نہ ہوا کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے جب ہم نے غور کیا تو پتہ چلا

☆و جاء ت صوته من فخذ ھا الیمین

وہ آواز ہماری بہو صلوات اللہ علیھا کے داہنے زانو کی طرف سے پہلو سے آرہی تھی اورہم حیران ہوئے یہ کیا راز ہے؟

☆فصاح ابو محمدؐ علیہ اصلوات و السلام لا تعجبی من امر اللہ ان اللہ ینطقنا بالحکمة صغاراً

اس وقت ساتھ والے کمرے سے جناب ابومحمد العسکری صلوات اللہ علیہ نے فرمایا پھوپھی جان صلوات اللہ علیك آپ امر الٰہی میں تعجب نہ کریں کیونکہ اللہ ابتدا ہی سے ہم سے بالحکمة کلام کرواتا ہے

اس میں ایک ذات کے لئے نہیں فرمایا جارہا بلکہ جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے کہ ہم سب ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے مصداق ہوتے ہیں اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے

یہاں ایک بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ اس دور میں عقائد کی مشعلیں شیطانی طوفانوں کی زد میں آچکی ہیں اور عام لوگوں میں بھی مسئلہ نوع کو موضوع گفتگو بنا دیا گیا ہے اوراس پر ہر عالم و جاہل اپنے آراء پیش کررہا ہے اور مارنے مرنے پر تلا

www.khrooj.com

ہوا ہے اس لئے ان سے مودبانہ گزارش کروں گا کہ اللہ نے سورہ نحل میں فرمایا ہے

☆وَاللّهُ أَخۡرَجَكُم مِّن بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمۡ لاَ تَعۡلَمُونَ شَيۡئاً......(نحل78)

اللہ وہی ہے جو آپ کو شکم مادر سے اس طرح نکالتا ہے کہ اے ابنائے آدم آپ کسی چیز کے بارے میں بھی نہیں جانتے

یہاں یہ مسلمہ دیا گیا ہے کہ جو بھی اولاد آدم میں سے ہوگا وہ شکم مادر سے جاہل پیدا ہوگا اور اسے کسی چیز کا علم نہ ہوگا مگر یہاں جملہ آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام کے بارے میں ہے کہ وہ اپنے ظہور سے قبل بھی اپنے امہات مطاہرات صلوات اللہ علیہن سے کلام بھی فرماتے قرآن بھی تلاوت فرماتے تھے اور ناطق بالحکمت ہوتے تھے اور ہر چیز کو جاننے والے ہوتے تھے

اللہ نے تو اس کا فیصلہ ہی فرما دیا ہے کہ جو جاہل ہو کر دنیا میں آئے وہ بشر ہے اور جو عالم و علیم ہو کر اس دنیا میں ظہور فرمائے وہ بشر نہیں ہو سکتا تو پھر یہ بحث کیوں ہے کہ یہ پاک خاندان کے افراد علیہم الصلوات والسلام نعوذ باللہ بشر ہیں

ہم ایک ایک روایت کا کیا حوالہ دیں سارے معصومین علیہم الصلوات والسلام کے واقعات سے کتب مآخذ چھلک رہے ہیں یا پھر ان روایات سے انکار کر کے ابدی جہنم مول لے لیں یا پھر یہ مانیں کہ یہ پاک خاندان نوع ابنائے آدم سے جدا نوع کے حامل ہیں

اس پر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک آدم زادے کا لکھا ہے کہ اس نے مہد میں کلام کیا یعنی جناب یوسف علیہ السلام کے گواہ عصمت جناب خلیخا [بشیر] نے مہد میں کلام کیا تھا مگر یہ بات پاک خاندان صلوات اللہ علیہم اجمعین کی وحدت نوع پہ دلیل نہیں بن سکتی

کیونکہ جس وقت جناب خلیخا نے گواہی دی تھی انہیں پیدا ہوئے کئی دن ہو چکے تھے یہ نہیں تھا کہ وہ شکم مادر ہی سے نکلتے ہی بولنے لگے تھے دوسری طرف پاک خاندان صلوات اللہ علیہم کے بارے میں ہے وہ تو اپنے ظاہری ظہور راجلال سے قبل ہی داہنے زانو کی طرف سے کلام فرماتے تھے جو کسی آدم زادے کے لئے ناممکن ہے (مسئلۂ نوع کے لئے میری کتاب امتیاز العالین کی طرف رجوع کریں)

آمدم برسر مطلب

شہنشاہ معظم کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا روایت فرماتی ہیں کہ جس وقت ہم حیرت میں ڈوبے ہوئے تھے کہ یہ آواز کہاں سے آرہی اور یہ کیسا راز ہے یا یہ کیسا پراسرار معاملہ ہے ہم ابھی اسے سمجھنے میں مصروف تھے کہ جناب ابو محمد العسکری صلوات اللہ علیہ نے اپنے کمرے سے آواز دی پھوپھی جان صلوات اللہ علیک آپ متحیر نہ ہوں یہ امر الٰہی ہے اس میں تعجب نہ کریں مظہر العجائب صلوات اللہ علیہ کی دستار کے وارث عجل اللہ فرجہ الشریف بھی مظہر العجائب بن کر نازل ہو رہے ہیں

☆فلم یستتم الکلام حتی غیبت سیدتی صلوات اللہ علیہا فلم ارھا کانہ ضرب بینبی و بینھا حجاب

فرمایا ابھی جناب ابو محمد العسکری صلوات اللہ علیہ کا سلسلہ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ ایک نئی بات ہوگئی

ہم ابھی ان کی بات سن ہی رہے تھے ہماری سیدہ وسردار صلوات اللہ علیہا ہم سے غائب ہوگئیں گویا ان کے اور ہمارے مابین ایک حجاب حائل ہو گیا اور وہ ہمیں نظر نہیں آرہی تھی یہ دیکھ کر ہم بہت پریشان ہوگئے کہ یہ کیا ہو گیا ہے؟

اس پریشانی میں ہم جناب ابومحمد العسکری صلوات الله علیه کے کمرے کی طرف دوڑے جب ہم ان کے کمرے میں پہنچے تو دیکھا ان کا رخ دروازے کی طرف ہے اور ہمارے حال پر مسکرا رہے ہیں

ہمیں یہ بات اور بھی عجیب لگی ہم نے فرمایا بیٹا ادھر ہماری پاک بہو ہم سے غائب ہو گئی ہیں اور ہم آپ کو اطلاع دینے تشریف لائے ہیں تو آپ مسکرا رہے ہیں؟ بھلا یہ بھی کوئی ہنسنے کی بات ہے؟

یہ سن کر ہمارے شہنشاہ بیٹے اور بھی زیادہ ہنسے اور پھر ہماری پریشانی کو دیکھتے ہوئے فرمایا آپ پریشان کیوں ہیں؟

☆ارجعی یا عمة صلوات الله علیك

پھوپھی جان آپ واپس جائیں اور اللہ کے اسرار کا مشاہدہ فرمائیں

ہم ان کا فرمان سن کر جب واپس آئے تو دیکھا

☆ان کشف الحجاب الذی کان بینی و بینها و علیها من اثر النور ما غشی بصری

جب ہم نے جا کر دیکھا تو وہ حجاب تو ہٹ چکا تھا پھر بھی نور کا اثر اتنا تھا کہ ہماری آنکھیں خیرہ ہو گئیں آہستہ آہستہ جب ہماری آنکھیں اس نور درخشاں سے مانوس ہوئیں تو دیکھا ہماری پاک بہو صلوات الله علیها سجدہ ریز ہیں اور ان کے اوپر ایک ردائے نور ڈالی ہوئی ہے اس ردا کے اندر ان کے پہلو سے ایک بہت ہی پیاری آواز آ رہی ہے سبحان ربی العلیٰ و بحمده ہم جلدی سے ان کے قریب گئے اور ان پر سے ردا ہٹائی تو دیکھا کہ ان کے داہنے زانو کے ساتھ ایک نور مجسم موجود

ہیں جنکے جسم پر سبز رنگ کے اطلس و دیبا کا لباس ہے مگر ان کی کیفیت کیا ہے؟

متلقیاً الارض لما سجد جیسے ارکان سجدہ کا خیال رکھ کر سجدہ دیا جاتا ہے اسی طرح وہ شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف سجدے میں ہیں ان کے داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند ہے اور فرما رہے ہیں

☆سبحان ربی العلیٰ و بحمده ......(R_30)

ہم حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے کہ انہوں نے فرمایا

☆اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له و ان جدی محمد رسول الله صلى الله عليه و آلهٖ وسلم و ان ابی اميرالمومنين ولی الله صلوات الله عليه

اس کے بعد اپنے جملہ اجداد طاہرین علیهم الصلوات والسلام کی گواہی دی اور ان پر صلوات پڑھی جب ان کی اپنی ذات کی باری آئے تو فرمایا

☆اللهم انجز نی وعدك و اتمم لی امری و ثبت وطاتی و املا ء الارض بی عدلا و قسطا

اے رب ذوالجلال والاکرام اب ہمارے ساتھ کیا ہوا اپنا وعدہ پورا فرما اور ہمارے لئے اپنے امر کو کامل فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمارے ذریعے اس روئے زمین کو قسط وعدل سے بھر دے

ہم یہ سب کچھ بڑی حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ انہوں نے اپنے سجدے کو مکمل فرمایا اور آسمان کی طرف نگاہ فرمائی اور فرمایا

☆اشهد الله انه لا اله الا هو و الملائكة و اولو العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم

جب یہ فرما چکے تو آپ کو چھینک آ گئی اس کے بعد فوراً فرمایا

☆الحمد اللہ رب العالمین و صل علیٰ محمدؐ و آلہٖ اجمعین

ہم نے جب یہ مشاہدات کیئے تو بہت حیران ہوئے

☆سطح نورہ من فوق راسہ الی عنان السماء......(R_31)

ہم نے دیکھا ان کے سراطہر سے ایک نور ساطع ہو کر سقف سما سے ٹکرا رہا تھا

اس کے بعد ہم نے اپنی پاک بہو صلوات اللہ علیہا سے دریافت کیا بیٹی یہ بات ہوئی کہ آپ اچانک ہم سے غائب ہوگئیں اور ہم آپ کو نہ پا کر یہاں سے ادھر چلے گئے تھے اور آسمان سے نورِ الٰہی کے نزول کا مشاہدہ نہ کر سکے آپ ہی ایک راز دار اسرار ہیں آپ آگاہ فرمائیں کہ نورِ ذوالجلال کا نزول کیسے ہوا؟

ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا نے فرمایا ہم کہاں اس راز کو پا سکتے ہیں ہمیں تو اتنا معلوم ہے کہ ہم نے سجدۂ شکر میں سر جھکایا اور پھر

☆ فاخذ تنی نعا س و فترۃ فا نتبھت بحس ولدی و ھو یقول سبحان ربی العلٰی و بحمدہ

اس وقت ہم پر ایک اونگھ سی یا غنودگی سی طاری ہوئی اور ہمیں کچھ معلوم نہ ہو سکا ہمیں اس گہری نیند سے بیٹے کی آواز نے جگا دیا جو میرے پہلو میں سجدہ میں فرما رہے تھے

☆سبحان ربی العلٰی و بحمدہ ......(R_32)

دوستو! یہاں میں ایک قلندرانہ بات کرتا ہوں دیکھیئے کوئی فتویٰ نہ لگا دینا کیونکہ آجکل سب سے سستا مال فتویٰ ہے چلو کوئی بات نہیں جو مناسب سمجھیں فتویٰ بھی دے دیں تو فقیر کو پرواہ نہیں کیونکہ بات امکان و احتمال کی ہے اس پہ فتویٰ ہوتا ہی

WWW.KHROOJ.COM

نہیں

بات یہ ہے کہ اللہ کے انوارِ ازل علیھم الصلوات والسلام کی آمد اللہ کا ایک راز ہے اور اس سے کوئی بھی باخبر نہیں ہوسکتا بلکہ خود ان کے ظاہری امہات مطاہرات وطیبات صلوات اللہ علیھن بھی اس راز سے کما حقہٗ آشنا نہیں ہوتیں کیونکہ اللہ کے انوار کا آسمان سے جس وقت نزول ہوتا ہے اس وقت مخدرات عصمت صلوات اللہ علیھن پر ایک نیند طاری ہوجاتی ہے اور عین اسی وقت ان کا ساری دنیا سے رابطہ کٹ جاتا ہے نہ کوئی باہر کی شخصیت اس راز کی عینی شاہد ہوسکتی ہے اور نہ ہی امانت دارِ انوار ذوات مطاہرات اس کے عینی شاہد ہوسکتے ہیں بلکہ ان کے عالمِ خواب میں جانے کے بعد اللہ کا نور آسمان سے نازل ہوتا ہے اور ان کے پہلو میں جلوہ کش ہوجاتا ہے اور جب ان کی آنکھ کھلتی ہے تو ان کے دل میں ماں کی بے پناہ محبت انڈیل دی جاتی ہے اور وہ انہیں اپنا ہی لختِ جگر سمجھتی ہیں اور وہ ان کی آغوش کو شرف مادری عطا فرما دیتے ہیں اور انہیں وہی پروٹوکول دیتے ہیں کہ جو ایک بیٹا اپنی والدہ کو دیتا ہے ہاں کچھ مخدرات عصمت کی جبینوں کو کچھ وقت کے لئے قیام گاہ بھی بناتے ہیں اور ان سے وہ انوار الٰہی کلام بھی فرماتے ہیں مگر اللہ کا نور ہمیشہ اس دنیا کے رشتوں سے بے نیاز ہوتا ہے

آپ دیکھیں ازل میں ان ذوات پاک صلوات اللہ علیھم اجمعین نے انوار عالم کو زینت بخشی تھی تو کیا وہاں بھی ان کے آپس میں یہی رشتے تھے؟

کیا وہاں بھی ان کا اپنے امہات مطاہرات صلوات اللہ علیھم اجمعین سے ماں بیٹے جیسا کوئی رشتہ تھا؟ کیا وہاں بھی انہوں نے کسی گود کو ماں کا اعزاز بخشا تھا؟

ایسا ہرگز نہ تھا بلکہ وہاں یہ چودہ انوار ایک نور سے مشتق ہوئے جیسے ایک ہی چراغ سے کئی چراغ روشن کیئے جاتے ہیں اور ان میں کوئی چراغ کسی دوسرے چراغ کا نہ باپ ہوتا ہے نہ بیٹا ہوتا ہے اسی طرح وہاں ان کا آپس میں کوئی رشتہ نہ تھا اور نہ ہی یہ وہاں آغوش مادر کے محتاج تھے یہاں اس دنیا میں آنے کے لئے انہوں نے ایک انداز اپنایا جس سے مخلوق نے دھوکا کھایا کہ یہ بھی ہمارے جیسے ہیں (نعوذ باللہ)

ان کے جو رشتے ہیں وہ لباس بشری کے ہیں اس دنیا میں یہ جو جامہ بشری میں آئے ہیں اس جامہ بشری کے حوالے سے سب رشتے ہیں عالم ازل میں تو یہ نور واحد تھے وہاں تو یہ اس نور اول ہی سے مشتق ہوئے تھے جیسے الفاظ ایک مصدر سے (مادے) سے مشتق ہوتے ہیں ان کا آپس کا کوئی رشتہ نہیں ہوتا اسی طرح یہ انوار ازلی حالت میں رشتوں سے اجل تھے اس دنیا میں جو جامہ بشری میں آئے ہیں تو یہاں ان کے رشتے بنے ہیں اور یہ ان کے ظاہر کے حقیقی رشتے ہیں۔

یہ ایک قلندرانہ بات تھی سو کہہ دی ہے اور مجھے خود معلوم نہیں کہ یہ بات کہاں تک درست ہے چلو اس بات کو آگے نہیں بڑھاتے واپس اپنے موضوع پہ آتے ہیں

شہنشاہ معظم جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اپنے نونہال کی طرف نگاہ فرمائی ان کے سر اطہر سے ایک نور ساطع تھا کہ جو آسمان سے ٹکرا رہا تھا جب ہم نے ان کی طرف نگاہ کی تو اس لخت جگر کی محبت ہمارے رگ و پئے میں سرایت کر گئی اور ہم نے انہیں گود میں اٹھا لیا اور وہ ہمیں اتنے پیارے لگے کہ ہم نے انہیں اٹھا کر اپنے زانو پہ بٹھا لیا اور سوچا کہ انہیں غور سے دیکھیں کہ میرے سردار میرے لعل کی شکل کس سے ملتی ہے

جب ہم نے انہیں زانو پہ بٹھایا تو شہزادے نے مسکرا کر ہماری طرف دیکھا پھر ماتھے پہ ہاتھ رکھ کر فرمایاالسلام علیك یا جدتی دادی اماں ہمارا سلام قبول فرمائیں ہم نے انہیں اتنا پیار کیا کہ ان کے رخ انور کے بوسے لئے سر اطہر کے بوسے لئے ان کے کاندھوں کے بوسے لئے جب ہم نے ان کے داہنے کاندھے کا بوسہ لیا تو دیکھا کاندھے پہ کوئی چیز چمک رہی تھی ہم نے فوراً کاندھے سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا اس پہ لکھا تھا

☆جَاء الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً ......(R_33)

حق آیا اور باطل بھاگ گیا کیونکہ باطل تو ہوتا ہی بھاگنے والا ہے اور جب بھاگتا ہے تو علم پھینک کر بھاگتا ہے

جب ہم نے یہ دیکھا تو کہا بیٹا ابھی جبابرۃ الکفر کی سرکوبی کا اعلان فرما رہے ہیں؟ اس پہ فرمایا کیا ظالمین یہ سمجھتے ہیں اللہ کا سلسلۂ حجت ختم ہو چکا ہے؟ اگر ہمیں بات کرنے کی اجازت ہوتی تو ہم سارے شکوک آج ہی رفع فرما دیتے مگر فی الحال رب ذوالجلال والاکرام کی اجازت ہی نہیں ہے......(R_34)

ہم اسی طرح انہیں پیار کرنے میں مصروف تھے کہ ہمیں اپنے حجرۂ مبارک سے جناب ابو محمد العسکری صلوات الله علیه نے آواز دی

☆ هلمی الی با بنی یا عمة صلوات الله علیك

پاک پھوپھی جان آپ میرے لخت جگر کو یہاں لائیں ہم ان کے لئے بے قرار ہیں ہم وہاں سے اپنے لعل کو آغوش میں لے کر روانہ ہوئے جب ہم انہیں لے کر برآمد ہوئے اور دوسرے کمرے میں پہنچے تو جونہی جناب ابو محمد صلوات الله علیه کی اپنے لخت

جگرؑ پہ نگاہ پڑی تو فوراً لختِ جگرؑ کی تعظیم کو سرو قد کھڑے ہو گئے فرمایا

☆ بابی انت و امی یا من ھو الموسوم باسم جدی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں اے وہ کہ جن کا نام پاک جدا طہر صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے نام پر ہے

آگے بڑھ کر لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو ہم سے لیا فکشف عن کتفہ

فوراً ان کے کاندھے سے کپڑا اہٹایا تو دیکھا کاندھے پہ لکھا ہوا تھا

☆ تمت کلمة ربك صدقا ......الخ کلمۃ اللہ بڑی صداقت کے ساتھ اپنی تکمیل کو پہنچ گیا ہے

یہاں ایک بات کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف جس حال میں اس دنیا میں تشریف لائے تھے انہیں ان کی جدۂ طاہرہ صلوات اللہ علیہا اسی حال میں اٹھا کر اپنے شہنشاہ بیٹے کے پاس لائیں اور یہاں الفاظ یہ ہیں کہ انہوں نے ان کے کاندھے سے کپڑا اہٹایا

بات یہ ہے کہ انوارِ الٰہی جب دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو ہمیشہ با لباس تشریف لاتے ہیں جناب آدم علیہ السلام کی جتنی اولاد ہے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اس دنیا میں برہنہ آئے کیونکہ جناب آدم کو اس دنیا میں بھیجا گیا تھا تو انہیں بے لباس کر دیا گیا تھا اور انہوں نے جنت کے درختوں کے پتے اوڑھے تھے ان کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے خالق نے ان کی اولاد کو اس میں ہمیشہ بے لباس بھیجا ہے اور پاک خاندان صلوات اللہ علیہم اجمعین کے جملہ افراد اس دنیا میں جب تشریف لاتے ہیں تو وہ ہمیشہ لباس میں ہوتے ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ اولادِ آدم کے روپ میں تو آئے

ہیں مگر اولاد آدم اور ہے ان کی نوع اور ہے

اور یہ بھی یاد رہے کہ پاک پردۂ توحید کے مالک مستورات جب اس دنیا کو شرف بخشتے ہیں تو ان کے رخ انور پر برقعہ بھی ہوتا ہے صرف یہی نہیں بلکہ پورے حجابات کے ساتھ اس دنیا میں تشریف لاتے ہیں کیونکہ یہ ازل سے حجابات الٰہیہ کی امین ہوتے ہیں

دوستو! یہ ایک علیحدہ موضوع ہے اگر اس پر بات چل نکلی تو گفتگو کا سلسلہ طویل ہو جائے گا اس لئے اسے ترک کرتے ہوئے اپنے موضوع پہ واپس آتے ہیں

جب ملکہ ئسرمن صلوات اللہ علیہا اپنے نونہال کو اٹھا کر اپنے شہنشاہ بیٹے کے قریب لائے تو انہوں نے انہیں آغوش میں لیا

☆و اجلسه علی راحته الیسری و جعل راحته الیمنی علی ظهره

آپ نے اپنے لخت جگر کو اپنی بائیں ہتھیلی پہ بٹھایا اور داہنے ہاتھ کی پشت کا سہارا دیا اور آپ اپنے بابا پاک صلوات اللہ علیہ کے ہاتھوں کو عرش الٰہی سمجھ کر جلوہ آرا ہو گئے

اس کے بعد امام علیہ الصلوات و السلام نے اپنی زبان مبارک ان کے دہن مبارک میں دی تو چشمہ سلسبیل لعاب کوثر نثار پر فدا ہونے لگا

اس کے بعد آپ نے انہیں دونوں ہاتھوں پہ اس طرح بٹھایا کہ آپکا رخ انور ان کی رخ انور کے محاذ پر تھا اس کے بعد آپ نے فرمایا

تکلم یا حجة الله اے حجت اللہ کلام فرمائیں اے ولی اللہ کلام فرمائیں؛ ولی کلام فرمائیں؛ اے انبیاء علیہم السلام کے مالک و وارث کلام فرمائیں؛ اے خاتم الاوصیائے اطہار کلام فرمائیں؛ اے خلیفۃ الاتقیا کلام فرمائیں

بابا پاک صلوات اللہ علیہ سے اپنے فضائل سنتے رہے مسکراتے رہے جب انہوں نے فضائل کے فقرے مکمل فرمالئے تو اپنا سلسلہ کلام شروع فرمایا

بسم اللہ سے سلسلہ کلام کا آغاز فرمایا پھر ایک ایک جد اطہر پر صلوات پڑھی میری صلوات ہو اپنی جد سید الانبیاء پر امیر المومنین اور باقی اجداد طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین پر......تا اینکہ فرمایا

☆والصلوات و السلام علیٰ ابی و سیدی ثم سکت بعد وصوله الی اسم ابیه

جب اپنے بابا پاک پر صلوات پڑھ چکے تو آپ خاموش ہوگئے اس وقت جناب ابو محمد العسکری صلوات الله علیه نے فرمایا بیٹا اب تم خاموش ہوگئے تو فقرہ مجھے مکمل کرنے دو؛ فرمایا اے پورے خاندان پاک کی امیدوں کے مرکز بیٹے تمہارے جملہ آباو اجداد طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے آپ پر بھی لاکھوں درود وسلام ہوں......(R_35)

اس کے بعد آپ نے دوبارہ اپنا سلسلہ کلام شروع کیا فرمایا

☆بسم اللہ الرحمن الرحیم و ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلهم آئمة و نجعلهم الوارثین و نمکن لهم فی الارض و نری فرعون و هامان و جنود هما منهم ما کانوا یحذرون ......(R_36)

جن لوگوں کو اس روئے زمین پر کمزور کردیا گیا تھا ان پر احسان فرمایا اور انہیں اس دھرتی پر امام قرار دیا پھر انہیں اس زمین کا وارث بنایا اور انہیں اس روئے زمین پر سکون سکونت بخشی

پھر صحف انبیاء ما سلف سنائے پھر تورات وانجیل وزبور کے ساتھ جملہ صحف اوصیا تلاوت فرمائے

جس وقت آپ اپنے بابا پاک صلوات اللہ علیہ کے ہاتھوں پر مصروف تلاوت تھے ہم نے دیکھا آسمان سے سفید رنگ کے پرندوں کی ڈاریں اتر رہی ہیں انہیں کعبۂ ایمان سمجھ کر ان کے سرا طہر پر محوِ طواف ہیں۔ ہم نے اپنے شہنشاہ بیٹے سے دریافت فرمایا بیٹا یہ پرندے کیسے ہیں؟

انہوں نے فرمایا یہ عام پرندے نہیں ہیں بلکہ ان میں کئی گروہ ملکوت ہیں جن میں ملکوت مردفین ومسومین وناصرین ہیں کچھ ملکوت وہ ہیں کہ جو بدر میں ان کی جد اطہر کی نصرت کے لئے حاضر ہوئے تھے کئی ملکوت وہ ہیں جو کربلا میں شہنشاہ امام مظلوم صلوات اللہ علیہ کی نصرت کو حاضر ہوئے تھے مگر انہیں نصرت کی اجازت نہ ملی اور ان کے منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف کے انتظار میں کربلا معلی میں رہ رہے تھے آج جب انہیں ان کی آمد کی اطلاع ملی ہے تو اپنے شہنشاہ زمانہ اور منتقم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کو حاضر ہوئے ہیں اور ان کی قیادت اس در اطہر کے قدیم خادم جناب جبریل فرما رہے ہیں

اس کے بعد ہم نے دیکھا وہ مرغانِ سفید نیچے اترے اور آکر اپنے شہنشاۂ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے قدموں سے اپنے سر اور پر مس کرنے لگے

اس کے بعد امام علیہ الصلوات والسلام نے ان میں سے ایک طائرِ لاہوتی کو اپنے قریب بلایا اور کوئی اشارہ فرمایا اس کے بعد ہم نے دیکھا ہمارے نونہال عجل اللہ فرجہ الشریف اور ہمارے مابین ایک پردہ آگیا ہم نے اپنے لخت جگرؑ سے دریافت فرمایا ہمارے

نونہال عجل اللہ فرجہ الشریف ہم سے کہاں غائب ہوگئے ہیں؟ ہم نے پوچھا بیٹا یہ اپنا لعل آپ نے کس کے سپرد فرما دیا ہے؟

☆یا عمة استود عناه الذی استودعت ام موسیٰ علیہ السلام

ہم نے اپنا لعل اس کو امانت دیا ہے کہ جسے جناب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سلام اللہ نے اپنا لعل سونپا تھا

انہوں نے فرمایا یہ صاحب معراج ذات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی دستار کے وارث ہیں اس لئے اللہ جل جلالہ نے انہیں عرش پہ طلب فرمایا ہے تاکہ عرش کو ان کی قدموں کی برکت سے چار چاند لگ جائیں آپ فکر نہ کریں ابھی واپس آ جائیں گے۔ ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ہم دیکھا ہمارے نونہال عجل اللہ فرجہ الشریف دوبارہ بابا پاک صلوات اللہ علیہ کی آغوش میں موجود تھے گویا پھر وہی مظاہرہ ہوا کہ نوے ہزار سال کی رات بھی گذر گئی اور کنڈی بھی ہلتی رہی اور بستر بھی گرم رہا

جب دوبارہ واپس آئے تو ہمارے امام بیٹے نے ہم سے فرمایا اب انہیں اپنی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے پاس لے جائیں تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں ان کے غم دور ہوں ان کے دل کو تسکین ملے تاکہ انہیں معلوم ہو☆ان وعد اللہ حق و اکثرھم لا یعلمون کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں

ہم نے اپنے نونہال عجل اللہ فرجہ الشریف کو ہاتھوں پہ اس طرح لیا جیسا قرآن لیا جاتا ہے اور جب لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کی آغوش میں دے کر دروازے سے باہر جھانکا تو

☆ قد الفجر الفجر الثانی فصلیت الفریضتہ فی اول الوقتھا

ہم نے دیکھا صبح صادق اسی وقت طلوع ہو رہی تھی اور ہم نے نماز صبح کو اول وقت میں ادا فرمایا

جیسے طاقت ور شاہ سوار کمزور گھوڑے کی پشت پر باگیں کھینچ کر اپنے آنے کا بتا تا ہے اسی طرح شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے فرسِ وقت و زمان کی باگیں کھینچ کر وقت کو روک کر بتا دیا کہ میں اور نہیں صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف ہوں ذرا سنبھل کے چلنا اب ہم تشریف لا چکے ہیں

زائچہ ٔ ظہور

احباب گرامی!

مجھے بھی علم نجوم سے قدرے دلچسپی رہی ہے اس لئے جب میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کے بارے میں پڑھ رہا تھا اس دور میں کئی مقامات پر میں نے دیکھا کہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں لکھا تھا کہ ان کے اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کے زائچہ ظہور میں ایک مماثلت ہے جیسا کہ ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی اپنی کتاب ہدایت السعدا میں لکھتے ہیں

☆ولادة عند قران الاصغر الذی کان فی القوس وھو رابع القران الاکبر الذی کان فی القوس و طالع الدرجة الخامسة والعشرین من السرطان و زائچة المبارکة فی افق السامرة ھذه ولما کان اجتماع القائم المهدی عجل الله فرجه الشریف و عیسیٰ علیه السلام بن مریم سلام الله علیها

اسی روایت کو بحار الانوار جلد 13، کتاب النجوم اور کتاب الاصفیا میں بھی لکھا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ کا ظہور اجلال قرآن اصغر در قوس میں ہوا اور قرآن اکبر

www.khrooj.com

قوس کا چوتھے حصے پر ہوتا ہے اور جب آپ کا ظہورا جلال ہوا تو سرطان کا پچیسواں 25 درجہ طالع تھا اور یہ زائچہ افق سامرہ کا ہے اور اس حوالے سے جناب عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے زائچے میں یکسانیت پائی جاتی ہے

وہ یہ ہے کہ جب ان کا اس دنیا میں ظہور ہوا تھا تو اس وقت بھی سرطان کا پچیسواں درجہ طلوع کر رہا تھا اور جب شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ظہورا جلال ہوا تو اس وقت بھی سرطان کو پچیسواں درجہ طلوع کر رہا تھا جب میں نے آسٹرالوجی میں نیمۂ شعبان کی شب میں دیکھا کہ سرطان کا پچیسواں درجہ کس وقت طلوع ہوا تو پتہ چلا کہ وہ رات کے چار بجکر پونے تین منٹ A.M 04.02.75 پر طلوع کر رہا تھا پھر میں نے آسٹرالوجی سورس کو کمپیوٹر میں یہ ڈیٹا دیا

255 ہجری 15 شعبان المعظم بروز جمعہ بمطابق 29 جولائی 869 عیسوی بوقت صبح 4 بجکر 3 منٹ پر آمد ہوئی ہو تو ان کا زائچہ کس طرح بنے گا؟ تو یہ زائچہ میرے کمپیوٹر نے نکال دیا جو قارئین کے سامنے ہے میں اگر چہ کچھ نہ کچھ اس علم سے واقف ہوں مگر یہاں میں کوئی نتائج نہ دے سکوں گا کیونکہ یہ مقامِ ادب ہے ہاں کوئی ماہر علمِ نجوم اس زائچے سے نتائج بر آمد کر سکے تو خوشی ہوگی

ایک نجومی

دوستو! اپنی طرف سے اس زائچہ ظہور کے بارے میں کچھ کہنے کے بجائے اسی زمانے کے ایک نجومی کے نتائج یہاں عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں

جناب احمد بن اسحاق قمی الاشعری جو شہنشاۂ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بعد میں قم کے عامل بھی رہے تھے اور شہنشاہ معظم جناب ابو محمد العسکری صلوات اللہ علیہ کے خواص

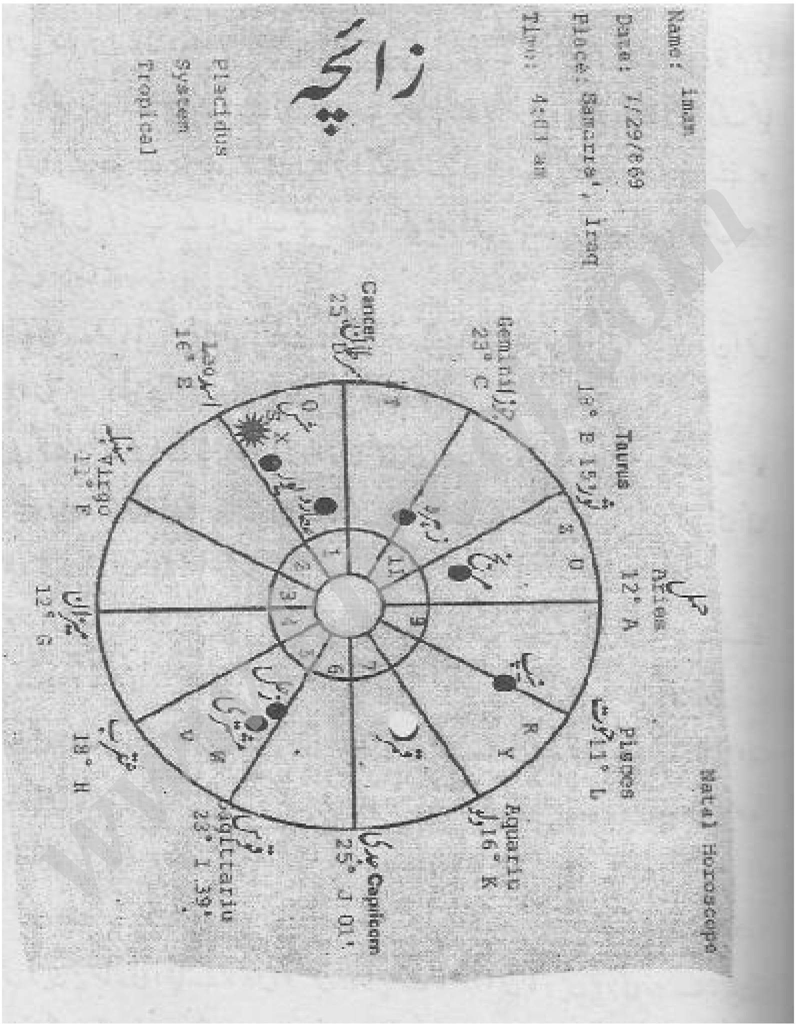
زائچہ
Name: imam
Date: 7/29/869
Place: Samarra', Iraq
Time: 4:03 am
Placidus
System
Tropical
Natal Horoscope
Aries
Taurus
Gemini
Cancer
Virgo
Pisces
Aquaris
Capricorn
Sagittariu

میں سے تھے ان کے بھتیجے جناب ابو جعفر سے روایت ہے

جب شہنشاہ معظم عجل الله فرجه الشريف کا دنیا پہ نزول اجلال ہوا تو جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے ہمارے چچا جناب احمد بن اسحاق کے پاس گرامی نامہ تحریر فرمایا اور ان کے پاس یہ خوش خبری بھی تحریر فرمائی کہ ہماری دستار کے وارث حقیقی کی اس دنیا میں آمد ہوئی ہے اس خبر کے ساتھ یہ حکم بھی فرمایا گیا تھا کہ تم ان کے عقیقے کے دنبے بھی خرید کر مومنین میں تقسیم کرو اور اسی گرامی نامے میں تاریخ اور وقت بھی تحریر فرمایا گیا تھا کہ اس وقت ان کا ظہور ہوا ہے

اس زمانے میں ہمارے محلے میں ایک ماہر علم نجوم یہودی (یا عیسائی) رہتا تھا جو علم نجوم کا بہت بڑا ماہر تھا۔ جناب احمد بن اسحاق نے اس نجومی کو اپنے ہاں بلا بھیجا اور اس کے سامنے وہی وقت اور تاریخ رکھی اور فرمایا کہ ہمارے ہاں ایک بچہ اس تاریخ کو پیدا ہوا ہے تم اس کا زائچہ بناؤ تا کہ ہمیں معلوم ہو کہ ہمارا مولود مسعود کیسا ہے؟

اس نجومی نے کاغذ نکالا اور اس پر زائچہ ترتیب دیا اس کے گھروں میں ستاروں کو قائم کیا بارہ گھروں کے نظرات دیکھے اور اس کے احکام لکھنے کا ارادہ کیا تو لکھتے لکھتے رک گیا اور وہ حیرت سے جناب احمد بن اسحاق کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا اور کہا تم کہتے ہو اس تاریخ کو آپ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جبکہ اس وقت تو کوئی بچہ بھی دنیا میں پیدا نہیں ہوسکتا؟

انہوں نے فرمایا دیکھو تم اس پہ بحث نہ کرو کہ ہوا ہے یا نہیں بلکہ یہ بتاؤ کہ اگر اس دن اس تاریخ کو کوئی بچہ پیدا ہو بھی جائے تو وہ کیسا ہو گا؟

اس نے کہا بھائی بات یہ ہے کہ اس تاریخ کو اس وقت اگر کوئی پیدا ہو تو وہ یقیناً اس

دنیا کے لئے ایک منفرد تحفہ ہوگا کیونکہ اس وقت میں پیدا ہونے ولا بچہ یا تو کوئی نبی ہوگا یا کسی نبی کا وصی و وارث ہوگا۔ دوسرا یہ کہ اس وقت میں پیدا ہونے والا بچہ پوری روئے زمین کا شرق سے غرب تک کا مالک ہوگا

تیسری بات یہ ہے کہ اس تاریخ اور وقت میں پیدا ہونے والا بچہ کوہ و بیابان دریا اور پہاڑوں باغوں اور ویرانوں کا بلکہ اس دنیا اور اس دنیا کے سارے لوگوں پر حاکم اور بادشاہی کرے گا اور اس کا حکم ارض وسما تک جاری و نافذ ہوگا

آخری بات یہ ہے کہ اس دن دنیا پہ آنے والا بچہ اپنا ایک دین متعارف کروائے گا اور اس دین پر ساری دنیا کے لوگوں کو متفق ہونا پڑے گا اور اس کا دین پورے روئے زمین پر نافذ بھی ہوگا اور اس کے اس دین کے علاوہ کوئی دین اس دنیا پر باقی نہ رہے گا صرف انہی کا دین ہی رائج ہوگا......(R_37)

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھوالا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

اولین ایام

احباب گرامی!

شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی دنیا پہ آمد ہوئی تو جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے اپنے خواص کے پاس فوراً گرامی نامے تحریر فرمائے اور انہیں نوید سعید سے نوازا جیسا کہ ہم کتب غیبت میں کئی نام دیکھتے ہیں جیسا کہ جناب حسین بن حسن علوی کو پیغام مبارک بھیجا گیا اور وہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور پرنور کی مبارک دینے کے لئے دراطہر پہ حاضر ہوئے......(R_38)

اسی طرح جناب احمد بن اسحاق کو خط بشارت لکھا اور فرمایا میں نے اپنا رازدار پایا ہے اس لئے اطلاع دے رہے ہیں......(R_39)

اسی طرح ایک گرامی نامہ جناب موسیٰ بن جعفر بن وہب بغدادی کو تحریر فرمایا گیا جس میں لکھا ہے دشمن گمان کرتا ہے کہ ہماری نسل ختم کردی ہے مگر اللہ نے انہیں جھوٹا کردیا ہے......(R_40)

اسی طرح بہت سے احباب وخواص ومنتظرین نور الٰہی کو آگاہ فرمایا گیا اور اپنا شریک راز بنایا گیا اور انہیں اس راز کی مخفی رکھنے کی بھی سختی سے تاکید فرمائی تاکہ مومنین و مخلصین تک بات پہنچ بھی جائے اور بعد میں کوئی شک میں مبتلا نہ ہو اور راز بھی رہے

16 شعبان کا دن

شہنشاہ معظم صلوات اللہ علیہ کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سے روایت ہے کہ جب پندرہ شعبان کا سورج طلوع ہوا تو ہم نے اپنے شہنشاہ بیٹے جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام سے اجازت چاہی تو انہوں نے فرمایا آپ پھر جلدی تشریف لائیے گا ہم ان سے اجازت لے کر واپس اپنے گھر میں تشریف لائے مگر دل کو کوئی پل چین نہیں آتا تھا کیونکہ نونہال عجل اللہ فرجہ الشریف کی محبت ہمارے دل میں سرایت کر چکی تھی ہم اگلے دن یعنی 16 شعبان کے دن یعنی دوسرے دن پھر اپنے شہنشاہ بیٹے علیہ الصلوات والسلام کے گھر تشریف لے گئے

جا کر دیکھا صبح کا وقت تھا شہنشاہ معظم جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے ہم سیدھے اپنی بہو صلوات اللہ علیہا کے کمرے میں تشریف لے گئے جونہی ان کی نگاہ ہم پہ پڑی تعظیماً سروقد کھڑی ہوگئیں ہم نے ان کی پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر دیکھا کہ ہماری بہو پاک کے کمرے میں ایک گھوارہ آویزاں تھا جس پر سبز رنگ کی چادر ڈالی ہوئی تھی ہم سیدھے اس گھوارے کے قریب گئے جا کر دیکھا ہمارے نور چشم عجل اللہ فرجہ الشریف آنکھیں بند کر کے سوئے ہوئے ہیں نہ ہی انہیں قماط (بندھنے) باندھے ہوئے اور نہ ہی بچوں جیسا کوئی اور انتظام ہے جب ہم ان کے قریب گئے تو انہوں نے آنکھیں کھول دیں اور ہمیں اشارے سے اپنے قریب بلایا ہم ان کے قریب گئے اور ان کے لب ورخسار کا بوسہ لیا اس وقت ہمارے شہنشاہ بیٹے ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے ہمیں اپنے کمرے سے آواز دی پھوپھی جان صلوات اللہ علیہا آپ ہمارے لخت جگر کو ہمارے پاس لے آئیں

ہم نے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو اٹھایا سینے سے لگائے ان کے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے پاس لے گئے وہ اس وقت تکیے کا آسرا لئے ہوئے تھے ہمیں دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو گئے اس کے بعد انہوں نے لخت جگر کو لیا اور پھر تکیے پر استراحت پذیر ہو گئے اور اپنے لعل کو اس طرح سینے پہ کھڑا کیا کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے قدم مبارک ان کے سینے پر ٹکے ہوئے تھے اس کے بعد وہ آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھے اور اپنے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے دہن مبارک میں اپنی زبان مبارک داخل فرمائی اور انہیں غذائے لبن و عسل سے سیراب فرمایا......(R_41)

شہنشاہ ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام جب اپنے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو سیراب فرما چکے تو پھر اپنے سینے پہ بٹھا کر فرمایا تکلم یا بنی ...... یہ سن کر شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے سب سے پہلے اپنے اجداد طاہرین یعنی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر بابا پاک تک سب کی ولایت کی گواہی دی اس کے بعد قرآن تلاوت فرمایا......(R_42)

اسی دن کے بارے میں شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی پاک کنیز بی بی صیقل سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ اس دن ہم نے دیکھا کہ جب شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام اپنے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو اپنی گود میں لے کر پیار فرما رہے تھے تو اس وقت آسمان سے سفید رنگ کے کئی پرندے ظاہر ہوئے انہوں نے آ کے پہلے ان کا طواف کیا اس کے بعد شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے سر اور قدموں سے اپنے پر اور چہرے مس کئے اور تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس اڑ گئے اس پر ہم نے سوال کیا یہ کیسے پرندے تھے اس کے جواب میں فرمایا یہ ان کے خروج کے انصار ملکوت تھے جو ان کی زیارت

سے برکت لینے آئے تھے......(R_43)

ان روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ملکوت زیارت کے لیے ایک مرتبہ نہیں آئے بلکہ مسلسل آتے رہے تھے اور میں سمجھتا ہوں انہیں آنا بھی چاہیے تھا کیونکہ وہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے انتقام کے پیاسے تھے اور یہ ان کے منتقم تھے اس لئے آنا ضروری تھا

17 شعبان کا دن

شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی دنیا پر آمد کا یہ تیسرا دن تھا اس دن کے بھی کئی واقعات ہمارے کتب میں موجود ہیں جیسا کہ ابی غانم (جو شہنشاہ معظم جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کے غلام ہیں) سے روایت ہے کہ یہ دن وہ روز سعید تھا کہ اس دن ہمیں ہمارے ولی العصر عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کروائی گئی وہ فرماتے تھے جب تیسرا دن ہوا تو شہنشاہ معظم جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے اپنے سارے غلاموں، کنیزوں کو جمع فرمایا اور اس میں جو خواص سرمن میں موجود تھے انہیں بھی بلایا گیا اس وقت زائرین کی تعداد چالیس سے بھی زیادہ تھی جب سارے غلام اور کنیزیں جمع ہو چکیں تو آپ اپنے حجرہ مبارک سے اپنے لخت جگر اپنی دستار کے معصوم وارث عجل اللہ فرجہ الشریف کو گود میں اٹھا کر کمرہ زیارت نشست گاہ میں لائے اور ہمیں ان کی زیارت کرواتے ہوئے اپنے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کا اس طرح تعارف کروایا ''یہ ہمارے بعد آپ کے امام زمانہ ہیں اور یہ خلیفۃ اللہ فی العالمین ہیں''

☆وھو القائم الذی تمتد علیه الا عناق بالانتظار

فرمایا یہ وہ قائم آل محمد عجل الله فرجه الشريف ہیں کہ ایک طویل مدت تک تمہاری گردنوں میں ان کی انتظار واجب ہے......(R_44)

()اسی دن کے بارے میں آپ کی پاک کنیز بی بی نسیم سلام الله علیها بیان فرماتی ہیں کہ مجھ سے ملکہ عالمین صلوات الله علیها نے فرمایا کہ ہمارے لخت جگر عجل الله فرجه الشريف کو گہوارہ اقدس سے اٹھا کر ہمارے پاس لاؤ جب میں گہوارہ مقدس کے قریب پہنچی تو مجھے چھینک آ گئی تو شہزادہ پاک عجل الله فرجه الشريف نے فرمایا یرحمك الله (اللہ تم پر رحم فرمائے)

یہ سن کر میں بہت حیران ہوئی۔ جب میں گہوارہ اقدس کے قریب گئی تو فرمایا کہ تمہیں ہم ایک نئی بات بتائیں؟

میں نے عرض کی ضرور فرمائیں فرمایا جس شخص کو بلا وجہ چھینک آ جائے تو اسے تین دن موت نہیں آ سکتی وہ موت سے محفوظ رہتا ہے......(R_45)

()اسی تیسرے دن کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے بعض اصحاب کو عقیقہ فرمانے کا حکم دیا مگر آپ نے خود عقیقہ ساتویں دن فرمایا ان روایات کو ہم عقیقہ کے ضمن میں لکھیں گے

21 شعبان المعظم جمعرات کا دن

یہ ساتواں دن تھا اس کے بارے میں پھوپھی پاک صلوات الله علیها سے روایت ہے کہ ہم تیسرے دن جب زیارت کر کے آئے تو پھر کئی دن تک زیارت کو نہ جا سکے جب جمعرات کا دن ہوا تو ہم نے سوچا کہ اپنے لخت جگر عجل الله فرجه الشريف کی ایک مرتبہ پھر زیارت کر لیں یہ سوچ کر ہم شہنشاہ ابو محمد العسکری علیه الصلوات والسلام کے گھر اطہر

میں تشریف لے گئے

شام کا وقت تھا ہم نے گھر اطہر کے صحن میں دیکھا شہنشاہ بیٹے علیہ الصلوات والسلام مسند پہ تشریف فرما ہیں اوران کے سامنے والی مسند پہ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا تشریف فرما تھیں اوران کی آغوش میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف جلوہ افروز تھے اور والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا سے کچھ راز و نیاز فرما رہے تھے ہم نے جا کر ان کو سلام کیا اوراس کے بعد لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی طرف متوجہ ہوئے انہیں بہت پیار کیا اس کے بعد شہنشاہ ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے اپنے لخت جگر کو ہم سے لیا اور فرمایا بیٹا آج بھی کلام الہٰی سنا دیں کیونکہ کلام خالق بزبان خالق سننے کا تو مزا ہی اور ہے کیونکہ آپ لسان اللہ عزوجل ہیں یہ سن کر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

و نرید ان نمن......الخ......(R_46)

اس کے بعد باپ بیٹے کے مابین بہت سے راز و نیاز ہوئے ابھی راز و نیاز جاری تھے کہ

☆ثم رفع بینی وبین ابی محمد علیہ الصلوات والسلام کالحجاب فلم ار سید فقلت لابی محمد علیہ الصلوات والسلام یا سیدی این مولای؟ فقال اخذہ من ھو احق منك و منا......(R_47)

جب شہنشاہ ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام اپنے لخت جگر سے کلام فرما رہے تھے عین اس وقت ان کے اور ہمارے مابین ایک نورانی حجاب حائل ہوگیا اور ہم سے ہمارے نورنظر غائب ہوگئے اس وقت ہم نے دریافت کیا بیٹا یہ کیا ہوگیا ہے کہ ہمیں ہمارے لعل نظر نہیں آرہے؟ اس پر آپ نے فرمایا ہم نے آپ کا لخت جگر اس کے

سپرد فرما دیا ہے جو ہم سے بھی اور آپ سے بھی زیادہ ان پر حق رکھتا ہے یعنی اللہ جل جلالہ کے سپرد فرمایا ہے

ایک اور روایت میں ہے کہ اچانک کئی مرغان سفید آسمان پر ظاہر ہوئے شہنشاہ معظم صلوات اللہ علیہ نے ان میں سے ایک پرندے کی طرف اشارہ فرمایا اور اسے اپنے قریب بلایا اور اس کے بعد اپنے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو اس کے سپرد فرمایا اور وہ انہیں لے کر آسمانوں میں غائب ہو گئے......(R_48)

ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا نے متفکرانہ لہجے میں عرض کی آقا ہمارے لعل کو کس کے سپرد فرما دیا؟

شہنشاہ معظم نے فرمایا آپ فکر نہ کریں آپ کے لعل کو ہم نے اس کے سپرد فرمایا ہے کہ مادر موسیٰ علیہ السلام نے اپنا بیٹا جن کے سپرد فرمایا تھا یہ آپ کا پرانا خادم یعنی جناب جبریل علیہ السلام تھا آج آسمان کے ملکوت نے ان کی زیارت کی خواہش کی تھی اور اس استدعا کو ہم نے شرف قبولیت عطا فرمایا ہے وہ انشا اللہ ابھی یہاں تشریف لائیں گے آپ فکرمند نہ ہوں ......منتخب ص335

رسمِ عقیقہ

نومولود بچوں کا عقیقہ کرنا مستحب ہے اور اس کے بارے حکم ہے کہ ساتویں دن عقیقہ کی رسم ادا کریں اس میں کسی جانور کا ذبح کرنا لازم ہوتا ہے اور وہ اس مولود کا فدیہ ہوتا ہے اور مولود کی زندگی کا محافظ ہوتا ہے

جب ساتواں دن ہوا تو شہنشاہ معظم جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے پاک خاندان کے جملہ افراد صلوات اللہ علیہم اجمعین کو جمع فرمایا اور ان کے سامنے پہلے

اس لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے سر اطہر کے بال تراشے گئے اور اس میں خصوصیت یہ تھی کہ آپ نے ان کے سر اطہر پر دو چوٹیاں (لٹیں) چھوڑ دیں باقی سر اطہر کے بال تراش فرمائے

جن خوش نصیبوں نے اس دور میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کا شرف پایا ہے انہوں نے جب حلیہ مبارک بیان کیا تو سب نے یہی کہا ہے کہ و علیٰ راسه ذوابتین یعنی آپ کے سر اطہر پر دو چوٹیاں تھیں

اس سے قبل پاک حسنین علیہما الصلوات والسلام سے جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام تک سب کی ایک ایک چوٹی رکھی گئی تھی مگر جناب ہاشم صلوات اللہ علیہ کے بعد اس شہنشاہ عجل الله فرجه الشریف کی دو چوٹیاں چھوڑی گئی تھیں......(R_49)

یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ باقی پاک ذوات صلوات اللہ علیہم اجمعین کا صرف ایک عقیقہ ہوتا رہا تھا مگر ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشریف کے بارے میں ہے

☆فان الامام العسکری صلوات اللہ علیہ عَقَّ عن الامام المهدی عجل الله فرجه الشریف بثلثمأئة عقیقة

یعنی شہنشاہ معظم عجل الله فرجه الشریف کا ایک نہیں پورے تین سو عقیقے کیے گئے

یہ ایک تو اولین و آخرین میں سب سے امتیازی بات تھی کہ جو شہنشاہ معظم عجل الله فرجه الشریف کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہے

جب آپ نے لخت جگر کا عقیقہ فرمالیا تو اس کے بعد نواب اول جناب عثمان بن سعید سلام اللہ علیہ کو حکم فرمایا کہ دس ہزار رطل گوشت خرید کر اور دس ہزار رطل روٹیاں تیار کروا کے سامرہ کے مومنین میں تقسیم کی جائیں

ایک رطل عراقی 327.60 گرام کے برابر ہوتا ہے اور اس طرح دس ہزار رطل تقریباً 3276 کیلوگرام کے برابر بنتا ہے یعنی تین چار ہزار کیلوگرام گوشت اور اتنی ہی روٹیاں عقیقے میں تقسیم ہوئیں

اس کے علاوہ جملہ بنی ہاشم صلوات اللہ علیہم اجمعین کے گھروں میں ایک ایک دنبہ ذبح کروا کے بھیجا گیا ایک روایت میں ہے کہ دس ہزار رطل روٹی اور دس ہزار رطل گوشت بنی ہاشم میں تقسیم ہوا......(R_50)

جو مومنین دور دراز علاقوں میں رہتے تھے ان کے پاس زندہ بکرے اور دنبے بھجوائے گئے جیسا کہ جناب ابراہیمؒ بن ادریس نوبختیؒ کے پاس شہنشاہ معظم نے چار دنبے بھجوائے اور ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا کہ یہ ہمارے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے عقیقے کے دنبے ہیں اسے آپ بھی کھائیں اور اپنے خاندان والوں کو اور دیگر مومنین کو بھی اس دعوت میں شریک فرمائیں مگر اس بات کو کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا کہ ہمارے لخت جگر کا ظہور ہو چکا ہے یعنی اخفا کا سختی سے حکم فرمایا

() حمزہ بن ابی الفتح سے فرمایا گیا تین سو دنبے لے کر ہمارے لخت جگر کا عقیقہ کر دو ......(R_51)

() ایک روایت میں ہے کہ جناب احمد بن اسحاق الاشعری القمی کو ایک توقیع مبارک لکھی گئی تھی جس میں فرمایا گیا تھا

☆الحمد الله الذی لم یخرجنی من الدنیا حتیٰ ارانی الخلف من بعدی اشبه الناس برسول الله خلقا خلقا منطقا یحفظه الله فی غیبته ......(R_52)

ایک روایت یہ ہے کہ جناب احمد بن اسحاق الاشعری القمی کو جو توقیع مبارک تحریر فرمائی تھی اس میں بھی کئی دنبے خرید کر عقیقے کی مد میں ذبح کرنے کا حکم تھا اور فرمایا تھا کہ انہیں شیعان قم میں تقسیم فرما دیں اسی طرح بہت سے لوگوں کے نام کتب میں موجود ہیں مگر ہم یہاں کتاب کی ضخامت کو بڑھانا نہیں چاہتے

اس میں اپنے گھر کی کنیزوں اور غلاموں کو تیسرے دن آپ نے دعوت طعام دی تھی اور اس میں انہیں اپنے شہنشاہ بیٹے عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت سے بھی مشرف فرمایا تھا

جو خاندان پاک کے افراد صلوات اللہ علیہم اجمعین مدینے میں رہائش پذیر تھے ان کے پاس ہر گھر کے حساب سے دنبے بھیجے گئے اور انہیں مبارک باد بھی پہنچائی گئی مگر اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ کسی غیر تک یہ گوشت اور طعام نہ پہنچے اور ساتھ اپنوں کو حکم ہوا تھا کہ اس بات کو ہمیشہ مخفی رکھنا ہے اور اپنے دوستوں میں سے بھی جو اخفائے راز کا خیال نہ رکھ سکتے ہوں انہیں بھی نہ بتانے کی تاکید ہوئی تھی

دوستو! خود سوچو کہ کوئی کیسے اندازہ کر سکتا ہے ان کے عقیقے کے دنبے کن کن لوگوں کو کتنی کتنی تعداد میں عطا فرمائے گئے کیونکہ جہاں تین سو عقیقے ہو جائیں اور ان کا دائرہ عراق، عرب، ایران، شامات، لبنان تک پھیلا ہوا ہو ان کی تعداد کیسے معلوم کی جا سکتی ہے؟

مگر میں سوچتا ہوں کہ کتنے خوش قسمت تھے وہ دنبے کہ جنہیں شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کا فدیہ قرار دیا گیا ان کی سعادت پر کوئی جتنا بھی رشک کرے کم ہے

(R_53)......

یاھو یامن ھو لا ھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

زمانہ مہد مبارک

احباب گرامی!

جب ہم شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے حالات کا بغور جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ زیادہ عرصہ صاحب مہد نہیں رہے بلکہ بہت جلدی آپ نے چلنا پھرنا شروع فرما دیا تھا مگر پھر بھی اس محدود زمانہ مہد مبارک کے کچھ واقعات کتب میں منقول ہیں جن میں سے چند ایک پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں مثلاً

() آپ کے خادم ابونصر ظریف سلام اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں کسی کام سے اپنے کمسن مولا عجل اللہ فرجہ الشریف کے گھوارے کے قریب گیا تو سوچا ان کی زیارت سے اپنی آنکھیں تو ٹھنڈی کرلوں جب میں اس گھوارے کے قریب گیا تو معصوم شہزادے نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا اے نصر تم ہمارے لئے سرخ صندل لاؤ۔ میں دوڑ کر گیا اور سرخ صندل آ کے پیش کیا اس کے بعد انہوں نے فرمایا اے نصر کیا تم ہمیں پہچانتے ہو؟

میں نے عرض کی آپ ہمارے مالک کے لخت جگر ہیں ہمارے آقا و مولا ہیں

مسکرا کر فرمایا پھر تو تم ہمیں نہیں پہچانتے

میں نے عرض کی پھر آپ ہی اپنا تعارف کروا دیں فرمایا

☆انـا خـاتـم اوصيـائـے و بـی يـدفـع الـلـه البلاء عن اهلی و شيعتی

......(R_54)

ہم خاتم الاوصیاء ہیں اور ہمارے پاک خاندان صلوات الله علیهم اجمعین اور ہمارے جد اطہر کے شیعوں کی مصیبتیں ہمارے ذریعے رفع ہوتی ہیں اور ہونا ہیں اور ہم ہی سارے پاک خاندان کے منتقم ہیں اوران کے مصائب دورفرمانے والے ہیں

() آپ کی کنیز بی بی ماریہ سلام الله علیها سے روایت ہے کہ مجھے ملکہ دوراں صلوات الله علیها نے فرمایا کہ ہمارے لخت جگر عجل الله فرجه الشریف گھوارے میں سورہے ہیں انہیں ہمارے پاس لاؤ میں شہزادہ پاک عجل الله فرجه الشریف کے گھوارے کے قریب گئی شہزادے پاک نے مجھے دیکھا تو مسکرائے میں انہیں مسکراتے دیکھ کرحیران رہ گئی کہ اس سن کے معصوم بچے اس طرح نہیں کرتے میری حیرت پروہ اورزیادہ مسکرائے پھرفرمایا کیا تم ہمیں پہچانتی ہو؟ میری حیرت اور بڑھ گئی اور میں جواب نہ دے سکی تو اس پرفرمایا اری تم ہمیں نہیں پہچانتی ہم ہی تو تمہارے امامِ زمانہ عجل الله فرجه الشریف ہیں کیا اب ہمیں ہماری والدہ پاک صلوات الله علیها کے پاس نہ لے جاؤ گی

یہی وہ پاک کنیز ہیں کہ جن کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ بی بی ماریہ سے روایت ہے کہ جب ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشریف دنیا پہ تشریف لے آئے تو دوزانو بیٹھ کر انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند فرمائی اور پہلے حمد کیا اس کے بعد اپنے آباؤاجداد طاہرین علیهم الصلوات والسلام پرصلوات پڑھی اس کے بعد فرمایا ظالمین یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کی حجت ختم ہوگئی ہے اگر ہمیں اذن کلام ہوتا تو سارے شک ختم کر دیتے......(R_55)

( )

زمانہ محد کے واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے ایک غلام جن کا نام تھا جناب حمزہ بن نصیر سلام اللہ علیہ یہ پہلے دراطہر پہ غلامی کیا کرتے تھے پھر انہیں مومنین کے لئے گوشت بنانے کا حکم دیا گیا تھا اور یہ جانور ذبح کر کے مومنین میں فروخت کرتے تھے

ایک دن انہیں جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے یاد فرمایا اور حکم دیا کہ تم گوشت فروخت کرتے ہو اس لئے ہم تمہیں ایک اعزاز دینا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ تم روزانہ ایک نلی والی ہڈی بمع گوشت و مخ دراطہر پہ پیش کرنا یہ تمہارے چھوٹے شہنشاہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کے لئے ہے......(R_56)

اس روایت سے عرفاءکرام آج بھی یہ سمجھتے ہیں کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کو مخ بہت پسند ہیں اور کئی عرفاء عظام آج بھی نلی والی ہڈی سے مخ نکال کر شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کو ہدیہ کرتے ہیں۔ پتہ نہیں یہ عمل کہاں تک درست ہے مگر محبت سے جو کیا جائے وہ عمل درست ہوتا ہے کیونکہ فرمایا گیا ہے المحب لا یلام ...... کہ عشق کرنے والا دیوانہ قابل ملامت نہیں ہوتا

ظاہری بچپن کے زمانے کے بھی کافی واقعات ہیں جنہیں یہاں نقل کرنے سے کتاب کی ضخامت بڑھنے کا خوف ہے اس لئے انہیں ترک کرتا ہوں

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاهو یامن هو لاهوالا هوالحی القیوم یا هو یا من لا یعلم ما هو الا هوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل الله فرجك و صلوات الله علیك

انجام معتز باللہ عباسی ملعون

معتز باللہ عباسی ملعون وہ بدبخت ہے جس نے اپنے دور میں علی بن یارمش کی حراست میں جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کو رکھا پھر اسی ملعون نے ابوالحسن الثالث علی النقی علیہ الصلوات والسلام کو جامِ بقا دے کر شہید کیا تھا
اس ملعون کے عزائم بہت خطرناک تھے اسے ماہِ رجب 255ھ ہجری میں جناب ابو محمد العسکریؑ علیہ الصلوات والسلام کی شادی خانہ آبادی کا علم ہوا تو اس نے فوراً ایک نئے ظلم کا پروگرام بنایا کہ اطفائے نورِ الٰہی کا ارادہ کرلیا اور اس کے لئے تجویز سوچنے لگا کہ کس طرح اللہ کے نور کو خاموش کیا جائے مگر مدبرِ کائنات ذات کے دستِ تصرف میں سارا پروگرام چل رہا تھا عین اسی وقت عالمِ امر میں ایک اور فیصلہ ہو گیا اور خالقِ ممکنات نے اس ملعون پر اسی کی نسل کے ایک شخص کو مسلط فرما دیا یعنی مہتدی باللہ عباسی کو اس کی تباہی کا پروانہ بنا دیا
اس کے وجوہات یہ ہیں کہ اس معتز باللہ ملعون نے پہلے تو ملکی خزانے کو اپنی عیاشی پہ اڑا دیا جب خزانہ خالی ہو گیا تو اپنے فوجیوں کی تنخواہیں عیاشی پہ اڑانے لگا اور اس طرح ملکی فوج انتہائی بدحالی کا شکار ہو گئی اس وجہ سے ملکی فوج پوری کی پوری اس کی مخالف ہو گئی اور بغاوت کر دی اور اس کے محل کا گھیراؤ کر لیا اور اپنی تنخواہیں مانگیں

مگر اس کا خزانہ تو خالی ہو چکا تھا یہ کہاں سے تنخواہیں ادا کرتا ؟

اس پر فوجی مشتعل ہو گئے اور محل کا دروازہ توڑنے لگے تو اس نے فوراً اپنی ماں فلیحہ (فتیحہ) کے پاس جا کر فوجیوں کی تنخواہوں کے لئے دس ہزار یا پچاس ہزار دینار قرض کے طور پر مانگے مگر وہ صاف مکر گئی حالانکہ وہ بے شمار دولت کی مالک تھی اور اس کے پاس جو نقدی موجود تھی وہ بھی بیس لاکھ دینار سے زیادہ تھی اور ایک مکوک (تقریباً پونے تین کلوگرام) قیمتی زمرد اس نے چھپا رکھے تھے ایک کلیجہ (تقریباً 900 گرام) قیمتی موتی ایک مکوک (پونے تین کلوگرام) اعلیٰ قسم کے یاقوت اس کے پاس تھے اس نے جو زرعی زمین ہتھیائی ہوئی تھی اس سے دس لاکھ دینار کا غلہ آتا تھا سونے چاندی کے برتن اس کے علاوہ تھے مگر اس کے بیٹے نے صرف پچاس ہزار دینار مانگے اور وہ بھی بطورِ قرض مگر وہ حاتم زادی صاف مکر گئی اور اپنی غربت کو رو رو کر بیان کرنے لگی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صالح بن وصیف کی سرپرستی میں مھتدیٰ باللہ عباسی ملعون کے حکم سے باغی فوجی معتز باللہ ملعون کے گھر میں گھس گئے

اس کی ماں فلیحہ ایک سرنگ کے راستے باہر نکل گئی مگر یہ ملعون ان کے ہاتھ آ گیا انہوں نے اسے پکڑ لیا اور لوہے کے ڈنڈوں سے اس کی خوب چھترول کی اور اس کے بعد اس کی ٹانگ میں رسی ڈال کر محل سے باہر گھسیٹ لائے اور باہر گرمی اور دھوپ میں کھڑا کر دیا دھوپ زیادہ شدید نہ تھی مگر تھکن کی وجہ سے جب وہ پیر بدلتا تو اسے فوجی لاتیں اور گھونسے مارتے اور کہتے تھے کہ خلیفہ جی خلافت سے استعفیٰ دو اس کے بعد وہاں سے لے جا کر ایک بند کمرے میں اسے خوب سزائیں دیں اور اتنا

مارا کہ اس کا سارا بدن لہولہان ہو گیا اس کے بعد اسے چونے کے پانی کے گڑھے میں ڈال دیا اور اس کے بعد اسے بھوکا پیاسہ ایک کمرے میں بند کر دیا یہ واقعہ 27 رجب بمطابق 6 نومبر 869 عیسوی کا ہے اس طرح معتز باللہ ملعون 15 شعبان 255 ہجری تک موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہا جب نیمہ شعبان کی صبح کو آسمان پر منتقمِ آلِ محمد عجل الله فرجه الشريف کی آمد کے اعلان کا طبل بجایا گیا تو جہنم کے بے رحم فرشتوں نے اس ملعون کو عارضی جہنم سے ابدی جہنم رسید کر دیا جب یہ فی النار ہو گیا تو اسے باہر لایا گیا اس وقت مہتدیٰ باللہ ملعون نے اس کا جنازہ پڑھا اور قصرِ الصوامع کی بغل میں سپردِ جہنم کر دیا

یہاں ہم نے اجمال سے کام لیا ہے اور ہمارا مقصد صرف یہ تھا ان ظالمین کے حالات بھی اجمالی طور پر آ جائیں جنہوں نے پاک خاندان توحید ورسالت علیهم الصلوات والسلام پر ظلم ڈھائے اور ان کا انجام بھی سامنے آ جائے تاکہ کوئی عبرت حاصل کر سکے اگر کوئی شخص تفصیل کا خواہش مند ہو تو وہ تاریخ طبری، تاریخ ابن خلدون وغیرہا میں ان کے حالات دیکھ سکتا ہے

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

رفتار نشو ونما

www.khrooj.com

احباب گرامی!

اس سوال پر بھی غور کرنا ضروری ہے کہ کیا ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی نشو ونما عام انسانی بچوں کی طرح ہوئی تھی؟

اس کے بارے میں کتب غیبت میں بہت سے روایات ملتے ہیں کہ ان کی ظاہری نشو ونما غیر عادی طرح کی تھی ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کے بڑھنے کی رفتار اس طرح تھی کہ ایک عام بچہ جتنا ایک ہفتہ میں بڑھتا ہے وہ ایک دن میں اتنے بڑھتے تھے ان کی نشو ونما کے بارے میں ہے کہ ان کا ایک دن ایک ہفتہ کے برابر تھا ایک ہفتہ ایک مہینہ کے برابر اور ایک مہینہ ایک سال کے برابر تھا

جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا سے روایت ہے کہ جب ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد ہوئی تو انہیں روح القدس ملکوت کے ہمراہ آسمانوں پر لے گئے اور وہاں سے وہ کئی دن بعد واپس آئے ہم جب چالیس دن بعد ان کی زیارت کو گئے تو جا کر دیکھا ایک معصوم شہزادہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہماری پاک بہو صلوات اللہ علیہا کے زانو کو اس طرح تھامے ہوئے بیٹھا تھا کہ ان کی ٹھوڑی ان کے زانو پہ ٹِکی ہوئی تھی اور جب ہمیں دیکھا تو دیکھ کر مسکرائے ہم

نے اپنے لختِ جگر جناب ابو محمد العسکریؑ علیہ الصلوات والسلام سے دریافت کیا کہ بیٹا یہ دو سال کے شہزادہ کون ہیں؟

تو جواباً انہوں نے مسکرا کر فرمایا انہیں نہیں پہچانا یہ آپ کی بہو کا لعل عجل اللہ فرجہ الشریف ہے

پھر وہ خوبصورت شہزادہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہمارے قریب آیا اور ہمیں اس طرح سلام کیا السلام عليك يا جدتي

ہم نے سلام کا جواب دیا اور انہیں آغوش میں بٹھا لیا اور بہت پیار کیا اس دوران انہوں نے سوال کیا۔ دادی جان صلوات الله عليك آپ یہ بتائیں ہمارے بابا پاک کا ظہور کہاں ہوا تھا؟

ہم نے عرض کی ان کا ظہورِ اجلال مدینہ میں ہوا تھا

پھر سوال کیا ہماری والدہ پاک صلوات الله عليها کا ظہور کس شہر میں ہوا تھا؟

ہم نے فرمایا بیٹا ان کا ظہور مسعود قسطنطنیہ روم میں ہوا تھا

اس کے بعد سوال کیا اور ہمارا نزولِ اجلال کس جگہ ہوا تھا؟

ہم نے فرمایا بیٹا آپ سامرہ میں تشریف لائے تھے

فرمایا ہم تو حیران ہیں کہ ہم تینوں ایک جگہ اکٹھے کیسے ہو گئے ہیں؟

تو ہم نے پیار کر کے فرمایا بیٹا تم جدا ہی کب تھے؟

25 ماہ رمضان المبارک کا دن

ہم نے آپ کے سامنے نشو ونما کے بارے میں عرض کیا ہے اس کے ضمن میں ایک اور روایت پیش کرنے کی سعادت ضرور حاصل کروں گا کہ شہنشاہ معظم جناب ابو محمد

العسکری علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا روایت فرماتی ہیں جب ہمارے شہنشاہ بیٹے کے ظہور کو پورے چالیس دن گزر گئے تو ہم نے سوچا کہ ہم پھر اپنے نورنظر کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرلیں سو اس غرض سے ہم ان کے خانہ اطہر میں تشریف لے گئے جب ہم ان کے صحن میں پہنچے تو ہم نے دیکھا

☆فاذا مولانا الصاحب یمشی فی الدار فلم ار وجهاً احسن من وجهه......(R_57)

ہم نے دیکھا ہمارے نورنظر صحن میں بڑے مزے سے چل پھر رہے ہیں اور ان جیسا نورانی وحسن ازل کا شہکار چہرہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا پھر ہم نے انہیں اپنے قریب بلایا اور انہیں پیار کیا سینے سے لگایا جب انہوں نے کلام فرمائی تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی ولا لغت افصح من لغة......(R_58)

وہ بڑی فصیح زبان میں کلام فرما رہے تھے جب کہ عام بچوں کی زبان تو ابتداء میں توتلی ہوتی ہے ہم نے حیرت سے دریافت کیا کہ کیا واقعی یہ وہی شہزادہ ہیں جن کی آمد چالیس دن قبل ہوئی ہے

☆فقال ابو محمد علیہ الصلوات والسلام هذا المولود الكريم على الله عزوجل......(R_59)

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے مسکرا کر فرمایا یہی تو وہ مولود کریم ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے کریم قرار دیا ہے یہ دیکھ کر ہم حیران ہوگئے کہ ان کی اتنی جلدی نشو ونما کیسے ہوگئی ہے؟ اس پر شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆یا عمتی اما علمت انا معاشر الائمة ننشونی فی الیوم ما ینشو غیرنا

فی السنة......(R_60)

فرمایا پھوپھی جان صلوات اللہ علیك ہم جتنے بھی امام ہوتے ہیں ہماری نشو ونما ایک دن میں اتنی ہوتی ہے جتنی انسانی بچوں کی ایک سال میں ہوتی ہے

() کچھ دن بعد پھر زیارت کو پھوپھی پاک تشریف لے گئے تو لخت جگر کو موجود نہ پایا تو دریافت کیا کہ ہمارے لخت جگر کہاں ہیں جواب ملا

☆یا عمة استودعناه الذی استودعت ام موسیٰ سلام اللہ علیھا

ہم نے انہیں ان کے سپرد فرمایا ہے جنہیں ام موسیٰ سلام اللہ علیھا نے موسیٰ علیہ السلام سونپے تھے

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

حفاظتی نظام

احباب گرامی!

کیونکہ میں آپ کو ایک طرح سے پاک گھر اطہر کے ظاہری حالات کے بارے میں مالک ذات عجل اللہ فرجہ الشریف کے عطا کردہ شعور کے مطابق مکمل معلومات دینے میں مصروف ہوں اور اس میں ایسی باتیں بھی لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جنہیں کوئی عام آدمی بیان کرنا ضروری نہیں سمجھتا کیونکہ یہی بظاہر معمولی باتیں سرکار عجل اللہ فرجہ الشریف کی ظاہری حیات طیبہ کے کئی اہم پہلوؤں پہ روشنی ڈالتی ہیں ان میں ایک یہ بات بھی ہے کہ آپ کے گھر پاک کا حفاظتی نظام کیا تھا کیونکہ جس گھر میں آل محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین کا کلی سرمایا پروان چڑھ رہا ہو اس کا جو باطنی نظام حفاظت تھا سو تھا مگر ان کی حفاظت کا ایک ظاہری نظام بھی تھا

جب ہم اس نظام کا بغور جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اس کے دو ادوار نظر آتے ہیں یعنی اسے دو حصوں میں تقسیم کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے

پہلا حصہ ربیع الاول 254 ہجری سے ماہِ رمضان 256 ہجری تک کا ہے یعنی معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کی رخصتی سے ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور اجلال سے چھ ماہ بعد تک کا عرصہ یعنی اڑھائی سال کا عرصہ اور دوسرا حصہ اس کے

www.khrooj.com

بعد کا زمانہ ہے

ان اولین اڑھائی برسوں کا جب ہم بغور جائزہ لیتے ہیں تو اس دورانیے کا گھرا طہر کا نظامِ حفاظت اور معاملات اور دستور بہت عجیب لگتا ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ یہ گھر پاک ایک وسیع قصرِ امامت تھا اور افرادِ خانہ کی Privacy کو قائم رکھنے کے لئے اسے چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا اس طرح سارا پاک خاندان علیحدہ علیحدہ رہنے کے باوجود ایک ہی گھر کے مختلف گوشوں میں رہتا تھا

اور جو حصہ معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کے حصہ میں آیا تھا اس محل سرا کا حفاظتی نظام انتہائی سخت تھا ایک غیر محسوس مگر سخت سیکورٹی سسٹم تھا ان کے حریمِ ذات میں بغیر اجازت داخل ہونے کا اختیار افرادِ خانہ میں سے بھی کسی کو نہ تھا

دو تین مخصوص پاک کنیزیں تھیں جو ان کے ساتھ اس محل سرا میں رہتی تھیں اور اس محل سرا کے پردے ہمیشہ گرے رہتے تھے اور وہ کبھی اٹھائے نہیں جاتے تھے جو شرعاً اس امر کی دلیل ہے کہ اندر آنا منع ہے

عرب روایات اور قانونِ شریعت میں پردوں کا گرا رہنا اس بات کی علامت مانا جاتا تھا کہ اندر آنا منع ہے واپس چلے جاؤ وہاں کا نظام ایسا تھا کہ کوئی محرم بھی اندر نہیں آ سکتا تھا اس قانون کے تحت معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کے محل سرا میں اگر کوئی گھر کا بزرگ بھی آنا چاہتا تھا تو پہلے اجازت طلب کرنا ضروری تھا جب انہیں اجازت ملتی تب وہ اس محل سرا میں تشریف لاتے تھے اور اس حرم حریمِ توحید کے تحفظ اور آداب کی مکمل پابندی کی جاتی تھی

اس کی اہمیت کو اس واقعہ سے سمجھیں کہ اس دور میں خاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات

میں بزرگ ترین شخصیت جناب محمدؑ ابن اسماعیل بن امام موسیٰ کاظم صلوات اللہ علیہم اجمعین تھے جو رشتے کے لحاظ سے امام حسن العسکری علیہ الصلوات والسلام کے دادا بنتے تھے جب سامرہ میں ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ظہور پرنور ہوا امام علیہ اصلوات و السلام نے ان کے عقیقے کے دنبے ان کی خدمت میں روانہ فرمائے اور نویدِ مسرت بھیجی اس وقت جناب محمدؑ ابن اسماعیل علیہ الصلوات والسلام مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی میں درسِ حدیث دیا کرتے تھے اور پورے عرب کے معتبرین ان کا درس سننے حاضر ہوا کرتے تھے جب انہیں اپنے پاک خاندان کے منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد کی نوید پہنچی تو اولاد پاک کو بلا کر فرمایا ہماری ضعیفی ہے اور پتہ نہیں کب محبوبِ حقیقی کی طرف سے بلاوا آجائے ہم یہ چاہتے ہیں کہ دنیا سے جانے سے پہلے اپنے پاک خاندان کے منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کر کے اپنی آنکھیں تو ٹھنڈی کر لیں آپ ہمیں سامرہ لے چلیں اب ہم اس خبر کے سننے کے بعد مدینہ منورہ میں ایک پل بھی نہیں رہ سکتے

اس ضعیفی اور کمزوری کے باوجود انہوں نے طویل ترین سفر کیا اور سامرہ مقدس پہنچے اس زیارت کے اشتیاق میں ضعیفی اور نحیفی حائل نہ ہوسکی سامرہ میں کئی دن قیام فرمایا اس قیام کے دوران روزانہ اپنی پاک بہو صلوات اللہ علیہا سے پہلے اجازت طلب فرماتے اور پھر ان کے گھر اطہر میں جا کر اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کرتے......(R_61)

اس واقعہ سے آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ جب گھر کے بزرگ افراد اس حد تک گھر کے قانون کا لحاظ رکھیں تو باقی افراد کے بارے میں خود سوچا جا سکتا ہے

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس حفاظتی نظام کی ضرورت کیا تھی ؟
اس کا جواب وہی ہے کہ جو پاک خاندان علیھم الصلوات والسلام کے جملہ افراد نے دیا ہے یعنی بنی عباس کی دشمنی کی وجہ تھی کیونکہ فراعنہ بغداد بھی فرعونِ مصر رعمیسس کی طرح اطفاءِ نورِ الٰہی کے در پئے تھے اس کے ثبوت میں جملہ کتبِ غیبت میں ایسے بیسیوں روایات مرقوم ہیں کہ جو ان کی دشمنی اور عزائم کا منہ بولتا ثبوت ہیں
یہاں بھی فرعونِ مصر کی طرح مانع ظہورِ نورِ الٰہی ہونے کی کوششیں اسی طرح نظر آتی ہیں یہاں بھی قابلہ (دائیاں) مقرر کی گئی تھیں جو بنی ہاشم علیھم الصلوات والسلام کے جملہ مستورات کی جاسوسی کیا کرتی تھیں جیسا کہ روایات سے ثابت ہے
انـه عجل الله فرجه يوما من الايام فی حجر والدته فی صحن الدار اذا حسن علیہ اصلوات و السلام بـالـقـوابـل فاضطربت اضطابا شديداً ولم تجد فـرصـتـه حتىٰ تـخـفـى ذالك الـنـور فهتف هـاتـف بها ان القاحجته الله القهارفى البر التى فى صحن الدار فالقته فى البر ...... الخ ......(R_62)
لکھتے ہیں کہ یہ بات اس زمانہ کی ہے کہ جب امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اپنی والدہ پاک صلوات اللہ علیھا کی آغوش کی زینت تھے اور اس وقت معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیھا گھر اطہر کے صحن میں تشریف فرما تھیں کہ انہیں احساس ہوا کہ وہ جاسوس عورتیں جو جاسوسی کے لئے آیا کرتی تھیں اچانک گھر اطہر میں داخل ہو چکی ہیں تو وہ بہت پریشان ہوئیں کہ اب کیا کیا جائے کہ اب نورِ الٰہی کو چھپانے کا وقت بھی نہیں ہے تو انہوں نے ہاتفِ غیب کی آواز سنی آپ نہ گھبرائیں اپنے لختِ جگرؑ کو اس کنویں کے

سپرد کر دیں جو آپ کے گھر کے صحن میں ہے تو انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور لختِ جگر کو کنویں کے سپرد کر دیا حالانکہ اس وقت انہیں قماط باندھے ہوئے تھے جب وہ عورتیں اندر آئیں تو انہوں نے ایک بچے کی آواز بھی سن لی تھی انہوں نے ہر طرف بہت تلاش کیا مگر انہیں نہ پایا جب وہ عورتیں چلی گئیں تو معظّمہ دوراں صلوات الله علیها جلدی جلدی کنویں کے پاس تشریف لے آئیں تاکہ دیکھیں کہ ان کے لختِ جگر عجل الله فرجه الشريف کا کیا حال ہے جب انہوں نے آکر دیکھا تو کنویں کا پانی گھر کے صحن کے برابر آ چکا تھا اور وہ ایک قالین کی طرح مسطح تھا اور امامِ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے قماط (بچوں کو باندھے جانے والے تسمے) بھی گیلے نہیں ہوئے تھے......(R_63)

دوسری روایت میں ہے کہ

☆فهتف هاتفان يا صلوات الله عليها القيه الى البئر اربعين يوماً فمتى اردت ان تستر ضيعه فوصله اليك فكانت كلما ارادت ارضا عدتالى الى شفير البئر فيفور الماء......(R_64)

ہاتف نے دوسری مرتبہ ندا دی کہ انہیں مسلسل چالیس دن تک اسی کنویں کی زینت رکھیں پھر آپ جب بھی انہیں دودھ پلانے کا ارادہ فرمائیں تو کنویں کے پاس تشریف لائیں پھر ایسا ہی ہوا جب تشریف لاتیں تو کنویں کا پانی منڈیر پر آ جاتا اور شہزادہ پاک اس پر تشریف فرما ہوتے پھر دودھ پلانے کے بعد واپس تشریف لے جاتی تھیں

ان روایت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ظالمین کے عزائم کیا تھے خصوصاً جناب ابو محمد العسکریؑ صلوات الله عليه کے بارے میں تو احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بتا رہا تھا

www.khrooj.com

کہ پاک خاندان کے منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف انہیں کے لختِ جگر ہوں گے اس وجہ سے جناب ابو محمد العسکری صلوات اللہ علیہ کو جوانی کے زیادہ ایام زندانِ بغداد و سر من میں گزارنا پڑے چار مرتبہ انہیں اسیر بنایا گیا اور جو وقت آزادی کا ہوتا تھا اس میں بھی مسلسل نگرانی رہتی تھی اور دشمن ہمہ وقت اس بات میں کوشاں رہتا تھا کہ ان کی اولاد نہ ہونے پائے اسی وجہ سے ان کے عقد میں خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کے افراد کے علاوہ کسی کو شامل نہ کیا گیا تھا

امامِ زمانہ کے بارے میں احادیث کا ایک سلسلہ کتبِ غیبت میں ہے کہ ان میں سات یا بارہ انبیاء علیہم السلام کے سنن ہوں گے ان میں سے انہیں جناب موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ بھی دی گئی ہے اور اس میں اخفائے ولادت میں بھی تشبیہ دی گئی ہے اخفائے ولادت کے دو حصے تھے ایک تو اہتمامِ عقد و شادی خانہ آبادی کا اخفاء تھا کہ اس میں غیروں کو کانوں کان خبر بھی نہ ہونے دی گئی اور اس اخفاء کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ پاک گھر کی جتنی پاک کنیزیں تھیں ان کے نام معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کو بطور القاب دے دیئے گئے تھے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج تک محققین شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے نام پاک میں اور کنیزوں کے نام میں فرق نہیں کر پا رہے ہیں جیسا کہ شہنشاہِ معظم امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام نے جناب سیدۃ النساءِ العالمین صلوات اللہ علیہا کی مختلف مقامات پر بارہ مزارات بنوائے تھے تاکہ ان میں حقیقی مزار کی تشخیص نہ ہو سکے اس طرح کنیزوں کے زمرہ میں اصل والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کو چھپا دیا گیا تھا کہ ان کی تشخیص بھی نہ ہو سکے اس لئے جب ہم ان کے اسماء والقاب کے روایات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ان کنیزوں کے نام بھی

اسمائے مقدسہ میں نظر آتے ہیں مثلاً

جناب بی بی نسیم سلام اللہ علیھا

جناب بی بی ماریہ سلام اللہ علیھا

جناب بی بی صیقل سلام اللہ علیھا

جناب بی بی خمط سلام اللہ علیھا

جناب بی بی ریحانہ سلام اللہ علیھا

جناب بی بی مریم بنت جناب زید العلوی سلام اللہ علیھا

بات یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ ان کی جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیھا کا ایک لقب جناب سوسن صلوات اللہ علیھا بھی ہے تو امام القائمؑ صلوات اللہ علیھا کے اسمائے مبارکہ میں یہ نام پاک بھی شامل ہے

شہنشاہ ابو محمدؑ علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھی پاک جناب (ح ک ی م ہ) خاتون صلوات اللہ علیھا کا نام پاک بھی ان کے اسمائے مبارکہ میں شامل ہے

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ یہ پاک خواتین بھی ماں کا درجہ رکھتی تھیں مگر حقیقی والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیھا کے اسمائے مبارکہ میں ان کے نام پاک اخفائے راز کے نقطہء نظر سے شامل فرمائے گئے تھے تاکہ آنے والے مشکل دور میں اصل والدہ پاک صلوات اللہ علیھا کی تشخیص نہ ہوسکے

پھر اخفاء کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ نونہال کی اس طرح تربیت کی جائے کہ ہر پاک کنیز اپنے مقام پہ عین ماں نظر آئے اس کا یہ عالم تھا کہ در کے غلاموں کو بھی یہ فرق معلوم نہ تھا کہ اصل مالکہ یا والدہ پاک صلوات اللہ علیھا کون ہیں؟

اخفائے ظہور

امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہورِ اجلال کو تو کئی طریقوں سے مخفی رکھا گیا مثلاً اس وقت اکثر ایران شیعہ تھا عراق شام عرب تا فلسطین شیعوں کی کمی نہ تھی اس وقت ان کی تعداد ہزاروں میں نہیں لاکھوں میں تھی لیکن جب ہم ان افراد کی تعداد دیکھتے ہیں کہ جنہوں نے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کی تھی تو ان کی تعداد دو سو سے زیادہ نہیں ہے

جن لوگوں کو ان کے ظہورِ اجلال کی صرف خبر دی گئی تھی ان کی تعداد پانچ سو سے زیادہ نہیں ہے اور ان پانچ سو خوش نصیبوں کو بھی سختی سے منع کیا گیا تھا کہ کسی کے سامنے ذکر نہ کریں ان میں سے بعض ایسے لوگ بھی تھے کہ جنہیں یہ خوش خبری سنائی بھی گئی اور پھر انہی سے راز کو چھپا دیا گیا مثلاً روایت ابراہیم بن ادریس ہی کو دیکھ لیں کہ ان کے پاس ظہورِ پرنور کی خبر بھی بھیجی گئی اور عقیقہ کے لئے دنبہ بھی بھیجا گیا پھر جب وہ حاضرِ بارگاہ ہوئے اور عرض کی کہ ہمیں اپنے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت تو کروائیں تو جناب ابو محمد العسکریؑ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں یعنی ایک ذو معنی فقرہ فرما دیا کہ وہ اس دنیا میں نہیں اور شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کے واقعاتِ ولادت میں لکھا ہے کہ ہر چالیس دن بعد آپ کو ملکوتِ سماوی آسمان پر لے جاتے تھے یعنی معراج پہ تشریف لے جاتے تھے اور راوی سے بھی یہی فرمایا ہے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں اس نے دوسرا مطلب لیا اس کے بعد اس کے پاس پھر ایک عقیقے کا دنبہ بھیجا گیا تو یہ پھر آیا اور مبارک پیش کی تو امام علیہ الصلوات والسلام خاموش رہے اور کچھ بھی نہ فرمایا

جن لوگوں کو عقیقے کے دنبے بھیجے گئے تھے ان کی تعداد بے شک ہزاروں میں تھی مگر انہیں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ کس مد میں ہمیں ملے ہیں ہاں جن لوگوں کو آپ نے فرمایا تھا کہ دنبے لے کر تقسیم کرنا ہیں انہیں معلوم تھا کیونکہ ایک طرف یہ بھی ثابت کرنا تھا کہ شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی آمد ہو چکی ہے دوسری طرف اسے اتنا عام بھی نہیں کرنا تھا کہ دشمن درپئے آزار ہو جائے اس لئے درمیانہ راستہ اختیار فرمایا گیا

...... ☆ ......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لا ھو الا ھو الحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ما ھو الا ھو الحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

معمولاتِ پرورش

احباب گرامی!

جیسا کہ آپ کو پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ گھر اطہر کے کمروں کی شرقاً غرباً ایک قطار تھی ان کا رخ جنوب کی طرف تھا اور یہ کمروں کی قطار قدرے شمال مغرب سے قدرے جنوب مشرق کی سمت تھی ان کمروں کی ترتیب اس طرح تھی کہ مشرقی کمرہ نشست گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا اور اس سے ملحق ایک کمرہ تھا جو جنوبی طرف تھا وہ غلاموں کے لئے مخصوص تھا نشست گاہ کے ملحق مغربی طرف ایک کمرہ تھا جو ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے منسوب تھا جن خوش نصیبوں کو ہمارے وارث پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا اکثر اشخاص کو اس کمرہ میں یہ شرف حاصل ہوا تھا کیونکہ جناب ابو محمدؑ الثالث علیہ الصلوات والسلام اپنے لخت جگر کی زیارت اسی ڈرائینگ روم میں کرواتے تھے اور جن زائرین کو خود اپنی ملاقات کا شرف عطا فرماتے تھے تو اسی کمرہ میں بلا لیا کرتے تھے اس نشست گاہ سے ملحق کمرہ ان کے لخت جگر سے منسوب تھا گویا وہ ان کی آرام گاہ یا بیڈ روم تھا ان دونوں کمروں کے درمیان ایک دروازہ تھا جس پہ پردہ آویزاں رہتا تھا اور شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام اپنی مسند اس دروازے کے قریب لگواتے تھے تا کہ ہمہ وقت اپنے لختِ جگر

عجل الله فرجه الشريف سے باخبر رہیں

یہ بھی معمول تھا کہ زیادہ تر زائرین کو اس طرح شرفِ ملاقات عطا فرماتے تھے کہ خود اپنے لختِ جگرعجل الله فرجه الشريف کے کمرے ہی میں تشریف فرما رہتے اور دروازے پر پردہ آویزاں رہتا اور خود اپنے لعل عجل الله فرجه الشريف کو گود میں لے کر مومنین سے پسِ پردہ کلام فرماتے تھے

اس کے دو وجوہات تھے ایک تو لوگوں کو آنے والے وقت کے لئے تیار کرنا تھا تاکہ لوگ غیبت سے مانوس ہو جائیں ساتھ ہی یہ وجہ بھی تھی کہ زیادہ سے زیادہ وقت وہ جناب اپنے لعل عجل الله فرجه الشريف کو دینا چاہتے تھے اور ان سے جدا نہ ہونا چاہتے تھے اور آپ جب لوگوں میں احکام نافذ فرما رہے ہوتے تھے تو پاک شہزادہؑ ان کے پہلو میں سو رہے ہوتے تھے بعض اوقات یہ بھی ہوتا کہ آپ مومنین کو زیارت کرانا چاہتے تو پردہ سے باہر تشریف لاتے اور اس پردہ کے سامنے مسند آرا ہوتے اور آپ مصروفِ تبلیغ ہوتے اور اندر سے شہزادہ پاک عجل الله فرجه الشريف کی آواز آتی

''باباجانؑ''

آپ یہ آواز سنتے ہی اپنی گفتگو کو وہیں منقطع فرما کر فوراً اندر تشریف لے جاتے اور چند منٹ لختِ جگرعجل الله فرجه الشريف کے ساتھ رہتے انہیں بہلاتے اور پیار کرتے پھر انہیں کسی پاک کنیز کے سپرد فرماتے پھر باہر تشریف لاتے اس کے بعد سلسلۂ کلام کو دوبارہ وہیں سے شروع فرماتے جہاں منقطع فرمایا تھا

شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کے مخصوص کمرے میں دو کنیزوں کے علاوہ کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی اگر کوئی انتہائی ضروری کام ہوتا تو مرکزی اہم غلاموں میں

سے کسی کو اجازت دے دی جاتی تھی

اس دستور العمل کی وضاحت کامل بن ادریس مدنی کی روایت سے ہوتی ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے امامِ وقت ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا اور وجہ یہ تھی کہ میں مفوضہ کے دین کی طرف مائل تھا اور جب میں ان کی نشست گاہ میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ شہنشاہ معظم ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے سفید رنگ کا ایک قیمتی لباس زیب تن فرما رکھا ہے میں نے دل میں سوچا کہ یہ ہمیں تو سادگی کا حکم فرماتے ہیں اور خود اعلیٰ لباس پسند فرماتے ہیں

جونہی یہ خیال آیا تو شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا او کامل ذرا ادھر دیکھ جب میں نے دیکھا تو آپ نے اس قیمتی لباس کے نیچے مجھے ایک اور لباس دکھایا جو انتہائی کھردرا سیاہ رنگ کا تھا میں نشست گاہ میں بیٹھ گیا اور میں اس پردہ کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا جو درمیانہ دروازہ پر آراستہ تھا

فجأت الريح فكشف الستر فاذا صبی كانه القمر

اچانک ہوا کا ایک جھونکا آیا اور اس نے دروازہ کے پردہ کو ہٹا دیا تو میں نے دیکھا اس سامنے والے کمرہ میں ایک شہزادۂ حسن و جمال تشریف فرما ہیں ایسا لگتا تھا کہ وہ شہزادہ نہیں چاند کا ایک ٹکڑہ کمرے کو جگمگا رہا تھا وہ میری طرف دیکھ کر مسکرائے تو میں ان کے سمندرِ حسن میں غرق ہو گیا اور ان کے حسنِ الٰہی میں جذب ہو کر رہ گیا اور مجھے ہوش بھی نہ رہا۔

مجھے اس وقت ہوش آیا جب وہ شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے بابا پاک علیہ

الصلوات والسلام کی آغوش کو زینت بخش چکے تھے اس وقت میں نے عرض کی آقا مفوضہ کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کو رزق دینے اور خلق کرنے کے اختیارات دیئے ہیں اور اب اللہ یہ کام کرنا چاہے بھی تو آپ سے کرواتا ہے کیا یہ درست ہے ؟ اس پر اس شہزادہ پاک نے فرمایا ہم اللہ جل جلالہ کی مشیت سے وابستہ ہیں جب وہ چاہتا ہے تو ہم چاہتے ہیں اس لئے وہ چاہتا ہے تو ہم خلق فرماتے ہیں وہ چاہتا ہے تو رزق دیتے ہیں اس کے بعد آیت تلاوت فرمائی ماتشائون الا ان یشاء اللہ ......(R_65)

وہ شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے کمرے میں تشریف لے گئے اور میں مبہوت ہوکر بیٹھا رہا اور مجھے کچھ بھی ہوش نہ تھا کہ وہ کب تشریف لے گئے ہیں اس وقت جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے مجھے ہوش دلایا اور مجھے اس وقت پتہ چلا جب انہوں نے مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا

یا کامل آتیک بحاجتك هذه الحجة الله عجل اللہ فرجہ الشریف من بعدی......(R_66)

فرمایا اے کامل بن ادریس اب تو تمہاری مراد پوری ہوگئی ہے تم اب تو خوش ہو؟ دیکھ لو یہی ہمارے بعد تمہارے مالک و مولا عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں یہی حجت اللہ فی العالمین ہیں

( )اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ جب عام مومنین تک شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد کی خبر پہنچی تو یقین نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ اسے جناب عثمان بن سعید العمری الاسدی سلام اللہ علیہ کی خود ساختہ بات سمجھ رہے تھے اور آئے دن شیعوں کے

www.khrooj.com

وفود آنے اور انہیں پریشان کرنے لگے کہ جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی اولاد ہے ہی نہیں تم لوگوں نے افواہ پھیلائی ہوئی ہے اگر ہے تو ہمیں تم ان سے ملواتے کیوں نہیں؟ اس پر وہ ان سارے شیعوں میں سے چالیس کو اپنے ساتھ امام علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں لائے

اس وقت انہیں اس نشست گاہ میں یاد فرمایا گیا جب وہ چالیس آدمی حاضر ہو گئے تو اس وقت جناب عثمان بن سعید سلام اللہ علیہ نے عرض کی

یابن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان اسالك عن امر انت اعلم به منی ......فقام مغضبا لیخرج

اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا ایک عریضہ ہے کہ جس کے متعلق آپ ہم سے بھی زیادہ واقف ہیں جب وہ یہاں تک پہنچے تو جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام انتہائی عالم جلال میں مسند سے اٹھے تا کہ انہیں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کروائیں اور انہیں اس کمرے میں لائیں اور اسی عالم جلال میں اپنے لخت جگر کو اس کمرے میں اٹھا کر لے آئے اور فرمایا پوچھنے آئے ہو کہ ہمارے بعد حجت کون ہے؟ یہ دیکھو بس ہم نے دیکھا

فاذا غلام کانه قطع قمر اشبه الناس بابی محمد علیه الصلوات والسلام

شہنشاہ معظم ایک شہزادے کو لے کر آئے جو حسن و جمال میں چاند کا ٹکڑا لگ رہے تھے اور وہ اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے ہمشکل تھے جب انہیں ہمارے سامنے لائے تو فرمایا

فقال هذه امامكم من بعدی و خلیفتی علیكم اطیعوه ولا تتفرقوا من

بعدی فتهلکوا فی ادیانکم الا انه لا یرونه من یومکم هذا

یہ ہمارے بعد تمہارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں یہ ہمارے بعد خلیفۃ اللہ فی العالمین ہیں تمہیں ان کی اطاعت کرنا واجب ہے دیکھو تم ہمارے بعد تفرقے میں نہ پڑ جانا اور مختلف دینوں کے چکروں میں نہ پڑنا یاد رکھو آج کے بعد تم ان کی کبھی زیارت نہ کرسکو گے......(R_67)

اس دور میں ایسا بھی ہوتا تھا کہ جب مومنین رخصت ہو جاتے تو شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو اپنے ساتھ نشست گاہ میں لے آتے اور وہیں قالین پر بیٹھ کر اپنے اہم امور اور توقیعات کی تکمیل بھی فرماتے رہتے اور اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کا دل بھی بہلاتے رہتے تھے واقعہ سعد بن عبداللہ قمی میں اس کی ایک جھلک نظر آتی ہے میں یہاں اسے اجمالاً نقل کرتا ہوں

سعد بن عبداللہ قمی روایت کرتے ہیں کہ میرا نواصب کی ایک جماعت سے مناظرہ ہو گیا انہوں نے ایک ایسا سوال کیا کہ میں لا جواب ہو گیا اس عاجزی پر میں بہت شرمندہ بھی تھا اور غصہ میں بھی تھا میں اس حال میں جناب احمدؒ بن اسحاق الاشعری القمی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی کیفیت بیان کی تو انہوں نے مشورہ دیا کہ ہم عنقریب سامرہ شریف جانے والے ہیں تم ہمارے ساتھ چلو اور یہی سوال اپنے امامِ وقت جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام سے کر کے جواب لو

میں ان کے ساتھ سامرہ پہنچا اور ہم درِ دولت پر حاضر ہوئے ہمیں مہمان خانے میں بٹھا دیا گیا اور جناب احمدؒ بن اسحاق نے اذنِ باریابی طلب کیا ہمیں کچھ وقت کے بعد اجازت مل گئی جناب احمدؒ بن اسحاق کے ساتھ ایک طبری چادر تھی اس میں انہوں

نے چمڑے کا ایک بڑا سا تھیلا باندھا ہوا تھا اور اس میں ایک سو ساٹھ تھیلیاں تھیں جو اہلِ قم نے بھجوائی تھیں اور ان میں سے ہر تھیلی پر اس کے بھیجنے والے کی مہر (سیل) لگی ہوئی تھی اور ان پر بھیجنے والوں کے نام بھی لکھے ہوئے تھے اور تھیلیوں میں درہم و دنانیر تھے

جب ہمیں اذنِ باریابی حاصل ہوا تو جناب احمدؒ بن اسحاق نے وہ بڑا تھیلا اٹھایا اور نشست گاہ کی طرف چل پڑے جب ہم اس کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھا قالین پر مالکِ ہیبتِ الٰہیہ صلوات اللہ علیہ تشریف فرما ہیں

میں ان کی زیارت سے پہلی مرتبہ مشرف ہو رہا تھا میں ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر مبہوت رہ گیا میں نے ان کے رخِ انور کے بارے میں بہت سے استعارے اور تمثیلیں سوچیں مگر انہی گھسی پٹی مثالوں کے سوا کچھ نہ سوچھا کہ بس یہ ایک چودھویں کے چاند ہی ہیں

و علیٰ فخذ الا یمن یناسب المشتری فی الخق و المنظر و علیٰ راسہٖ فرق بین فریقین کانہ الف بین واؤین و بین یدی مولانا رمانتہ ذھبیة......(R_68)

ان کے داہنے زانو پر میں نے ایک شہزادے عجل اللہ فرجہ الشریف کو دیکھا ان کی آپس میں ایسی مناسبت تھی جیسے چاند کے ساتھ مشتری ستارہ دمک رہا ہو

ان کے سر اطہر کی جو زلفیں تھیں ان کی مانگ نکلی ہوئی تھی اور اس مانگ کو دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ جیسے دو حروف واو کے درمیان الف سجا ہوا ہو

اس شہزادےؑ کے آگے ایک سونے کا انار نما کھلونا تھا جس پر انتہائی قیمتی جواہرات

جڑے ہوئے تھے وہ اس انار سے کھیل رہے تھے یہ انار بصرہ کے ایک خوش نصیب رئیس نے ان کی آمد کی خوش خبری پا کر بھیجا تھا کہ یہ ہمارے چھوٹے شہنشاہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے لئے ہے اور میں نے اپنے امام وقت جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کو دیکھا

بیدہ قلم اذا اراد ان یسطر بہٖ علی البیاض قبض الصبی علیٰ اصابعہ فکان مولانا ید حرج الرمانۃ بین یدیہ و یشغلہ بردھا......(R_69)

ان کے یدقدرت میں قلم ہے اور سامنے ایک کاغذ پھیلا ہوا ہے آپؑ جب کچھ لکھنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو وہ شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف ان کی انگلیوں کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں اور کچھ لکھنے نہیں دیتے

امام علیہ الصلوات والسلام اس زریں انار کو ان کے سامنے لڑھکا دیتے ہیں تو وہ پاک شہزادہ عجل اللہ فرجہ الشریف اس انار کو واپس لانے میں مشغول ہو جاتے ہیں تو پھر آپ کاغذ پر کچھ تحریر فرماتے ہیں

اس کے بعد جناب احمدؒ بن اسحاق نے وہ تھیلا سامنے رکھا تو جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے اپنے پاک شہزادے عجل اللہ فرجہ الشریف سے فرمایا آؤ بیٹا اپنا مال خود وصول فرمائیں

معصوم شہزادہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے عرض کی بابا جان کیا میں اپنے پاک ہاتھ مالِ حرام سے مس کرسکتا ہوں؟ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بیٹا اس میں سے جو حلال وطیب ہے اسے حرام سے خود جدا فرمائیں

اس پر پاک شہزادہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے آگاہ فرمایا اس کے بعد نواصب کے

سوالات کے جواب عطا فرمائے......(R_70)

میں نے اس واقعہ کی تفصیل نہیں لکھی کیونکہ یہ مشہورِ عام واقعہ ہے ہاں اس میں جو نکات ہیں انہیں ضرور پیش کرنا چاہوں گا

اصل حقیقت تک پہنچنے کے لئے ہمیں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ یہ ایک عام بچہ نہیں بلکہ وہ ذات ہے جس نے اپنے علمِ لدنی کی وجہ سے بتائے بغیر قم میں ہونے والی غیر شرعی تجارت کی خبر دی پھر مالِ حلال وحرام کو جدا فرمایا ہے

علم کا یہ عالم ہے کہ جن سوالات کو سن کر آج بھی بڑے بڑے مناظرین کا سر چکرا جاتا ہے ان کے جوابات عطا فرمائے

یہ بھی دیکھنا ہے کہ قلم بھی کسی عام ہاتھ میں نہیں بلکہ یدِ قدرت میں ہے جو علیٰ کل شئی قدیر ہے جیسا کہ روایتِ جناب ابو ہاشم جعفری میں ہے کہ امام علیہ الصلوات والسلام کا یہ معمول تھا کہ اکثر لکھتے لکھتے قلم کو کاغذ پر چھوڑ کر تشریف لے جاتے تو قلم کاغذ پر خود بخود تحریر کرتا رہتا تھا ایک یہ عالم ہے کہ بغیر ہاتھ کے بھی قلم چل رہا ہے اور یہاں یہ عالم ہے کہ دستِ قدرت کے تصرف اور قبضہ میں رہ کر بھی قلم چلنے کی جرات و طاقت نہیں رکھتا کیونکہ یہ ننھا منا ہاتھ عام ہاتھ نہیں بلکہ اللہ کے بالتصرف ہاتھ کو روکنے کی صلاحیت رکھتا ہے کیونکہ ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام اس وقت کے امام زمانہ تھے گویا عالمین کے Immediate God تھے اور پورا نظامِ کائنات ان کے دستِ قدرت کے تصرف اور استعمال میں تھا اور اس قلم کو روکنا نظامِ قضا و قدر کو روکنے اور بدلنے کے برابر تھا اور نظامِ قضا وقدر کو بدلنا بچوں کا کھیل نہیں ہے وہ ننھا منا ہاتھ جو اللہ کے بالتصرف ہاتھ کو روک رہا تھا گویا وہ اپنی قدرت کا مظاہرہ

کر کے بتا رہا تھا کہ امامِ وقت Immediate God ہوتا ہے صاحبِ قدر و قضا ہوتا ہے اگر چہ وہ ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام ہی کیوں نہ ہوں اگر ہم چاہیں تو ان کے نظامِ اختیار میں بھی تصرف کر سکتے ہیں ان کے احکام کے نفاذ کو اور ان کے قلمِ قدرت کو روک سکتے ہیں

اسی واقعہ سے ان کے اختیارات اور قدرت کا پتہ بھی چلتا ہے کہ جو بچپن میں یہ قدرت رکھتے ہیں کہ نظامِ قدرت میں مداخلت کر لیں وہ اپنے عروجِ اقتدار میں کتنے بڑے صاحبِ اختیار ہوں گے؟

اس روایت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شہنشاہِ وقتؑ انہیں نشست گاہ میں لا کر اپنے ساتھ مملکتِ الٰہیہ کے امور میں شریک فرماتے تھے اور انہیں بہلانے کے لئے لوحِ محفوظ کی عبارتوں سے کھیلوایا کرتے تھے

اتنا تو سوادِ اعظم کے محترم علماء نے بھی لکھا ہے کہ امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں حدیث ہے کہ وہ زمانۂ رضاعت میں لوحِ محفوظ کا مطالعہ فرمایا کرتے تھے اور لوحِ محفوظ کی عبارتوں سے کھیلتے تھے بالکل اسی طرح یہاں مظاہرہ فرمایا جا رہا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ یہ باتیں مخلوق کے لئے ناممکن ہیں مگر اس گھر کے بچوں کا کھیل ہیں

آمدم برسرِ مطلب

یہ امام علیہ الصلوات والسلام کا معمول تھا کہ اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو اپنے ساتھ نشست گاہ میں بھی لاتے تھے اور بعض اوقات مومنین کے سوالات کے جواب کے لئے شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کو مومنین کے سامنے اٹھا کر لے آتے تھے

www.khrooj.com

اس سے ایک تو یہ ہوتا تھا کہ مومنین کو علم ہو جاتا تھا کہ ہمارے مالک کے بعد ہمارے مالک و وارث کون ہیں اور اس میں یہ مصلحت بھی تھی کہ کل کوئی ان کے بچپن کا عذر بنا کر ان کی ولایت و امامت و قدرت سے انکار نہ کر سکے ہر کسی کو معلوم ہو کہ امامِ وقت علیہ الصلوات والسلام اپنے دورِ امامت میں انہی سے مسائل حل کرواتے تھے ان پر زمان و مکان و عمرو سن کا کوئی اثر نہیں ہوتا یہ روح کی طرح اپنے نقطہ کمال پہ ظہور فرماتے ہیں مخلوق کی طرح بتدریج نشو ونما نہیں پاتے یہ ماتحتِ عصر و زمان نہیں ہیں بلکہ صاحب العصر والزمان ہیں ان کے لئے حال و مستقبل ماضیٔ کامل کی حیثیت رکھتا ہے

اس دور میں یہ بھی ہوتا تھا کہ بعض اوقات امام علیہ الصلوات والسلام اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو مومنین کے سامنے تعارف کے لئے لے آتے اور سلسلہ کلام شروع فرما دیتے اور شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف پہلوئے اقدس میں آرام فرما جاتے تو امام علیہ الصلوات والسلام انہیں جگانے کی بجائے خود وہیں ان کے پہلو میں سو جاتے یعنی ان باتوں میں اس محبت کا اظہار تھا کہ جو انہیں اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف سے تھی وہ انہیں تعویذِ دل کی طرح اپنی ذات سے جدا نہ فرمانا چاہتے تھے

ان کے معمولات میں سے ایک یہ بھی معمول تھا کہ والدین میں سے ایک ذات ہمیشہ بیدار رہتی تھی اس کی تقسیمِ اوقات کی جا چکی تھی یعنی بابا پاک صلوات اللہ علیہ یا والدہ پاک صلوات اللہ علیہا میں سے کوئی نہ کوئی پاک لعل کی حفاظت کے لئے یا محبت میں بیدار ہی رہتے تھے

معظمّہٗ دوراں صلوات اللہ علیہا اکثر لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی خواب گاہ کو بدلتی

رہتی تھیں کبھی کسی کمرہ میں سلا دیا کبھی کسی کمرہ میں یہ بات دشمنوں سے حفاظت کے پیشِ نظر تھی اور اس کا درس بھی اسی گھر کے بزرگ عالی قدر جناب ابو طالب علیہ الصلوات والسلام نے دیا تھا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے چاروں طرف دشمن تھے اور بظاہر بچپن کا زمانہ تھا تو جناب ایک کمرے میں اپنے لختِ دل صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو نہ سلاتے تھے رات کو اپنے بیٹوں کے ساتھ بستر بدل لیتے تھے کہ اگر کوئی دشمن حملہ کرے تو ہمارا خون قربان ہو بعینہٖ اسی طرح حفظِ ماتقدم کے پیشِ نظر پورا گھرا طہر اس نظام پر عمل پیرا رہتا تھا

یہ بھی حقیقت ہے کہ کائنات کی کوئی بھی طاقت ان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی تھی مگر تقاضائے محبت بھی تو کوئی چیز ہے

یہ سب جناب ابو طالب علیہ الصلوات والسلام کی ایک سنتِ حسنہ تھی ورنہ وہ بھی جانتے تھے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ زمانہ دشمن ہے اور محبت و شفقت کے تحت سرکار کی محافظت سے کبھی غافل نہ رہتے تھے

یہ باتیں جب ہم تاریخ میں پڑھتے ہیں تو ایک خیال یہ بھی آتا ہے کہ جب ان کی حفاظت کا ذمہ خود خالقِ کونین نے لے رکھا تھا تو پھر اس طرح کے امور کیوں بجا لائے جاتے تھے؟

اس کا یہی ایک جواب ہے کہ اپنے ہر فعل سے انہوں نے ہمیں درسِ وفا دینا تھا کہ اپنے امامِ وقت سے تم کبھی غافل نہ رہنا امام تو اللہ کی طرح قدرت رکھتا ہے مگر اللہ کی طرح اس کی نصرت بھی فرض ہے اور انہی کی نصرت گویا اللہ کی نصرت ہے

www.khrooj.com

پاک عمران علیہ الصلوات والسلام کو بھی معلوم تھا کہ ہمارے لختِ دل صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا مگر وہ اس طرح اپنی محبت کا اظہار اور امت کے لئے ان کی نصرت کا درس چھوڑ رہے تھے تاکہ آنے والے لوگ اس طرح کے کام کر کے اپنی آخرت سنوار لیں

اس ظاہری بچپن کے زمانہ میں شہنشاہ معظم صلوات اللہ علیہ کا ایک یہ بھی معمول تھا کہ اکثر اوقات لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو اپنی نشست گاہ میں ساتھ لاتے، اسی دوران بعض مومنین نے اذنِ باریابی طلب کیا تو انہوں نے اپنے پاک لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو واپس ان کے کمرے میں پہنچا دیا پھر جب خواص میں سے کسی نے سوالِ حجت کیا تو دوبارہ پاک لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو ان کے کمرہ سے نشت گاہ میں لے آتے تھے جیسا کہ واقعۂ یعقوب بن منفوش میں ہے جسے سارے کتب غیبت نے لکھا ہے جیسا کہ منتخب ص 356 میں بھی ہے

واقعہ یعقوب بن منفوش

یعقوب بن منفوش روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے امام وقت ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں اس غرض سے حاضر ہوا کہ ان سے عرض کر کے دریافت کروں گا کہ ان کے بعد ہماری گردنوں کی مالک کون سی ذات پاک ہے؟ جب میں حاضرِ بارگاہ ہوا تو وہاں بہت سے لوگ موجود تھے میں نے سوال کرنا مناسب نہ سمجھا جب لوگوں کو رخصتِ عام ہوئی تو امامِ عالی مقام صلوات اللہ علیہ نے مجھے اشارے سے جانے سے روک لیا۔ میں رک گیا۔ جب سارے لوگ چلے گئے تو مجھ سے فرمایا کہ کیا تم اپنے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت نہیں کرنا چاہتے؟

میں نے عرض کی کہ میں تو آیا ہی یہی خواہش لے کر تھا یہ سن کر امام علیہ الصلوات والسلام مسکرائے اور نشست گاہ سے ملحق کمرے کے دروازہ پر جو پردہ آویزاں تھا اسے ایک کونے سے پکڑ کر ہٹا دیا تو میں نے دیکھا کہ اندر ایک مسند آراستہ ہے اس پر ایک شہزادہ عجل الله فرجه الشريف تشریف فرما تھے۔ان کے کمالِ حسن نے مجھے مبہوت کر دیا میں نے دیکھا وہ اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی طرف دیکھ دیکھ کر مسکرا رہے تھے امام علیہ الصلوات والسلام نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا

یا ثمرة فوادی ادن منی

وہ پاک شہزادہ عجل الله فرجه الشريف اپنی مسند سے اٹھے اور دھیرے دھیرے اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے پاس تشریف لائے اور آ کر ان کے زانوئے اقدس کو زینت بخشی تو امام علیہ الصلوات والسلام نے انہیں پیار کیا اور پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اچھی طرح دیکھ لو ہمارے بعد تمہارے امام زمانہ عجل الله فرجه الشريف یہی ہیں آج کے بعد تم ان کی زیارت نہ کر سکو گے اس کے بعد تفصیل سے تعارف کروایا

کچھ دیر بعد فرمایا بیٹا اب آپ اپنے کمرہ میں تشریف لے جائیں وہ پاک شہزادہ عجل الله فرجه الشريف بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی آغوش سے اٹھے اور کمرہ میں تشریف لے گئے ان کے جانے کے بعد امام علیہ الصلوات والسلام نے مجھ سے فرمایا اب اس کمرے کا پردہ اٹھا کر دیکھو میں نے جب پردہ اٹھایا تو کمرہ ایک دم خالی تھا

میں بہت حیران ہوا اس وقت امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا یہ اللہ عزوجل کے سر بستہ راز ہیں وہ جس شخص پر چاہتا ہے اپنے راز کو منکشف فرماتا ہے ان میں سے ایک

خوش نصیب تم بھی ہو لیکن ان کی حقیقت کو اللہ کی ذات کے سوا کوئی نہیں جانتا
......(R_71)

اسی طرح امام ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی محبت کا کئی طرح سے اظہار فرمایا مثلاً ایک جماعت مومنین اس غرض سے حاضر ہوئی کہ ہم اپنے مولا علیہ الصلوات والسلام سے عرض کریں گے کہ ان کے بعد ہماری گردنوں کی مالک ذات کون ہے؟ تو جب انہوں نے یہ سوال کیا تو امام علیہ الصلوات والسلام نشست گاہ سے اٹھے اور ساتھ والے کمرہ میں تشریف لے گئے اور اپنے لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو اس طرح اٹھا کر لائے کہ جیسے عید کے دن سرتاجِ انبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پاک حسنین علیہما الصلوات و السلام کو کندھوں پہ اٹھا کر لایا کرتے تھے اسی طرح مومنین کے سامنے لا کر اپنے پاک لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کا تعارف کروایا کافی دیر انہیں آغوش میں لے کر ان کا تعارف کراتے رہے اس کے بعد انہیں ان کے کمرہ میں پہنچا دیا

ایسے بہت سے واقعات ہیں کہ جو اس دور کے معمولات پہ روشنی ڈالتے ہیں مگر میں طوالت سے ڈرتے ہوئے ترک کرتا ہوں۔

تفصیل کے لئے دیکھئے منتخب الاثر، غیبت طوسی، غیبت نعمانی، نجم الثاقب، دار السلام شیخ محمود عراقی، العبکری الاحسان، در مقصود وغیرہ

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

دوسرا دورِ اسیری

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی دنیاپہ آمد نیمہ شعبان 255 ہجری میں ہوئی پورے چھ ماہ انہوں نے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے سائے میں نازونعمات کے گھوارے میں گزارے لیکن اس دور میں وہ ایک دو ماہ سے زیادہ عرصہ صاحبِ محدنہ رہے کیونکہ ان کی نشو ونما تیزی سے ہو رہی تھی اس لئے بہت جلدی ظاہراً چلنا پھرنا شروع فرمادیا

256 ہجری ماہ صفر تک بابا پاک صلوات اللہ علیہ کی آغوش میسر رہی

255 ہجری میں معتز باللہ عباسی ملعون کی موت کے بعد محمدؑ بن واثق باللہ مھتدیٰ باللہ کا لقب لے کر برسرِ اقتدار آیا اور آتے ہی نیک اور عادل حکمران بننے کا ڈھونگ رچایا اس نے قتبہ المظالم و القضایا بنوایا اور کھلی کچہری لگانا شروع کر دی۔ لوگوں کی فریادیں خود سنتا اور باجماعت نماز میں عام نمازیوں کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا کرتا تھا اس نے یہ ڈھونگ پورے چھ ماہ تک رچائے رکھا اور اس نے عوام کو بیوقوف بنائے رکھا

اس نے اپنے امور کا انچارج صالح بن وصیف ملعون کو بنایا ہوا تھا کیونکہ وہی اس کی حکومت کے قیام میں مرکزی کردار ادا کرنے والا تھا

WWW.KHROOJ.COM

جب 256 ہجری میں صفر کا مہینہ آیا تو اس ملعون نے صالح بن وصیف ملعون کو بلایا اور مشورہ کیا کہ بنی عباس پر ہمیشہ بنی ہاشم صلوات الله علیهم اجمعین کے خوف کی تلوار لٹکتی رہتی ہے اس کا کوئی حل سوچو

اس نے کہا اس دور میں اس پاک خاندان صلوات الله علیهم اجمعین میں صرف ایک ہی تو ایسی ہستی ہے کہ جو اگر لوگوں کو اپنے گرد جمع فرمائے تو سارے عرب کے شیعہ ان کا ساتھ دیں گے اور وہ ہیں جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام اگر تم حکم دو تو انہیں گرفتار کیا جا سکتا ہے

اس ملعون نے اسے حکم دے دیا اور وہ ملعون مولائے کائنات کو بصد ظلم و جور گھر اطہر سے دربار میں لے آیا جب انہیں دربار میں پیش کیا گیا تو ملعون نے حکم دیا کہ تُو انہیں اپنے کسی تہہ خانے میں نظر بند رکھ اور انہیں ہر قسمی اذیت سے دوچار رکھ

اس ملعون نے اپنے قید خانہ میں دو ماہ تک قید رکھا اور اس دوران ان پر ہر قسمی ظلم روا رکھا اور اس نے چند حبشی نوبی غلام مقرر کیئے اور انہیں ظلم پر معمور کیا کچھ دن بعد حبشی غلاموں سے ایک دن امام علیہ الصلوات والسلام نے ان کی زبان میں کلام فرمائی تو وہ حیران رہ گئے اور اس طرح ان کی ذات سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے صالح بن وصیف کا حکم ماننا چھوڑ دیا اور ظلم سے باز آ گئے

صالح بن وصیف ملعون کا معمول تھا کہ وہ اپنے مکان پر بنی عباس کے ملاعین کو دعوتیں دیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ تم خود امام علیہ الصلوات والسلام پر ظلم ہوتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھو اسی طرح ایک دن صالح بن وصیف نے بنی عباس کے معتبر ملاعین کو اپنے گھر میں کھانے کی دعوت دی جب وہ جمع ہوئے تو کھانا کھانے کے

دوران انہوں نے کہا کہ تم اپنے مہمان پر ظلم بڑھا دو اور ان پر ذرا بھر رعایت نہ کرو اس ملعون نے جواب دیا کہ میں نے ان پر چند انتہائی سفاک اور ظالم حبشی غلام ظلم پر مامور کیئے تھے مگر انہوں نے آ کر مجھے جواب دیا ہے کہ ہم ان پر ظلم نہیں کر سکتے ہم کس پر ظلم کریں؟ کیا سبطِ پیغمبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر ظلم کریں جو رات بھر کے عبادت گزار اور شب بیدار ہیں دن کے روزہ دار ہیں جن کے چہرے پر نظر کرنے سے ہمارے دل کانپ جاتے ہیں ہم ان پر ظلم کیسے کریں؟

انہوں نے کہا تم خود ہی کچھ کرو اس پر اس نے کہا اب میں خود ظلم کے ایسے پہاڑ توڑوں گا کہ بنی عباس کے دل (خدا نہ کرے) ٹھنڈے ہو جائیں گے

یہ جمادی الثانی 256 ہجری کی بات ہے ٹھیک اسی دن قدرت نے ایک فیصلہ صادر فرمایا وہ یہ کہ اسی دن مھتدیٰ باللہ ملعون کے خلاف بغا کبیر نے بغاوت کر دی بغا کبیر ایک فوجی جرنیل تھا اس نے ایک فوجی گروپ کو اپنے ساتھ ملایا اور انہوں نے مھتدیٰ باللہ کے محل کا گھیراؤ کر لیا جب مھتدیٰ باللہ ملعون کا گھیرا تنگ کیا اور اس کے مظالم و جرائم کی فہرست اس کے سامنے رکھی تو اس نے کہا یہ سب کچھ مجھے بتائے بغیر صالح بن وصیف نے کیا ہے اگر بدلہ لینا ہے تو اسے پکڑو۔

یہ سن کر بغا کبیر کے ساتھی صالح بن وصیف کے محل کے در پہ پہنچ گئے اسے باہر بلایا مگر وہ باہر نہ آیا اس پر بغا کبیر اور اس کے ساتھی اس کے محل میں گھس گئے اور وہ جوں ہی سامنے آئے ایک فوجی نے اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کا دایاں کاندھا کٹ کر زمین پہ جا گرا اس کے بعد وہ ملعون خود بھی زمین پر گر گیا اس پر ایک اور فوجی اس کے قریب آیا اور اسے سیدھا سلا کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا اور اسے بھیڑ کی طرح

ذبح کر دیا پھر اس کا سر لے کر نیزے پر چڑھا لیا اور اسے سامرہ کے صدر دروازے پر بالوں سے رسی باندھ کر لٹکا دیا......ع

خس کم جہاں پاک

اس واقعہ کے بعد امام علیہ الصلوات والسلام واپس اپنے گھر اطہر میں تشریف لائے یہ چھ ماہ نہ جانے اس معصوم نے کیسے گزارے ہوں گے جو ایک لمحہ بھی اپنے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام سے جدا نہیں رہتے تھے

جملہ والدین کا اپنی اولاد کی پرورش اپنی مرضی سے کرنا پہلا حق ہے اور اس میں وہ کسی مداخلت کو ہرگز پسند نہیں کرتے اور نہ مداخلت کا کسی غیر کو حق حاصل ہوتا ہے مگر یہاں تو معاملہ ہی برعکس تھا اِنہیں آزادی حاصل تھی ہی نہیں ۔ان کا اطمینان مقید تھا پھر بھی والدین ہزاروں مشکلات کے باوجود اپنے لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو پروان چڑھا رہے تھے اور ساتھ ہی خالق و قادرِ مطلق ظالمین کو ان کے کیفرِ کردار تک بھی پہنچا رہا تھا

بغا کبیر کی موت کے بعد مھتدیٰ باللہ تو بچ گیا تھا مگر اصل ظالم وہی تھا اس لئے ٹھیک ایک ماہ بعد قادرِ مطلق نے ایک اور فیصلہ سنایا یعنی ماہِ رجب میں اللہ کی تلوارِ انتقام مھتدیٰ باللہ ملعون کے سر پر چمکی اس کے خلاف ترکوں نے بغاوت کر دی اور اس کے محل میں گھس کر اسے تخت سے گھسیٹ لیا اور تخت کے سامنے اوندھا کر کے تلوار سے واصلِ جہنم کر دیا......(R_72)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے تاریخ طبری ،تاریخ ابن خلدون، تاریخ ہشام ، تاریخ بغداد، خلافت عباسیہ وغیرہ

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

تیسرا دورِ اسیری

256 ہجری ماہ رجب میں مھتدیٰ باللہ ملعون فی النار ہوا تو اس کی جگہ احمد بن متوکل علیٰ اللہ ملعون کو معتمد باللہ کے نام سے تختِ حکومت پر بٹھا دیا گیا
اس کے آنے سے امام علیہ الصلوات و السلام واپس گھر اطہر میں تشریف لے آئے یعنی پورے چھ ماہ کے بعد واپس تشریف لائے مگر یہاں گھر میں صرف تین ماہ گزارے اور پھر امت کا مہمان بن کر جانا پڑا اس کے وجوہات یہ تھے کہ 256 ہجری ماہ شوال کا یہ واقعہ ہے کہ ایک دن معتمد باللہ ملعون نے اپنے دادا منصور دوانقی ملعون کا حیات نامہ پڑھا جس میں سیف بن عمر سے روایت تھی کہ ہم ایک دن منصور دوانقی ملعون کی محفل میں بیٹھے تھے اس میں خواص کے سوا کوئی نہ تھا منصور دوانقی ملعون نے ہم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آج میں تمہیں راز کی ایک بات بتاتا ہوں
وہ یہ ہے کہ منتقمِ آلِ محمدؐ عجل اللہ فرجہ الشریف کا خروج ضرور ہوگا اور ان کے خروج کی منادی آسمان پر ہوگی اور وہ اپنے اجداد طاہرین صلوات اللہ علیھم اجمعین کا انتقام لیں گے پوری دنیا کی جملہ حکومتوں کو برباد کریں گے اور اپنی حکومت کو قائم کریں گے یہ ہر صورت میں ہو کر رہے گا اور جب ان کا خروج ہوگا تو سب سے پہلے ان کا کلمہ میں پڑھوں گا کیونکہ وہ ہمارے ابنِ عم (چچازاد) ہوں گے میں اس بات پر کبھی بھی یقین

نہ کرتا اگر میں اپنے ابنِ عم جناب امام محمدؑ باقرعلیہ الصلوات والسلام سے یہ بات خود نہ سن چکا ہوتا اور ان کا ہر فرمان اللہ کی طرح سچا تھا اورانہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارے قائم عجل الله فرجه الشريف ہماری اولاد میں پانچویں ہوں گے

جونہی معتمد باللہ ملعون نے یہ روایت پڑھی فوراً کتاب کو بند کر دیا اس کی آنکھیں لال ہوگئیں اور غصہ سے کانپنے لگا اس نے فوراً علی بن حزین کو اپنے محل میں بلایا اور کہا بنی عباس کی ماں ان کی لاش پر ماتم کرے جب بھی کوئی کام کرتے ہیں ہمیشہ اُلٹا ہی کرتے ہیں اب میں ان کی غلطی کو نہیں دہراؤں گا تم فوراً بارگاہِ ابن الرضاعلیہ الصلوات والسلام میں جاؤ اور ابوالحسنؑ الثالث امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کے دونوں بڑے بیٹوں کو گرفتار کر کے میرے دربار میں پیش کرو یا اپنی کسی سرداب میں نظر بند کر دو

علیؑ بن حزین اس کا وزیر تھا مگر در پردہ محبّ و مومن تھا اس لئے اس نے ان پاک بھائیوں کو دربار میں تو پیش نہ کیا اور اپنے گھر لے گیا اور یہ ظاہر کیا کہ وہ انتہائی سخت قید میں ہیں لیکن یہ خود ان کی خدمت کرتا اور اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان کا جو غلام بھی ان کی زیارت کو آئے اس کو نہ روکا جائے

اس طرح جناب عقید جو امام علیہ الصلوات والسلام کے غلام تھے وہ ان بھائیوں کا کھانا گھر سے لاتے تھے اسی طرح تین مہینے گزر گئے ایک دن علیؑ بن حزین نے فرعونِ بغداد کا موڈ خوش گوار دیکھا تو کہا اگر آج اجازت دو تو میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں

معتمد ملعون نے کہا میں تمہاری بات آج ضرور مانوں گا۔ کہو؟

اس نے کہا تم ان شہزادوں کو رہا کردو اور ان کی ضمانت میں دیتا ہوں اس کے تمہیں دو فائدے ہوں گے ایک تو تمہیں ضمانت مل جائے گی دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ تم سادات کے قتل کے جرم میں بدنام ہونے سے بھی بچ جاؤ گے

اس نے کہا میں صرف ایک شہزادے کی اجازت دیتا ہوں ان میں سے جس ایک کو چاہو رہا کردو اس نے کہا پھر میں جناب ابو محمد العسکریؑ علیہ الصلوات والسلام ہی کو رہا کروں گا۔

اس نے اجازت دے دی یہ اجازت لے کر خوشی خوشی گھر پہنچا تو دیکھا در پہ دو گھوڑے کھڑے ہیں اور ان کی لگام جناب عقید نے تھامی ہوئی ہے

انہوں نے پوچھا یہ کس لئے لائے ہو؟

انہوں نے فرمایا جب صبح کو میں حاضر ہوا تھا تو میرے مالک پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا آج ہم دونوں بھائی آزاد ہو جائیں گے اس لئے آج اپنے ساتھ دو گھوڑے ضرور لانا یہ سن کر وہ بہت حیران ہوا کہ میں تو ایک کی اجازت لایا ہوں اس نے آ کر بارگاہ میں عرض کی کہ میں تو ایک آپ کی اجازت لایا ہوں اس پر فرمایا کہ ہم اکیلے ہرگز نہ جائیں گے ہم اپنی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کو کیا منہ دکھائیں گے ویسے تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ پھر سفارش کرنے کی ضرورت ہے اس کا انتظام ہم نے کرلیا ہے وہ جناب ابھی یہ فرما ہی رہے تھے کہ معتمد باللہ ملعون کا ایک غلام گھر میں داخل ہوا اور اس کا پیغام سنایا کہ خلیفہ کہتا ہے میں نے تم سے عہد کیا تھا کہ آج تمہاری ہر بات مانوں گا مگر میں نے تمہاری آدھی بات مانی ہے جس پر میں معذرت خواہ ہوں اب تمہیں اجازت ہے بے شک تم دونوں بھائیوں کو رہا کردو

یہ سن کر اس نے سر سجدے میں رکھ دیا کہ سارے کام تو خود ہی کرتے ہیں اور کریڈٹ ہمیں دیتے ہیں اور نام ہمارا کرواتے ہیں

اس طرح یکم ذوالحجہ 256 کو پھر واپس گھر اطہر میں تشریف لائے

اس زمانہ ءاسیری کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ دور اسیری تین ماہ کا تھا اور اس طرح یہ جناب صلوات الله علیه **تین** ماہ تک کے لئے لختِ جگر عجل الله فرجه الشریف سے جدا رہے

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

چوتھا دورِ اسیری

جب معتمد باللہ ملعون نے امام علیہ الصلوات والسلام کو رہا کیا تو صرف دو مہینے سے کچھ زیادہ عرصہ گھر اطہر میں قیام فرمایا اس کے بعد اس ملعون نے پھر نظر بندی کا حکم دیا اس کے وجوہات یہ تھے کہ 256 ہجری ماہ شوال میں کوفہ کے نواح سے جناب علیؑ بن زید علوی صلوات اللہ علیہ نے خروج فرمایا اور بڑھ کر کوفہ پر قبضہ کرلیا ان کے خلاف جنگ کے لئے معتمد باللہ ملعون نے شاہ بن میکال کے زیر سر پرستی ایک بڑی فوج بھیجی کوفہ میں جنگ ہوئی اس میں شاہ بن میکال کو شکست ہوئی اچانک عامل ترکی کو اطلاع ملی اس نے ترکی کی طرف سے جناب علیؑ بن زید پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں انہیں شکست ہوگئی اس میں کافی لوگ شہید ہوئے کافی گرفتار بھی ہوئے اس جنگ میں جناب علیؑ بن زید بھی شہید ہو گئے

257 ہجری ماہ محرم میں اس جنگ کے گرفتار شدہ قیدیوں کو بغداد میں لایا گیا اور بد ترین ظلم کا مظاہرہ کیا گیا

اس واقعہ کے بعد معتمد ملعون نے وزراء سے بات کی کہ بنی ہاشم صلوات اللہ علیہم اجمعین میں سے جب بھی کسی بچے نے خروج کیا ہے ایک بڑی جماعت ان کے ساتھ ہو جاتی ہے اور عباسیوں کو لوہے کے چنے چبوائے جاتے ہیں اگر اس گھر کی معتبر ترین ہستی

جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام نے بھی کبھی خروج کا اعلان کر دیا تو بنی عباس کی موت یقینی ہو گی لہٰذہ اس مسئلے پر بھی غور کر لیا جائے کیونکہ وہ تو سید السادات اور سردارِ بنی ہاشم صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں

اس ملعون کا ایک رومی غلام تھا جس کا نام نحریر ملعون تھا اس نے مشورہ دیا کہ بہتر یہ ہے کہ انہیں ابھی سے قید میں رکھنا چاہیئے

اس پر سارے لوگوں نے اتفاق کیا اور معتمد ملعون نے اسی رومی غلام نحریر کو حکم دیا کہ یہ کام تم خود کرو وہ ملعون سامرہ میں گیا اور امام علیہ الصلوات والسلام کو اپنے ساتھ بغداد لے آیا

یہ اسیری کا طویل ترین اور اذیت ناک دور تھا ایک سال تین ماہ جناب ابو محمد العسکریؑ علیہ الصلوات والسلام امت کے مہمان رہے نحریر ملعون نے پل پل ظلم کے پہاڑ توڑے مگر صبرِ خداوندی کی انتہا کو نہ پا سکا اس نے اتنے ظلم کیئے کہ اس ملعون کی بیوی ان مظالم کو دیکھ کر تنگ آ گئی اور اس نے گھر چھوڑنے کی دھمکی دے دی اور کہا اے ملعون تو اس نفیس شہزادے کی نفاست و نزاکت بھی دیکھ اور اپنے مظالم بھی دیکھ اب مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا

نحریر ملعون نے پہلے چند ماہ شہنشاہ معظم صلوات اللہ علیہ کو اپنے گھر میں رکھا جب اس کی بیوی نے گھر چھوڑنے کی دھمکی دی تو معتمد باللہ ملعون کے پاس آیا اور گھر کے حالات بتائے تو اس نے کہا تم انہیں قصرِ بنی عباس میں منتقل کر دو

قصرِ بنی عباس میں جو وقت گزرا وہ اس سے بھی زیادہ اذیت ناک تھا اس کی اذیت کا اندازہ اس روایت سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے

احمدؒ بن اسحاق اشعری قمی سے روایت ہے کہ میں قم سے اس لئے آیا کہ اپنے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کروں گا جب میں بغداد پہنچا تو بہت کوشش کی کہ کسی طرح مجھے ان سے ملنے کا موقعہ مل جائے مگر میں ناکام رہا آخر میں نے سوچا کہ کسی دربان سے مراسم بڑھائے جائیں اور شاید وہ مجھے اپنے مولا علیہ الصلوات والسلام سے ملا دے کیونکہ بہت سخت پہرہ تھا

اس محل کے دربانوں میں سے ایک دربان بہت لالچی قسم کا تھا میں نے اپنے مقصد کے حصول کے لئے اسے منتخب کیا اور اس کے گھر کو چل پڑا راستے میں بازار سے میں نے اس کے لئے کچھ تحفے خریدے اور ایک تھیلی دیناروں کی سر بہ مہر کی اور اس کے دروازہ پر پہنچ گیا

میں نے جا کر اس کے دروازے پہ دستک دی تو اس نے مجھے اندر بلا لیا میں نے تحفے دیئے تو بہت خوش ہو گیا میں نے اس سے اصل بات نہ کی جب میں اجازت لے کر باہر آیا تو وہ مجھے در تک رخصت کرنے آیا جب میں نے رخصت چاہی تو اس نے کہا میرے لائق کوئی خدمت؟

تو میں نے کہا ایک بات ہے تو سہی مگر وہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے اس نے کہا تم مجھے بتاؤ جیسا بھی ہو گا میں تمہارا کام ضرور کروں گا

میں نے کہا ہمارے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام قصرِ بنی عباس میں امت کے مہمان ہیں میں ان سے ملنا چاہتا تھا مگر وہ تمہارے بس کی بات نہیں اس پر اس نے کہا کہ یہ کام واقعی بہت مشکل ہے مگر میں کوشش کروں گا۔ تم ایسا کرو جب رات ڈھل جائے تو دریائے دجلہ کے کنارے کنارے چلے آنا اور اس جگہ آ جانا جہاں محل کی

سیڑھیاں دریا میں اترتی ہیں تم وہاں میرا انتظار کرنا

جناب احمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں اس کے کہنے کے مطابق آدھی رات کے بعد دریائے دجلہ کے کنارے کنارے چل پڑا جب میں محل کے عقب میں پہنچا تو دیکھا محل کافی اونچائی پر تھا اور اس سے سیڑھیاں نیچے اترتی تھیں جو دریا کے اندر تک چلی جاتی تھیں میں وہاں انتظار میں مصروف تھا کہ کافی دیر بعد اس دربان کو سیڑھیوں سے اترتے ہوئے دیکھا جب وہ میرے قریب آیا تو آہستہ سے کہا کہ خاموشی سے میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ

میں اس کے ساتھ چل پڑا وہ مجھے ایک خفیہ دروازہ تک لایا جو بہت ہی چھوٹا سا دروازہ تھا اس نے اس دروازے کو کھولا میں نے دیکھا اندر ایک بہت چھوٹا کمرہ تھا اس دربان نے بتایا کہ یہ کمرہ نہیں بلکہ ایک سرنگ کا حصہ ہے یہ محل کی ایک خفیہ سرنگ ہے جو بنی عباس نے اس غرض سے محل میں رکھی ہے کہ اگر کبھی دشمن کے خوف سے بھاگنا پڑے تو اس خفیہ راستے سے نکلا جا سکے اور یہ کوٹھڑی اس لئے ہے کہ فرار ہونے والے کو جو چند منٹ کشتی کا انتظار کرنا پڑے تو اس کوٹھڑی میں کھڑے ہو کر کشتی کا انتظار کر سکے

میں جب اس کوٹھڑی میں گیا تو دیکھا کہ وہ اتنی تنگ و تاریک تھی کہ اس میں ایک آدمی بہ مشکل کھڑا ہو سکتا تھا

جب ہم اس کوٹھڑی کے اندر گئے تو اس دربان نے روشنی کے لئے مشعل روشن کی جب روشنی ہوئی تو میں نے دیکھا میرے مولا علیہ الصلوات والسلام وہاں کھڑے ہوئے تھے

اس پر اس دربان نے مجھے بتایا کہ اس تنگ کوٹھڑی میں تمہارے مولا کو کھڑے ہوئے پورے چھ ماہ گزر گئے ہیں اس روایت سے خود اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ دورِ اسیری کتنا دردناک تھا یہ دورِ اسیری ایک سال اور تین مہینے کا تھا

وجہءِ رہائی

اس اذیت ناک قید سے رہائی کی وجہ ایک معجزہ بنا یہ 258 ہجری ماہ رجب کا واقعہ ہے ہوا یہ کہ اس دور میں خشک سالی پڑ گئی اور بارشیں آنا بند ہوگئیں خلیفہ نے مسلمانوں سے نمازِ استسقاء پڑھنے کی اپیل کی کہ سارے لوگ شہر سے باہر جا کر نمازِ استسقاء پڑھیں تاکہ بارش آ جائے سارے لوگ کئی دن نمازیں پڑھتے رہے مگر بارش نہ ہونا تھی اور نہ ہوئی ایک دن ایک غیر مسلم نے خلیفہ سے کہا اگر مجھے اجازت دو تو میں خداوندِ یسوع مسیح سے دعا کرتا ہوں فوراً بارش ہو جائے گی خلیفہ نے کہا تم بھی خود کو آزمالو

وہ مسیحی پادری پورے اہلیانِ شہر کو ساتھ لے کر شہر سے باہر آیا اور اس نے جونہی دعا کے لئے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے فوراً بارش شروع ہوگئی

یہ مظاہرہ اس نے کئی دن تک کیا اور ہوتا یہ تھا کہ وہ جب تک اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند رکھتا بارش جاری رہتی اور جب وہ ہاتھ نیچے کرتا تو بارش رک جاتی

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں میں عیسائیت کا رجحان پیدا ہونے لگا اور لوگ دھڑا دھڑ مذہب بدلنے لگے

جب یہ بات خلیفہ صاحب نے دیکھی تو ان کے چھکے چھوٹ گئے اپنے گماشتوں سے

www.khrooj.com

کہا اب کیا کریں اسلام تو گیا ہی سمجھو اور ساتھ ہی خلافت بھی

اس کے حاشیہ نشینوں نے کہا اسلام بچانا تمہارا کام ہی نہیں ہے یہ وہی بچا سکتے ہیں جن کا منصب ہی اسلام بچانا ہے ان کی طرف رجوع کرو

اس نے حکم دیا کہ فوراً مسندِ توحید ورسالت کے پاک وارث علیہ الصلوات والسلام کو دربار میں لاؤ

جب شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام دربار میں تشریف لائے تو اس نے کھڑے ہو کر تعظیم کی اور اپنے پہلو میں کرسی پیش کی جب آپ نے کرسی کو زینت بخشی تو عرض کی جب بھی دینِ حق پر مشکل آتی ہے تو اس کی مشکل کشائی آپ ہی کے گھر اطہر سے ہوتی ہے کیونکہ دین بھی آپ کی جدِ اطہر کا ہے اور اسے بچانا بھی آپ کا فرض ہے اس کے بعد اس نے ساری تفصیل عرض کی اس پر حجتِ دوراں علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں آج اس شخص سے کہو پھر وہ اپنے معجزے کا مظاہرہ کرے اور پورے شہر کو بھی بلوالو ہم بھی تشریف لے جائیں گے

الغرض جب سارے لوگ شہر کے باہر جمع ہو چکے تو اس نصرانی سے کہا گیا کہ اب دعا شروع کرو ادھر حجتِ زمانہ علیہ الصلوات والسلام نے اپنے ایک غلام سے فرمایا کہ جب وہ نصرانی ہاتھ بلند کرے تو اس کے ہاتھوں کو پکڑ لینا اور اس کے ہاتھوں میں جو چیز ہو اسے زبردستی چھین کر ہمارے پیش کرنا

جب نصرانی نے دعا شروع کی تو بارش شروع ہوگئی ادھر آقا کے غلام نے فوراً اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور اس کے ہاتھ میں جو چیز تھی وہ چھین کر مسندِ توحید ورسالت کے پاک وارث علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں پیش کر دی

www.khrooj.com

اس کے بعد حجتِ دوراں علیہ الصلوات والسلام نے اس نصرانی سے فرمایا کہ اب دعا کرو اور بارش برساؤ وہ نصرانی یہ دیکھ کر حیران ہو گیا اور بے بسی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا پھر اس نے عرض کی میرے پاس جو بارش برسانے کا راز تھا وہ تو آپ نے چھین لیا ہے اب میں کیسے بارش برسا سکتا ہوں؟

اس کے بعد حجتِ دوراں علیہ الصلوات والسلام نے ایک طویل خطبہ انشاء فرمایا اور لوگوں کو آگاہ فرمایا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک انبیاء علیھم السلام بہت محترم ہوتے ہیں وہ اتنے محترم ہوتے ہیں کہ ان کے وصال کے بعد ان کے جسم کی کوئی ہڈی اگر زیرِ آسمان بے نقاب کی جائے یا ہو جائے تو اللہ کی ذات اپنے اوپر یہ فرض کر لیتی ہے کہ اس پر بارانِ رحمت ضرور نازل فرمائے۔ اس نصرانی کو ایک نبی صلوات اللہ علیہ کی پیشانی کی ایک ہڈی فلاں جگہ سے ملی اور اس نے یہ بات قدیم کتب میں دیکھی ہوئی تھی اس نے جب تجربہ کیا تو اس بات کو درست پایا اور اس بات کو اس نے اپنے مذہب کی ترویج کا ذریعہ بنایا مگر اسے معلوم نہ تھا کہ اللہ کا دین کبھی بھی اپنے محافظ سے خالی نہیں رہ سکتا چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو یا غائب و مستور ہو

اس واقعہ کے بعد معتمد ملعون پر عوام کا دباؤ پڑا اور اس نے جناب ابو محمدؐ العسکری علیہ الصلوات والسلام کو پروانۂ آزادی دیا اس طرح ایک سال اور تین مہینے کے بعد آپ اپنے گھر اطہر میں واپس آئے اور آ کر اپنے لختِ جگر سے ملے اب ہم ان کیفیات کو نہیں سمجھ سکتے جو اس پاک بی بی صلوات اللہ علیہا کے تھے جو روم کے تخت و تاج کو اس سرتاج کے لئے ٹھکرا کر آئی تھیں یہ صدمہ ان کے لئے کتنا اذیت ناک تھا یہ ہم نہیں سمجھ سکتے......(R_73)

بظاہر رہائی تو ملی اس کے باوجود خفیہ طور پر ان کے گھر اطہر پر نگرانی شروع کروادی گئی اور اس کے بعد ایک سال اور سات ماہ تک ظاہری طور پر شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام آزاد رہے مگر وہ بھی ایک طرح کی گھر اطہر میں نظر بندی ہی تھی

نقشہ ادوار اسیری

()صفر 252 تا صفر 254 زمانہ معتز باللہ کل عرصہ دو سال

()صفر 255 تا جمادی الثانی 256 زمانہ مھتدیٰ باللہ کل عرصہ 5 ماہ

()شوال 256 تا ذوالحجہ 256 زمانہ معتمد باللہ کل عرصہ 3 ماہ

()صفر 257 تا ذوالحجہ 258 زمانہ معتمد باللہ کل عرصہ ایک سال 3 ماہ

اس طرح کل دورِاسیری تقریباً 3 تین سال اور گیارہ ماہ بنتا ہے مگر جو عرصہ سرکار علیہ الصلوات والسلام اپنے گھر اطہر میں نظر بند رہے وہ اس میں شامل نہیں ہے

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

سفرِ حج

259 ہجری ماہ ذیقعد کی یہ بات ہے کہ جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا ایک دن اپنے لختِ جگر علیہ الصلوات والسلام کے پاس تشریف لائیں اورانہیں بہت پیار کیا اورخاموشی سے مسند کو زینت بخشی امام علیہ الصلوات والسلام نے محسوس کیا کہ والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کچھ فرمانا چاہتی ہیں مگر کسی وجہ سے خاموش ہیں آپ نے عرض کی کہ آپ کے رخِ انور سے لگتا ہے کہ آپ کچھ فرمانا چاہتی ہیں مگر فرماتی نہیں ہیں جو حکم ہو صادر فرمائیں

انہوں نے فرمایا بیٹا آج ہمیں تمہارے جدِ اطہر صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے اورانہوں نے فرمایا ہے کہ آپ اس مرتبہ حج پہ ضرور تشریف لائیں اورحج کے بعد ہمارے پاس بھی ضرور تشریف لائیں کیونکہ ہم اپنی پاک بہو کی زیارت کے مشتاق ہیں اوراس میں یہ شرط بھی ہے کہ اپنے لختِ جگر صلوات اللہ علیہ کو ساتھ نہیں لانا

اس پرہم نے ان سے گزارش کی کہ ہم پردہ دار ہیں اورکبھی تنہا سفر بھی نہیں کیا اور ایامِ حج میں لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے اورپردہ کا اہتمام کرنا مشکل ہوگا

انہوں نے فرمایا بیٹی پردے کا انتظام ہم کردیں گے اورسفر میں ہم آپ کے ساتھ

ہوں گے پھر فکر کی کیا بات ہے

ہم نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اب آپ بتائیں کہ ہم کیسے تشریف لے جائیں گے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا آپ پر ان کے فرمان کی تعمیل کرنا لازم ہے اور فکر مند ہونے کی ضرورت ہی نہیں ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام اگر آپ کے ساتھ نہیں ہوں گے تو ابوالعلی تو آپ کے ساتھ ہو گا وہ بھی تو آپ کا بیٹا ہے اور اسے بھی تو آپ ہماری طرح عزیز رکھتی ہیں وہی پردے کا انتظام کریں گے اور ان کی نگرانی میں آپ کا قافلہ آرام سے سفر کر سکتا ہے

جناب ابوالعلی احمد بن محمد سلام اللہ علیہ کی عظمت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا انہیں بیٹا سمجھتی تھیں اور انہیں شرفِ کلام بھی دیا جاتا تھا اور یہ مقام جناب سلمان محمدی سلام اللہ علیہ کے مقام سے بھی اونچا ہے

اس کے بعد جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے جناب ابوالعلی سلام اللہ علیہ کو یاد فرمایا اور فرمایا کہ مخدراتِ توحید و رسالت صلوات اللہ علیہن آپ کی نگرانی میں ارادۂ حج رکھتی ہیں آپ سامان سفر مہیا کریں

انہوں نے دست بستہ عرض کی اس سال مکہ میں شدید خشک سالی اور قحط کا عالم ہے پورے عربستان کے لوگ اس سال حج پہ نہیں جا رہے اور اہلِ مکہ بھی مکہ چھوڑ کر دیگر صوبہ جات میں چلے گئے ہیں اور اس سال شہرِ مکہ خالی ہو گا ہم وہاں کیسے جائیں گے ؟ وہاں تو پینے کا پانی تک موجود نہیں ہے

امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا یہی تو خالق نے ہمارے پردے کا اہتمام فرمایا ہے اور یہ سب کچھ پردے کے لئے کیا گیا ہے کہ کوئی شخص مکہ میں رہے ہی نہیں کہ

ہمارے پردہ دار صلوات اللہ علیہن آرام سے مناسکِ حج ادا فرما سکیں
جناب ابوالعلی سلام اللہ علیہ نے فوراً سامانِ سفر مہیا فرمایا محمل تیار کرائے ان پر ہودج آراستہ ہوئے ان پر سرپوش لگائے گئے سامانِ خورد ونوش کو دیگر اونٹوں پر بار کیا گیا اور پانی کی وافر مشکیں دوسرے اونٹوں پہ بار کی گئیں جب سارا انتظام مکمل ہوگیا تو عرض کی انتظام مکمل ہے جب حکم ہوگا ہم روانہ ہوسکتے ہیں
جب رات پوری طرح چھا گئی تو روانگی کا مناسب وقت سمجھ کر محمل درِ اطہر پہ بٹھائے گئے اور پردہ دارانِ توحید ورسالت صلوات اللہ علیہن محملوں پر سوار ہونے لگے
جب معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا محمل پر سوار ہوئیں تو آپ کے جوان بیٹے نے زانو آگے بڑھایا انہوں نے لختِ جگر صلوات اللہ علیہ کے زانو پہ قدم رکھا اور بیٹے کے سرِ اطہر کا سہارا لے کر محمل پہ سوار ہوئیں
جب وہ محمل پر سوار ہوچکیں اور محمل کا سرپوش گرایا گیا تو امام علیہ الصلوات والسلام نے ایک دفعہ پھر محمل کا سرپوش اٹھایا اور ایسی حسرت بھری نظر والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے چہرے پر فرمائی کہ ان کے بے ساختہ آنسو جاری ہوگئے
اس اندازِ وداع سے معلوم ہو رہا تھا کہ ان کے جانے کے بعد کچھ ہونے والا ضرور ہے یہ گویا ماں بیٹے کی آخری ملاقات تھی
بعض روایات میں ہے کہ جب آپ نے اپنی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کو سفر کے لئے روانہ فرمایا تھا تو انہیں اپنا وصی قرار دے دیا تھا اور اسم اعظم اور مواریث انبیاء علیہم السلام اور تبرکات اوصیاء علیہم الصلوات والسلام ان کے سپرد فرما دیئے تھے جیسا کہ روایت احمد بن اسحاق اور احمد بن مصقلہ سے ثابت ہے......(R_74)

ایسے روایات سے ثابت ہے کہ والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کو آنے والے حالات کا کلی طور پر علم تھا اس لئے دونوں کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے جو بھی حکم کیا تھا شاید اس کی یہ وجہ بھی تھی کہ معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا پہلے ایک جوان بیٹے کا صدمہ اٹھا چکی ہیں اب مزید صدمہ شاید برداشت نہ کر سکیں اس لئے مناسب سمجھا کہ یہ بیٹے کی شہادت کے وقت وہاں موجود ہی خیر ہوں اور اس بات کو ماں کی ممتا نے محسوس فرما لیا تھا اور امام وقت علیہ الصلوات والسلام کو بھی یہ معلوم تھا کہ والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی یہ آخری زیارت ہے اس لئے یہ وداع بہت جذباتی قسم کا تھا گویا یہ شبِ عاشور کا منظر تھا ایک جوان بیٹا شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کی طرح پاک والدہ صلوات اللہ علیہا سے جدا ہو رہا تھا

قافلہ پاک وہاں سے روانہ ہوا اور بعد از طے منازل مکہ میں داخل ہو گیا اور وہاں تو ہو کا سماں تھا کوئی انسان اس وقت مکہ میں نہ تھا بلکہ ساری گلیاں سنسان تھیں اہل مکہ سے سارا شہر خالی ہو چکا تھا کیونکہ قحط کی وجہ سے وہاں پانی ملنا بھی محال ہو چکا تھا

معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا نے بڑے سکون سے ہزاروں پردوں میں فریضۂ حج ادا فرمایا اور پورا ذوالحجہ کا مہینہ مکہ مکرمہ میں گزارا

اوائل محرم میں آپ نے مکہ کو خیر باد کہا اور مدینہ کو روانہ ہوئے

جب یہاں پہنچے تو جدا طہر صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی زیارت کو تشریف لائے اور وہاں کافی عرصہ قیام رکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ وہاں تشریف لے گئی ہوں گی تو ان کے استقبال کو خود سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم در اطہر تک تشریف لائے ہوں

گے کیونکہ شرفاء ہمیشہ اسی طرح اپنی بہو بیٹیوں کی عزت بڑھاتے ہیں

مالک تطہیر بی بی صلوات اللہ علیہا نے پورا محرم اور نصف مہینہ صفر کا مدینہ منورہ میں گزارا 25 صفر 260 ہجری بمطابق 19 دسمبر 873 عیسوی کو مدینہ منورہ سے روانگی کا پروگرام بنایا

شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے مشہدِ مقدس سے وداع ہوئے اسی رات کو سامرہ کی طرف یہ کارواں مصروفِ سفر ہو گیا راستے میں ربیع الاول کا چاند نظر آیا تو معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا نے چاند کو دیکھ کر دعا دی اور اس کے بعد فرمایا کیا آپ لوگوں نے محسوس کیا ہے کہ یہ چاند کتنا اداس اداس لگ رہا تھا ؟ خدا خیر کرے اس چاند کو دیکھ کر ہمارا دل بہت اداس ہو گیا ہے ابوالعلی سے فرمایا ناقہ ذرا تیز چلاؤ ہمارا اپنے لختِ جگر صلوات اللہ علیہ کے لئے دل بہت اداس ہے

اسی طرح سفر کرتے ہوئے چار ربیع الاول کا دن ہو گیا یہ وہی دن ہے جس دن معتمد باللہ ملعون نے امام ابو محمدؐ العسکری علیہ الصلوات والسلام کو جامِ بقا باللہ پیش کیا تھا

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاهو یامن هو لا هوالا هوالحی القیوم یا هو یا من لا یعلم ماهو الا هوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل الله فرجك و صلوات الله علیك

شہادت جناب ابومحمد العسکری

علیہ الصلوات والسلام

احباب گرامی!

ہم اپنے سابقہ بیان میں یہ تو بتا چکے ہیں کہ سیدہ دوراں صلوات اللہ علیہا کس طرح مدینہ سے روانہ ہوئیں اب دیکھنا یہ ہے کہ جبکہ وہ مصروفِ سفر تھے تو اس وقت شہر سرمن رائے میں کیا حالات تھے

تین ربیع الاول 260 بمطابق 27 دسمبر 873 جمعہ کا دن تھا

(جدید کیلنڈر کے مطابق یہ اتوار کا دن بنتا ہے مگر اس وقت چونکہ قدیم کیلنڈر رہی رائج تھا اس لئے جمعہ کا دن مانا جائے گا)

معتمد باللہ عباسی ملعون نے بعد از نماز جمعہ اپنے محل میں اپنے گماشتوں کو جمع کیا اور ان کے ساتھ یہ مشورہ کیا کہ امام علیہ الصلوات و السلام کو کس طرح شہید کرنا چاہیے؟ ان کے مابین جو فیصلہ طے پایا اس کے تحت اس نے ہفتے کی شام کو جناب ابومحمد العسکری صلوات اللہ علیہ کو اپنے محل میں دعوت کے لئے اپنے ایک غلام کو بلانے کے لئے بھیجا اس کا نام نحریر رومی تھا وہ قصر امامت کے در اطہر پہ حاضر ہوا اور جا کر ملعونِ بغداد کا پیغام عرض کیا

جونہی دعوت نامہ ملا امام علیہ الصلوات والسلام نے اسے دیکھ کر کلمۂ استرجاع ادا فرمایا یعنی فرمایا انا لله و انا الیه راجعون

اس ملعون کو فرمایا کہ تم جاؤ ہم ابھی تشریف لاتے ہیں۔اس نے عرض کی میں آپ کے ساتھ جاؤں گا فرمایا ٹھیک ہے تم انتظار کرو ہم ابھی تشریف لاتے ہیں یہ فرما کر گھر اطہر میں تشریف لے گئے شاید اپنے لختِ جگر عجل الله فرجه الشریف سے ملنے تشریف لے گئے ہوں گے گھر اطہر سے واپسی کے بعد اس ملعون کے ساتھ محل میں تشریف لے آئے

ملعونِ بغداد نے ان کے تشریف لانے سے پہلے انگور منگوائے اور ان میں سے ایک باریک سوئی کے ذریعے زہر آلود دھاگہ گزارا گیا وہ زہر انتہائی خطرناک تھی اس سے انگوروں کو زہر آلود کر دیا گیا

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ اس نے ایک انار لے کر اس میں سے زہر آلود دھاگہ گزارا اور وہی حجتِ خدا علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں پیش کیا

وہ زہر اس قدر مہلک تھی کہ جب امام علیہ الصلوات والسلام اپنے گھر پہنچے تو ایک ہاتھ جگر پہ تھا اور دوسرے ہاتھ سے دیواروں کا سہارا لے کر اس حال میں گھر پہنچے کہ کمر جھکی ہوئی تھی اور رنگ اطہر زرد ہو چکا تھا اور سردی کے باوجود چہرۂ انور پسینہ سے شرابور تھا حالانکہ دسمبر کا مہینہ تھا

جب اہل حرم کی نگاہ پڑی تو جلدی جلدی قریب آئے پوچھا خیر تو ہے یہ کیا حال بنایا ہے؟ فرمایا یہ کوئی نئی بات نہیں یہ ہمارے اجداد طاہرین صلوات الله علیهم اجمعین کا ورثہ ہے اس کے بعد فرمایا پھوپھی پاک صلوات الله علیها کو بلائیں اور ہمارے لختِ جگر عجل

الله فرجه الشریف کو بلائیں

یہ کیفیت دیکھ کر اہلِ حرم میں کہرام مچ گیا جب آپ نے پردہ داران توحید ورسالت صلوات الله علیهن کو روتے ہوئے دیکھا تو سب کو تسلی دی اور خود آ کر بستر پہ آرام فرما ہو گئے

ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ساڑھے چار سال کے معصوم شہزادے عجل الله فرجه الشریف پر اس کا کیا اثر ہوا ہوگا؟

دل مانتا ہے بابا پاکؑ سے لپٹ کر ضرور روئے ہوں گے کیونکہ شرعی نقطۂ نگاہ سے باپ کے غم میں رونا بیٹے کی سعادت مندی قرار دیا گیا ہے

اسی طرح بے قراری کے عالم میں رات گزر گئی دوسرے دن معتمد ملعون نے جاسوسی کے لئے ایک شخص کو بھیجا کہ پتہ کرو اس زہر کا کیا اثر ہوا ہے؟

اس نے آ کر ساری کیفیت بیان کی تو اس ملعون نے اپنے جرم کو چھپانے کے لئے سارے شہر میں منادی کرائی اور جملہ مساجد میں کہلوا بھیجا کہ جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کے دشمنوں کی طبیعت ناساز ہے سارے لوگ ان کی صحتِ کاملہ کے لئے دعا کریں ہر مسجد میں ان کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا

پھر اس ملعون نے اپنے ایک رازدار احمد ابن عبداللہ عاملِ خراجِ قم کو پانچ آدمیوں کے ساتھ عیادت کے لئے روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ تم پانچ آدمی ہمہ وقت ان کی تیمارداری میں مصروف رہنا ان پانچ آدمیوں میں نحریر رومی ملعون بھی تھا

اس کے بعد اس ملعون نے اپنے طبیبِ شاہی کو علاج کے لئے بھیجا تا کہ لوگوں کو اس کی خباثت کا علم نہ ہو سکے اس شاہی طبیب نے جب آ کر دیکھا تو پوچھا آپ کا کیا

حال ہے؟

آپ کے دشمنوں کو کیا تکلیف ہے؟

اس کے جواب میں امام علیہ الصلوات والسلام نے اپنے دستِ مبارک کی ہتھیلی اس کے سامنے کر دی اور فرمایا اس کا خود مشاہدہ کرلو

جب طبیب نے دیکھا تو اسے ہتھیلی پہ نیلے رنگ کے دھبے واضح نظر آ رہے تھے اور وہ یہ دیکھ کر چونک گیا امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اگر سمجھ سکو تو بس یہی مرض ہے

اس طبیبِ شاہی نے عرض کی آقا میں آپ کی مرض کو سمجھ گیا ہوں آپ ایسا کریں مصطگی رومی کو جوش دے کر اس کا جوشاندہ بنالیں وہی استعمال فرمائیں

اس پر امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بے شک درست علاج تجویز کیا ہے کیونکہ زہرِ ہلاہل کا یہی علاج ہوتا ہے فرمایا اہلِ خانہ کی خوشنودی کے لئے ہم یہ علاج ضرور کریں گے مگر اب اس کا وقت گزر چکا ہے

روزِ جمعہ

8 ربیع الاول 260 ہجری بمطابق یکم جنوری 874 عیسوی جمعہ کے روز کی صبحِ کاذب ہوئی

ابوسہل اسماعیل بن علی نوبختی روایت کرتے ہیں کہ اس رات میں جب نماز تہجد سے فارغ ہوا تو سوچا اپنے امام زمانہ ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کرلوں میں اسی غرض سے ان کے قصرِ امامت کی طرف چل پڑا جب میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ امام علیہ الصلوات والسلام مسند پہ آرام فرما ہیں ان کی آنکھیں بند ہیں

www.khrooj.com

میں خاموشی سے قریب بیٹھ گیا کچھ دیر بعد امام علیہ الصلوات والسلام نے آنکھیں کھولیں اور اپنے غلام جناب عقید کو قریب بلایا اور فرمایا کہ درِ اطہر پہ عرض کر کے مصطگی رومی کا جوشاندہ طلب کرو ہمیں پیاس لگی ہے

اہلِ حرم نے فوراً جوشاندہ تیار کر دیا کچھ دیر بعد جناب عقید اس جوشاندہ کا جام لے آئے انہوں نے امام علیہ الصلوات والسلام کو سہارا دے کر بٹھایا اور وہ جام ان کے ہاتھ میں دیا جب انہوں نے جام ہاتھ میں لیا تو ہاتھ کانپنے لگے اور ایسی کپکپی طاری ہوئی کہ آپ جام نوش بھی نہ فرما سکے

اس کے بعد امام علیہ الصلوات والسلام نے جام ویسے کا ویسا ہی واپس کر دیا اس کے بعد فرمایا عقید تم اس نشست گاہ کے قریبی کمرہ میں جاؤ وہاں ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف مصروفِ نماز ہوں گے انہیں اطلاع دو کہ آپ کو بابا جان بلا رہے ہیں

جناب عقید سے روایت ہے کہ جب میں اس کمرہ میں گیا تو میں نے شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کو مصروفِ نماز پایا اور اس وقت سجادۂ نماز پہ وہ سجدہ میں سر بہ خم تھے انہوں نے اپنی انگشتِ شہادت بلند فرمائی ہوئی تھی مگر میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ وہ کیا تلاوت فرما رہے تھے انہوں نے سجدہ کو مختصر فرمایا جب سجدے سے سر اطہر اٹھایا تو میں نے عرض کی کہ آپ کو بابا جان یاد فرما رہے ہیں یہ سن کر وہ شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کے پاس تشریف لائے ہم نے ان کی زیارت کی

و اذا هو دری اللون و فی شعر راسه قطط مفلج الاسنان

ہم نے دیکھا ان کا رنگ اطہر سفید موتی کی طرح تھا ان کی زلفیں پیچدار اور

گھونگھریالی تھیں دندانِ آبدار کے مابین تھوڑا سا فاصلہ تھا انہیں دیکھ کر جناب ابومحمد العسکریؑ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

یا سید اھل بیتہ اسقینی الماء فانی ذاھب الیٰ ربی

فرمایا اے اہل بیت اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین کے سید و سردار ہمیں اپنے ہاتھوں سے پانی پلا دیں کیونکہ اب ہم اپنے محبوبِ حقیقی کی طرف جانے والے ہیں

شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف نے اپنے ہاتھوں سے جام اٹھایا پھر اس پر کچھ تلاوت فرمایا اور پھر بابا پاک صلوات اللہ علیہ کے پاک ہونٹوں سے لگا دیا آپ نے چند گھونٹ نوش فرمائے پھر جام واپس میز پہ رکھ دیا گیا

اس کے بعد شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف نے حاضرین سے فرمایا جو لوگ یہاں ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے پاس بیٹھے ہیں وہ باہر چلے جائیں کیونکہ ہمارے پردہ دار صلوات اللہ علیہن یہاں تشریف لانا چاہتے ہیں

جب سارے لوگ چلے گئے تو ملکہ دوراں صلوات اللہ علیہا نے اپنے کمسن لعل کا ہاتھ تھاما اور پاک سرتاج کے پاس لے آئیں امام علیہ الصلوات والسلام نے یہ منظر دیکھا تو بے ساختہ آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا سیدی و مولائی اب ہم ساری آلِ محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین کو آپ کے سپرد کرتے ہیں آج ہماری اپنے اجداد طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی طرف تیاری ہے اب ساری آلِ محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین کی نگاہیں آپ پر ہیں سارے مظلومین کو آپ ہی کا سہارا ہے انہیں زیادہ انتظار نہ کروانا

اس کے بعد فرمایا کاش آج والدہ پاک صلوات اللہ علیہا ہمارے سرہانے موجود ہوتیں

ان کی آغوش میں سفرِ آخرت کرنا کتنا پرسکون ہوتا مگر ہماری یہ قسمت کہاں وہ ہمارے بعد پہنچیں گی اور ہمارا آخری دیدار بھی شاید ہی کرسکیں

یہاں یہ حال تھا اُدھر دورانِ سفر معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا جناب ابوالعلی سے فرما رہی تھیں بیٹا سفر ذرا تیزی سے کرو ہمارا دل بہت بے چین ہے خدا کرے ہمارے لختِ جگر خیر سے ہوں ادھر دونوں طرف سے ایک درد بھری بے چینی تھی

اُدھر کمسن شہزادے عجل اللہ فرجہ الشریف نے آبِ مصطفٰی کا جام اٹھایا اور چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اٹھا کر کچھ تلاوت فرمایا پھر آکر باباجان علیہ الصلوات والسلام کے ہونٹوں سے لگایا انہوں نے چند گھونٹ نوش فرمائے اس کے بعد لعل سے دریافت فرمایا بیٹا ابھی نمازِ صبح سے کتنا وقت باقی ہے؟

انہوں نے عرض کی عین اول وقتِ نماز ہے اس پر فرمایا آپ میری تجدیدِ وضو کروا دیں تاکہ ہم نماز ادا فرماسکیں آپ میری نماز کی تیاری کروائیں

کمسن شہزادے عجل اللہ فرجہ الشریف نے باباپاک علیہ الصلوات والسلام کو سہارا دے کر تکیہ کے سہارے بٹھا دیا اس کے بعد مندیل (تولیے نُما رومال) اُٹھایا اور ان کے زانوؤں پہ بچھا دیا پھر طشت (سلفچی) اور آفتابہ لے کر قریب آئے اور باباپاک علیہ الصلوات والسلام کو وضو کروانا شروع کیا چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے رخِ انور پہ پانی ڈالا پھر بازوؤں کو کہنیوں تک تر فرمایا اس کے بعد باباپاک علیہ الصلوات والسلام کے سرِ اطہر کا مسح کیا پھر قدموں کا مسح کیا اس کے بعد آغوش سے تولیہ اُٹھایا اور انہیں قبلہ رو بٹھا دیا۔ اس روایت کے راوی ابوسہل بن علی نوبختی ہیں......(R_75)

شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام نے اشاروں سے نمازِ صبح ادا فرمائی اس کے بعد اپنے

لعل عجل الله فرجه الشریف کو قریب بلایا اور اپنے دونوں ہاتھوں میں لختِ جگر عجل الله فرجه الشریف کے رخساروں کو لے کر فرمایا

اب کشتی ارض وسما کے واحد ناخدا آپ ہیں

اب صاحب الزمان عجل الله فرجه الشریف آپ ہیں

اب ہمارے ولی ووصی آپ ہیں

اب دستارِ سرورِ کونین صلی الله علیه و آلهٖ وسلم کے مالک بھی آپ ہیں

اب بقیہ آلِ محمدؐ علیه الصلوات والسلام بھی آپ ہی ہیں

اس کے بعد جملہ مستورات صلوات الله علیهن کو قریب بلایا اور وصیتیں فرمائیں اور آنے والے واقعات بیان فرمائے اس کے بعد ایک وصیت نامہ سرہانے سے برآمد فرمایا وہ اپنی پھوپھی پاک صلوات الله علیها کو دے کر فرمایا اس میں ہم نے اپنی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کا وارث اپنی والدہ پاک صلوات الله علیها کو قرار دیا ہے باقی سب کچھ وہ خود سنبھال لیں گی

اس کے بعد اپنے لختِ جگر عجل الله فرجه الشریف کے سامنے مواریثِ انبیا علیهم السلام اور جملہ تبرکاتِ انبیا واوصیا صلوات الله علیهم اجمعین برآمد فرمائے وصیت نامہ کے ساتھ یہ سب چیزیں لختِ جگر عجل الله فرجه الشریف کو دے کر فرمایا یہ اپنی جدہ طاہرہ صلوات الله علیها کے پیش کریں جب تک وہ چاہیں گی یہ سب کچھ ان کے پاس رہے گا آج اگر وہ ہمارے سرہانے موجود ہوتیں تو ان سے آخری پیار تو کروا لیتے مگر مشیتِ الٰہی کو منظور نہیں

رِضاً بِقَضَائِهٖ وَ تَسلِیماً لِاَمرِهٖ

خالق کو شاید یہ منظور تھا کہ وہ اپنے جوان بیٹے کا آخری وقت نہ دیکھیں کیونکہ ایک ماں کے لئے یہ صدمہ نا قابلِ برداشت ہوتا ہے ان کا دل پہلے بھی ایک جوان بیٹے کا گھاؤ کھا چکا ہے اب شاید وہ کمسن کی یتیمی اور اپنی بہو کی بیوگی کا صدمہ برداشت نہ کر پاتیں۔ اچھا انہیں میری طرف سے قدم بوسی کے بعد عرض کرنا کہ آپ کا مظلوم بیٹا آپ کو بہت بہت سلام عرض کرتا تھا ہماری طرف سے انہیں بہت بہت دعائیں پیش کرنا......اچھا خدا حافظ

یہ ساری وصیتیں فرماتے رہے اور اس دوران اپنے کمسن لعل کا ہاتھ پکڑے اپنے جگر سے لگائے رہے

اس کے بعد فرمایا بیٹا اب تکیہ ہماری پشت سے ہٹا لیں تکیہ ہٹایا گیا تو بستر پہ دراز ہو گئے اور آنکھیں بند کر لیں اس کے بعد فرمایا

صلی اللہ علیٰ اھل البیت ربنا انہ حمید مجید

یہی ان کا آخری کلام تھا اس کے بعد کوئی کلام خیر فرمایا اور اسی خاموشی نے ہمیشہ کی خاموشی اختیار کر لی اور آپ نے اپنی جدِ اطہر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لبیک فرمائی۔ اُدھر آٹھ ربیع الاول کا سورج طلوع ہوا اِدھر مطلع ولایت کا گیارہواں آفتابِ عالم تاب غروب ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون

یہ خبر پھیلتے ہی پورے سامرہ شہر کی گلیاں گریہ و بکا سے گونج اٹھیں سارے شہر میں کہرام مچ گیا گویا سامن کا شہر عزا خانہ بن گیا

واقعہ ابوالادیان

ابوالادیان نامی شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام کے ایک غلام تھے اور آپ کے

توقیعات کو مومنین تک پہنچایا کرتے تھے ان سے یہ روایت ہے کہ 23 صفر 260 ہجری کے دن مجھے میرے مالک جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام نے یاد فرمایا جب میں ان کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا ان کے سامنے بہت سے خطوط پھیلے ہوئے ہیں جب میں حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا کہ ہمارے پاس اہلِ مدائن کے بہت سے خطوط جواب طلب پڑے تھے ان کا جواب دینا تھا سو ہم نے ان کے جوابات لکھ دیئے ہیں اب تم ان خطوط کے جوابات لے کر مدائن جاؤ اور وہاں سے مومنین کے جوابی خطوط بھی لانا ہیں

اس کے بعد فرمایا جب تم پندرہ دن بعد واپس آؤ گے تو تمہیں سامرہ کی گلیوں میں کہرام بپا نظر آئے گا اور جب تم ہمارے گھر میں آؤ گے تو ہمیں غسل وکفن دیا جا چکا ہوگا اور جنازے کی تیاری ہورہی ہوگی یہ یاد رکھنا ان خطوط کے جوابات کسی کو نہ دینا مگر جو ہماری نمازِ جنازہ ادا فرمائیں اسی ذات کو ان خطوط کے جوابات پیش کرنا

ابوالادیان بیان کرتے ہیں کہ جب میں آٹھ ربیع الاول کو سامرہ میں داخل ہوا تو دیکھا پورا شہر ماتم کدہ بنا ہوا تھا ہر گھر سے رونے کی آوازیں آرہی تھیں میں بھی روتا ہوا دراطہر پہ پہنچا میں نے دیکھا سردیوں کے موسم کی وجہ سے مہمان خانہ کے صحن میں صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی ابھی غسل مکمل نہیں ہوا تھا اور اس صفِ عزا پہ ڈیڑھ سو کے قریب بنی ہاشم صلوات اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما تھے اور ان کے درمیان جناب جعفر تواب بیٹھے ہوئے تھے جوق در جوق مومنین آتے اور پہلے انہیں برادر بہ جان برابر کی تعزیت پیش کرتے اس کے بعد انہیں منصبِ امامت کی مبارک دیتے اور اس صفِ ماتم پہ بیٹھ جاتے

www.khrooj.com

میں یہ سوچ رہا تھا کہ جناب جعفر تواب کی ظاہری شہرت تو اچھی نہیں تھی انہیں منصب
اِمامت کیسے مل گیا ہے؟

بہرحال میں نے بھی ویسا ہی کیا جیسا کہ دوسرے مومنین کررہے تھے یعنی پہلے تعزیت
کی پھر انہیں منصبِ امامت کی مبارک دی اور نمازِ جنازہ کے انتظار میں بیٹھ گیا

اندرونِ خانہ جناب عقید اور جناب عثمان بن سعید العمری غسل دینے میں مصروف
تھے

حقیقت یہ ہے کہ امام کو غسل امام کے سوا کوئی نہیں دے سکتا اس لئے خود ہمارے امامِ
زمانہ عجل الله فرجه الشريف اپنے بابا پاک عليه الصلوات والسلام کو غسل دے رہے تھے اور یہ
دو اصحاب غسل دینے میں ان کی مدد کررہے تھے یا ظاہری طور پر سامنے یہ تھے اور
حقیقی طور پر کمسن امام عجل الله فرجه الشريف غسل دے رہے تھے

ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک جناب عقید سلام الله عليه نے آکر اطلاع دی کہ
اب جنازہ پاک تیار ہے اجازت ہو تو جنازہ باہر لایا جائے

یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ فرعونِ بغداد ملعون نے اپنے بھائی عیسیٰ بن متوکل ملعون کو بھی
بھیجا تھا کہ تم کوشش کرنا کہ جنازہ تم پڑھوانا اس غرض سے وہ بھی آیا ہوا تھا

جناب عقید سلام الله عليه نے اطلاع دی جنازہ پاک تیار ہے تو سارے لوگ کھڑے
ہو گئے اور جناب جعفر تواب اور ان کے دوسرے بھائی جناب حسینؑ بن امام علی نقی
عليهما السلام ان کے ساتھ روانہ ہوئے تا کہ حرم سرا سے جنازہ پاک برآمد کیا جائے

دونوں بھائی گھر اطہر میں تشریف لے گئے اور کچھ دیر بعد اس طرح برآمد ہوئے کہ
جنازہ پاک کی اگلی طرف سے دونوں بھائیوں نے اٹھا رکھا تھا اور پائنتی کی طرف

سے دونوں غلام اٹھائے ہوئے تھے یعنی جناب عقیدسلام اللہ علیہااور جناب عثمان بن سعید العمری علیہما السلام نے کاندھا دیا ہوا تھا......(R_76)

جب جنازہ پاک صحن میں پہنچا تو عیسیٰ بن متوکل ملعون نے کہا آپ یہ جنازہ ایک منٹ کے لئے زمین پر رکھ دیں جنازہ زمین پر رکھا گیا تو اس نے آ کر بندِ کفن کھولے اور رخِ انور سے کفن اٹھا کر لوگوں کو بلایا کہ سارے لوگ دیکھ لیں کہ ان کے جسم پر کوئی زخم نہیں ہے کل یہ نہ کہنا کہ انہیں شہید کیا گیا ہے اور اس طرح زہر کا ذکر تک نہ کیا بلکہ یہ عمل چور کی داڑھی میں تنکے کی مثال تھا......(R_77)

اس کے بعد جنازہ پاک کو صحن میں رکھا گیا اس وقت عیسیٰ بن متوکل ملعون کا یہ خیال تھا کہ اسے رسمی طور پر جنازہ پڑھوانے کی دعوت دی جائے گی تو وہ فوراً تیار ہو جائے گا اسے یہ گمان تھا کہ اسے دعوت بھی ضرور دی جائے گی کیونکہ وہ خلیفۂ وقت کا بھائی ہے مگر اس کی امیدوں پر اس وقت پانی پھر گیا جب جناب جعفر تواب خود صفوں سے آگے بڑھ گئے اور ایسا اظہار کر دیا کہ جنازہ وہ خود پڑھائیں گے

ادھر گھر اطہر میں یہ عالم تھا کہ آج زندگی میں پہلی مرتبہ والدہ پاک صلوات اللہ علیہا اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو مجمع عام میں بھیجنے کے لئے تیار کر رہی تھیں

اس وقت ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ظاہری عمر تقریباً ساڑھے چار سال تھی انہوں نے کمسن لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو اپنے ہاتھوں سے بابا کی دستارِ یتیمی خود موزوں کی اور در تک رخصت کرنے خود تشریف لائیں

ان کے جذبات کو وہی ماں سمجھ سکتی ہے کہ جس کا ایک ہی لختِ جگر ہو اور ساری دنیا اس کی دشمن ہو اور اسے دشمنوں کے ہجومِ عام میں اپنا لعل بھیجنا پڑے

جتنی دیر معصوم شہزادہ پاک گھر سے باہر رہے پاک ماں صلوات اللہ علیہا دروازہ پر منتظر رہیں اور مصروفِ دعا رہیں

باہر جب جنازہ کے لئے صفیں تیار ہوگئیں تو جناب جعفر تواب ؑ نے اِدھر اُدھر دیکھا اور تکبیرۃ الاحرام کے لئے ہاتھ اٹھائے عین اس وقت گھر اطہر سے کمسن امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ظاہر ہوئے اور آ کر چچا جان کی عبا کے دامن کو کھینچا اور فرمایا

تاخر یا عم فان احق بالصلواۃ علیٰ ابی

یہاں کچھ روایات کی تنقیح کرنا بھی ضروری ہے وہ یہ کہ عبیداللہ بن خاقان والی روایت جسے صاحب غیبت طوسی نے بھی نقل کیا ہے صاحب منتہی الآمال، صاحب نجم الثاقب وغیرہ سب نے نقل کیا ہے اس میں ایک بات ہمارے مسلمات مذہب کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ اس وقت نماز جنازہ ابوعیسیٰ بن متوکل عباسی نے پڑھائی لیکن ہمارے مذہبی مسلمات میں سے ہے کہ معصوم کا جنازہ معصوم ہی پڑھا سکتا ہے۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد شیخ طوسی نے اپنا تبصرہ کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے تشریف لے جانے کے بعد اس نے نماز پڑھائی ہو جیسا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام کی نماز جنازہ سندی بن ساہک ملعون نے اور امام رضا علیہ الصلوات والسلام کی نماز جنازہ مامون عباسی ملعون نے پڑھائی تھی اسی طرح دوسری نماز پڑھائی گئی ہو......(طوسی ص 131)

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ساری مخلوق کے سامنے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے نماز پڑھا دی تھی اور ان لوگوں نے بڑی سعادت مندی سے نماز پڑھ لی تھی تو اس کے بعد ان کے لئے دوسری نماز پڑھانے کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا تھا جیسا کہ امام

WWW.KHROOJ.COM

رضا علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے وقت امام محمد تقی علیہ الصلوات والسلام تو مدینہ میں تھے اور ظاہراً وہاں موجود تھے ہی نہیں اور انہوں نے مجمع عام میں نماز پڑھائی ہی نہیں تھی بلکہ اس میں تو صرف خواص موجود تھے اس لئے مامون عباسی کو موقعہ ملا تھا اسی طرح امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام کی نماز بھی امام علی الرضا علیہ الصلوات والسلام نے پوشیدہ طور پر پڑھائی تھی نہ کہ مجمع عام میں۔ اس لئے سندی بن شاہک کو موقعہ مل گیا تھا مگر یہاں تو اور کیفیت تھی کیونکہ یہاں تو لوگوں کے سامنے نماز پڑھائی ہی اس لئے جا رہی تھی کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی کوئی اولاد تھی ہی نہیں اور اس میں آپ نے اپنا تصرف امام فرمایا اور سب کو دکھا کر نماز پڑھائی اور اپنے ایک ہی فقرے میں کئی اشتباہات وشکوک رفع فرما دیئے اور پورا پورا اتمام حجت کر دیا جیسا کہ فرمایا

تاخر یا عم فان احق بالصلواۃ علیٰ ابی

یہ وہ جملہ ہے کہ جس نے بعد میں ہونے والے جملہ اعتراضات کو قبل از وقت ختم کر دیا یعنی لفظ ''تاخر'' میں جنازہ پڑھنے کی منع ہے ''یا عم'' میں اس رشتے کا اظہار ہے جو ان کا جناب جعفر سے بنتا تھا کیونکہ انہوں نے یہ تاثر دیا ہوا تھا کہ ان کا کوئی بھتیجا ہے ہی نہیں

اور ''فان احق'' میں اپنا استحقاق جتلایا کہ ان کے سب سے زیادہ قریبی ہم ہیں اور کسی دوسرے بھائی کی اولاد نہیں انہی کے لخت جگر ہیں ان کے حقیقی وارث ہم ہیں

اور ''بالصلواۃ'' میں یہ واضح فرمایا کہ منصبِ امامت مرہونِ عمر نہیں

عمومی پیش نماز کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ ایک بالغ شخص ہو ورنہ نماز نہیں

ہوتی مگر یہاں یہ بھی اظہار فرما دیا کہ احکامِ شرع کے ہم پابند نہیں ہیں بلکہ احکامِ شرع ہمارے پابند ہیں اور لفظ ''ابی'' میں وہ رشتہ جتلایا کہ جوان کا اپنے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام سے بنتا تھا اور ظاہر فرما دیا کہ انہیں کبھی بھی لاولد ثابت نہ کیا جائے بلکہ ہم ان کے فرزند موجود ہیں

اس طرح کمسن امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے نمازِ جنازہ خود پڑھوائی بعض روایات میں ہے کہ جنازہ پڑھوانے کے فوراً بعد واپس گھر تشریف لے گئے مگر جو روایات زیادہ قرینِ عقل ہیں ان میں یہ ہے کہ پھر تدفین کے جملہ مراحل میں برابر شریک رہے اور پورے مجمعِ اعدا پہ تصرف فرمایا جس سے کسی میں خلافِ منشا کام کرنے کی جرات ہی نہیں ہوئی

یہ بھی شیعہ مسلماتِ مذہب میں سے ہے کہ معصوم کو غسل معصوم ہی دے سکتا ہے اور معصوم کا جنازہ بھی معصوم ہی پڑھا سکتا ہے اور لحد میں معصوم کو معصوم ہی اتار سکتا ہے جیسا کہ شہنشاہِ کربلا کی تدفین میں جب بنی اسد نے مدد کرنا چاہی تھی تو امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ تم باقی لاشوں کی تدفین میں تعاون کر سکتے ہو مگر ان کی تدفین ہمارے سوا کوئی نہیں کر سکتا

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہی نے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے جسمِ نورانی کو مشہد مقدس میں بھی خود اتارا تھا اور سارے مراسمِ شرعی بنفسِ نفیس خود ادا فرمائے تھے

جب جملہ مراسمِ شرعی سے فراغ ہو گئے تو پھر گھر اطہر میں واپس تشریف لائے اور واپسی پہ جناب کافور کو بھیج کر ابوالادیان کو بلایا اور ان سے خطوط کے جوابات

وصول فرما کر اپنی امامت کے استحقاق کو ثابت فرما دیا

جتنا وقت آپ باہر تشریف فرما رہے اس سارے وقت میں پاک والدہ صلوات الله علیها دروازہ پر مصروفِ دعا رہیں کہ میرے خالق میرے لعل علیہ الصلوات والسلام کو دشمنوں سے محفوظ رکھنا ہم نے تو انہیں لاکھوں پردوں میں پالا ہے ہمارا بیٹا کمسن ہے اور پہلی بار دشمنوں میں گیا ہے

جب آپ گھر میں واپس آئے تو پاک ماں صلوات الله علیها نے بڑھ کر لختِ جگر عجل الله فرجه الشریف کو سینے سے لگایا اور خالق کا شکر ادا کیا کہ ہمارا بیٹا خیر سے گھر واپس آ گیا ہے

یہ واقعات اکثر کتب غیبت میں موجود ہیں اور ہر اس کتاب میں موجود ہیں کہ جس میں جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے واقعات منقول ہیں ......(R_78)

روایت حاجز بن یزید وشا

حاجز ابن الیزید جو بعد میں امام زمانہ عجل الله فرجه الشریف کے خواص میں شامل ہوئے تھے ان سے روایت ہے کہ جب یہ مراسم ادا ہو رہے تھے تو میں جناب جعفر تواب کے پہلو میں بیٹھا تھا جب میں نے یہ دیکھا تو ان سے عرض کی آقا یہ کیا ہو رہا ہے یہ معصوم کون ہیں؟

انہوں نے فرمایا مجھے کیا معلوم کہ یہ کون ہیں کیونکہ میں بھی تمہاری طرح انہیں پہلی بار دیکھ رہا ہوں اور جو دیکھ رہا ہوں شاید حق ہی ہے......(R_79)

ادھر جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کا مشہد بنایا جا رہا تھا اُدھر عین اسی وقت

شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کا محمل سامرہ کی گلیوں میں داخل ہورہا تھا جب سامرہ میں رونے کی آوازیں سنی تو فرمایا دعا کرو خالق خیر کی خبر سنائے ہمارا دل ڈوبتا جارہا ہے

کیونکہ مزار پاک گھر اطہر کے اندر بنائی گئی تھی اس لئے جب محمل در اطہر پہ پہنچے تو لوگ تدفین سے فارغ ہوکر باہر نکل رہے تھے

معظّمہ کونین صلوات اللہ علیہا نے جناب ابوالعلی سے فرمایا بیٹا پتہ تو کرو بات کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے شہنشاہ معظم جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں

جب یہ خبر سنی تو ایک ماں کے لئے اس سے بڑھ کر کونسی قیامت ہوسکتی ہے کہ اس کے جوان بیٹے کی خبر انہیں ملے اور وہ بھی اس وقت کہ جب چند منٹ پہلے انہیں سپرد الٰہی کیا جاچکا تھا وہ محمل سے گریہ کناں فرمایا کناں لختِ جگر علیہ الصلوات والسلام کی تازہ لپی ہوئی مزار پر پہنچیں تو مزار پہ خود کو گرادیا اور بڑے دردناک بین کئے

بین

کیوں ہوگئے ہو مجھ سے جدا میرے نوجواں
اتنی بھی جلدی کیا تھی اے ممتا کی جانِ جاں

اکبرؑ سے کم حسین نہ تمہارا شباب تھا
ممتا کی زندگی کا جوان آفتاب تھا
لوٹا ہے جانے کس نے جوانی کا کارواں

WWW.KHROOJ.COM

میرا کہاں نصیب سنانا یہ فیصلہ
تھی خوش نصیب مادرِ اکبرؑ کہ جن کا تھا
آنکھوں کے سامنے ہوا قرباں حسیں جواں
افسوس ہے کہ میں نہ گلے سے لگا سکی
دم واپسیں نہ گود میں تجھ کو سلا سکی
ڈھونڈے گی اب کہاں تجھے یہ بیقرار ماں

جب وہاں مرثیہ پڑھا تو سارے اہل حرم جمع ہو گئے لیکن تاریخ یہ نہیں بتاتی کہ انہوں نے کس طرح ایک ایک کو گلے سے لگا کر کس طرح کے بین کئے
اپنی بیوہ بہو صلوات اللہ علیہا کو کس طرح دیکھا ہوگا جبکہ ان کی مانگ میں بیوگی کی خاک سجی ہوئی ہوگی
یہ بھی نہیں لکھا ہوا کہ انہوں نے اپنے کمسن یتیم لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو کس طرح پیار کیا اور انہیں کس طرح دلاسہ دیا اور مظلوم والد علیہ الصلوات والسلام کا پرسہ دیا
میں سمجھتا ہوں کہ جب انہوں نے اپنے کمسن لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے سراطہر پہ بابا پاک کی دستارِ یتیمی دیکھی ہوگی تو روتے ہوئے بیٹے کو سینے سے لگا لیا ہوگا

(R_80)......

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

پس ماندگان کے حالات

جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کے پس ماندگان کے بارے میں لکھا ہے کہ نو افراد پاک تھے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں

(1) ایک پاک فرزند یعنی ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف

(2) ایک حرم اطہر صلوات اللہ علیہا

(3) ایک دختر پاک (رہ وہ) صلوات اللہ علیہا

(4) ایک والدہ پاک صلوات اللہ علیہا

(5) ایک دادی پاک صلوات اللہ علیہا

(6) ایک پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا

(7) ایک پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا

(8) ایک بھائی جناب حسینؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام

(9) دوسرے بھائی جناب جعفر تواب صلوات اللہ علیہ

ان کے علاوہ بہت سے غلام اور کنیزیں بھی تھیں

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ بعض کتب میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ایک بھائی جناب موسیٰ العسکری کا ذکر بھی ملتا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس روایت کے

متعلق راوی کواشتباہ ہوا ہے اور وہ جناب موسیٰ بن حسین العسکری علیھما الصلوات و السلام کو بھائی سمجھ بیٹھے ہیں اس پر آگے بات ہوگی

تقسیمِ وراثت

9 ربیع الاول کی رات کو دو طرف سے پروگرام بن رہے تھے ایک قصرِ دارالامارہ میں بن رہا تھا اور ایک خانۂ توحید و رسالت میں بن رہا تھا

قصرِ دارالامارہ میں یہ پروگرام بن رہا تھا کہ جناب ابو محمدؐ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی وراثت کی تقسیم کے مسئلے کو ہوا دی جائے اور اسے حکومتی سطح تک لایا جائے اس کے دو فائدے ہوں گے

نمبر ایک یہ کہ لوگوں میں ہماری دیانت داری کی دھاک بیٹھ جائے گی اور کسی کو یہ گمان تک نہ ہوگا کہ اس شہادت میں دربارِ خلافت بھی ملوث ہے

دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ہمارے آباء واجداد کو جس منتقمؑ آلِ محمدؐ علیہ الصلوات و السلام کی تلاش ہے انہیں حصولِ وراثت کے لئے سامنے آنا پڑے گا اور اس طرح ان کے دشمنوں کو گرفتار کرنا آسان ہو جائے گا

اِدھر خانۂ توحید و رسالت میں یہ پروگرام بن رہا تھا کہ دشمنِ خدا و رسولؐ کو اپنے مذموم مقاصد میں کس طرح خیر و خوبی سے ناکام کیا جا سکتا ہے

یہاں ایک وضاحت کرنا ضروری ہے کہ جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کا ظاہری مخالفانہ کردار صرف دکھاوا تھا ورنہ وہ مخالف نہ تھے اسے ان کے حالات میں ثابت کیا جائے گا

آٹھ ربیع الاول کی شام کو جب سارے لوگ چلے گئے تو جناب جعفر تواب سلام اللہ

علیہ نے اپنے محلے داروں کو جمع کیا اور جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کے درِ اطہر پہ پہنچ گئے اور جو اصل پردۂ توحید کے مالک پردہ دار صلوات اللہ علیھن تھے انہیں پہلے ہی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیھا کے گھر میں منتقل کر دیا گیا تھا اور اس وقت ان کے گھر اطہر میں صرف دو کنیزوں کے علاوہ کوئی بھی موجود نہ تھا

اس وقت آپ نے وہاں جا کر سارے گھر کے سامان کو ایک کمرے میں رکھ کر لوگوں کے سامنے مہر لگا دی یعنی گھر سیل کر دیا اور گھر کی ایک ایک چیز کو علیحدہ علیحدہ سیل لگائی اور وہاں اپنے چند غلاموں اور کنیزوں کو پہرے پہ بٹھا کر اپنے گھر واپس آ گئے اسی طرح رات گزر گئی اگلے دن محلے داروں کو جمع کیا کہ ہمارے پاک بھائی لاولد تھے اب ہم ان کا سامان اٹھا کر اپنے گھر لا رہے ہیں سامان کی منتقلی میں تم ہماری مدد کرو۔

سارے لوگوں کے ساتھ جب وہاں پہنچے تو غلام اور کنیزیں پریشان کھڑے تھے کہ اب گھر خالی ہو چکا ہے اس میں کچھ بھی باقی نہیں ہے

انہوں نے پوچھا یہ کیسے ممکن ہے کیونکہ در پہ ہماری مہریں تو اسی طرح باقی ہیں پھر جلدی جلدی مہریں توڑیں اور گھر میں داخل ہو گئے اور فوراً جلال کے عالم میں باہر آئے اور غلاموں پر غصے ہونے لگے کہ یہ سب تمہاری شرارت ہے کہ تمہی لوگوں نے خیانت کی ہے اس پر سارے محلے والوں نے کہا کہ جب آپ کی مہریں ویسی کی ویسی موجود ہیں تو انہوں نے کس طرح خیانت کی ہے؟

انہوں نے غلاموں کو مارنا شروع کر دیا کہ یہ تمہاری خیانت ہے اس پر محلے داروں نے بیچ بچاؤ کروایا اور غلاموں سے پوچھا کہ اگر تم نے یہ خیانت نہیں کی تو پھر کون یہ

سامان لے گیا ہے؟ جبکہ کل ہمارے سامنے ان پر مہریں لگائی گئی تھیں
انہوں نے بتایا کہ رات کو ہم پہرے میں مصروف تھے جب نصف رات گزر گئی تو سامنے والی شاہراہ سے اونٹوں کی ایک قطار آئی جس کے سارے اونٹ سفید رنگ کے تھے ان کے ساتھ چند آدمی بھی تھے جنہوں نے سفید رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے انہوں نے اپنے اونٹ اسی درِ اطہر پہ بٹھا دیئے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کے تمام دروازوں کی مہریں خود بخود کھل گئیں اور وہ اندر داخل ہو گئے اور اس گھر اطہر میں جو سامان موجود تھا اسے اونٹوں پہ بار کرنا شروع کر دیا ہم پر ان کی ہیبت ایسی طاری ہوئی کہ ہم ایک قدم بھی نہ اٹھا سکے بلکہ ہماری گویائی بھی ختم ہوگئی وہ ہمارے سامنے سامان لاد کر روانہ ہو گئے اور مہریں اپنے مقام پر پھر درست ہو گئیں اب بتائیں ہم کیا کر سکتے تھے؟ اگر ہم سامان چراتے تو مہریں کیسے اسی طرح قائم رہ سکتی تھیں؟

اس پر سارے محلے والوں نے ان کی صداقت کی تصدیق کی تو جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا عین اسی وقت معتمد ملعون کے آدمی پہنچ گئے کہ ہم اس گھر کا سامان اٹھانے آئے ہیں تا کہ وراثت کے متعلق درست فیصلہ کیا جا سکے اس پر جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ نے رو رو کر انہیں بتایا کہ میں لٹ گیا ہوں سارے محلے داروں نے میرے لٹنے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اب میں یہ فیصلہ حاکم کے پاس لے جاؤں گا......(R_81)

یہ گویا دشمن کو اپنے مشن میں فیل کرنے کا ایک انداز تھا کہ اس طرح خود پر بھی آنچ نہ آنے دی اور پردہ پاک اور ان کے گھر بھی محفوظ رہ گئے اور دشمن کو مایوس اور اپنے

مذموم ارادوں میں ناکام بھی کر دیا گیا
اس کے بعد معتمد باللہ ملعون کے سپاہیوں نے کوئی تعرض نہ کیا اور ناکام لوٹ گئے ان کے جانے کے بعد جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ نے گھر کو دوبارہ مہر لگا دی اور اپنے گھر چلے گئے لیکن معتمد باللہ ملعون اس بات پر کیسے یقین کرسکتا تھا اس نے دوسرے دن ایک فوجی جوان کو بھیجا تاکہ وہ تحقیق کر کے اپنی رپورٹ پیش کرے

روایت سیما

علی بن قیس نامی شخص اس طرح روایت کرتا ہے کے مجھے نواحِ سامرہ شریف کے ایک قاضی نے بتایا کہ دس ربیع الاول کے دن مجھے معتمد باللہ ملعون نے طلب کیا جب میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس نے اپنی فوج کے ایک افسر کو بلا رکھا تھا جس کا نام سیما تھا جب اس نے مجھے دیکھا تو سیما سے کہا میں اسے تمہارے ساتھ روانہ کرتا ہوں تم دونوں جا کر امام علیہ الصلوات و السلام کے گھر اطہر کے دروازے کی مہریں توڑ کر اندر داخل ہو جاؤ اور دیکھو کہ وہاں جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ نے اپنے بھائی کے کسی بیٹے کو چھپا تو نہیں رکھا؟
ہم دونوں روانہ ہوئے جب دراطہر پہ پہنچے تو کسی نے مداخلت نہ کی میں نے سیما سے کہا کہ تم اب دروازے کی مہر توڑ دو اس نے کندال سے دروازے کے قفل پر ضرب لگائی جس سے نہ تو قفل ٹوٹا اور نہ اس پر لگی مہر ٹوٹی یہ دیکھ کر اس نے پھر زور دار ضرب لگانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ دروازہ ایک دم کھل گیا اور اندر سے ایک شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف برآمد ہوئے انہوں نے اپنے ہاتھ میں شمشیرِ بے نیام لے رکھی تھی اور جلال کے عالم میں سیما سے فرمایا کہ تمہاری یہ جرات کیسے ہوئی

www.khrooj.com

کہ ہمارے گھر میں مداخلت کرو؟ سیما پہ ایسی دہشت طاری ہوئی کہ اس سے بات ہی نہ بن سکی اور اس نے عرض کی کیا یہ آپ کا گھر ہے؟

فرمایا ہاں اس گھر کے مالک ہم ہیں۔ اس نے عرض کی آپ ہمیں معاف فرمادیں ہم سے غلطی ہوئی ہے کیونکہ آپ کے چچانے کہا ہے کہ آپ کے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کی کوئی اولاد نہیں ہے اس لئے ہم سے یہ گستاخی ہوئی ہے اس کے بعد وہ شہزادہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف واپس اندر تشریف لے گئے اور دروازہ پہلے ہی کی طرح بند ہو گیا

یہ قاضی اور وہ فوجی افسر سیما واپس دار الامارہ میں گئے اور انہوں نے سارا حال سنایا تو اس کے بعد معتمد باللہ عباسی ملعون کو یقین ہو گیا کہ وہ شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف یہاں موجود ہیں......(R_82)

اسی دوران جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ وہاں پہنچ گئے اور فرمایا کہ اے خلیفہ صاحب آپ ہمارے بھائی کی وراثت کی تقسیم میں تساہل سے کام لے رہے ہیں اس کا جلدی فیصلہ کرو۔ اس نے کہا ہمیں اطلاع ملی ہے کہ امام علیہ الصلوات و السلام کے ایک لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف موجود ہیں لہٰذہ انہیں پیش کرو تا کہ اس کا فیصلہ کیا جائے۔ انہوں نے فرمایا ہمارے بھائی کی نہ ہی کوئی اولاد ہے اور نہ ہی ان کی کوئی زوجہ ہیں بلکہ جملہ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے ہم ہی وارث ہیں یہ ہمیں ہی دے دیں

اگلے دن ملعون نے یہ مشورہ کیا کہ ان کی جائیداد کو لاوارث قرار دے کر بحقِ سرکار ضبط کر لینا چاہیئے تا کہ یہ حقیقی وارث کو پیش کریں اس مشورے کے بعد اس نے یہ کام

کیا کہ گھر اطہر میں اصل وارث پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کو تلاش کیا جائے اور مدعیانِ وراثت کو اصل وارث کو پیش کرنے کو بھی کہا جیسا کہ تاریخ کے الفاظ ہیں

☆ بعث السلطان اِلیٰ دارہٖ من فتشھا و فتش حجرھا و ختم علیٰ ما جمیع ما فیھا و طلبوا اثر ولدہ......(R_83)

اس ملعون نے گھر اطہر میں تفتیش کروائی اور سارے کمروں کو چھان مارا مگر اسے کچھ بھی نہ ملا تو اس نے اس گھر کے سارے سامان پہ سیل لگا دی اور اس گھر کی ایک ایک چیز کو سیل کر دیا اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ ان کی پاک کنیزوں کا معائنہ کیا جائے اگر کسی کے ام الولد ہونے کا امکان ہو تو اس کو گرفتار کر لیا جائے

اس کے لئے ماہر قابلہ (دائیوں) کو بلایا گیا اور انہوں نے ایک ایک پاک کنیز کا معائنہ کیا ان میں سے ایک پاک کنیز پر انہیں شک ہوا کہ ان کی اولاد ہونے والی ہے اسے گرفتار کر کے دربار میں پیش کیا گیا ملعونِ بغداد نے ان کے بارے میں اپنے غلام نحریر رومی ملعون کو حکم دیا کہ انہیں شاہی محل میں نظر بند کر دیا جائے اور تم اس کی مسلسل نگرانی کرتے رہو......(R_84)

اس کے بعد یہ فیصلہ سنانے کا پروگرام بنایا گیا کہ اب سب کچھ بحقِ سرکار ضبط کر لیا جائے ورنہ اصل وارث کو پیش کیا جائے یا شہنشاہ معظم کے حرم پاک صلوات اللہ علیہا کو اصل مدعی بنا کر پیش کیا جائے

مگر یہ بات پاک خاندان صلوات اللہ علیہم اجمعین کیسے گوارہ کر سکتا تھا چاہے جائیداد چلی ہی کیوں نہ جائے لیکن اس وقت خانۂ توحید میں بھی ایک مشورہ ہوا اور یہ طے پایا کہ اب قاضی کی عدالت میں کیس کیا جائے اور ☆ مکروا مکر اللہ کا نمونہ پیش کیا

جائے

اس سے اسی ایک گھر کے دو فریق بن گئے ایک طرف جناب ابو محمد العسکریؑ علیہ الصلوات و السلام کی پاک والدہ صلوات اللہ علیہا مدعی بنیں اور جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ مدعا الیہ۔

جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ نے عدالت میں یہ فرمایا کہ ہمارے پاک بھائی لاولد تھے اور ان کا تعلق حنفی مسلک سے تھا اس لئے ان کی جائیداد کو ہم بقیہ دو بھائیوں میں تقسیم ہونا چاہیئے

دوسری طرف والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی طرف سے یہ دعویٰ دائر کیا گیا کہ ہمارے لختِ جگر صلوات اللہ علیہ نے ہمارے نام ایک وصیت نامہ لکھا تھا جس کی رو سے ان کے وصی ہم ہیں اور ان کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے وارث ہم ہی ہیں

یہ کیس اس دور کے قاضی القضاۃ حسین بن ابی شوراب کی عدالت میں دائر کیا گیا اس کا واحد مقصد یہ تھا کہ جائیداد ہم میں سے جسے بھی ملے گی سو ملے کم از کم حکومت کے منہ سے تو نکلتی ہے اس طرح عدالت میں وہ وصیت نامہ بھی پیش کر دیا گیا جو آخری وقت جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام نے لکھ دیا تھا

جب عدالت نے کیس سماعت کیا تو وصیت نامہ کو درست قرار دیا اس وقت جناب جعفر تواب نے یہ دلیل پیش کی اگر ہمارے بھائی کی کوئی اولاد ہوتی تو وہ اپنا وصی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کو کیوں قرار دیتے......(R_85)

اس سارے کیس کی سماعت کے بعد حکومت نے اپنی طرف سے ایک فیصلہ مسلط کر دیا اور اس میں لکھا کہ وصیت نامہ درست ہے مگر ہم آنجناب کو لاولد قرار دیتے

ہوئے فقہ حنفی کے مطابق سارے خاندان کو ان کی جائیداد سے محروم کرتے ہیں اور ان کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کا دعویٰ خارج کرتے ہیں اور جائیداد کو ان کے دو بھائیوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیتے ہیں

حالانکہ فقہ جعفریہ کے تحت بھائی طبقہ اولیٰ میں نہیں آتے اور متوفی کے والدین میں سے کسی ایک کی موجودگی میں بھائی وارث ہو ہی نہیں سکتے لیکن جملہ شواہد موجود ہونے کے باوجود فقہ حنفیہ کو مسلط کر دیا گیا اور اس طرح وہ حدیث پاک پایۂ صداقت کو پہنچی کہ جس میں فرمایا گیا تھا

''ہم قربان جائیں امام حسین علیہ الصلوات و السلام کے اس لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف پر کہ جس کی موجودگی کے باوجود ان کے والد کو لاولد قرار دے کر ان کی میراث تقسیم کر دی جائے گی''

اسی طرح امام حسینؑ علیہ الصلوات و السلام کا بھی ایک فرمان تھا کہ ہماری اولاد میں سے ہمارا ایک بیٹا ایسا مظلوم بھی ہوگا کہ جن کے والدِ ماجد علیہ الصلوات و السلام کو لاولد بنا کر ان کی میراث تقسیم کی جائے گی حالانکہ وہ زندہ ہوں گے۔ اسی طرح ایک فرمان تھا

ان التاسع من ولد الحسين تقسيم ميراثه و هو فى الحياة......(R_86)

بہر حال فیصلہ جو بھی ہوا جیت پاک گھرا طہر کی ہوئی اور حکومت ہار گئی اور انہیں اس فیصلہ پر عمل کرنا پڑا اور گھر کی چیز گھر میں واپس آ گئی

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدٌ و آلِ محمدٌ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم

یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

پس ماندگان عالی

سلام اللہ علیہ

دوستو! جیسا کہ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کے بڑے بھائی تو جناب اسد الدجیل ابوجعفر المحمد صاحب البلد علیہ الصلوات و السلام تھے جن کا وصال پہلے ہی ہو چکا تھا ان کے علاوہ جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کے دو اور بھائی تھے جن میں سے ایک جناب حسین الثانی علیہ الصلوات و السلام تھے

دوستو! اکثر صاحبان سیرت و تاریخ مقتل نے ان کے بارے میں یہی بات کہی ہے جو صاحب بحارالانوار سے لے کر صاحب منتھی الآمال تک سب نے لکھی وہ یہ ہے کہ جناب ابومحمد العسکری علیہ الصلوات و السلام اور جناب حسین العسکری علیہ الصلوات و السلام کو سارے آل محمد علیہم الصلوات والسلام میں حسنین شریفین علیہما الصلوات و السلام کہا جاتا تھا کیونکہ ان دونوں بھائیوں میں وہی نسبت نظر آتی تھی کیونکہ نام بھی دونوں کے حسنؑ و حسینؑ علیہما الصلوات و السلام تھے پھر ولدیت میں بھی وہی بات تھی کیونکہ یہ دونوں شہزادے حسین ابن علی حسن ابن علی علیہم الصلوات و السلام کے نام سے پہچانے جاتے تھے یہ بھی تھا کہ ان کا اوران کا نور بھی وہی تھا اور عظمت و تقدس و عصمت و

www.khrooj.com

شرافت میں تو اپنے ہی گھر کے روشن چراغ تھے حسن و جمال میں بھی یہ اپنی مثال آپ تھے اسی لئے آل محمد علیہم الصلوات والسلام میں اعادہ حسنین شریفینؑ ہونا درست بھی تھا اور کہنے والے حق بجانب بھی تھے

دوستو! ایک اہم بات کی طرف اشارہ کرنا بڑا ضروری ہے وہ یہ کہ جناب ابوالطیب کی جو مشہور روایت ہے اس میں وہ یہ بھی کہتا ہے کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا انداز گفتگو لب ولہجہ اور آواز اپنے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام سے زیادہ اپنے چچا جناب حسین علیہ الصلوات و السلام اس درجہ مشابہہ تھی کہ اگر کوئی ان کی طرف نگاہ نہ کرے تو معلوم ہو کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کلام نہیں فرما رہے بلکہ جناب حسین العسکری علیہ الصلوات و السلام فرما رہے ہیں اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جناب حسین العسکری علیہ الصلوات والسلام کا لب لہجہ اور انداز گفتگو شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے کلی طور پر مشابہہ تھا کیونکہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تو کلی طور پر شبیہ سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں......(R_87)

شجرۃ الاولیاء میں ہے کہ جناب حسین العسکری علیہ الصلوات و السلام اپنے وقت کے زہاد و عباد میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے اور اپنے شہنشاہ بھائی اپنے پاک بھتیجے کی امامت کے قائل ہی نہیں بلکہ ان کے معاون و مددگار بھی رہے تھے......(R_88)

یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ جناب ظاہری طور پر جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کا والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا سے قاضی کی عدالت میں مقدمہ بازی ہوئی تھی تو اس میں جناب حسین العسکری علیہ الصلوات و السلام اپنی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی طرف پیش ہوتے رہے تھے اور ان کی طرف سے ان کے ولی و وکیل بھی رہے تھے

شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی کے ایام مسافرمیں یہ جناب والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی خدمت میں مصروف رہے جبکہ جناب جعفرتواب سلام اللہ علیہ بظاہر مخالف رہے جس کی حقیقت ہم آئندہ اوراق میں عرض کرونگا ہاں یہاں یہ بات یادرکھنا چاہیے کہ جناب جعفرتواب سلام اللہ علیہ اور جناب حسین العسکری علیہ الصلوات والسلام میں کبھی بھی کوئی اختلاف نہیں رہا بلکہ والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کی طرف سے جناب حسین العسکری علیہ الصلوات والسلام ہی جناب جعفرتواب سلام اللہ علیہ کی اولاد کی خبر گیری فرماتے رہے تھے اور انہی کو والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا نے اپنا مختیار کار قرار دیا ہوا تھا۔ والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کے وصال الی اللہ کے بعد ان کی وفات ہوئی تو بقول جناب شیخ عباس قمی انھیں بھی امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام کے روضہ اطہر میں مزار کی جگہ ملی تھی زائرین کو وہاں ان کی زیارت بھی کرنا چاہیے......(R_89)

جناب جعفرتواب سلام اللہ علیہ

احباب گرامی!

یہاں موقعہ ہے کہ میں ایک مشہور عام اشتباہ کا ازالہ کرتا جاؤں تا کہ جن لوگوں کو اس معاملے میں غلط فہمی ہوئی ہے وہ اپنی اصلاح کرسکیں

عام کتب میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ جناب جعفرتواب سلام اللہ علیہ ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے دشمن تھے اور انہوں نے دعوئے امامت فرمایا تھا اور امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے وجود سے انکار کیا تھا اور شیعوں کو پریشان کیا تھا

دوسرا یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ وہ نعوذ باللہ شراب خور تھے، رقاصاؤں میں زندگی گزارتے تھے خود بھی ساز بجاتے تھے اور رقص وسرود کی محفلیں بھی جماتے تھے وغیرہ

وغیرہ

انہی الزامات کو دیکھ کر اکثر محبان اہل بیت ان کے بارے میں زبان بھی کھولتے ہیں میں اپنی بات کروں جب ہمیں معلوم ہوا کہ جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ نے ہمارے آقا عجل اللہ فرجہ الشریف کی مخالفت کی ہے تو ہماری زبانیں بھی ان کے خلاف کھلی تھیں جب اصل راز سے مالک پاک عجل اللہ فرجہ الشریف نے پردہ ہٹایا تو ہم نے توبہ کرلی

دوستو! بات یہ ہے کہ آپ تاریخ امام زادگان صلوات اللہ علیھم اجمعین کا مطالعہ کریں آپ یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ کسی بھی امام حق کا زمانہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں کسی نہ کسی امام زادے نے امامت کا دعویٰ نہ کیا ہو اور خود کو امام وقت کا مخالف نہ بتایا ہو حتیٰ کہ امام زین العابدین علیہ الصلوات و السلام کے چچا جان جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات و السلام نے بھی ان کے مقابلے میں امامت کا دعویٰ فرمایا تھا حالانکہ امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام نے فرمایا تھا کہ جو آدمی شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے حسن سلوک کرنا چاہے اسے چاہیے کہ وہ ہماری باقی اولاد صلوات اللہ علیھم اجمعین سے حسن سلوک کرے ہاں جو شخص صرف ہمارے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہتا ہو تو اسے لازم ہے کہ وہ جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات و السلام سے حسن سلوک کرے

کیا ایسی اعلیٰ شخصیت بھی دنیا کی پرستار ہو سکتی ہے؟ کیا ان کی بھی امام وقت کے ساتھ Miss Understanding ہو سکتی ہے؟

جناب جابر بن عبد اللہ انصاری کے نام سے ایک لوح کا ذکر موجود ہے کہ جس میں انہیں جناب سیدۃ النساء العالمین صلوات اللہ علیھا نے سارے آئمہ معصومین صلوات اللہ

علیہم اجمعین کے اسمائے مبارکہ دکھائے تھے بارہ امام جو ہونا ہیں وہ کون کون سے ہیں ؟اوران کے اسمائے مبارکہ کیا کیا ہیں؟

ان کے امہات گرامی صلوات اللہ علیہن کے اسمائے مبارکہ بھی اس میں مرقوم تھے اور آج تک ہمارے کتب میں وہ موجود ہے

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جناب جابر کو وہ لوح دکھائی گئی تھی اور جو خاندان پاک صلوات اللہ علیہم اجمعین کے مقدس افراد تھے انہیں وہ لوح نہیں دکھائی گئی تھی ؟

بارہ آئمہ ہدیٰ صلوات اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے مبارکہ کے نصوص آج ہزاروں کی تعداد میں ہماری کتابوں میں موجود ہیں تو کیا ان کی اپنی اولادِ پاک صلوات اللہ علیہم کو ان کے اسمائے مبارکہ اوران کے بارے میں جو نصوص وارد ہوئے تھے وہ معلوم نہ تھے؟

دوستو! ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ حقیقی امام علیہ الصلوات و السلام کے تحفظ کے لئے کیا جارہا تھا

اس سے پہلے کہ میں ان واقعات کو اجمالی طور پر بیان کروں پہلے آپ کو جدید دور کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں تاکہ آپ ہمارے مقصد کو کماحقہ سمجھ سکیں

ماضی میں جب اسرائیل نے مصر پر ایک حملہ کیا تھا تو اس وقت مصر کے بمبار طیارے اسرائیل پر حملہ کرنے کے لئے تیار کھڑے تھے مگر رن وے پر کسی متوقع حملے سے حفاظت کے پیشِ نظر مصری افواج نے یہ انتظام کیا تھا کہ ہر بمبار طیارے کے ساتھ ایک ڈمی (نقلی) طیارہ کھڑا کر دیا تھا کہ تاکہ اگر دشمن ہوائی حملہ کرے تو اس میں سارے طیارے نہ سہی کچھ تو بچ جائیں گے اور ہوا بھی یہی

بالکل اسی طرح خاندان پاک نے بھی اپنا حفاظتی انتظام کیا ہوا تھا کہ ایک امام پر جب کوئی خطرہ نظر آتا تھا تو کئی کئی امام زادگانؑ اپنے آپ کو امام بنا کر پیش کر دیتے تھے اور خود شہید ہو جاتے تھے

آپ دیکھیں واقعہ کربلا کے بعد جناب محمد حنفیہ صلوات اللہ علیہ نے انتقام کا ایک منصوبہ بنایا جس میں جناب مختیار ثقفی کی حکومت کے قیام کی راہ ہموار کی گئی اور پھر انہیں کوفے کی حکومت مل گئی مگر اس وقت باقی عرب پر شامیوں کی حکومت تھی حتیٰ کہ مدینہ بھی انہی کے تصرف میں تھا اب اگر یہ ثابت ہو جاتا کہ امام زین العابدین علیہ الصلوات و السلام نے ہی جناب مختیار صلوات اللہ علیہ کو تیار کیا ہوا ہے یا ان کا ان کے ساتھ کوئی تعلق ہے تو پھر مدینہ میں ان کی ذات پر حملہ ہونے کا سو فیصد احتمال تھا

دوسری طرف شیعوں میں یہ عقیدہ رائج تھا کہ جہاد صرف امام ہی کی سرپرستی میں ہو سکتا ہے اس لئے اگر جہاد کی تحریک چلانا تھی تو اس کے لئے ایک نیا امام بنانا ضروری تھا کہ دشمن کی توجہ اصلی اور حقیقی امام کی طرف سے ہٹائی جائے اور اپنا کام کیا جائے اس کے لئے جناب محمد حنفیہ صلوات اللہ علیہ نے اپنی امامت کا دعویٰ کیا اور سلسلۂ انتقام جاری ہو گیا مگر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب جناب محمد حنفیہ صلوات اللہ علیہ کے گھر اطہر کو گھیر لیا گیا اور ان کے گھر کے گرد آگ لگانے کے لئے لکڑیاں بھی جمع کر دی گئیں تو عین وقت پہ مختیار ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں نے بچا لیا اور وہ جبل رضوی (جو مدینہ سے 30 میل عربی مکے کے راستے پر روحا کے مقام پر ہے) کی طرف ہجرت فرما گئے اور پھر جناب مختیار نے ان کی حفاظت کے پیش نظر یہ دعویٰ کیا میں کسی اور امام کو نہیں مانتا بلکہ میں خود امام ہوں اور میرا کام ہے شہنشاہ کربلا صلوات اللہ علیہ کا

انتقام لینا سو میں وہ لے رہا ہوں......(R_90)

اس کے بعد یہ اعتراض ہوا کہ امام تو وہ ہوتا ہے کہ جس کے بارے میں کسی نبی کی نص موجود ہو اس پر انہوں نے جواب دیا کہ دوستو تم انتقام لینے میں میری مدد کرو اور یوں سمجھ لو کہ میں کسی نبی کو بھی نہیں مانتا بلکہ مجھ پر وحی کا نزول ہونا شروع ہو گیا ہے اس لئے میں ہی نبی ہوں اور میں ہی امام ہوں تم میرا ہی کلمہ پڑھو اور امامِ عالی مقام صلوات اللہ علیہ کا انتقام لو

آپ اس سارے معاملے پر غور کریں گے تو صاف نظر آئے گا کہ پہلے تو امام زین العابدین صلوات اللہ علیہ کی حفاظت کے لئے جناب محمد حنفیہ صلوات اللہ علیہ نے امامت کا دعویٰ کیا اور جب ان کے ایک جانثار نے انہیں خطرے میں دیکھا تو ان سے لاتعلقی کا اعلان کر کے اپنی امامت اور نبوت کا دعویٰ کر دیا تو کیا واقعی وہ خود کو نبی یا امام سمجھتے تھے یا ان کا یہ دعویٰ امامِ حق علیہ الصلوات والسلام اور ان کے پاک خاندان صلوات اللہ علیہم اجمعین کی حفاظت کے لئے تھا؟

جب تک سلسلۂ انتقام جاری رہا جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے کبھی بھی امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کے سامنے دعوئے امامت نہیں فرمایا جب سلسلۂ انتقام ختم ہو گیا تو اب ضروری تھا کہ جن لوگوں نے اس دعوے کو درست سمجھا ہوا تھا اور وہ صدق دل سے جناب محمد حنفیہ صلوات اللہ علیہ کو امام سمجھ رہے تھے ان کی ہدایت کرنا بھی انہی کا فریضہ تھا اس لئے آپ نے اعلان فرمایا کہ ہم اپنے بھتیجے سے اب فیصلہ کن بات کرتے ہیں کہ وہ امام ہیں یا ہم امام ہیں اس پر سارے لوگ جمع ہو جائیں اور یہ فیصلہ یہاں نہیں ہوگا بلکہ حرم کعبہ میں ہوگا

اس طرح ہزاروں لوگ جمع ہو گئے اور جب حرم کعبہ میں سارے لوگ جمع ہو گئے تو انہوں نے اپنے دعوے کا اعادہ فرمایا تو امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا چچا جان آپ اپنی امامت کی گواہی حجر الاسود سے دلوا دو تو آپ امام ہیں اگر حجر الاسود ہماری امامت کی گواہی دے دے تو پھر آپ ہمیں امام مانیں گے؟ انہوں نے عرض کی یہ بات معقول ہے اور پھر انہوں نے جا کر حجر الاسود سے فرمایا کہ تم ہماری امامت کی گواہی دو مگر حجر الاسود خاموش رہا تو اس کے بعد امامِ عالی مقام صلوات اللہ علیہ نے جا کر حجر الاسود سے گواہی دلوا دی تو سارے لوگوں کے سامنے ان کے قدموں میں جھک گئے اور جن لوگوں کو اپنی طرف کھینچا ہوا تھا انہیں بھی ان کے قدموں میں جھکا کر حق ہدایت بھی ادا فرما دیا۔۔۔۔۔(R_91)

اب اس سارے معاملے کو غور سے دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ انہوں نے کب امام ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ بلکہ انہوں نے تو امام حق و امام حقیقی کی حفاظت کے لئے سب کچھ کیا ہے

تاریخ میں ایک تحریک کا ذکر ملتا ہے جو ایک شخص نے چلائی تھی جس کا نام تھا سپاٹی کس اس نے جب انگریزوں کے خلاف تحریک چلائی تھی تو اس کی تحریک ناکام ہوئی اور وہ اپنے بہت سے ساتھیوں سمیت گرفتار ہو گیا تھا لیکن اس کی شکل سے انگریز واقف نہ تھے صرف نام سنا ہوا تھا پھر جب وہ سارے قیدی ان کے سامنے لائے گئے انہوں نے پوچھا آپ میں سے سپاٹی کس کون ہے؟ تو اس وقت اس کے سارے ساتھیوں نے کہا ہم سپاٹی کس ہیں مخالفین نے جتنا ظلم کیا مگر کسی نے اصل سپاٹی کس کی نشان دہی نہ کی

www.khrooj.com

اب اس مثال سے دیکھیں کہ وہ لوگ جو سپاٹی کس ہونے کا دعویٰ کررہے تھے کیا ان کی نیت خراب تھی؟ کیا وہ سپاٹی کس کو ملنے والے کسی انعام کو ہڑپنا چاہتے تھے؟ بلکہ وہ تو اپنی موت کو گلے لگا رہے تھے

اسی طرح جملہ امام زادوں کو معلوم تھا کہ امامت کا دعویٰ تلواروں کے نیچے گردن رکھنے کے مترادف ہے مگر پھر بھی وہ امامت کا دعویٰ اس لئے کررہے تھے کسی طرح اصل امام بچ جائیں چاہے ہماری جانیں لاکھ بار کیوں نہ قربان ہوں

یعنی آپ امام زادگان کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں ایک ایک امام کے دور میں کئی کئی امام زادگان نے دعوئے امامت کیا ہے اور شہادت کی دلہن کو سینے سے لگایا ہے خصوصاً جب منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف کا زمانہ قریب سے قریب تر ہوتا ہے تو اس دور میں ایک ایک سال میں دو دو تین تین امام زادگان صلوات اللہ علیہم اجمعین شمعِ امامت پر پروانہ وار نثار ہو رہے تھے اور اصل مقصد یہ تھا کہ امام حقیقی کی طرف سے دشمن کی توجہ ہٹائی جائے چاہے اس میں ہماری جان ہی کیوں نہ چلی جائے

اسی طرح جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کا معاملہ تھا ایک طرف وہ اپنی امامت کا دعویٰ کررہے تھے ساتھ ہی اپنے پاک بھائی کی اولاد کی نفی کررہے تھے اور وہ دربار بغداد کو یہ باور کروا رہے تھے ان کی کوئی اولاد تھی ہی نہیں تم انہیں تلاش کیوں کرتے ہو؟ ہمارے بھائی لاولد تھے

ساتھ ہی وہ خود کو حنفی المذہب بتا کر قاضی کے پاس میراث کا دعویٰ بھی کررہے تھے کہ ہمارے بھائی کی کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے جائداد ہمیں دی جائے

لیکن جو مومنین اصل امام سے ناواقف تھے انہیں اصل امام کی طرف بھی بھیجنا ان

کے لئے ضروری تھا اس کے لئے انہوں نے اپنے اوپر غیر شرعی افعال کا لباس چڑھایا تا کہ جو مومن دیکھے گا کہ ساز بجا رہے ہیں طوائفوں کے زمرے میں بیٹھے رقص دیکھ رہے ہیں ہاتھ میں جام شراب بھی ہے اور یہ بات چھپ کر نہیں کی جا رہی بلکہ دریائے دجلہ کے کنارے دن دہاڑے کی جا رہی تھی اور وہ بھی اپنے بھائی کی شہادت کے فوراً بعد یہ کام کیا جا رہا تھا کہ جو شخص انھیں حقیقی امام سمجھ کر ان کے پاس آئے تو دیکھ لے وہ امام نہیں بلکہ نعوذ باللہ برائیوں میں الجھے ہوئے ہیں

جیسا کہ علی بن سنان موصلی کے واقعہ میں ہے وہ بھی مال امام لے کر انہیں پیش کرنے آئے تھے مگر انہیں دجلہ کے کنارے ناؤ نوش و طاؤس ورباب سے کھیلتے دیکھا......(R_92)

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ نے اگر مومنین کے سامنے اپنی غیر شرعی تصویر بنانا ہی تھی تو کسی چھوٹے موٹے غیر شرعی مظاہرے سے بھی یہ تصویر بنائی جا سکتی تھی اس آخری درجے تک جانے کی کیا ضرورت تھی کہ ہاتھوں میں شراب کا نمائشی جام اور سامنے رقص و سرود کی بزم

ہمیں اس سوال کے جواب کے لئے اس زمانے کے رائج ادیان و مذاہب کے احکام اور لوگوں کی نفسیات کو سمجھنا بڑا ضروری ہے

دوستو! اس دور میں دو طرح کے مذہب رائج تھے ایک طرف خوارج اور ان کے ہمنوا وہم مزاج عقائد تھے جن میں نبی اور امام کا کوئی تصور نہ تھا بلکہ وہ اعمال ہی کو سب کچھ بتا رہے تھے ان کے خیال میں عقیدہ کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ عبادت ہی سب کچھ تھی عبادت ہی پر نجات کو موقوف کر دیا گیا تھا۔

www.khrooj.com

دوسری طرف اسماعیلہ اور کرامتہ جیسے عقائد رائج تھے جن میں عمل کی کوئی حیثیت نہ تھی بلکہ وہ اس طرح تبلیغ کرتے تھے کہ صرف امام وقت سے محبت کرو اور اس کے بعد جو برائی کرو تمہاری آخرت محفوظ ہے کیونکہ نجات سے عمل کا کوئی تعلق ہے ہی نہیں اس کے ساتھ ان کا یہ تصور بھی رائج تھا کہ امام کے لئے معصوم ہونا ضروری نہیں بلکہ امام جتنے غیر شرعی اعمال کرے وہی شریعت بن جاتی ہے امام شریعت کا پابند نہیں بلکہ شریعت ہے ہی امام وقت کے عمل وحکم کا نام۔ اسی طرح آج بھی پرنس کریم آغا خان صاحب کو امام ماننے والے یہی کچھ سمجھتے ہیں کہ وہ شریعت کے پابند نہیں بلکہ شریعت ان کی پابند ہے اور انھوں نے یہ حکم بھی دے رکھا ہے کہ اس دور میں نماز پر اپنا وقت برباد نہ کرو ہم نے تمہیں نمازیں معاف فرمادی ہیں

یہ بات کچھ تو درست بھی ہے کہ جو امام حقیقی وولی حق ہو اس کا ہر حکم عین شریعت ہوتا ہے کیونکہ وہ مربوط باللہ ہوتا ہے اور مشیت الٰہیہ کا آشیانہ ہوتا ہے اور ماتشاؤں الا ان یشاء اللہ کا مصداق ہوتا ہے اس لئے اس کا ہر فعل عین دین ہوتا ہے مگر اس دور میں دیگر مذاہب نے اس حق کو اپنے باطل کی تائید میں کھڑا کیا ہوا تھا اس دور میں ایک یہ شیعہ مسلک ہی تھا جو عقیدے اور عمل کو ایک برابر کا درجہ دیتا تھا اس مذہب میں یہ تصور موجود تھا کہ سب سے اہم چیز عقیدہ ہے اور نجات عقیدے ہی پر ہے مگر عقیدے کی تصدیق کون کریگا؟ اس کا جواب یہ تھا کہ عقیدے کا سب سے بڑا گواہ عمل ہوتا ہے اس لئے جتنا اہم عقیدہ ہے اتنا ہی اہم عمل وعبادت وتزکیات نفس بھی ہیں

اس طرح شیعہ مسلک عقیدے اور عمل دونوں چیزوں کا حامل تھا جس کی وجہ سے دشمن

بھی یہ کہتا ہوا نظر آتا تھا کہ ان جیسا کوئی دیندار نیک اور پاکیزہ کوئی شخص نہیں ہے کاش یہ شیعہ نہ ہوتے

یہ تھا اس دور کے مذاہب کا مزاج اس میں اگر جناب جعفر تو اب علیہ السلام غیر شرعی افعال کا کوئی چھوٹا موٹا مظاہرہ فرماتے تو عام مومنین اسے اگنور کر کے انہی کو امام سمجھے رہتے اور اس طرح ان کی ہدایت کے لئے جو عمل جاری کیا تھا وہ ادھورا رہ جاتا اس لئے انھیں دکھاوے کے لئے طائفوں کو دریائے دجلہ کے کنارے بلا کر شام کے وقت سارے رؤسا کو جمع کر کے بزم جمانا اور ان کے سامنے دکھاوے کی شراب نوشی کرنا اور آنے والوں کے سامنے اپنی ایک انتہائی غیر شرعی تصویر بنانے کی اشد ضرورت تھی اور اس کے سوا ان کا مقصد کبھی بھی پورا نہیں ہوسکتا تھا اس لئے انھوں نے مومنین کے سامنے اپنی غیر شرعی امیج بنا دی اور دشمن کے سامنے بھی خود کو ایک بیوقوف اور لالچی انسان بنا کر پیش کر دیا حتیٰ کہ ایک دن معتمد ملعون کے پاس تشریف لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں میں تمھیں ایک لاکھ درہم (بیس ہزار دینار) دوں گا تم شیعوں سے کہو وہ مجھے امام مان لیں اور تم میری امامت پکی کروا دو۔

اس وقت عباسی ملعون کو بھی مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ آپ جیسا ناسمجھ میں نے کوئی نہیں دیکھا کہ آپ مجھ سے اپنی امامت پکی کروانے آئے ہیں آپ خود سوچیں کہ شیعہ عوام میرے کہنے پر آپ کو کیسے امام مانیں گے آپ خود کو درست کریں اور اپنے لالچ کو چھوڑیں آپ کو کچھ ملنے والا نہیں ہے......(R_93)

اس طرح انہوں نے دشمن کے سامنے بھی اپنی ایک لالچی شخص جیسی امیج Image بنا دی اور اس طرح خود بھی محفوظ رہے اور اپنے شہنشاہ بھتیجے عجل اللہ فرجہ الشریف کی

حفاظت میں بھی مصروف رہے ان کی قربانی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے جنھوں نے اپنی ذات کوتلواروں کے سامنے بھی رکھا اور اپنوں کے سب وشتم کی بوچھاڑوں میں بھی رہے مگر حفاظت امام کی ڈیوٹی بڑی خوش اسلوبی سے نبھائی اور کسی کو گمراہ بھی نہ ہونے دیا ہاں جو کوئی اخماس اربعہ میں سے کوئی مال لاتا اور بلا سوچ پیش کرنا چاہتا تو فرماتے کہ ہمارے بھائی تم سے کس طرح مال وصول فرماتے تھے؟

اس نے بتا دیا کہ وہ تو مہر شدہ مال کی پہلے تفصیل بتاتے تھے پھر مال وصول کرتے تھے اس پر شور مچا دیتے کیا تم مجھے عالم الغیب سمجھتے ہو کیونکہ یہ تو غیب کی باتیں ہیں جو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور تم ہمارے بھائی پر بھی الزام لگا رہے ہو کہ وہ علم غیب رکھتے تھے اب یہ معاملہ ہم دربار میں لے جائیں گے وغیرہ وغیرہ اور اس طرح وہ انہیں مال لئے بغیر بھگا دیتے تھے اس طرح وہ مومنین کی بھی حفاظت کر رہے تھے

جب مومنین نے انہیں برا بھلا کہنا شروع کیا تو امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی توقیع مبارک صادر ہوئی کہ آپ لوگ ان کے بارے میں زبانیں مت کھولیں یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے تم اسے برادران یوسف علیہ السلام کی طرح کا معاملہ سمجھو اور انہیں برا مت کہو انہیں ہم خود سنبھال لیں گے یعنی جناب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا کہ جسے دین حق نصیب نہ ہوا ہو اس لئے جناب جعفر تواب علیہ السلام کے نام پاک کا ایک جزو ''تواب'' بن گیا

توقیع مبارک کے الفاظ یہ تھے

اما سبیل عمی جعفر وولدہ فسبیل اخوۃ یوسف علی نبیناو آلہ علیہ السلام...... (R_94)

آپ تاریخ اٹھا کر دیکھیں ان کی چوبیس اولادیں تھی اور جتنے بھی بیٹے تھے سارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے خواص میں شامل تھے ان کی نسل میں لا تعداد اولیاء وعرفاء وصلحا کا سلسلہ جاری رہا ہے پاک ھند میں جتنے بخاری سادات ہیں وہ انہی کی اولاد میں ہیں اور سارے سادات بخاریہ کے جو جناب سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں ان میں ہر شاخ کی دوسری تیسری پشت میں کوئی نہ کوئی صاحب کشف وکرامات بزرگ آتا رہا ہے یہ یونہی نہیں بلکہ یہ سب جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کی پاک دامنی کے زندہ ثبوت ہیں

آپ کتب غیبت اٹھا کے دیکھیں کہ اس حفاظت کے کام میں جناب جعفر تواب علیہ السلام کے گھر کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ جب مومنین نے ان سے سوشل بائیکاٹ کیا تو فاقوں پہ نوبت آ گئی اس وقت امام علیہ الصلوات والسلام نے ان کی کفالت فرمائی اور وہ بھی جدۂ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کے ذریعے یعنی آٹا گندم سے لے کر پاک دختران صلوات اللہ علیھن کی چادریں تک وہاں سے پہنچائی جاتی تھیں جبکہ وہ جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی وصیہ تھیں ان کی سامرے میں نائب تھیں اور وہی جناب حسین العسکری علیہ الصلوات والسلام کے ذریعے ان کی کفالت فرما رہی تھیں......(R_95)

اس لئے کسی بھی مومن کو آئندہ ان کے بارے میں کسی غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیے بلکہ ان کا نام ہمیشہ احترام سے لینا چاہیے کیونکہ انھوں نے جو کچھ کیا ہے وہ حفاظت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے لئے کیا ہے اس لئے وہ قابل احترام ہیں۔

یہاں ان کے حالات زندگی نہیں لکھ سکتا بس ان کے بارے میں جو اشتباہ عوام میں

www.khrooj.com

موجود ہے اسے رفع کرنا ضروری تھا اب آپ اس پہ مزید غور کریں گے تو ساری باتیں کھلتی چلی جائیں گی کہ جتنے بھی امام زادگان علیھم السلام نے خروج فرمایا ہے انھوں نے حفاظت امام وقت علیہ الصلوات والسلام ہی کے لئے فرمایا ہے چاہے وہ جناب زید ہیں یا یحیٰی ہیں ہر امام پاک علیہ الصلوات والسلام کی حفاظت کے لئے اور ظالمین کی توجہ اصل امام کی طرف سے ہٹانے کے لئے کئی امام زادگان علیھم الصلوات والسلام نے قربانیاں دی ہیں وہ قابل تعظیم ہیں

اس پر مہر تصدیق ثبت فرمانے کے لئے امام صادق علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ کاش کوئی سیدزادہ ظالمین کے خلاف خروج کرے اور ہم ان کے اہل وعیال کی کفالت فرمائیں اور پھر جب ان کے فرمان پر کوئی خروج فرماتا ہے اور ان کی حفاظت کے لئے اپنی جان کو تلواروں کی باڑ میں جھونک دیتا ہے تو کیا اس کا یہی صلہ ہے کہ شیعہ ومحبان اہل بیت انہیں اپنے زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کا دشمن بنا کر زبانیں کھولنا شروع کردیں؟

اس لئے میں تمام شیعہ سنی بھائیوں سے یہی گزارش کروں گا کہ جس شخصیت کے بارے میں کلی طور پر معلوم نہ ہو کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل کی دشمن ہے تو اس پر بلا تحقیق کوئی فتویٰ صادر نہ کیا کریں اور نہ ہی ان کے بارے میں زبان کھولیں بلکہ ان کے امور کو اللہ جل جلالہ کے حوالے کردیں اور اپنے آپ کو ان کے معاملے میں محفوظ کرلیں اور ان کے بارے میں کوئی منفی رائے قائم نہ کریں یہ احتیاط اور عدالت فکری واعتقادی کا تقاضہ ہے

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدٍ و آلِ محمدٍ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

افسانہ گرفتاری

احباب گرامی!
بعض کتب میں لکھا ہے کہ ہمارے شہنشاہِ معظم حجتِ دوراں عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کو نصیبِ دشمناں گرفتار کیا گیا تھا اور انہیں دربارِ معتمد ملعون میں پیش کیا گیا تھا
اس واقعہ کو خود میں نے بھی 1971 عیسوی میں پاک منبر حسینیؑ پر بیان کیا تھا حالانکہ یہ روایت درست نہ تھی اور میں نے جب اسے بیان کیا تھا تو اس کے وجوہات یہ تھے کہ میں اس دور میں کتبِ غیبت کے مطالعہ کا آغاز کر رہا تھا اور کتبِ مآخذ کی بجائے اردو کتب سے استفادہ کر رہا تھا اور اس وقت میری عربی بھی ناقص تھی اس لئے کتبِ مآخذ سے استفادہ کی صلاحیت بھی نہ تھی مگر جب میں نے ازسرِ نو تحقیق کا کام شروع کیا تو اپنی غلطی کا احساس ہوا
اس غلطی کی وجہ کیا تھی؟ وہ بھی بتا دینا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ میرے بعد کوئی دوسرا شخص اسی پتھر سے ٹھوکر نہ کھائے
میں نے شہنشاہِ معظم حجتِ دوراں عجل اللہ فرجہ الشریف کے موضوع پہ پہلی جو کتاب پڑھی تھی وہ تھی ''دُرِ مقصود'' از قبلہ سید اولاد حیدر بلگرامی نوراللہ مرقدہ

اس کتاب نے مجھے اس موضوع کی مکمل بنیاد فراہم کر دی تھی اس کے لئے میں ان کا آج بھی ممنون ہوں- اس کتاب میں انہیں اس گرفتاری والی روایت میں اشتباہ ہوا تھا یہ اشتباہ صرف انہیں ہی نہیں ہوا بلکہ بعض ایرانی مؤلفین کو بھی ہوا ہے

اصل بات کیا ہے؟

اصل بات جو ہے میں اس روایت کا خلاصہ پیش کرتا ہوں

جب ملعونِ بغداد نے تفتیش کا حکم دیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو شہنشاہِ معظم حجتِ دوراں عجل اللہ فرجہ الشریف کو تلاش کیا جائے تو اس تفتیش کے دوران گھر اطہر کی پاک کنیز جناب بی بی صیقل سلام اللہ علیہا کو گرفتار کر کے دربار میں لایا گیا

جب ظالمین نے ان سے شہنشاہِ معظم حجتِ دوراں عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں باز پرس کی تو انہوں نے فرمایا وہ ابھی دنیا میں نہیں آئے وہ ہمارے شکم میں ہیں انہوں نے اب پیدا ہونا ہے اور وہی آلِ محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین کے منتقم ہوں گے اور وہی ظالمین کی حکومتوں کا خاتمہ کریں گے

اس پر ملعونِ بغداد نے انہیں قاضی حسین بن ابی شوراب کی نگرانی میں دے دیا کہ جب تک وہ بچہ پیدا نہ ہوا نہیں واپس نہ جانے دیا جائے اس طرح پورے چھ ماہ وہ بی بی سلام اللہ علیہا حسین بن ابی شوراب کے مکان میں نظر بند رہیں تا اینکہ صاحبِ زنج کا خروج ہوا اور بنی عباس کو اقتدار کے لالے پڑ گئے اور اس ظلم کا محرک عبید اللہ بن یحییٰ وزیر بھی مر گیا تو اس بی بی سلام اللہ علیہا کو رہائی ملی......(R_96)

اس واقعہ کو بعینہٖ صاحبِ منتھی الآمال نے بھی لکھا ہے صاحبِ بحار و دیگر سینکڑوں کتب میں یہ واقعہ اسی طرح موجود ہے لیکن صاحبِ درِ مقصود نے کنیز پاک صیقل سلام اللہ

علیہا کا نام لکھنے کی بجائے معظّمہ دوراں صلوات الله علیہا ہی کا نام لکھ دیا ہے یعنی صیقل کی بجائے [ن رج س) صلوات الله علیہا لکھ دیا ہے جس سے مجھے اشتباہ ہوا

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سید مرحوم کو اشتباہ کیوں ہوا؟ اس کا واحد جواب یہ ہے کہ کتب میں معظّمہ دوراں صلوات الله علیہا کے اسمائے مبارکہ میں بوجہ اخفائے ذات ایک نام پاک صقیل سلام الله علیہا بھی ہے جو صیقل سے مشابہہ ہے اس وجہ سے انہیں اشتباہ ہوا ہے

حالانکہ یہ اسماء تو ان کی ذات پاک پر پردہ دینے کے لئے رکھے گئے تھے مگر انہوں نے ان میں امتیاز نہ کیا اور اس واقعہ کو لکھ دیا اور اس پر اپنے تاثرات بھی لکھ دیئے اور اس واقعہ کو رقت آور انداز میں بیان کر دیا

اب ذرا اس واقعہ کی تہہ تک بھی دیکھ لیں تاکہ اس کی حقیقت کو سمجھنے میں آسانی رہے آٹھ ربیع الاول سے گیارہ شوال 260 ہجری تک کا جو عرصہ ہے یہ بہت ہی تاریکی کا دور ہے جونہی مطلعِ ولایت کے گیارہویں آفتابِ آفاق تاب نے غروب فرمایا پوری دنیا ایک دم ہدایت سے محروم ہوگئی اور ایک دورِ فَتــرۃ کی رات نے پوری دنیا کو ڈھانپ لیا یہ ایک زمانہ حیرت وضلالت تھا اسے عربی میں سبطیہ بھی کہتے ہیں یہ نام اس زمانہ کے ہوتے ہیں کہ جس دور میں دنیا کو معلوم نہ ہو کہ ان کا امام و نبی و حجتِ خدا کون ہیں؟ اور کہاں ہیں؟ جس دور میں مخلوقِ خدا سے حجتِ خدا غائب ہو اسی کو زمانۂ فترۃ وحیرت کہتے ہیں

شہنشاہِ معظم ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کے وصال الی اللہ کے بعد بھی ایسا ہی دور آ گیا تھا کسی کو معلوم نہ تھا کہ ان کے مالکِ زمانہ کون ہیں؟ اور کہاں ہیں اور ہیں

بھی یا نہیں؟

دینِ حق کا ہر طالب پریشانی میں اِدھر اُدھر بھاگ رہا تھا مگر کوئی رہنمائی کرنے والا نہ تھا ایک طرف اہلِ حق اپنے مالک کی تلاش میں سرگرداں تھے دوسری طرف فرعونِ بغداد کے جاسوس ان کے تعاقب میں بھاگ رہے تھے اور حالت یہ تھی کہ دشمن دوست کے تعاقب میں شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف تک پہنچنا چاہتا تھا اس لئے دوستوں سے رابطہ بھی خطرہ سے خالی نہ تھا اسی زمانہ کے بارے میں شہنشاہِ معظم مولا امیرالمومنین علیہ الصلوات و السلام نے فرمایا تھا

☆ کانی بالشیعة یجولا ن جولان النعم فی الغیبت یطلبون المرعی فلا یجدونه ......(R_97)

گویا ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے شیعوں کے شہنشاہِ معظم حجتِ دوراں عجل اللہ فرجہ الشریف نے غیبت اختیار کر لی ہے اور شیعہ اس طرح اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہیں جیسے ہراساں بکریاں اپنے مالک کی تلاش میں دوڑتی ہیں مگر وہ نہیں پا رہے ہیں

ان کا فرمان حق ہوا اور وہی زمانہ آ گیا ایک طرف ان مومنین پر نگرانی ہو رہی تھی ادھر وہ بے چین تھے جلد از جلد اپنے مالک کو ڈھونڈ لیں پورا ایران، لبنان، شام، عراق اور عرب سامرہ کی طرف اُمڈا چلا آ رہا تھا تاکہ معلوم کریں کہ ہمارے شہنشاہ زمانہ کون ہیں؟ ادھر حالات رابطہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے یعنی دشمن کی وجہ سے رابطہ ناممکن تھا ادھر پورا عالمِ تشیع لاوارث بکریوں کی طرح محوِ جولان تھا اس دورِ حیرت و ضلالت میں شیعہ کئی حصوں میں تقسیم ہو گئے تھے بعض نے تو کفر و ارتداد کو گلے لگا لیا تھا اور اسلام ہی کو خیر باد کہہ دیا

ان میں سے بعض نے استعجال کیا اور جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کو ہزاروں ظاہری برائیوں کے باوجود امامِ معصوم مان لیا یہ کہا کہ امامت دو بھائیوں میں ثابت ہے جیسا کہ پاک حسنین علیھما الصلوات والسلام میں تھی مگر آگے امامت چھوٹے بھائی میں جاری ہوئی اسی طرح جناب جعفر تواب علیہ السلام میں امامت کا سلسلہ جاری ہوا ہے جبکہ اس کے بارے میں احادیث موجود تھے کہ اجتماع امامت فی الاخوین پاک حسنین علیھما الصلوات والسلام کے بعد ماننا جائز ہی نہیں ہے جیسا کہ غیبت طوسی میں ان روایات کو جمع کیا گیا ہے

() بعض لوگوں نے یہ نظریہ پیش کیا کہ جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام شہید ہی نہیں ہوئے بلکہ وہ زندہ غائب ہیں اور وہی خروج فرمائیں گے اس نظریے کو شیخ طائفہ نے رد فرمایا ہے کہ جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام ہی قائم آل محمد علیہ الصلوات و السلام ہیں اس کے لئے دیکھئے......(R_98)

() بعض لوگوں نے یہ کہا کہ جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام شہید تو ہوئے ہیں مگر یہی آخری زمانے میں دوبارہ زندہ ہوں گے اور یہ قائم آل محمد علیہ الصلوات و السلام ہیں

انه اسمی القائم لانه یقوم بعدما یموت

یعنی قائم کو قائم کہتے ہی اس لئے ہیں کہ وہ فوت ہونے کے بعد زندہ ہوتا ہے اس کی نفی بھی شیخ طائفہ فرماتے ہیں......(R_99)

اس معنی میں ہم دیکھیں تو پھر تو ہر امام قائم ہے کیونکہ ہر امام کی رجعت ہونا ہے

() اسی طرح کچھ لوگوں نے یہ نظریہ پیدا کیا کہ یہ زمانہ ہی فترت کا ہے اس میں کوئی

امام ہے ہی نہیں......(R_100)

() بعض لوگوں نے یہ نظریہ دیا کہ شہنشاہ ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کی کوئی اولاد نعوذ باللہ نہیں تھی بلکہ ان کی روح کئی دیگر نواب کے ہیاکل میں حلول کر گئی ہے اور اب وہ نہیں بولتے بلکہ ان کے جسم میں روح امام کلام فرماتی ہے

ان نظریات سے امام صادق علیہ الصلوات و السلام کا وہ فرمان صادق آیا کہ ہمارے آخری بیٹے کے بارے میں کئی لوگ کہیں گے کہ وہ پیدا نہیں ہوئے، کئی لوگ ان کی وفات کے اور کئی لوگ ان کی شہادت کے قائل ہوں گے، کئی جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کو عقیم کہیں گے، کئی یہ کہیں گے کہ جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کی روح دوسروں کی ہیکل میں بول رہی ہے......(R_101)

بعض لوگوں نے غیر سادات میں امامت کو ثابت کرنا شروع کر دیا الغرض بیسیوں فاسد عقائد نے جنم لے لیا حالانکہ آئمہ ھدیٰ صلوات الله علیهم اجمعین نے اس دور کے بارے میں فرما دیا تھا کہ تم استعجال نہ کرنا اور اپنے سابقہ دین پر قائم و مستحکم رہنا تا اینکہ حق تم پر واضح ہو جائے اور امامِ حق تم سے خود رابطہ فرمائیں گے اور تمہارے لئے اپنا دروازہ کھول دیں گے

جب یہ حالات تھے تو اس میں جو لوگ تلاش میں آتے تھے اکثر عباسی گماشتوں کے ہتھے چڑھ جاتے تھے یا پھر جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کے ظاہر میں پھنس جاتے اور انہیں پریشانی کے سوا کچھ نہ ملتا تھا

اس دور میں دو شخصیات ہیں جنہیں سب سے پہلے شیعوں کے لئے بطور وسیلہ سامنے لایا گیا ایک شہنشاہِ معظم امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے غلام جناب کا فور سلام اللہ

علیہ اور دوسری پاک کنیز بی بی صیقل سلام اللہ علیہا

جن شیعوں پہ شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف مہربان ہوتے ان کی راہنمائی کے لئے جناب کافور سلام اللہ علیہ کو بھیجا جاتا اور وہ انہیں دراطہر تک لاتے اور اندرونِ خانہ پاک کنیز رابطہ بنتیں جیسا کہ کتبِ غیبت میں شیعانِ قم کا واقعہ ہے کہ جب وہ مال لے کر آئے تو جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ نے مال طلب کیا جب انہوں نے نہ دیا تو انہیں دربار بنی عباس میں طلب کروالیا گیا اور بزورِ حکومت خمس کی وصولی کرنا چاہی تو انہوں نے خلیفۂ وقت کو جواب دیا کہ ہم تو اجیر (مزدور) ہیں اس مال کے مالکوں نے کہا ہے کہ جو ان کی شرائط پوری کردے یہ مال اس کو دینا ہے اب اگر کوئی وہ شرائط پوری کرے گا اور اس مال کی تفصیل سے خود ہمیں آگاہ کرے گا تو مال اس کو دے دیں گے اگر مطلوبہ شرائط پورے نہیں ہوں گے تو مال مالکوں کو واپس کردیں گے......(R_102)

اس جواب پر انہیں دربار سے رخصت مل گئی جب وہ جانے لگے تو خلیفہ سے کہا ہم نو وارد ہیں ہمارے ساتھ کسی کو بھیج دیں جو ہمیں شہر سے باہر تک چھوڑ آئے اب ہم واپس قم جانا چاہتے ہیں اس پر خلیفہ نے ایک غلام کو ان کے ساتھ روانہ کردیا

جب یہ شہر سے باہر آئے اور عباسی غلام کو واپس بھیج دیا تو اس وقت انہیں پسِ پشت سے نام لے کر پکارا گیا انہوں نے مڑ کر دیکھا تو کچھ دور ایک حبشی سیاہ فام غلام کھڑے ہیں اور انہیں بلا رہے ہیں یہ واپس آئے اور آتے ہی پیاسے لوگوں کی طرح سوال کیا کہ کیا تم ہمارے امامِ زمانہ ہو؟

انہوں نے فرمایا میں تو تمہارے مولا کا ایک غلام ہوں انہوں نے تمہیں یاد فرمایا ہے

جناب کا فور سلام اللہ علیہ انہیں دراطہر پر لائے اور دراطہر پہ پاک کنیز بی بی صیقل سلام اللہ علیہا نے مال کی تفصیل بیان کر کے ان سے مال وصول کیا اور آئندہ کے احکامات بھی صادر فرمائے کچھ عرصہ یہ سلسلہ چلتا رہا......(R_103)

اسی طرح کا ایک واقعہ احمد بن ابی روح یعنی حاجز بن الوشا کا بھی ہے کہ جو پہلے جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کے پاس گئے اس کے بعد ناامید لوٹے تو جناب کا فور انہیں دراطہر پر لائے اور اس طرح رابطہ ہوا......(R_104)

دوسری طرف عباسی جاسوس اور گماشتے دیکھ رہے تھے کہ مومنین باہر سے جب سامرہ آتے ہیں تو بہت پریشان آتے ہیں جب سامرہ سے جاتے ہیں تو بہت خوش خوش جاتے ہیں لازماً ان کا رابطہ اپنے مولا سے ہو رہا ہے انہوں نے جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ ایک سیاہ فام غلام انہیں درِ اطہر پہ لاتا ہے اور اندر ایک مستور ہے جس کے لئے یہ غلام کام کرتا ہے اور وہی مستور ہی شہنشاہِ معظم امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تک مال پہنچاتی ہیں لہٰذا اس مستور ہی سے سب کچھ معلوم کیا جا سکتا ہے یہ سوچ کر ظالمین نے گھر اطہر پہ دوبارہ چھاپا مارا اور اس پاک کنیز بی بی صیقل سلام اللہ علیہا کو گرفتار کر کے انہیں دربار میں لے آئے جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کس کے لئے کام کرتی ہیں؟

انہوں نے جواب دیا کسی کے لئے نہیں کرتی بلکہ ہم ہی جناب ابومحمدؐ العسکری علیہ الصلوات و السلام کے حرم ہیں اور جس شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے ظالمین کی گردنیں توڑنا ہیں اور ساری دنیا کی حکومتوں کا خاتمہ کرنا ہے وہ ہمارے بطن میں ہیں ہم انہی کے لئے یہ مال وصول کرتی ہیں آپ کو کوئی اعتراض؟

WWW.KHROOJ.COM

جب فرعونِ بغداد نے یہ بات سنی تو انہیں قاضی القضاۃ حسین ابن ابی شوراب کی نگرانی میں دے دیا اور اس نے چھ ماہ تک انہیں محبوس رکھا اور ان کے اس بیان دینے کی وجہ صرف یہ تھی کہ جتنا عرصہ ہم زندان میں رہیں گی کم از کم اس عرصہ میں تو ہمارے شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی طرف سے دشمن غافل رہے گا اور ہمارے مالک اور ان کے پردہ دار صلوات اللہ علیہن دشمن سے محفوظ رہیں گے

یہ پہلی کنیز پاک نہیں تھیں کہ جنہوں نے مالک پاک کے لئے خود کو پیش کیا ہو بلکہ ان سے پہلے بھی ایک کنیز پاک نحریر رومی ملعون کی قید میں زندان میں تھیں یہ دوسری پاک کنیز ہیں اور اصل حالات یہی تھے کہ جنہیں سرسری طور پر دیکھنے سے صاحبانِ کتبِ غیبت کو اشتباہ ہوا ہے ورنہ اصل ملکۂ دوراں صلوات اللہ علیہا تو اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے ساتھ حفاظتِ الٰہی میں تھیں

اب آپ جب بھی کسی مآخذ کی کتاب میں یہ واقعہ دیکھیں گے تو کہیں بھی ان کا نام پاک نہ ملے گا بلکہ گرفتاری کے واقعہ میں اسی پاک کنیز بی بی صیقل سلام اللہ علیہا کا نام ہی لکھا ہوا ملے گا

حقیقت یہ ہے کہ ملکہ کائنات صلوات اللہ علیہا تو اللہ جل جلالہ کی حفاظت میں تھیں کیونکہ ناظم کائنات خود ان کے لخت جگر تھے اور ان کے بارے میں آج ہم تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب چاہتے ہیں کسی پہ ظاہر ہوتے ہیں جب نہ چاہیں تو سامنے موجود رہ کر بھی کسی کو نظر نہیں آ سکتے اور نہ کوئی انہیں اپنی کوشش سے دیکھ سکتا ہے جب انہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا تو ان کے پردہ داروں کو کون دیکھ سکتا ہے یا گرفتار کر سکتا ہے؟

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ ماجدہ صلوات

اللہ علیہا تنہا نہیں تھیں بلکہ ان کے ساتھ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی کمسن ہمشیر صلوات اللہ علیہا بھی تھیں مگر واقعہ اسیری لکھنے والوں نے ان کا کہیں ذکر نہیں کیا جس سے ثابت ہے کہ آپ جناب اپنے لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے ساتھ تھیں اور سارا گھر پاک اللہ کے جبروتی نظام کے ماتحت محفوظ تھا ہاں یہ بات ہے کہ اس دور میں آپ جناب نے سامرہ میں چھ ماہ تک قیام رکھا اور اپنے گھر بھی قیام رہا اور بارہ مومنین کے گھروں میں بھی، اور نا معلوم کتنے گھروں کو شرف بخشا گیا مگر وہ چھ ماہ سامرہ شہر اور اس کے نواح میں رہے گویا سامرہ ہی میں قیام پذیر رہے چھ ماہ بعد پھر سفر ہوا۔

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لا ھو الا ھو الحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ما ھو الا ھو الحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

زمانۂ فترۃ

احباب گرامی!

ابتدائی چھ مہینے یعنی ربیع الاول سے گیارہ شوال تک کا جو دور ہے یہ انتہائی پریشان کن دور ہے اس عرصہ میں شہنشاہِ معظم حجت دوران عجل اللہ فرجہ الشریف کا قیام سامرہ میں رہا لیکن چشمِ ظالمین سے بھی اور چشمِ مومنین سے بھی آپ غائب رہے

یہ تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آٹھ اور نو ربیع الاول کی درمیانہ شب میں آپ نے عارضی طور پر گھر اطہر سے ہجرت فرمائی جیسا کہ غلامانِ جنابِ جعفرؑ تواب سلام اللہ علیہ نے بیان کیا تھا کہ رات کے پچھلے پہر سفید اونٹ درِ اطہر پہ آئے اور اہلِ پردہ صلوات اللہ علیہن کو مع سامان ایک انجانی منزل کی طرف لے گئے مگر اس کے چند دنوں بعد پھر اپنے گھر اطہر میں واپس تشریف لائے

اس کے بعد دوسری ہجرت فرمائی یہ انتہائی سردی کا موسم تھا یعنی جنوری کا مہینہ تھا نصف شب کے قریب اپنی جدِ مظلوم علیہ الصلوات و السلام کی طرح آدھی رات کو سفر فرمانا پسند فرمایا عین سردی کے وقت جب لوگ اپنے لحافوں میں کانپ رہے تھے اسی وقت شہنشاہِ معظم امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف والدہ پاک صلوات اللہ علیہا اور ایک کمسن پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا کے ساتھ گھر چھوڑ رہے تھے وہ بھی اس عالم میں کہ

کوئی رخصت کرنے والا نہیں تھا صرف چند غلام اور چند پاک کنیزیں ہمراہ تھیں ان چھ ماہ میں کسی ایک جگہ قیام رہا ہی نہیں بلکہ کبھی کسی غیر معروف مومن کے گھر کو زینت بخشی جاتی کبھی کسی دوسرے مومن کے گھر میں قیام فرمایا جاتا اور اگر حالات اجازت دیتے تو چند دنوں کے لئے اپنے گھر اطہر میں واپس بھی تشریف لاتے مگر اس میں قیام بہت کم رہتا

اس عالمِ پریشانی میں آپ تنہا نہیں تھے بلکہ پاک پردہ دار صلوات اللہ علیھن بھی آپ کے ساتھ ساتھ تھے اگر آپ تنہا ہوتے تو سفر قدرے آسان ہوتا مگر یہاں ایسا نہ تھا اور ہر شریف انسان سمجھ سکتا ہے کہ مستورات اگر ساتھ ہوں تو شریفوں کا سفر کتنا مشکل اور اذیت ناک ہوتا ہے؟

تاریخ میں اس سفر کے کیفیات درج نہیں ہیں مگر میں اس سفر کے بارے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا حکم بھی والدہ پاک صلوات اللہ علیھا ہی نے دیا ہوگا کیونکہ ماؤں کو بیٹوں کی فکر بہت زیادہ ہوتی ہے اور انہی کے حکم پہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے رہے ہوں گے اور شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے بھی اسی لئے پاک پردہ داروں صلوات اللہ علیھن کو ساتھ رکھا ہوا تھا کہ اس میں انہی کی حفاظت کا خیال تھا کہ انہیں اگر گھر میں تنہا چھوڑا جاتا تو دشمن سے خطرہ تھا اس لئے انہیں گھر چھوڑ کر جانا حفظِ پردہ کے منافی تھا دشمن کی توجہ پردہ پاک سے ہٹانے کا ہر ممکنہ راستہ اختیار کیا گیا تھا ان میں سے ایک یہ تھا کہ جب آپ نے گھر اطہر کو ترک کیا تو وہاں ایک مزار بنا دی گئی جس کے اوپر کتبہ پر لکھ دیا ھذا قبر ام (م ح م د) عجل اللہ فرجہ الشریف جیسا کہ ابوالعلی خیزرانی

کی روایت میں ہے......(R_105)

اس کی وجہ بھی حفاظتِ پردہ ہی تھی اوران روایات میں مؤرخین نے بھی درمیانہ راستہ اختیار کیا ہےاوراپنے سرتاج سے پہلے معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کی رحلت کو نہ ہی مانا ہےاورنہ ہی انکارکیا ہےاورجب ہم جمع بین الروایتین کرتے ہیں تو مزار بنانے کی یہی ایک وجہ نظرآتی ہے کہ دشمن کوان کی تلاش سے روکنے کا یہ بھی ایک طریقہ اورتدبیرتھی۔

ان چھ ماہ میں جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ نے سامرہ میں مستقل قیام رکھاان کی کنیت ابوعمرتھی انہوں نے اپنی ذات پرتقیہ کے تین تین لباس پہن رکھے تھے جملہ مومنین کوان کی ذات پربے پناہ اعتماد تھااس لئے سارے مومنین انہی سے حقیقت معلوم کرنے آتے تھے یہ ہمیشہ بغداد میں رہا کرتے تھے مگراس عرصہ میں یہ سامرہ میں رہےان پراعتماد کی وجہ یہ تھی کہ یہ گیارہ سال کی عمرمیں امام محمدتقی علیہ الصلوات و السلام کی بارگاہِ اقدس میں حاضرہوئے تھےاورایسی خدمت کی کہ ان سے لے کرہمارے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف تک ہرولی العصرنے ان کے بارے میں فرمایا کہ ان کاقول ہماراقول ہےاورہماراقول قولِ حضورِاکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہےاوران کاہرقول اللہ کاقول ہے یہ اتنی عظیم صلاحیتوں کے مالک تھے کہ دربارِ عباسی میں انہیں کرسی عطا کی گئی پھرجب مومنین کے لئے حلال وطاہرگھی کا مسئلہ درپیش ہواتو جناب ابومحمدالعسکریؑ علیہ الصلوات و السلام نے انہیں حکم دیا کہ دربارحکومت کوچھوڑکرروغن فروشی شروع کردیں تاکہ مومنین کی پرہیزگاری قائم رہےاوران کی مشکلات حل ہوں

یہ روغن فروشی کرتے رہے مگر ان چھ ماہ میں انہوں نے دکان بند رکھی اور درِ اطہر پہ ڈیوٹی دیتے رہے اور مومنین کی رہنمائی فرماتے رہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ ان کو عہدۂ نیابت ان چھ مہینوں کے بعد ملا تھا

پہلے خود شہنشاہِ معظم حجتِ دوراں عجل اللہ فرجہ الشریف جناب کافور سلام اللہ علیہ کے ذریعے ہدایت فرماتے رہے اس طرح پہلے نائب یا وسلیۂ ہدایت جناب کافور سلام اللہ علیہ ہی تھے

چھ ماہ بعد جب شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے سامرہ کو ترک کیا تو قم کے آخری وفد کو حکم فرمایا تھا کہ اب تم سامرہ مت آنا بلکہ بغداد میں جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ کی خدمت میں اپنا مال پیش کرنا ان کے قول کو ہمارا قول سمجھنا اور اپنے خطوط انہی کے سپرد کرنا اور ہمارے توقیعات (خطوط) انہی سے وصول کرنا اور انہیں حکم دیا کہ اب آپ دوبارہ روغن فروشی کی دکان کھول لیں......(R_106)

اس دور کے بارے میں ہم ویسے اندازہ نہیں کر سکتے ہاں اس کا اندازہ ان کی اس Statement سے لگایا جا سکتا ہے کہ جو انہوں نے شیعوں کے لئے جاری فرمائی یعنی جب ان سے ایک وفد تنہائی میں ملا اور عرض کی کہ آپ ہمیں بتائیں کہ واقعی ہمارے شہنشاہِ معظم جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کی کوئی اولاد موجود ہے؟

اس پر انہوں نے جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

بھائیو! کیا آپ نے نہیں سنا کہ کوئی زمانہ حجت سے خالی نہیں رہ سکتا اگر دنیا ایک لمحہ بھی حجت اللہ سے خالی ہو جائے تو ''لساخت الارض باھلھا '' زمین ساکنینِ زمین کو نگل جائے کائنات برباد ہو جائے

انہوں نے پوچھا تو کیا ہمارے امام علیہ الصلوات و السلام کے کوئی لختِ جگر ہیں؟
تو فرمایا ہاں ہیں اور وہی تو اب تمہارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہیں اگر وہ خیر ہوتے تو کائنات کیسے باقی رہتی؟ اس کائنات کا باقی رہنا بتارہا ہے کہ وہ موجود ہیں اور ہمیشہ موجود رہیں گے
پھر انہوں نے سوال کیا اب آپ یہ تو بتائیں کہ ان کا اسم مبارک کیا ہے؟
اس کے جواب میں فرمایا یہ سوال کرنا تم پر بھی حرام ہے اور مجھ پر اس کا بتانا حرام ہے کیا آپ لوگوں نے ہر معصوم سے یہ حدیث نہیں سنی کہ ہمارے آخری فرزند کا حقیقی نام لینے والا ملعون ہے تا ایں کہ وہ پردہِ غیب سے باہر آئیں
قال محرم علیکم ان تساء لوا عن ذالك......(طوسی ص 147)
فرمایا تمہارا ان کا اسم مبارک معلوم کرنا جائز نہیں اور نہ ہمیں ان کا اسم مبارک بیان کرنا جائز ہے اس کے بعد فرمایا کہ تم وقت کی نزاکت کو سمجھو دشمن کے ارادوں اور عزائم کو دیکھو اس کے بعد توقیع مبارک کا حوالہ دیا اور فرمایا کہ حال ہی میں جو توقیع مبارک صادر ہوئی ہے اس میں تمہارے اس سوال کا جواب بھی موجود ہے کہ تمہارے شہنشاہِ معظم امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف فرماتے ہیں کہ ہم مظلوم ہیں طرید ہیں شرید ہیں ہم اپنی جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کی طرح اپنے حق سے محروم کردیئے گئے ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو ہماری موجودگی کے باوجود ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کو لاولد قرار دے کر ان کا گھر بانٹ لیا گیا ہے ہم خاموشی سے سب کچھ دیکھ رہے ہیں ہمارے مظلوم بابا علیہ الصلوات و السلام کے اہل وعیال پردہ دار صلوات اللہ علیہن دربدری کی صعوبات میں مبتلا ہیں وہ بے سروسامانی اور پریشانی کے

عالم میں کبھی کسی جگہ جاتے ہیں کبھی کسی جگہ جاتے ہیں ہمارے درپیش ایک پریشان کن سفر ہے ان کی اولاد اور اہلِ حرم کی یہ کیفیت ہے کہ نہ تو وہ کسی سے اپنا تعارف کرا سکتے ہیں اور نہ ہم اپنی ولدیت ہی بیان کر سکتے ہیں اور ہمارے مظلوم بابا علیہ الصلوات و السلام کے غلام اور کنیزیں در بہ در ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور خوف و ہراس کے عالم میں چھپتے پھر رہے ہیں کوئی بھی ان کا پرسانِ حال نہیں اور انہیں اتنا کچھ بھی کوئی نہیں دیتا کہ ان کا آرام سے گزر بسر ہو سکے

انہی وجوہات کی بنا پر ہم حکم دیتے ہیں کہ تم ہمارا نام معلوم ہی نہ کرو کیونکہ تم نام معلوم کرو گے پھر اسے بیان کرو گے تو دشمن تفتیش پر آمادہ ہوگا اور تم پر ظلم کرے گا تم پر ظلم پر ظلم ہوں گے اس طرح احکام کے نفاذ میں خلل واقع ہوگا

اسی طرح کا ایک حکم عبداللہ صالحی کی توقیع مبارک میں صادر فرمایا تھا کہ جب اس نے عریضہ لکھا کہ مولائے کائنات آپ ہمیں اپنے نام پاک اور اپنی رہائش گاہ کے بارے میں آگاہ کریں تاکہ ہم آپ کی زیارت کا شرف حاصل کر سکیں

اس کے جواب میں فرمایا تم فی الحال ایسی باتیں نہ پوچھو تم ہمارا نام پاک پوچھو گے تو پھر اسے بیان کرو گے پھر اسے شہرت ملے گی تم جائے رہائش پوچھو گے تو یہ بات تم سے آگے چلی جائے گی اس طرح دشمن کو نشان دہی ہو جائے گی اور اس وجہ سے تم ظلم کی زد میں آ جاؤ گے......(R_107)

اب ان روایات سے اس زمانہ کے حالات کو سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ کتنا نازک دور تھا اس دور میں مومنین اپنے پاک شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کا نام پاک تک نہیں لے سکتے تھے اور اکثر لوگوں کو تو نام پاک معلوم ہی نہیں تھا اور جنہیں معلوم تھا انہیں

حکم تھا کہ کسی کے سامنے بیان ہی نہیں کرنا

اس دور میں شہنشاہِ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے وہ نام پاک رواج پذیر ہوئے جو تقیہ کی بنیاد پر بتائے گئے تھے آپ کے جو ایک سو بیاسی 182 اسماء مبارکہ کتبِ غیبت میں مرقوم ہیں ان میں وہ نام پاک آج بھی موجود ہیں مثلاً

(1)

جعفرؑ عجل اللہ فرجہ الشریف یہ نام بھی تقیہ کی وجہ سے رائج ہوا مومنین آپس میں اس نام پاک سے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کا ذکر کرتے تھے اور جاسوسانِ بنی عباس یہ سمجھتے تھے کہ یہ جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کے نام لیوا ہیں اس وجہ سے وہ ان کی نگرانی چھوڑ دیتے تھے

(2)

اس دور میں ایک نام ابوبکر عجل اللہ فرجہ الشریف رواج پذیر ہوا جب مومنین فضائل کی کوئی بات کرتے تو اس نام پاک سے ذکر کرتے تھے اور غیر لوگ کچھ اور سمجھتے تھے

(3)

اس دور میں ایک نام ''غلام'' عجل اللہ فرجہ الشریف رائج ہوا جس کے معنی ہیں لڑکا یا وہ بچہ جو سنِ بلوغ کو پہنچ گیا ہو اس کے ایک معنی شہزادہ کے بھی ہیں اس نام کا مقصد یہ تھا کہ ذکرِ عام میں کسی کو احساس تک نہ ہو کہ کس ذات کا ذکر ہو رہا ہے بس کہہ دیا کہ اس بچے نے یہ فرمایا ہے

(4)

اس دور میں ایک نام پاک رائج ہوا ''غریم'' عجل اللہ فرجہ الشریف یعنی قرض خواہ۔

جب مومنین آپس میں شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کے مال کا ذکر کرتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم نے تو اپنے قرض خواہ کا مال بھجوا دیا ہے کیا تم نے بھی بھجوا دیا ہے یا نہیں؟ اس طرح کے اندازِ بیان سے راز ہمیشہ راز ہی رہتا تھا

(5)

عام طور پر جو نام پاک تلاوت کیا جاتا تھا وہ تھا ''عبداللہؑ'' عجل اللہ فرجہ الشریف یعنی اللہ کا بندہ۔

ذکر پاک اس طرح سے ہوتا تھا کہ اللہ کا بندہ یہ فرماتا تھا یا اللہ کے بندے کا خط آیا تھا وغیرہ

(6)

آپ کا ایک نام پاک اس دور میں ''عالمؑ'' عجل اللہ فرجہ الشریف بھی تھا اسے اس وقت بولا جاتا تھا جب کسی فقہی مسئلے میں اختلاف ہوتا ان میں سے کسی کو مولائے کائنات کی رائے معلوم ہوتی تو کہہ دیتا کہ عالم کی اس بارے میں رائے یہ ہے تو اس بات کو سارے تسلیم کر لیتے اور دشمن کو معلوم ہی نہ ہوتا کہ یہ کس ذات پاک کا ذکر کر رہے ہیں

(7)

اِس دور میں جب شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف مومنین کے گھروں کو زینت بخشتے تھے تو جب بھی کوئی کسی غلام سے پوچھتا کہ اس گھر میں کوئی ہے تو وہ جواب دیتا کہ ہاں ''صاحب الدارؑ'' یعنی گھر کے مالک موجود ہیں جس سے جاسوسوں کو بھی شک نہ گزرتا کہ یہ کس ذات پاک کا ذکر پاک ہو رہا ہے اور بات بھی درست ہوتی تھی کہ

اصل گھر کے مالک تھے بھی وہی اور صرف اس گھر کے ہی نہیں بلکہ پوری آلِ محمد صلوات اللہ علیھم اجمعین کے گھروں کے مالک وہی ہیں

اس دور میں آپ نے کتنے گھر بدلے اور کتنے نام پاک بدلے اس کی مکمل تفصیل کسی کتاب میں درج نہیں ہے اس دور میں یہ ضرور تھا کہ آپ اکثر اپنے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کی زیارت کو اپنے گھر میں ضرور تشریف لے جاتے تھے یہ بھی ممکن ہے کہ اس دور میں زیادہ تر قیام اپنے ہی گھر اطہر میں رہا ہو اور ظالمین کی کاروائیوں سے قبل کہیں تشریف لے جاتے ہوں وہ جو بھی صورت حال تھی اس کے بارے میں ہمیں تفصیل میسر نہیں آئی صرف اتنا معلوم ہے کہ اس دوران آپ کا قیام اپنے گھر اطہر میں مستقل نہیں رہا ہے

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھولاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

منصبِ ہدایت

احباب گرامی!

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان چھ مہینوں میں منصبِ ہدایت کس کے سپرد تھا؟

مسندِ ہدایت اور منصبِ امامت کے بارے میں دو روایات موجود ہیں

ایک روایت سے تبادر ہوتا ہے کہ اس دور میں منصب امامت جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا کے سپرد تھا

دوسری روایت میں ہے کہ منصبِ امامت اس دور میں جناب ابو محمد العسکریؑ علیہ الصلوات و السلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے سپرد تھا

اگر جمع بین الروایتین کا کلیہ یہاں بھی لاگو کیا جائے تو منصبِ امامت و مسندِ ہدایت کی اصل وارث جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کی والدہ پاک ہی تھیں اور ان کی نیابت جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات و السلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا فرما رہی تھیں اس نظریئے کی تائید کئی حوالوں سے ہوتی ہے مثلاً

جو وصیت نامہ امام علیہ الصلوات و السلام نے آخری وقت میں اہلِ حرم کے سپرد کیا تھا اور جو قاضی کی عدالت میں بھی درست مانا گیا تھا اس کی وجہ سے بھی اصل وصیہ والدہ پاک صلوات اللہ علیہا ہی تھیں

www.khrooj.com

اس کے علاوہ اگر محمد بن عبداللہ مطہری کی روایت جو 260 ہجری کی ہے اس کے ساتھ احمد بن ابراہیم کی روایت کو بھی ملا کر دیکھا جائے جو 262 ہجری کی ہے تو ثابت یہی ہوتا ہے کہ اصل وصیہ امام علیہ الصلوات و السلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا ہی تھیں

ان دو روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ لوگ عالمِ حیرت و ضلالت میں سامرہ شریف میں آئے انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ ان کے امامِ زمانہ کون ہیں یہ جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کو امام سمجھ کر ان پاس گئے تو پتہ چلا کہ دریائے دجلہ کے کنارے رقاصاؤں کے رقص و سرود کے مزے لے رہے ہیں یہ بہت نا امید ہوئے جب جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کو ان کے آنے کا پتہ چلا تو انہیں اپنے پاس بلایا اور کہاں تم کہاں سے آئے ہو؟

انہوں نے بتایا پھر آنے کی وجہ پوچھی ان لوگوں نے بتایا کہ ان کے پاس مالِ امام ہے۔ انہوں نے فرمایا چلو مجھے مال دو۔ انہوں نے عرض کی کہ آپ کے پاک بھائی تو پہلے بتاتے تھے کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ کس کس کا مال لائے ہو؟ کیا کیا لائے ہو ؟ آپ بھی اسی طرح مال کا بتاتے جائیں اور وصول کرتے جائیں

اس پر وہ جلال میں آ گئے اور فرمایا تم ہم سے علمِ غیب کے سوالات کرتے ہو؟ کیا تم نے قرآن مجید میں نہیں دیکھا کہ علمِ غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

انہوں نے عرض کی ناراض نہ ہوں ہم مسافر ہیں اور یہ بھی سچ ہے کہ آپ کے پاک بھائی اسی طرح مال وصول کرتے تھے

انہوں نے کہا تم ہمارے بھائی پر الزام لگا رہے ہو اب اس کا فیصلہ دربارِ معتمد باللہ

www.khrooj.com

ملعون میں ہو گا

یہ فرما کر دربارِ خلافت میں تشریف لے گئے اور ان کی طلبی کروائی انہوں نے کہا ہم اجیر ہیں مالک نہیں جیسا ہمیں کہا گیا ہے اس کے مطابق کرنے کے ہم پابند ہیں اب اگر کوئی ہماری شرائط پوری کر دے گا تو مال اسے دے دیں گے بصورتِ دیگر یہ مال ان کے اصل مالکوں کو جا کر واپس کر دیں گے

اس بات پر انہیں چھٹکارا مل گیا جب یہ شہر سے باہر آئے تو جنابِ کافور سلام اللہ علیہ نے انہیں نام بنام پکارا تو انہوں نے سوال کیا کیا تم ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا معاذ اللہ میں تو تمہارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ایک غلام ہوں انہوں نے تمہیں یاد فرمایا ہے

وہ انہیں اپنے ساتھ لے کر درِ اطہر پہ آئے اور اپنے مولا جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی نشست گاہ میں بٹھا دیا۔ یہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے دیکھا اس نشست گاہ سے جو کمرہ ملحق تھا اس کے درمیان ایک خوبصورت پردہ آویزاں تھا جب ہم بیٹھ گئے تو پسِ پردہ ہم سے کسی مستور صلوات اللہ علیہا نے کلام فرمایا یہ نہیں معلوم کہ وہ کلام بالواسطہ تھی یا بلاواسطہ تھی (یا اس پردہ پاک سے کلام ایجاد فرمائی جا رہی تھی)

فرمایا گیا کہ ہم تمہاری پریشانی کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور تمہارے مابین جو اختلاف پیدا ہو چکے ہیں ان کا بھی مشاہدہ فرما رہے ہیں اس کے بعد فرمایا اے محمدؐ بن عبد اللہ یہ یاد رکھو کہ اللہ عزوجل اپنی حجتِ بالغہ و ناطقہ و صامتہ سے زمین کو کبھی خالی نہیں ہونے دیتا اور حجت اللہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حسنینؑ شریفین علیہما الصلوات و السلام

کی پاک اولاد میں سے ہوں

اللہ عزوجل نے امام حسنؑ علیہ الصلوات و السلام کی اولاد سے امام حسینؑ علیہ الصلوات و السلام کی اولاد کو فضیلت بخشی جیسا کہ اولادِ جناب موسیٰ علیہ السلام پر اولادِ جناب ہارون علیہ السلام کو فضیلت بخشی گئی تھی

راوی کہتا ہے کہ میں نے فوراً سوال کیا کہ کیا ہمارے امامِ زمانہ جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی کوئی اولاد بھی ہے؟

اس کے جواب میں فرمایا اگر ان کا عقب نہ ہوتا تو پھر اس دور میں حجت اللہ کون ہوتا؟ کیونکہ حجتِ خدا سے تو زمین خالی رہ نہیں سکتی

ہم نے عرض کی کہ پھر ہمیں ان کے حالات سے آگاہ فرمائیں یہ سن کر انہوں نے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ولادت کے حالات بیان فرمائے (جنہیں یہاں ترک کیا جا رہا ہے) اس کے بعد ہم نے عرض کی ہمارے مالک پاک اس وقت کہاں ہیں؟

فرمایا وہ غائب و مستور ہیں اس پر راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی پھر ہم مومنین کو کس طرف رجوع کرنا چاہیئے؟ فرمایا جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی پاک والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کی طرف رجوع کریں

احمدؑ بن ابراہیم جو 262 ہجری میں آئے تھے کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کیا آپ شیعوں کو ایک مستور کی اقتداء کا حکم نہیں دے رہے ہیں؟

فرمایا ہاں ایسا ہی ہے

میں نے عرض کی مستور کی اقتدا کا حکم آپ کس حوالے سے دے رہی ہیں؟ (کیونکہ

شیعوں میں یہ مشہور تھا کہ امامت کا عہدہ کسی مستور کو نہیں مل سکتا حالانکہ یہ بات امامتِ مستقلہ کے بارے میں ہے نا کہ بحیثیتِ نیابت)

جب میں نے یہ سوال کیا تو فرمایا کہ یہ ہم خود جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی وصیت کے حوالے سے فرما رہے ہیں اور امام اس کا پابند نہیں ہوتا کہ وہ نائب کس کو بنائے۔اس پر میں نے عرض کی کہ یہ تو تاریخِ شیعہ کا پہلا واقعہ ہے کہ ایک پاک مستور کو منصبِ وصایت بخشا گیا ہے

اس پر انہوں نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کی مثالیں موجود ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جناب ابو محمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام نے وصیت کے معاملہ میں شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات و السلام کی اتباع فرمائی ہے کیونکہ انہوں نے کربلا میں حفظِ امام کے پیشِ نظر اپنا وصی شریکۃ الحسینؑ صلوات اللہ علیہا کو قرار دیا تھا اور ایک سال تک یہ منصبِ امامت ان کے پاس رہا تھا اور شام سے واپسی کے بعد یہ منصب امام زین العابدین علیہ الصلوات و السلام کو حاصل ہوا تھا

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب ابو محمد العسکریؑ علیہ الصلوات و السلام کے بعد منصبِ امامت و وصایت کی اصل وارث ان کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا ہی تھیں

( ) احمد بن ابراہیم کا آنا اور وصایت جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کے بارے میں تفصیل دیکھنا ہو تو دیکھئے......(R_108)

میں یہاں عرض کروں گا کہ اس کی ایک اور مثال بھی اسی گھر اطہر میں موجود تھی وہ یہ کہ امام صادقِ آلِ محمدؐ علیہ الصلوات و السلام نے بھی اپنا وصی اپنے حرمِ اطہر صلوات اللہ علیہا کو قرار دیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ منصور دوانقی ملعون نے عاملِ مدینہ سے کہہ

دیا تھا کہ جب وصیت نامہ مجمع میں پڑھا جائے تو امامِ صادق علیہ الصلوات و السلام جسے اپنا وصی قرار دیں تم ان کا سر قلم کر کے میرے پاس بھیجنا جب وصیت نامہ کھولا گیا تھا تو اس میں لکھا تھا کہ ہماری طرف سے پہلا وصی منصور دوانقی ملعون ہے اگر وہ یہ منصب قبول نہ کرے تو دوسرا وصی عاملِ مدینہ ہے اگر وہ بھی یہ منصب قبول نہ کرے تو پھر ہمارے حرم اطہر صلوات اللہ علیہا ہمارے وصی ہیں ان کے بعد امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات و السلام ہمارے وصی ہیں اور اس طرح کافی عرصہ منصبِ وصایت سرکار علیہ الصلوات و السلام کے حرم اطہر صلوات اللہ علیہا کے پاس رہا یعنی اس طرح یہ تیسری مثال تھی نہ کہ پہلی دفعہ ایسا ہو رہا تھا......(R_109)

اس نظامِ ہدایت کے باوجود ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کبھی کبھی مومنین کے ایمان کے استحکام کے لئے خود بھی اپنی زیارت کروا دیتے تھے تاکہ مومنین ثابت قدم رہیں ان چھ ماہ میں ایسا بارہا ہوا جیسا کہ جناب علیؑ بن سنان الموصلی کی روایت میں ہے

وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بھی امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ذات سے غیر متعارف تھے اور حصولِ حقیقت کے لئے سامرہ کا رخ کیا ہم بھی پہلے جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کے سامنے پیش کئے گئے اور ان کا حال دیکھ کر ناامید ہوئے اور جو تحفے اور مالِ خمس ہم لائے تھے ان کے حوالے نہ کیا تو نتیجہ سابقہ مومنین جیسا نکلا اور ہمیں دربار کی پیشی پڑ گئی وہاں سے جیسے تیسے گلو خلاصی ہوئی جب ہم انتہائی ناامیدی کے عالم میں سامرہ شریف سے باہر نکلے تو ایک ویران جگہ پہ ہمیں جناب کافور سلام اللہ علیہ نے آواز دی ہم رک گئے اور وہ ہمیں درِ اطہر پہ لائے

www.khrooj.com

☆ فسرنا معه حتیٰ و دخلنا دار مولانا الحسن ابن العلیؑ علیهما الصلوات و السلام فاذا ولده القائم عجل الله فرجه الشریف سیدنا قائد علیٰ سریر کانه فلقه قمر و علیه ثیاب خضر فسلمنا علیه فرد علینا السلام......(R_110)

ہم جناب کافور سلام اللہ علیہ کے ساتھ اپنے مالک پاک علیہ الصلوات و السلام کے در اطہر پہ حاضر ہوئے جب گھر اطہر میں داخل ہوئے تو نشست گاہ میں اپنے مالک پاک علیہ الصلوات و السلام کے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو جلوہ آرا دیکھا وہ اتنے حسین تھے جیسے وہ ایک چاند کا ٹکڑا ہوں اور انہوں نے سبز رنگ کا لباس زیبِ تن فرمایا ہوا تھا ہم نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے بہترین طریقہ سے سلام کا جواب عطا فرمایا اس کے بعد انہوں نے ہماری ہر چیز کی خبر دی ایک ایک کے نام اور سواریوں تک کی تفصیل سے ہمیں خود آگاہ فرمایا اور مال کی پوری تفصیل بتا دی اور ہماری ہمانیوں (پیسوں کی تھیلیوں) میں جو کچھ تھا اس کی بھی تفصیل سے آگاہ فرمایا جب ہم نے یہ سب کچھ دیکھا

☆ فخررنا سجداً لله و قبلنا الارض بین یدیه

ہم فوراً سجدے میں گر گئے اور ان کے سامنے زمینِ ادب چومی اور خالق کا شکر ادا کیا کہ جس نے ہمیں ہماری منزل تک پہنچا دیا تھا۔ اس کے بعد ہمارے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے فرمایا تم آئندہ سامرہ میں نہ آنا بلکہ بغداد میں جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ کے پاس جانا۔ جا کر انہیں اپنے خطوط دینا اور ہمارے توقیعات بھی انہی سے وصول کرنا اور ہمارا مالِ خمس و تحائف بھی ان ہی کی خدمت میں پیش کرنا اور تمام ہدایات وہاں سے حاصل کرنا (خلاصہ)......(R_111)

اس طرح یہ چھ ماہ پورے ہوئے اور یہ سامرہ میں امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے

قیام کے آخری دن تھے اس کے بعد حلہ شریف کی طرف ہجرت فرمائی
جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ کے بارے میں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ یہ پہلے نائب تھے مگر ان کا بلا واسطہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے رابطہ نہ تھا بلکہ ان کا رابطہ شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا سے تھا یہ احکام و توقیعات لینے ان کے درِ اطہر پہ جاتے تھے اور وہاں ان کی ایک پاک کنیز انہیں تازہ احکام عطا فرماتی تھیں اور خمس اور ہدایہ بھی وہی وصول فرماتی تھیں اور اس طرح سے یہ اسی پاک معظّمہ صلوات اللہ علیہا کے ہی وکیل تھے اور وہی معظّمہ صلوات اللہ علیہا ہی نفاذِ امورِ امامت فرما رہی تھیں اس کا ثبوت اس روایت سے ملتا ہے کہ جب جناب عثمان بن سعید سلام اللہ علیہ کو حقِ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی قسم دے کر پوچھا گیا کہ کیا تم نے کبھی اپنے مالک پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کی ہے؟
تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا واللہ میں نے ایک مرتبہ ان آنکھوں سے شہنشاہِ یزداں اجلال عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کی ہے جب کہ انہوں نے غلاف کعبہ کو تھاما ہوا تھا اور دعا فرما رہے تھے

☆اللھم انجزلی ما و عدتنی اللھم انتقم لی من اعدائك......(R_112)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا رابطہ مسلسل نہ تھا اور نہ ہی وہ بلا واسطہ احکام وصول کرتے تھے یعنی رازداری کا نظام بہت سخت تھا
ان کا حقیقی رابطہ امام زمانہ شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کے حلہ شریف میں تشریف لانے کے بعد ہوا جس کا ذکر آئندہ اوراق میں کیا جائے گا

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

سفرحلہ شریف

احباب گرامی!

معتمد باللہ عباسی ملعون کے زمانے تک عباسی سلطنت کا دارالحکومت سامرہ (سر من رائے) رہا تھا مگر معتمد باللہ ملعون نے پھر دوبارہ دارالحکومت بغداد کو بنایا تھا

بغداد سامرہ شریف سے 80 کلومیٹر جنوب میں واقع ہے اور بغداد سے حلہ شریف 220 کلومیٹر مزید جنوب میں واقع ہے یعنی سامرہ سے حلہ شریف تقریباً 300 کلومیٹر جنوب کی طرف واقع ہے

یہ وہی دور ہے کہ جب معتمد ملعون کو یقین ہو گیا کہ وہ شہنشاہِ یزداں صفات عجل اللہ فرجہ الشریف سامرہ ہی میں موجود ہیں تو اس نے گھر گھر تلاشی کا پروگرام بنایا کیونکہ ان سابقہ چھ ماہ میں جو گھر چھوڑا گیا تھا وہ عارضی طور پر تھا اور وہ سفر سر من ہی کے اندر ہی اندر کا تھا جس میں زیادہ تر قیام اپنے ہی گھر اطہر میں رہا اور جب ظالمین کا کوئی پروگرام ہوتا تو اس وقت سامرہ ہی کے کسی مومن کے گھر کو زینت بخشی جاتی تھی مگر اب جو تیاری ہو رہی تھی یہ سامرہ چھوڑنے کی ہو رہی تھی

اِدھر قصرِ دارالامارہ میں گھر گھر تلاشی کا پروگرام بن رہا تھا اُدھر خانۂ توحید و رسالت میں سامانِ سفر باندھے جا رہے تھے یہ دوسری مرتبہ گھر اطہر سے سفر ہو رہا تھا اس سے

قبل جو سفر ہوا تھا وہ صرف سامرہ اور نواح سامرہ تک محدود تھا مگر یہ سفر ایک طویل سفر تھا

شوال کا مہینہ جولائی کے برابر تھا عین گرمی کا موسم تھا اسبابِ سفر باندھے جا رہے تھے محملوں پہ ہودج لگائے جا رہے تھے ان پر سر پوش موزوں کیئے جا رہے تھے

☆واذا قرات القرآن جعلنا بينك و بين الذين لا يومنون بالآخرة حجاباً مستورا

کے پردے لگائے گئے کیونکہ (آخرت) ہمارے امامِ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کا نام پاک ہے یعنی جو لوگ شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف پر ایمان نہیں رکھتے تھے ان کے اور ان کے پاک کارواں کے درمیان ایسے پردے لگائے گئے تھے کہ جنھیں کوئی نہ دیکھ سکتا تھا اور یہ صفت پردوں کی تھی وہ حجاباً مستورا تھے کہ وہ ایسے پردے تھے کہ صاحبِ پردہ تو کیا وہ پردے بھی کسی کو نظر نہیں آ سکتے تھے وہ پردے بھی مع صاحبِ پردہ چشمِ عالم سے پوشیدہ تھے اور انہیں کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا تھا

11 شوال 260 ہجری بمطابق 29 جولائی 874 عیسوی اتوار یا پیر کا دن ڈوبا تو گھر اطہر میں سامان سفر باندھا گیا۔ جب نصف رات گزر گئی تو در اطہر پہ محمل بٹھائے گئے سنتِ امامِ مظلوم عليه الصلوات و السلام میں رات کا سفر پسند فرمایا مگر یہ سفر چھ ماہ کا نہ تھا بلکہ پورے بیس سال کے لئے ہجرت کی جا رہی تھی جیسا کہ صاحب درمقصود نے اس کی تفصیل لکھی ہے

جب محمل دروازے پہ بیٹھ چکے تو معظّمہ ٔ دوراں صلوات الله عليها کے کمرے میں جا کر ایک کنیز نے اطلاع دی کہ محمل تیار ہیں تشریف لایئے۔ اس وقت معظّمہ دوراں

صلوات اللہ علیھا اس طرح اپنے حجرہ مبارک سے برآمد ہوئیں کہ اپنی معصوم شہزادی صلوات اللہ علیھا کو سینہ سے لگایا ہوا تھا اور پانچ سال کے شہزادے کا ہاتھ تھاما ہوا تھا پردہ قدموں میں لپٹتا آرہا تھا جب اپنے بچوں کو لے کر صحن کے وسط میں پہنچیں تو دروازے کی طرف جانے کی بجائے صحن میں موجود اپنے پاک سرتاج علیہ الصلوات و السلام کی مزار کی طرف رخ کیا اور اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف سے فرمایا ہم چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے بابا جانؑ سے اجازت بھی لے لیں اور تمہارے جد پاکؐ سے بھی وداع ہو لیں اور ان کی قدم بوسی بھی کر لیں۔ یہاں تاریخ خاموش ہے کہ انہوں نے کس طرح وداع فرمایا لیکن مناسبت اور موقعہ کو دیکھ کر دل یہ مانتا ہے کہ جب اپنے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کا ہاتھ پکڑ کر اور اپنی معصومہ صلوات اللہ علیھا کو سینہ سے لگائے سرتاج کی مزار پہ آئے ہوں گے تو یہ ضرور عرض کی ہو گی کہ سرتاج آپ دیکھ رہے ہیں سارا زمانہ دشمن ہے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں دعا کرنا میرے یہ بچے ہمیشہ محفوظ رہیں

یہ بھی عرض کی ہو گی کہ آقا ہم آپ کے گھر اطہر میں تشریف لائے تو آپ نے اپنی دو امانتیں ہمارے سپرد فرمائیں اب انہی کی حفاظت کی کوششیں کر رہے ہیں دعا فرمائیں ہم ان کی حفاظت میں کامیاب ہو جائیں

یہ بھی فرمایا ہو گا کہ ہمارا دل تو یہ کرتا ہے کہ پوری زندگی آپ کی مزار پہ مجاور بن کر رہیں مگر ہم آپ کی جوڑی کی حفاظت کے لئے آپ سے دور جا رہے ہیں خدا کرے یہ دونوں گرم ہوا کے جھونکوں سے ہمیشہ محفوظ رہیں

یہ بھی فرمایا ہو گا کہ ہم تو بہت طولانی سفر کے آپ کے گھر اطہر تک پہنچے تھے اور سوچا

تھا اب ہمارے سفر ختم ہو گئے ہیں مگر معلوم نہ تھا ابھی ہمارے سفر باقی ہیں
آقا دعا فرمانا میرے چھوٹے چھوٹے یتیم بچے دشمن سے ہمیشہ محفوظ رہیں
میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب اپنی کمسن شہزادی صلوات اللہ علیہا کو مزار کے قریب لائے ہوں گے تو انہیں بھی فرمایا ہوگا بیٹی آنکھیں کھولو اور اپنے پیارے بابا جان سے وداع کر لو کیونکہ آپ نے تو پھر یہاں واپس ہی نہیں آنا
آج جی بھر کے بابا جان سے مل لو پھر تو تمہارے بابا جان تو کجا ان کی مزار کی زیارت بھی نصیب نہیں ہوگی
جب مزارات کی زیارت سے فارغ ہوئے تو در اطہر کی طرف بڑھے اور جب محملوں پر سوار ہوئے تو ایک حسرت بھری الوداعی نگاہ اپنے گھروں کی طرف فرمائی
اس وقت امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے پاک پردہ داروں کے محملوں کو کوچ کا حکم دیا اور یہ کاروانِ راہِ رضا پوری رات چلتا رہا اس دور میں عام طور پر اونٹوں پہ تقریباً اسی 80 میل کا سفر بغیر رکے کیا جا سکتا تھا جو اس وقت ایک منزل شمار کی جاتی تھی۔ مگر تاریخ یہ نہیں بتاتی کہ یہ سفر کتنے دنوں میں طے ہوا کیونکہ ان کے ساتھ پردۂ توحید کے مالک پردہ دار صلوات اللہ علیہن بھی تھے اور ایک سالہ معصوم شہزادی صلوات اللہ علیہا بھی ساتھ تھیں گرمی کا موسم بھی اپنی شدت کے عروج پر تھا اس لئے ممکن ہے کہ راستہ میں قیام ہوتا رہا ہو۔
بہر حال یہ سفر طے کر کے آپ قصرِ ابن ھبیرہ کے نواح میں تشریف لائے اور اس شہر میں داخل ہونے کی بجائے دریائے فرات کے مغربی کنارے کی طرف تشریف لے گئے وہاں اس وقت کوئی آبادی نہیں تھی یعنی آپ نے ویران علاقہ میں رہنا پسند فرمایا

www.khrooj.com

حلہ کا جغرافیہ

اس جگہ مناسب ہے کہ اس مقام حلے کا مختصر سا جغرافیائی جائزہ بھی پیش کرتا چلوں جس زمانہ میں آپ یہاں تشریف لائے تھے اس دور میں حلہ نام کا یہاں کوئی شہر آباد نہ تھا بلکہ دریائے فرات کے کنارے سے دو میل مشرق میں ایک شہر تھا جو ''قصر ابن ھبیرہ'' کے نام سے آباد تھا اس شہر کو آخری اموی خلیفہ مروان بن محمد بن مروان ملعون نے آباد کیا تھا اور اس کا نام اپنے ایک عامل عراق ابن ھبیرہ کے نام پہ رکھا تھا مگر وہ اس شہر کو مکمل کرنے سے پہلے ہی فی النار ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی بنی امیہ کی ملعون حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا

اس کے بعد بنی عباس کا پہلا خلیفہ ابو العباس السفاح ملعون حاکم بنا اس نے اس نئے آباد شہر کو دیکھا تو اسے مرکز بنانے کا ارادہ کیا اور اس کی تعمیر شروع کر دی اس نے اس کا نام بدل دیا اور اس کا نام اپنے دادا ہاشم کی مناسبت سے ہاشمیہ رکھا

اس کی موت کے بعد منصور ملعون نے اس میں قیام کیا اور اس میں اضافہ بھی کیا مگر وہ اس میں نہ رہ سکا اور اسے چھوڑ گیا

اس شہر کا محلِ وقوع بہت موزوں جگہ پہ تھا اس کی موزونیت کی وجہ یہ تھی کہ اس کے شمالی طرف دریائے فرات سے ایک نہر نکلتی تھی جسے نہرِ کَوثا کہا جاتا تھا اور دریائے فرات کے اس مقام سے کہ جہاں سے نہرِ کَوثا نکلتی تھی چھ فرسخ جنوب میں دریائے فرات دو شاخوں میں تقسیم ہو جاتا تھا اور دریائے فرات کی مشرقی شاخ کو اس وقت اصلی دریائے فرات مانا جاتا تھا اور اس کی مغربی شاخ کو اُس وقت نھر سوران کہا جاتا تھا اور نہر سورا بھی کہا جاتا تھا آج کل وہی نھر سوران

ہی دریائے فرات کہلاتی ہے
اس کی جو مغربی شاخ تھی وہ کوفہ و کربلا معلیٰ سے گزر کر بطائح یعنی مرداب میں گر جاتی تھی ۔اس زمانہ میں اس کی مغربی شاخ مزید جنوب میں جا کر قصر ابن ھبیرہ کے شہر کے مغرب میں دو میل کے فاصلہ سے گزرتی تھی قصر ابن ھبیرہ سے چند میل جنوب میں بابل کے قدیم کھنڈرات موجود ہیں اور بابل کے قدیم شہر سے تھوڑی دور مزید جنوب میں شہر حلہ آباد ہوا اُس زمانہ میں اس کا نام حلہ نہیں تھا اور قصر ابن ھبیرہ ہی ایک ایسا شہر تھا جو بغداد اور کوفہ کے درمیانی شہروں میں سے سب سے بڑا شہر مانا جاتا تھا
اس شہر قصر ابن ہبیرہ کو سیراب کرنے کے لئے دریا سے ایک نہر نکالی گئی تھی جس کا نام تھا ابو رُحا (چکی کا باپ) یہ شہر قدیم بابل کے کھنڈرات سے چند میل جنوب میں واقع تھا اور اب تو یہ شہر صفحۂ ہستی سے مٹ چکا ہے
بابل سے ذرا جنوب میں جو ویرانہ تھا اسی میں بعد میں ایک شہر بنا تھا جس کا نام الجامعین تھا اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ اس میں دو جامع مساجد تھیں یہ قدیم فرات کے مشرقی کنارے پر تھا اور دریا کا مغربی کنارہ ویران تھا پھر بنی مزید کے سردار سیف الدولہ صدقہ بن منصور المزیدی نے اس ویرانہ میں اس شہر حلہ کی بنیاد رکھی حلہ عربی میں بستی کو کہتے ہیں
سیف الدولہ کے خاندان کو بنی مزید کے ساتھ بنی دبیس بھی کہا جاتا تھا کیونکہ ان کا قریبی جد دبیس بن علی بن مزید تھا ان کی حکومت کا قیام 387 ہجری میں ہوا جس کا آغاز ابوالحسن علی بن مزید نے کیا

وہ اس طرح کہ قدیم شہر الجامعین کے نواح میں بنی اسد آباد تھے اس نے بنی اسد کو جمع کر کے اپنی حکوت کی بنیاد رکھی اس زمانہ میں شہر حلہ نہیں بنا تھا صرف شیعوں کو علم تھا کہ اس مقام پہ شہنشاہِ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے انیس 19 یا بیس 20 سال قیام فرمایا تھا اس لئے وہ اس جگہ کا احترام کرتے تھے اور انہیں اس احترام کی سزا بھی ملی

اس وقت تختِ بغداد پر احمد بن اسحاق قادر باللہ حاکم تھا مگر اس دور میں بنی مزید کی حکومت کا قیام نہ ہو سکا پھر 515 ہجری میں سیف الدولہ صدقہ بن منصور کے والد منصور اور اس کے بھائی دبیس جس کا نام اس کی جد اعلیٰ کے نام پر تھا انہوں نے اس کی کوشش کی مگر اس حکومت کے قیام کی کوشش کے دوارن منصور کو قید کر لیا گیا اور فضل بن مستنظہر مسترشد باللہ کے حکم پر اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں

اس کے بعد دبیس نے اپنی کوششیں تیز تر کر دیں جس کی وجہ سے ان کی حکومت قائم ہوئی

اسی کے دورِ حکومت میں شہرِ حلہ کی بنیاد رکھی گئی اور سیف الدولہ نے یہاں بہت ہی خوبصورت محل بنوائے اور اہل وعیال کے ساتھ یہاں آ کر رہائش پذیر ہوا

وہ شیعہ تھا اس لئے اس نے اس مقام کو آباد کیا - اسی دور میں حجاج کے لئے ایک سڑک بھی بنوائی گئی اور بغداد سے کوفہ آنے والوں کے لئے ایک پل بھی بنوایا گیا یہ کشتیوں کا پل تھا جو دونوں طرف سے آہنی زنجیروں سے بندھا ہوا تھا اس کا نام قنطرة القامغان تھا اس پل سے چھ فرسخ جنوب میں حلہ بنا تھا پھر اس کے بعد شہر حلہ دریا کے مغربی کنارے پر پھیلتا چلا گیا

www.khrooj.com

مزید تفصیل کے لئے جی لی سٹرینج کے جغرافیہ عرب و مشرق پر مبنی کتب ملاحظہ فرمائیں
میں عرض کرر ہا تھا کہ جب شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف یہاں تشریف لائے تھے تو
یہ جگہ ویران تھی اور دریا کے مشرقی سمت شہر الجامعین تھا جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے
اور آجکل وہ حلہ شہر کا ایک حصہ بن چکا ہے اور اب تو حلہ شہر بابل تک پھیل چکا ہے
اور یہ کربلا معلیٰ سے 50 کلومیٹر جنوب مشرق میں ہے اور یہاں بھی بعد میں ایک دریا
کا پل بنا جسے قنطرة السوران کہا جاتا تھا......(R_113)

اب یہ معلوم نہیں کہ شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے اصل کس مقام کو زینت بخشی
تھی البتہ بعض روایات سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے یہاں بھی کسی ایک جگہ
مستقل قیام نہیں فرمایا بلکہ حلہ کے نواح میں مختلف مقامات پہ تھوڑا تھوڑا عرصہ قیام
فرمایا اسی علاقہ میں آپ کے پاک خاندان کے افراد علیہم الصلوات والسلام کے
مزارات و مشاہد بھی موجود ہیں پتہ نہیں ان کی وجہ سے اس جگہ کو پسند فرمایا یا کوئی
دوسری وجہ تھی

ایک بات ضرور ہے کہ آپ کی آمد کا اثر ہر زمانہ میں حلہ پر رہا ہے جیسا کہ مشہور سیاح
مستوفی اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ اس کی زیادہ تر آبادی غالی شیعوں کی ہے اور
ان کا خیال ہے کہ امامِ منتظر جو سن دوسو چونسٹھ ہجری میں سامرہ میں غائب ہوئے تھے
اسی جگہ سے اعلانِ خروج کریں گے وہاں ان کا ایک مقام بھی ہے

سرکارِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے جو تین سو تیرہ 313 اصحاب کی فہرست ہے اس
میں سے دو اصحاب حلہ کے ہیں جبکہ پورے پاک ہند میں سے صرف دو ہیں

ایک خیال یہ بھی ہے کہ مقامِ صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف جو حلہ میں ہے یہی وہ

www.khrooj.com

جگہ ہے جہاں آپ نے کبھی اپنی رہائش گاہ بنائی تھی اور بعد میں اسی مقام پر شیخ علی حلاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا گھر بنایا تھا اسی گھر ہی میں وہ مشہور واقعہ پیش آیا تھا کہ جس میں اصحاب ومومنینِ حلہ کا امتحان ہوا تھا کہ امامِ زمانہ عجل الله فرجه الشريف نے شیخ حلاوی سے فرمایا تھا کہ اپنی چھت پہ دو بکرے باندھ دینا اور قصاب کو بھی بلا لینا وہ بھی خواص میں سے تھا اور مومنین بکروں کا خون دیکھ کر فرار ہو گئے تھے (خلاصہ)

اصل حقیقت وہ ذات اقدس آپ ہی جانتے ہیں ہمارے پاس تو کتابوں کی بیساکھیاں ہیں جو ناقص ہیں

یہ بھی عرض کر دوں کہ اسی شہر میں کافی عرصہ حوضہ علمیہ بھی رہا - یہاں جو مقامِ صاحب الزمان عجل الله فرجه الشريف ہے یہ مشہور تو شیخ علی حلاویؒ کے واقعہ کے بعد ہوا تھا مگر یہ مقام آپ کے حلہ میں تشریف لانے کے وقت منسوب ہو گیا تھا اور مؤرخین نے اسی مقام کے وجود کو بھی حلہ میں قیام کا ایک ثبوت مانا ہے

حلہ شریف کے قیام کے بارے میں ہماری معلومات بہت محدود ہیں اس کے بارے میں تاریخ نے اتنا لکھا ہے کہ یہاں شہنشاہِ معظم عجل الله فرجه الشريف نے احمد بن موفق باللہ عباسی کے دور تک قیام فرمایا احمد بن موفق باللہ ملعون کا زمانہ 279 ہجری سے 289 ہجری تک کا ہے اس طرح ان کی رہائش کا عرصہ تقریباً انیس یا بیس سال کا بنتا ہے یعنی یہ عرصہ آپ حلہ کے نواح میں رہائش پذیر رہے

حلہ کا شہر اب تو ایک وسیع شہر بن چکا ہے مگر اس دور میں یہ یوں نہیں تھا اس لئے ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ آپ نے کہاں قیام رکھا

ایک رائے یہ ہے جو قرین عقل بھی ہے کہ جس مقام پر آج مقام صاحب الزمان عجل

اللہ فرجہ الشریف ہے آپ نے انیس بیس سال یہاں قیام فرمایا اوراس سے اس دور کے شیعہ بھی آ گاہ تھے اس لئے وہ اس مقام کا پہلے سے احترام بھی کرتے تھے

حلہ سے 35 کلومیٹر دور جناب قاسمؑ بن امام موسیٰ کاظم علیہما الصلوات والسلام کا مزار ہے یہاں پر مسجدِ ردِ شمس بھی ہے کہ جہاں جناب امیرالمومنین علیہ الصلوات و السلام نے سورج کو ڈوبنے کے بعد لوٹایا تھا دریا کے کنارے جناب ایوب بن امیر کائنات علیہما الصلوات والسلام کا مقبرہ بھی ہے حلہ سے شہزادہ قاسم علیہ الصلوات و السلام کی مزار کی طرف جاتے ہوئے راستے میں جناب حمزہ بن حسن بن عبداللہ بن عباس بن ایوب بن جناب امیرالمومنین علیھم الصلوات والسلام کا مقبرہ بھی ہے

اب یہ نہیں معلوم کہ آپ نے یہاں کس کس ذات اور کون کون سی جگہ کو شرفِ زیارت بخشا ہم بس اتنا بتا سکتے ہیں کہ یہ بیس سال کا عرصہ آپ نے اس سرزمین پر گزارا اس کا امکان زیادہ ہے کہ جہاں آج مقامِ صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف موجود ہے یہاں کچھ وقت قیام پذیر رہے ہوں گے حتمی طور پر تو وہ ذات پاک خود ہی فرما سکتے ہیں کیونکہ ہمارے وسائلِ تحقیق تو بہت محدود ہیں

...... ☆ ......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

نقشہ قصر ابن ہبیرہ · حلہ شریف

یاھو یامن ھولاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

انتظامِ ہدایت درحلہ

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب تک آپ جناب عجل اللہ فرجہ الشریف سامرہ میں قیام پذیر رہے وہاں تو یہ نظام جیسے چل رہا تھا وہ تو معلوم ہوگیا ہے مگر جب بیس برس کے لئے حلہ شریف میں قیام رہا تو وہاں نظام ہدایت کس طرح چلتا رہا؟

حقیقت یہ ہے کہ جتنا عرصہ آپ حلہ شریف میں قیام پذیر رہے مومنین سے رابطہ کے لئے جناب عثمان بن سعید العمری الاسدی سلام اللہ علیہ کونائب بنایا یہ تقریباً دوسال تک منصبِ نیابت پرفائز رہے

امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف انیس یا بیس سال حلہ میں قیام پذیر رہے بیس سال کے قیام کے بعد سامرہ شریف میں واپس تشریف لائے جتنا عرصہ وہاں قیام فرمائے رکھا اس دوران سلسلۂ ہدایت کے دو وسیلے تھے

ایک جناب عثمان بن سعید سلام اللہ علیہ اور دوسری ذات امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی پاک جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کی تھی

جناب عثمان بن سعید سلام اللہ علیہ دراطہر پہ حاضر ہوتے تھے اور احکام وصول فرماتے تھے اور مالِ امام بھی دراطہر پہ پیش کرتے تھے اور توقیعات کے جواب یہاں سے لے کر واپس بغداد چلے جاتے تھے وہاں ان کی روغن فروشی کی دکان تھی مومنین کرام

www.khrooj.com

وہاں روغن خریدنے کے بہانے جاتے تھے اور احکام وتوقیعات بھی وصول کرتے تھے اور مالِ خمس بھی وہاں جمع کراتے تھے اور غریب سادات تک خمس کے پہنچانے کا عمل بھی وہاں سے ہوتا تھا اور دیگر مومنین کی مالی امداد کا ایک مرکز بھی وہی تھا

جناب عثمان بن سعید سلام اللہ علیہ کو پھر یہ حکم ملا کہ تم ہر شہر میں اپنے نائب بناؤ تا کہ ہر شخص تم سے رابطہ نہ رکھے بلکہ ہر شہر سے صرف ایک آدمی آئے اس طرح تم دشمن کی نگاہ سے محفوظ رہو گے

انہوں نے حکم کی تعمیل میں اپنے نائب مقرر فرمائے جنہیں ''حاجز'' کا لقب دیا گیا ان کی ایک زمانہ میں ستر سے زیادہ تعداد نہیں ہوتی تھی

حاجز کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ وہ شخص جو دو آدمیوں کے درمیان صرف اس غرض سے آ جائے کہ دونوں کا یا دونوں میں سے ایک کا دفاع کرے یعنی یہاں حاجز بنانے کا مقصد ہی یہ تھا کہ یہ نائب شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی حفاظت کی دیواریں تھیں

اس مقام پہ ہم سارے وکلائے کرام وحاجزین عظام رضوان اللہ علیہم کے واقعات تو نہیں لکھ سکیں گے ہاں البتہ یہاں مناسب ہوگا کہ چند وکلاء عظام اور حاجزین کرام رضوان اللہ علیہم کے نام اور مقامات لکھ دیئے جائیں کیونکہ کچھ نہ ہونے سے کچھ نہ کچھ ہونا بہتر ہوتا ہے

وکلاء وحاجزین

() مرکز بغداد میں جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ

() نواح بغداد میں جناب بلالی سلام اللہ علیہ اور جناب عطار سلام اللہ علیہ

() کوفہ میں جناب عاصمی سلام اللہ علیہ

() اہواز کئی شہروں پر مبنی تھا اور ہر شہر کو ہوز کہتے تھے اس کے سارے شہروں کے علیحدہ علیحدہ حاجز تھے جن میں سے زیادہ مقرب یہ ہیں

() جناب محمد بن ابراہیم بن مہز یار سلام اللہ علیہ () جناب حسینی سلام اللہ علیہ

() قم مقدس کے جناب احمد بن اسحٰق سلام اللہ علیہ () جناب حسن بن نضر سلام اللہ علیہ

() جناب محمد بن محمد سلام اللہ علیہ () جناب محمد بن ہارون بن عمران سلام اللہ علیہ () ہمدان کے جناب محمد بن صالح سلام اللہ علیہ () جناب محمد بن کشمرد سلام اللہ علیہ () جناب جعفر بن ہمدان سلام اللہ علیہ () رائے (طہران) کے جناب بسطامی سلام اللہ علیہ () جناب اسد سلام اللہ علیہ () جناب قاسم بن موسیٰ سلام اللہ علیہ () جناب صاحب حصاۃ علی بن محمد سلام اللہ علیہ () جناب محمد بن محمد کلینی سلام اللہ علیہ () جناب ابوجعفر الرفاء سلام اللہ علیہ

() آذربائجان کے جناب قاسم بن شاذان سلام اللہ علیہ () جناب محمد بن شعیب بن صالح سلام اللہ علیہ

() دیگر عراق کے شہروں سے...... جناب ابوالقاسم بن ابی حابس سلام اللہ علیہ () جناب ابوعبداللہ کندی سلام اللہ علیہ () جناب ابوعبداللہ جنیدی سلام اللہ علیہ () جناب ہارون قزاز سلام اللہ علیہ () جناب النیلی سلام اللہ علیہ () جناب ابوعبداللہ بن فروخ سلام اللہ علیہ () جناب مسرور طباخ سلام اللہ علیہ () جناب احمد بن حسن سلام اللہ علیہ () جناب اسحاق الکاتب نوبختی سلام اللہ علیہ () جناب صاحب الفر سلام اللہ علیہ () جناب صاحب الصرۃ المکتومہ سلام اللہ علیہ

( ) اصفہان کے ابن باداشا کہ سلام اللہ علیہ ( ) صمیرہ کے جناب یزدان سلام اللہ علیہ ( ) قزوین کے جناب مرداس سلام اللہ علیہ ( ) جناب علی بن احمد سلام اللہ علیہ ( ) شہزور کے جناب ابن خال شہزوری سلام اللہ علیہ ( ) فارس کے جناب المجروح سلام اللہ علیہ ( ) شہزور کے جناب ابن خال شہزوری سلام اللہ علیہ ( ) فارس کے جناب المجروح سلام اللہ علیہ ( ) مرو کے جناب ابوثابت سلام اللہ علیہ ( ) یمن کے جناب فضل بن یزید سلام اللہ علیہ ( ) جناب حسن بن فضل سلام اللہ علیہ ( ) جناب الجعفری سلام اللہ علیہ ( ) جناب ابن العجمی سلام اللہ علیہ ( ) جناب شمشاطی سلام اللہ علیہ ( ) مصر کے جناب صاحب مولودین سلام اللہ علیہ ( ) جناب انورجار سلام اللہ علیہ ( ) نصیبین کے جناب ابو محمد بن وجنا سلام اللہ علیہ

اسی طرح اور بھی بہت سے وکلاء تھے تفصیل کے لئے بحار الانوار جلد 50 ملاحظہ فرمایئے

جناب عثمان بن سعید سلام اللہ علیہ تقریباً دوسال تک نائب رہے

سن 262 یا 263 ہجری میں انہیں محبوبِ حقیقی نے بلا لیا اور امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی طرف سے ایک توقیع مبارک صادر ہوئی اور انہیں آگاہ فرمایا گیا کہ آپ اپنی تیاری کرلیں اور اپنے فرزند جناب محمدؒ بن عثمان سلام اللہ علیہ کو اپنا نائب قرار دیں اور حاجزین کو بلا کر اس کی خبر دے دیں اسی طرح نواب اربعہ تعینات ہوئے مگر اس دور میں انھیں نواب نہیں کہا جاتا تھا بلکہ وکلاء کہا جاتا تھا اور یہ روایتی شیعہ علمائے و فقہا میں سے بھی نہیں تھے بلکہ عرفاء میں سے تھے یہ بھی ہوسکتا ہے اس دور کے علمائے اہل تشیع حکومت کی نظر میں ہوں اور ان کی نگرانی کی جارہی ہو جس کی وجہ ان کے

نظام کوشہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے استعمال نہیں فرمایا بلکہ اپنا ایک نیا نظام تخلیق فرمایا گیا وجوہات پہ بحث نہیں کرنا چاہتا اور یہاں نواب اربعہ سلام اللہ علیھم کے حالات کو بھی ترک کرتا ہوں تاکہ کتاب کی ضخامت نہ بڑھ جائے

......☆......

اللهم صل علىٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجهم بقائمهم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھوالا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

وصال معصومہؑ حلہ

صلوات اللہ علیہا

احباب گرامی!

گیارہ شوال کوشہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے سامرہ سے ہجرت فرمائی اور یہ معلوم نہیں کہ کتنے دنوں بعد آپ حلہ شریف میں پہنچ گئے

حلہ شریف میں امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی آمد کے بارے میں عرض کروں گا کہ جب آپ نے یہاں حلے کے ویرانے کو زینت بخشی تو گرمی کا موسم تھا یعنی جولائی کا مہینہ تھا اور پردہ پاک صلوات اللہ علیہن بھی ساتھ تھے

پہلی ہجرت عین سردی کے موسم میں ہوئی اور چھ ماہ تک سامرہ کے گردونواح ہی میں رہے مگر جب حلہ کی طرف روانگی ہوئی تو وہ شوال کا مہینہ تھا اس وقت شدید گرمی پڑ رہی تھی اوراس گرمی کے موسم میں سینکڑوں میل کا سفر کر کے حلہ شریف میں تشریف لائے

یہاں آ کر مصائب کا ایک اور دروازہ کھل گیا کہ یہاں کی آب و ہوا معصومہ بی بی صلوات اللہ علیہا کوراس نہ آئی ایک تو انہیں اپنے پاک بابا علیہ الصلوات و السلام سے بے پناہ محبت تھی ان سے جدا ہونے کا صدمہ ان کے لئے نا قابلِ برداشت تھا پھر یہاں

www.khrooj.com

کی گرمی اور مسلسل سفر کی وجہ سے تھکان نے اس معصوم کلی کو مرجھا دیا
انہیں کوئی ایک دکھ تو تھا نہیں بلکہ ایک سال کی عمر میں ان پر دکھوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ ایک تو بابا کی جدائی کا دکھ تھا۔ کمسن بھائی کی یتیمی کا صدمہ بھی نا قابل برداشت تھا
والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی بیوگی کا دکھ بھی قیامت خیز تھا
رکے بغیر مسلسل سفر کرنا بھی ایک صدمہ تھا اور وہ بھی شدید گرمی اور لو کے موسم میں۔
اسی طرح جب کئی صدمات جمع ہو گئے تو پھر انہوں نے اس دنیائے اذیت رساں کو ترک کرنا پسند فرما لیا
اس مقام پہ تاریخ خاموش ہے کہ ان کے وصال کے بعد کیا ہوا؟
تاریخ تو صرف اتنا بتاتی ہے کہ بیوہ ماں صلوات اللہ علیہا نے اپنی معصوم بچی صلوات اللہ علیہا کو آغوش میں سلا کر غسل دیا خدا جانے آنسوؤں سے غسل دیا یا پانی سے؟
خدا جانے کفن عرش سے آیا تھا یا کہ جناب سجاد علیہ الصلوات و السلام کی سنت کے طور پر کسی بوسیدہ چادر کا کفن بنایا گیا تھا؟
ہاں جب رات ہو گئی تو والدہ پاک صلوات اللہ علیہا نے اپنے تازہ یتیم لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو بلایا اور فرمایا بیٹا اب تم ہی اپنے پاک بابا علیہ الصلوات و السلام کے وارث ہو یہ ان کی امانت اب تم ہی مجھ سے سنبھال لو
انہوں نے عرض کی اماں ؑ آپ رو تو سکتی ہیں میں تو اس حال میں رو بھی نہیں سکتا
پانچ برس کے معصوم امام صلوات اللہ علیہ نے اپنی پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا کو اپنے ہاتھوں پہ وصول کیا پھر سینے سے لگا کر گریہ فرماتے رہے

www.khrooj.com

اس کے بعد معلوم نہیں پانچ سال کے کمسن بھائی نے معصوم بہن کو کیسے اُٹھایا کیونکہ مستور کے جنازے پہ غیر سادات میں سے تو کوئی آ نہیں سکتا تھا اور وہاں چند غلام اور کنیزیں ساتھی تھیں اور اپنا کوئی تھا نہیں پردیس کا معاملہ تھا خدا جانے معصوم نے کیسے تابوت اُٹھایا ہوگا؟ خدا جانے کیسے جنازہ پڑھا ہوگا؟

یہ بھی معلوم نہیں اکیلے کمسن نے کیسے بہن کو لحد میں اتارا ہوگا؟ کون لحد میں اُترا ہوگا؟ کس نے تلقین پڑھی ہوگی؟

ہم تو دل کو صرف یہی تسلی دے لیتے ہیں کہ بابا پاکؑ بھی آئے ہوں گے نانا پاکؐ بلکہ سارا پاک گھر تشریف لایا ہوگا اور کمسن لعلؑ کے آنسو بھی پونچھے ہوں گے انہیں سینے سے لگایا ہوگا ان کے اجداد طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین نے آ کر درد بانٹے ہوں گے تجہیز و تکفین میں مدد کی ہوگی

پاک دادیوں صلوات اللہ علیہ نے آ کر معصوم لعل معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کو پیار کیا ہوگا سینے سے لگا کر دلاسہ دیا ہوگا اور ہم کیا سوچ سکتے ہیں

تطابقِ مصائب

میں جب اپنے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کے واقعات دیکھ رہا تھا تو مجھے ایسا لگا کہ انہوں نے اپنے اجدادِ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے جملہ مصائب میں سے ہر ذات کے مصائب کو اپنے لئے پسند فرمایا ہے اور ان کا چشمِ ظاہری سے بھی مشاہدہ فرمایا ہے مثلاً

(1)

ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کا حق غصب ہوا یعنی انہیں اپنے پاک بابا صلی اللہ علیہ و آلہٖ

کی میراث سے محروم کیا گیا ان کے پاک بابا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے وصال کے بعد ان کے درِ اطہر پہ ظالمین نے ہجوم کیا

یہاں بھی ایسا ہوا کہ انہیں بھی بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کی وراثت سے محروم کیا گیا ان کا حق غصب کیا گیا وہاں کسی نے ان کے اولاد ہونے سے انکار نہیں کیا تھا مگر یہاں انہیں یہ حق بھی نہیں دیا گیا کہ اپنے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کے بیٹے کے طور پر خود کو پیش کر سکیں

(2)

امامِ مسموم مولا امام حسن علیہ الصلوات و السلام کو جامِ بقا پیش کیا گیا تو پاک بہنوں اور پاک اولاد نے جگر کے ٹکڑے ہاتھوں پہ لئے اور ان جملہ پر درد کیفیات کا مشاہدہ فرمایا یہاں بھی اپنی آنکھوں کے سامنے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کو جامِ بقا کی وجہ سے تڑپتے ہوئے دیکھا فرق اتنا تھا کہ وہاں سارے رشتہ دار موجود تھے گھر کے بزرگ بھی موجود تھے لیکن یہ کیسے مظلوم ہیں کہ کوئی رشتہ دار سر پر ہاتھ رکھنے والا بھی نہیں تھا سامنے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام مسند پہ آخری لمحات گزار رہے تھے اور ان کا سن مبارک صرف ساڑھے چار سال کا تھا

بابا پاک کو وضو بھی کراتے تھے نماز بھی پہلو میں کھڑے ہو کر ادا کرواتے پھر اسی بچپن کے عالم میں بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کے جگر کے ٹکڑے بھی طشت میں وصول کرتے ہیں پھر شہادت کے بعد اسی کمسنی کے عالم میں غسل بھی خود دیتے ہیں پتہ نہیں پاک بابا علیہ الصلوات و السلام کے غسل کے وقت آپ کی کیفیات کیا ہو گی ؟

بابا پاک کے جسم پر نیلے نشان دیکھ دیکھ کر گریہ فرمانے سے کب فرصت ملتی ہو گی ؟

غسل کس طرح دیا ہوگا؟

وہاں جناب امام حسن علیہ الصلوات و السلام کے جنازہ پڑھنے میں تو کوئی رکاوٹ نہ بنا تھا یہاں لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کو تو جنازہ ادا کرنے میں بھی اتنے مشکلات کا سامنا تھا کہ جب تک گھر واپس نہیں پہنچے والدہ پاک صلوات اللہ علیھا بڑی بے قراری سے مصروفِ دعا رہیں کہ خالق میرا بیٹا پہلی مرتبہ دشمنوں کے ہجوم میں گیا ہے خدایا یہ خیر سے واپس آئے

وہاں بنی ہاشم صلوات اللہ علیہم اجمعین کے سارے شیرِ ببر ساتھ تھے جناب غازی پاک علیہ الصلوات و السلام کی بے نیام تیغ کا پہرہ تھا اور یہاں ایک کمسن جس کا کوئی ہمدرد تک نہیں دشمنوں کی تعداد کا یہ عالم تھا کہ ایک وسیع صحن ظالمین سے بھرا ہوا تھا ادھر ساڑھے چار سال کا کمسن شہزادہ اور وہ بھی تن تنہا

(3)

امامِ مظلوم علیہ الصلوات و السلام نے پاک مستورات صلوات اللہ علیھن کے ساتھ آدھی رات کو سفر کیا اور انہیں ظالمین نے گھر میں نہ رہنے دیا

یہاں ان کا سفر بھی رات کو ہوا پاک مستورات صلوات اللہ علیھن کو ساتھ لے کر گھر سے نکلنا پڑا

وہاں یہ تھا کہ جناب غازی پاک علیہ الصلوات و السلام جیسے پردہ کے محافظ اٹھارہ نوجوان ساتھ تھے یہاں یہ عالم تھا کہ ایک کمسن شہزادہ اور چند کنیزیں اور دو غلام ایک محمل میں ایک پاک والدہ صلوات اللہ علیھا اور ایک کمسن ہمشیر پاک صلوات اللہ علیھا تھیں گویا پاک معصومہ صلوات اللہ علیھا کے مصائب کا حصہ بھی انہوں نے پایا

(4)

آئمہ ھدیٰ صلوات اللہ علیھم اجمعین میں سے سب سے کم سنی میں امام محمد تقی علیہ الصلوات و السلام نے دستارِ یتیمی سر اطہر پہ موزوں فرمائی اس یتیمی کا اس دور کے مومنین کے دلوں میں بہت زیادہ درد تھا وہ کہتے تھے کہ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ سات سال کے سن میں انہیں یتیم کیا گیا ہے

مگر اِس شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کا سن مبارک ساڑھے چار سال کا تھا جب کہ اُن کا سن مبارک سات سال کا تھا یعنی اُن کے دکھ کو بھی اُن سے بڑھ کر اپنی ذات پاک کے لئے پسند فرمایا

(5)

جناب سجاد علیہ الصلوات و السلام کے مصائب کی انتہا یہ تھی کہ شام کے ماحول میں پردہ داروں کے ساتھ جانا پڑا

وہاں اُن کے پردہ دار صلوات اللہ علیھن بھی ساتھ تھے یہاں اِن کے بھی پردہ دار صلوات اللہ علیھن ساتھ تھے

ان کے ساتھ بھی والدہ پاک صلوات اللہ علیھا تھیں اور اِن کے ساتھ بھی تھیں

اُن کے ساتھ ایک معصوم بہن صلوات اللہ علیھا بھی تھی جو رات دن بابا پاک صلوات اللہ علیہ کے غم میں آنسو بہاتی تھیں

ان کے ساتھ بھی ایک معصوم بہن تھی جو دن رات بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کے غم میں اشکبار تھیں

اُنہیں پردیس میں کمسن بہن کا جنازہ اُٹھانا پڑا اِنہیں بھی پردیس میں کمسن بہن کا جنازہ اٹھانا پڑا فرق صرف اتنا تھا کہ وہ پچیس سال کے جوان تھے ایک بیٹا بھی دکھ سکھ کا ساتھی تھا اور بابا پاک صلوات اللہ علیہ سے زیادہ مہربان پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا ساتھ تھیں دل کو تسلی اور دلاسہ دینے والے بہت تھے مگر اِن کا سن اطہر پانچ سال کا تھا نہ کوئی مزار بنانے والا تھا نہ کوئی جنازے کو کاندھا دینے والا اور نہ ہی کوئی دلاسہ دینے والا خدا جانے لحد کیسے بنائی ہوگی ؟ کیسے لحد میں اتارا ہوگا ؟ کیسے تلقین پڑھی ہوگی اور کیسے مزار بند کی ہوگی ؟

میں یہاں زائرین سے گزارش کرونگا کہ وہ جب حلے شریف جائیں تو اس معصومہ شہزادی صلوات اللہ علیہا کی زیارت کو ضرور جائیں اور وہاں جا کر خصوصی طور پہ دعائے تعجیل فرج کریں اور ان کے مزار اقدس کے قریب مردوں کو نہیں جانا چاہیے انھیں روضہ کے باہر ہی رہنا چاہیے ان کی مزار اطہر آج بھی حلہ شریف میں موجود ہے مگر اکثر زائرین کو معلوم نہیں کیونکہ وہ حلہ شریف کے شہر سے قدرے باہر ہے

دوستو ! میں عرض کر رہا تھا کہ آپ نے پاک ہمشیر کا تابوت تنہا اٹھایا کیونکہ غلام تو انہیں ہاتھ تک نہیں لگا سکتے تھے اس لئے سارا تنہا کرنا پڑا

میں نے اس روانگی کے منظر کو سرائیکی میں لکھا تھا اسے یہاں پیش کرنا چاہوں گا کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اپنی کمسن ہمشیر صلوات اللہ علیہا کو اٹھائے ہوئے جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام سے زبان حال سے فرما رہے تھے

مرثیہ

ڈیکھو رت روندا ڈاڈا سائیں تیڈی سنت نبھائی آنداں
میں پردیس اچ معصومہؑ بھین دا تابوت چائی آنداں

تساں پیو پتر ڈو ہاوے تے پھپھیاںؑ دا سہارا ہا
میں بچپن وچ ہمی تنہا قدم ہر توں ودھائی آنداں

علی اصغرؑ کوں معصومہؑ جیویں چایا ہا کربل وچ
معصومہؑ بھین کوں اونویں میں ہاں دے نال لائی آنداں

اے ہے پردیس دا موقعہ تے میڈی کمسنی ڈیکھو
میں بچپن وچہ تہاڈے سارے ڈکھ سر تے اٹھائی آنداں

اساڈے نال کوئی بھی نہیں جیڑھا میت چاوے اج
نہیں اپنا کوئی تھوں ادھ رات کوں اے رنگ بنڑائی آنداں

دعا جعفرؑ کریندا ہے وسن اے بھین دے رلے
جو آہدے ہن میں کلہیں بھین دا میت سہائی آنداں

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

واپسی در سامرہ شریف

احباب گرامی!

معتمد علی اللہ عباسی ملعون کا دورِ اقتدار ایسا تھا کہ کچھ وقت تو وہ آزاد حاکم رہا لیکن زیادہ عرصہ وہ اپنی آزادی باقی نہ رکھ سکا اور مالک کل نے اس پر موفق کو مسلط کر دیا موفق اس کا بھائی تھا اسے اس نے اپنے ساتھ شریکِ اقتدار کر لیا تھا پھر وہ خود ایک ڈمی حاکم بن کر رہ گیا اور سارا نظام موفق نے سنبھال لیا

موفق باللہ 278 تک زندہ رہا اس نے مرنے سے پہلے معتمد علی اللہ سے لکھوا لیا کہ اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا احمد (معتضد باللہ) ہی خلیفہ ہوگا

279 میں معتمد علی اللہ ملعون فی النار ہوا تو ابوالعباس احمد بن موفق باللہ معتضد باللہ کے نام سے حاکم بنا اس نے ابتدا میں اپنے آپ کو جناب امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام کا معتقد اور آلِ محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین کا ہمدرد ثابت کرنے کی کوشش کی جیسا کہ اس کی زندگی کے حالات میں ہے کہ اس نے اس بارے میں معتمد ملعون کی بھی ایک دو مرتبہ مخالفت کی تھی

اب جب یہ برسر اقتدار آیا تو اس نے اس روش کو باقی رکھنے کی کوشش کی مگر اس کا خون تو وہی تھا جو کچھ وقت بعد ہی اسے اپنے آباء واجداد ظالمین کی طرف کھینچ لے

گیا اور پھر اس نے بھی مخالفت شروع کر دی مگر اولین دور میں یہ سادات نواز تھا۔
معتضد باللہ کے دور تک شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے حلہ میں قیام فرمایا......(R_114)
یہ بھی تھا کہ معتضد باللہ کے دور تک سر من پاک والے گھر اطہر میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا اور پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا ہی رہے اور ضروریات دین کے احکام کا نفاذ جناب ابو محمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کے ذریعے ہوتا رہا......(R_115)
شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف اس کے دورِ اقتدار کی ابتداء تک حلہ شریف میں قیام پذیر رہے جب اس کی حکومت کچھ مستحکم ہوئی تو انہوں نے حلے سے سامرہ شریف میں واپس تشریف لے جانے کا پروگرام بنایا
یہاں تاریخ یہ نہیں بتاتی کہ آپ نے وہاں اپنی پاک ہمشیر صلوات اللہ علیہا سے وداع کیا بھی یا نہیں مگر میں سمجھتا ہوں والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا نے ضرور فرمایا ہوگا کہ بیٹا ہم اپنی کمسن بیٹی صلوات اللہ علیہا سے وداع ضرور کریں گے اب ہم انہیں تو گلے سے لگا کر پیار نہیں کر سکتے مگر ان کی مزار کو تو گلے لگا سکتے ہیں چلو اسی طرح ممتا کی کچھ تو تسلی ہو جائے گی
رات کے وقت وہاں سے روانہ ہوئے مگر یہ معلوم نہیں کہ کونسا مہینہ تھا اور کونسا دن تھا ہاں اتنا معلوم ہے کہ معتضد باللہ کے دور میں پاک پردہ داروں صلوات اللہ علیھن کے ساتھ واپس سامرہ شریف میں تشریف لائے تھے
یہ واپسی کا سن تھا 280 ہجری یعنی بیس سال حلے شریف میں قیام فرمایا گیا تھا یہاں

www.khrooj.com

تشریف لانے کے بعد جس پہلے خوش نصیب کو آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اس کا نام تھا احمد بن ابراہیم بن ادریس ان کی روایت کو دیکھتے ہوئے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس وقت آپ کا سن مبارک کیا تھا وہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت میں نے اپنے شہنشاہ معظم عجل الله فرجه الشريف کی زیارت کی اس وقت

رايت حين ايفع ...... قبلت يديه و راسه ...... (R_116)

ایفع عربی میں بیس سال کے اوپر کے جوان کو کہتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے آقا عجل الله فرجه الشريف کی زیارت کی تو وہ اس وقت بھرپور جوان تھے اور میں نے ان کے دست ہائے اقدس کا بوسہ لیا اور ان کے سرِ اطہر کا بھی بوسہ لیا

یعنی اس وقت آپ کا سن مبارک بیس سال سے اوپر کا تھا اور تاریخی لحاظ سے بھی اس وقت سن مبارک پچیس 25 سال کا تھا جب واپس سامرہ شریف میں تشریف لائے

اس دور میں معتضد باللہ کی رائے سادات کے بارے میں اچھی رہی اور اس نے چھ سال تک کوئی مخالفت نہ کی مگر پاک گھر پر اپنی نگرانی باقی رکھی

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی اس نرمی کی وجہ کیا تھی؟

اس کو وہ خود اس طرح بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک صاحبِ عظمت وجلال ذات پاک صلوات الله عليه دریائے دجلہ کے کنارے تشریف فرما ہیں اور وہ اپنی قدرت واختیار کا مظاہرہ فرما رہے ہیں وہ اس طرح کہ وہ دریا میں اپنا ہاتھ ڈال کر جب مٹھی بند کرتے ہیں تو پورے دریا کا پانی ان کی مٹھی میں آ جاتا ہے اور وہ جب اپنی مٹھی کھولتے ہیں تو دریا کا پانی جاری ہو جاتا ہے

www.khrooj.com

یہ دیکھ کر میں نے عرض کی کہ آپ کون ذات ہیں جو اس قدر قدرت رکھتے ہیں؟
انہوں نے فرمایا ہم امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام ہیں اور یہاں تمہیں یہ فرمانے کے لئے تشریف لائے ہیں کہ سارے نظام ہمارے ہاتھ میں ہیں تم اگر وعدہ کرو کہ کبھی بھی ہماری اولاد کی مخالفت نہیں کرو گے تو ہم تمہیں حکومت عطا فرمائیں گے اس پر میں نے ان سے وعدہ کرلیا پھر میری آنکھ کھل گئی
اور اس سے اگلے دن میرا نام ولی عہدی کے لئے پیش بھی ہوگیا اور منظور بھی ہوگیا
اسی معتضد باللہ کا ایک اور بھی واقعہ ہے کہ اس کے دور میں طبرستان میں اس وقت جو حاکم تھے ان کا نام جناب محمدؐ بن زید العلوی تھا یہ وہ بزرگ ہیں کہ جن کی ایک دختر پاک شہنشاہ ابو محمدؐ العسکری علیہ الصلوات و السلام کے گھر اطہر میں کنیز تھیں اور پوری زندگی کنیزی میں گزاری تا اینکہ لوگوں میں یہاں تک مشہور ہوگیا کہ ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی اصل والدہ پاک یہی بی بی سلام اللہ علیہا ہیں
جناب محمد بن زید علوی سلام اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنے مال میں سے ایک کثیر رقم سامرہ بھجواتے تھے اور یہاں ان کا ایک وکیل تھا جسے حکم تھا کہ یہ سارا مال سامرہ کے غریب سادات میں تقسیم کردیا کرو یہ وکیل اس پر عمل کرتا تھا
معتمد باللہ ملعون کے دور میں یہ مال خفیہ طریقے سے آتا تھا کیونکہ معتمد ملعون کا یہ حکم تھا کہ سادات کے لئے جو بھی کوئی مال بھیجے اس کو بحقِ سرکار ضبط کرلیا جائے مگر معتضد کے دور میں چونکہ یہ خطرہ نہ تھا اس لئے جناب محمدؐ بن زید علوی سلام اللہ علیہ نے یہ مال ظاہراً بھیج دیا بغداد کے کوتوال کو جب اس کی خبر لگی تو اس نے وہ مال ضبط کر کے معتضد کے دربار میں پیش کردیا اور سارا ماجرا بھی سنایا یہ سن کر معتضد باللہ نے

بھرے دربار میں ایک خواب سنایا اس نے کہا

میں نے دیکھا ہے کہ ایک پل سے میں گزر رہا ہوں آگے جا کر دیکھتا ہوں کہ عین پل کے درمیان میں امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام محوِ نماز ہیں میں نے انتظار کیا کہ یہ نماز مکمل فرمالیں تب میں گزروں گا

جب آپ نے نماز مکمل فرمالی تو میں قریب گیا اور عرض کی آقا آپ میری اولاد پر بھی حکومت کے حکم کو جاری فرمائیں اور میری اولاد کو بھی حکومت عطا فرمائیں

اس پر انہوں نے فرمایا کیا تم ہماری پاک اولاد کی مخالفت تو نہ کرو گے؟ اور اپنی اولاد سے بھی اس کا عہد لوگے؟

میں نے وعدہ کیا اس پر انہوں نے فرمایا تو وعدے پر قائم تو نہیں رہے گا مگر ہم تمہاری اولاد میں حکومت کو جاری فرماتے ہیں اس کے بعد ایک بیلچہ مجھے عطا فرمایا کہ اس سے زمین پر ضربیں لگاؤ جتنی ضربیں لگاؤ گے تمہاری اتنی نسلیں حکومت میں آئیں گی

اس پر میں نے پانچ یا چھ ضربیں لگائیں پھر شہنشاہ پاک علیہ الصلوات و السلام نے مجھے پل پر سے گزرنے کا حکم دیا۔ یہ خواب بیان کرنے کے بعد اس نے سادات کا مال واپس کر دیا۔ یہ دونوں واقعے صاحب درمقصود نے لکھے ہیں......(R_117)

284 ہجری میں معتضد باللہ نے جملہ خطیبانِ مساجد کے نام ایک حکم نامہ جاری کیا جس میں لکھا کہ خطبہ جمعہ میں معاویہ بن ابوسفیان ملعون پر لعنت کو واجب قرار دو ورنہ خطیب کے عہدے سے خود کو معزول سمجھو

اس پر ایک وزیر نے (جو ناصبی تھا) یہ کہا کہ اس سے محروسہ ممالک میں بدامنی پھیلے

www.khrooj.com

گی لہٰذہ اس حکم کی بجائے ایک کتاب لکھوائی جائے کہ جس میں ان احادیث کی نشان دہی کی جائے جو فضائلِ معاویہ میں گھڑی گئی تھیں اور اس کی اشاعت کی جائے تا کہ لوگوں کو حقیقت معلوم ہو جائے کہ معاویہ کتنا برا تھا

اسے یہ رائے پسند آئی اور اس نے فوراً کتاب لکھنے کا حکم دیا

جب یہ کتاب لکھی جا رہی تھی تو اس وزیر نے قاضی یوسف ابن یعقوب کو ہمنوا بنا کر اسے رکوانے کی کوشش کی مگر وہ نہ مانا تو اس نے اسے عوامی بغاوت سے ڈرانے کی کوشش کی - جب اس نے اسے ڈرانے کی کوشش کی کہ اس کتاب کی اشاعت سے بغاوت پھیل جائے گی تو اس نے کہا میں اس بغاوت کو نوکِ شمشیر سے ختم کر دوں گا تم کتاب لکھواؤ لیکن بحث بڑھنے سے یہ کتاب شائع نہ ہو سکی......(R_118)

اسی ابو العباس احمد بن موفق باللہ معتضد باللہ عباسی کے دور حکومت میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے دوبارہ حلے سے سامرہ کو زینت بخشی اور اس وقت آپ کا ظاہری سن مبارک پچیس سال کا تھا

یہاں تشریف لانے کے بعد آپ نے اپنے بابا پاک صلوات اللہ علیہ کے گھر اطہر کو زینت نہیں بخشی بلکہ سامرہ کے دوسرے مکان میں رہائش اختیار فرمائی جس کا ذکر ہم بعد میں کریں گے

اس دور کے ملکی حالات لکھنے کی یہاں ضرورت نہیں ہے اس لئے انہیں بھی ترک کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں

یہاں یہ بھی عرض کر دیں کہ اس دور میں معتضد باللہ عباسی چاہے جتنا سادات نواز رہا مگر اس کا شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں رویہ سابقہ عباسیوں

جیسا ہی رہا اس کے دور میں بھی جاسوسی کا نظام قائم رہا اور شیعوں پر نگرانی رہی اور نظام امامت میں مداخلت کا عمل جاری رہا جس کی وجہ سے سلسلہ ہدایت ظاہراً جاری نہ ہو سکا

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

وصال جدۂ طاہرہ

صلوات اللہ علیہا

احباب گرامی!

امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف جب سامرہ شریف میں واپس تشریف لائے تو آتے ہی ان کے دشمنوں کو ایک صدمہ سے دوچار ہونا پڑا وہ تھا جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کے وصال کا صدمہ۔ شاید واپسی کی وجہ بھی یہی ہو کہ ان کی نیابت کے زمانہ کا اختتام تھا اور ان کی آخری رسومات میں شریک ہونا بڑا ضروری تھا

ان کے وصال کے واقعہ کے ضمن میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ ان کی تدفین کے بارے میں جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کا دوسرے خاندان سے اختلاف ہوگیا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا ان کے بھائی جناب ابو محمدؐ العسکری علیہ الصلوات و السلام کے گھر اطہر میں دفن ہوں جبکہ باقی خاندان والے چاہتے تھے کہ مزار گھر اطہر کے اندر بنائی جائے تو اس پر جناب جعفر نے جوش میں کہہ دیا کہ یہ ہمارا گھر ہے اور ہمیں اختیار ہے کہ انہیں دفن ہونے دیں یا نہ ہونے دیں اس پر امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف تشریف لائے اور فرمایا چچا جان ذرا پھر سے فرمائیں کہ یہ گھر کس کا ہے؟ یہ سن کر وہ خاموش ہوگئے

یہ روایت کتب میں موجود ہے مگر نا قابلِ اعتنا ہے اور کئی وجوہ سے ساقط الاعتبار ہے
پہلی وجہ تاریخی ہے وہ یہ کہ معظّمہ عالم جدہ امامِ زمانہ صلوات اللہ علیہا کا سنِ وفات جو
بھی مانا جائے 279 ہجری کے بعد کا ماننا پڑے گا جب کہ جناب جعفر تواب سلام اللہ
علیہ کا سنِ وفات 271 ہجری ہے یہ دونوں سن بھی صاحبانِ تاریخ نے لکھے ہیں اس
لئے یہ واقعہ نا قابلِ یقین ہے کیونکہ وہ اپنی والدۂ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کے وصال
سے نو یا دس سال قبل وفات پا چکے تھے......(R_119)

دوسری وجہ عقلی ہے وہ یہ کہ سید زادہ کتنا ہی کیوں نہ گر جائے اتنا نہیں گر سکتا کہ
والدین کے معاملہ میں یہ گستاخی کرے کم از کم صدرِ اول میں تو یہ ناممکن ہے
یہ بھی ہے کہ کسی بھی روایتی گھر کا کوئی بزرگ ہو یا بچہ ہو وہ ایسی حرکت نہیں کر سکتا یہ ہم
مان لیں گے کہ کسی نوجوان نے اپنے گھر کے معیار Status کے خلاف کوئی حرکت کی
ہو مگر یہ ناممکن ہے کہ بزرگوں کے روبرو کی ہو۔ بعد از وفات کوئی سید زادہ اپنے
بزرگوں کے حق میں ایسی حرکت کرے اسے عقل تسلیم نہیں کرتی......(R_120)

صدمۂ ثانیہ

جس دور میں آپ نے دوبارہ سرمن کو زینت بخشی تو اس دور میں امامِ زمانہ عجل اللہ
فرجہ الشریف کی جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کے بعد جناب ابو محمد العسکریؑ علیہ الصلوات و
السلام کی جدۂ طاہرہ صلوات اللہ علیہا کی رحلت ہوئی ان کے بارے میں ہے کہ انہوں
نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کا مزار ان کے سرتاج جناب امام محمد تقیؑ علیہ الصلوات و السلام
کے ساتھ بنایا جائے اس لئے انہیں کاظمین لایا گیا تھا
یہاں میں زائرین سے گزارش کروں گا کہ جب وہ کاظمین جائیں تو وہاں ان کی

زیارت اوران کی بارگاہ قدس میں دعائے تعجیل فرج ضرور کریں اور ہماری طرف سے بھی دعائے تعجیل ضرور کریں

صدمہ ثالثہ

شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے سامرہ میں آنے کے بعد تیسرا صدمہ یہ پہنچا کہ جناب ابومحمدؑ العسکری علیہ الصلوات و السلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا جنھوں نے منصب وصایت کو سنبھالا ہوا تھا ان کا بھی وصال ہوگیا اور ان کی مزار اقدس بھی جناب ابومحمد العسکری صلوات اللہ علیہ کے پہلو میں تیار کی گئی یہ مزار اقدس آج بھی موجود ہے۔

یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہونگا کہ کیونکہ یہ مستورات صلوات اللہ علیہن حامل عصمت تھے اس لئے ان کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ کی ادائیگی یقیناً شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے ہی فرمائی ہوگی کیونکہ معصوم کے یہ امور معصوم ہی انجام دیتا ہے اس لئے اگر کسی غیر کے بارے میں کوئی روایت موجود بھی ہوتو وہ ناقابل یقین ہے کیونکہ وہ ہمارے مسلمات شیعہ کے خلاف ہے

یہاں علامہ مجلسی نوراللہ مرقدہ کی ایک تاکید کا اعادہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ انھوں نے فرمایا تھا مجھے علماء پر حیرت ہے کہ ان معظّمہ و مخدرہ عصمت مستورات صلوات اللہ علیہن کی زیارت کی طرف عوام کو راغب نہیں کرتے جبکہ ان کی زیارت مستحبات میں سے افضل ترین ہے

اس طرح میں بھی زائرین سے گزارش کرونگا کہ جب بھی ان مقامات مقدسہ پر جائیں تو ان کی زیارت بھی کریں اور ان کے روضہ ہائے اطہر کے سامنے دعائے

تعجیل فرج کرنا انتہائی ضروری ہے اور یہ اجر رسالت اور ایفائے عہد ولایت ہے، فریضہ عبدیت و غلامی ہے اور کسی مرد کو ان کے مزارات پہ نگاہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ روضہ اطہر کے باہر ہی سے زیارت کرنا چاہیے اور وہاں دعائے تعجیل فرج اپنی طرف سے ہماری طرف سے بھی ضروری کریں ان کا احسان ہوگا

دوستو ہمارے پیش نظر ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کی سیرت ہے نہ کہ کلی طور کتاب غیبت لکھنا اس لئے ہم دیگر واقعات کے بارے میں اختصار سے کام لے رہے ہیں زمانہ غیبت کے بارے میں ہم پھر کسی کتاب میں تفصیلات فراہم کریں گے

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

معتضد باللہ (ملعون) کی کارروائیاں

احباب گرامی!

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف جب معتضد باللہ عباسی ملعون کے دور میں واپس سامرہ تشریف لائے تو آپ نے اپنے سابقہ گھر اطہر کو زینت نہ بخشی بلکہ ایک نیا گھر تعمیر فرمایا اور وہ ایک ایسی جگہ بنایا گیا تھا کہ جس کے چاروں طرف ایسے لوگ آباد تھے جو اس راز کو راز رکھ سکتے تھے وہ انتہائی خوبصورت گھر تھا۔ جس کے حسن اور حسنِ تعمیر کا ذکر واقعہ رشیق میں ہے وہ یہی گھر تھا اور آپ نے اس میں کافی عرصہ قیام فرمایا۔ اس دوران معتضد ملعون نے دوسرے بنی عباس کی طرح منجملہ سادات کے خلاف تو کارروائیاں نہ کیں اور عام سادات کے بارے میں اس کی رائے درست رہی مگر ہمارے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں اس کی رائے ہمیشہ مخالفانہ رہی اور باقی بنی عباس کی طرح یہ خائف رہتا تھا کہ وہ ذات کسی وقت خروج فرما کر یہ تخت و تاج چھین نہ لیں اس لئے اس نے اپنی طرف سے جاسوسی کا نظام سخت رکھا اور ہمیشہ موقعہ کی تاک میں رہا۔

واقعۂ رشیق

یہ مشہور واقعہ ہے جو کہ معتضد باللہ کے زمانہ کا ہے اور احمد بن موفق باللہ عباسی کا

www.khrooj.com

دور 279 ہجری تا 289 ہجری تک ہے اور اس کے دورِ حکومت تک شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف شہر حلہ کے نواح میں مقیم رہے اور اس کے دور میں 280 ہجری میں دوبارہ واپس سرمن رائے میں خفیہ طور پر تشریف لائے حتیٰ کہ نواب خواص کو بھی اس آمد کی خبر نہ تھی لیکن بنی عباس کی جاسوسی کا نظام اس معاملہ میں بہت فعال تھا اور شیعوں کی نگرانی اور خواص کے حرکات وسکنات پر ان کی مسلسل نگاہ تھی اور اسی نظام نے آخر کار اس کا پتہ لگا لیا کہ شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف یہاں تشریف فرما ہیں اور اس کا پتہ ملعون کو بتا دیا جس کا ردِ عمل اس واقعہ کی صورت میں سامنے آیا جسے واقعہ رُشیق کہا جاتا ہے

معتضد ملعون کے معتمدین میں سے ایک فوجی جوان تھا جس کا نام رشیق تھا یہ روایت کرتا ہے کہ ایک دن مجھے معتضد باللہ عباسی نے بلایا جب میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کے پاس دو افسر بیٹھے ہوئے تھے اس نے مجھ سے کہا میں تمہیں ایک اہم کام سونپنا چاہتا ہوں اسے انتہائی راز داری سے سرانجام دینا ہے

میں نے تمہارے لئے شاہی اصطبل سے تین تیز رفتار گھوڑے منگوائے ہیں وہ سائیس لے کر تمہارے انتظار میں محل کے دروازے پر کھڑا ہے تم اسی وقت سامرہ کی طرف چل پڑو راستے میں کہیں آرام نہ کرنا اور گھوڑوں کی باگیں اُٹھائے چلے جانا وہاں پہنچ کر تھوڑی دیر تک کارواں سرائے میں ٹھہر جانا جب دوپہر کا وقت ہو جائے تو فلاں محلّہ میں جانا اس محلے میں ایک خوبصورت مکان ہے اس کا اس نے پورا پورا نشان بتا کر کہا کہ اس میں چلے جانا اس کے در پہ تمہیں ایک سیاہ فام غلام ملے گا تم لوگ اس کی پرواہ نہ کرنا بلکہ یک بار ہجوم وحملہ کر کے اس مکان کے اندر بلا خوف وخطر

گھس جانا اور جس شخص کو بھی اندر پانا بلا عذر اس کا سر قلم کر کے میرے پاس لے آنا رشیق کہتا ہے کہ ہم حکمِ سلطانی پا کر فوراً سامرہ شریف میں آئے وہاں کاروان سرائے میں قیام کے بعد ہم اس مطلوبہ گھر کی تلاش میں چل پڑے اسے تلاش کرنے میں ہمیں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا ایک سیاہ فام غلام دروازہ پہ موجود تھا جو سوتی دھاگے سے آزار بند بُننے میں مصروف تھا جب ہم وہاں پہنچے تو وہ بڑی بے نیازی سے اپنے کام میں مصروف رہا اور ہماری طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا ہم حیران ہوئے کہ یہ تو کچھ بھی نہیں کہتا آخر ہم ہی نے خود اس سے پوچھا کہ اس گھر میں کون رہتا ہے؟ اس نے جواب دیا اس گھر کا مالک ہی رہتا ہے اور کون رہتا ہے۔

ہم اس کا جواب سن کر اور بھی حیران ہو گئے اور وہ غلام اپنے کام میں مصروف رہا ہمیں جس مزاحمت کا خطرہ تھا وہ جاتا رہا اور اس غلام نے ایسی آزادی اور بے پرواہی سے ہمارے سوالات کا جواب دیا کہ مجھے اس کی بے خوفی اور جرات پر سخت تعجب ہوا مجھے یقین تھا کہ شاہی سپاہی ہونے کے باعث وہ ہم لوگوں سے ڈرے گا مگر وہ ہرگز نہ ڈرا اور نہ خائف ہوا اور اپنے کمال استقلال سے جس کام میں مصروف تھا برابر مشغول رہا اور جواب دینے کے بعد پھر ہماری طرف مطلق متوجہ نہیں ہوا اس لئے ہمیں یقین ہو گیا کہ ہم لوگوں کو اس کی مزاحمت سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا بہر حال اس نے ہم سے کوئی مزاحمت نہیں کی اور ہم لوگ بلا روک ٹوک اس عمارت کے اندر چلے گئے

وہاں پہنچ کر دیکھا کہ اس مکان کی آرائش و زیبائش بالکل امیرانہ طور پر کی گئی تھی

اس کے کمروں کی ترتیب اور سجاوٹ سے صاحبانِ خانہ کے مزاج کی نفاست صاف جھلک رہی تھی جب انسان اس میں داخل ہوتا تھا تو دروازہ کے سامنے جہاں سے آمدورفت ہوتی تھی وہاں ایک دل آویز برآمدہ اور مسقّف خوش نما برآمدہ تھا کہ جس کے جھروکوں میں سے حسن جھانکتا نظر آتا تھا اس جیسا برآمدہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام دنیا کے معمار اور صناع اس جیسی عمارت بنانے سے عاجز آجائیں

جب ہم اس برآمدہ سے گزر کر صحن میں پہنچے تو کسی شخص کو صحن میں موجود نہیں پایا جب ہم نے اس صحن کو عبور کر لیا تو سامنے ایک شاہی قصر نما محل نظر آیا جسے دیکھ کر آنکھیں زمین ادب چومنی لگتی تھیں اور یہ عجیب بات تھی کہ اس محل کے سامنے ہمیں ایک دریا بہتا ہوا نظر آیا ہمیں ایسا لگتا تھا کہ وہ محل ایک سمندر کی پشت پر تعمیر کیا گیا تھا یا اس طرح لگتا تھا جیسے سمندر کے درمیان کوئی بڑی سی مرغابی سینہ نکالے تیر رہی ہے

اس محل کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس محل کے اندر کا منظر ہمیں وہاں سے نظر آرہا تھا ہم نے دیکھا کہ اس محل کے اندر ایک دلکش دریا بہہ رہا تھا اور اس پر ایک دبیز قالین بچھا ہوا تھا اور اس کے اوپر ایک سجادۂ نماز آراستہ تھا اور اس پر ہم نے ایک قمری الوجہ ذات کو دیکھا جو مصروفِ عبادت تھے ان کے جاہ وجلال کی بھی کوئی مثال ہمارے سامنے موجود نہیں تھی

وہ شہنشاہِ معظم جس سجادۂ عبادت پہ مصروفِ نماز تھے ایسا لگتا تھا کہ وہ بھی سطحِ آب پر قائم ہے اور وہ اتنے خشوع وخضوع سے محوِ نماز تھے کہ انہیں ہمارے آنے کا احساس تک نہ ہوا ہم تینوں آدمیوں کو اس مظاہرۂ قدرت کا مشاہدہ کر کے بڑی حیرت ہوئی

اور ہماری آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں لیکن انہوں نے ہماری طرف بالکل توجہ نہ فرمائی کچھ دیر بعد ہمارے ایک ساتھی جس کا نام احمد بن عبداللہ تھا اس نے کہا ہم جس کام کو آئے ہیں وہ بھی تو کریں میں نے کہا تم ہی آگے بڑھو۔ اس نے آگے قدم بڑھایا اور دریا میں قدم رکھ دیا بس دریا میں قدم رکھنا تھا کہ وہ ایک انتہائی خطرناک اور عمیق دریا میں گر کر غوطے کھانے لگا اور اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا اس کی یہ حالت دیکھ کر ہمیں ہوش آیا اور ہم نے اسے بڑی مشکل سے باہر نکالا لیکن وہ اس دوران بے ہوش ہو چکا تھا

یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود ہمارے دوسرے ساتھی کو جوش آ گیا اور اس نے کہا میں جاتا ہوں شاید وہ تیرنا جانتا تھا اور اسی گھمنڈ میں اس نے دریا میں داخل ہونے کا ارادہ کیا ابھی وہ دریا میں داخل بھی نہ ہونے پایا تھا کہ دریا نے خود اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ بھی غوطے کھانے لگا

رشیق کہتا ہے کہ جب میں نے یہ مشاہدہ کیا تو دہشت سے میرا سارا جسم کانپنے لگا اور مجھ پر بے پناہ خوف طاری ہو گیا میں فوراً سر بہ خم ہو گیا اور میں نے اس خاصہ رَبانی سے عرض کی ہم آپ کی ذات و عظمت سے ناواقف تھے آپ ہمیں معاف فرما دیں ہم سے غلطی ہوئی ہے اور میں نے شرعی قسم کھائی کہ ہم واقعی آپ کی ذات سے بے خبر تھے پھر بھی میں اپنے دانستہ و نادانستہ گناہوں کی معافی چاہتا ہوں امید ہے آپ ہمیں ضرور معاف فرما دیں گے

رشیق کہتا ہے کہ میں نے لاکھ گریہ وزاری کی لیکن انہوں نے ہماری طرف بالکل توجہ نہ فرمائی اور عبادت میں مصروف رہے

ہم انہیں اسی حالت میں مصروفِ نماز چھوڑ کر واپس بھاگے اور سیدھے بغداد میں معتضد باللہ کے پاس پہنچے ہم نے اپنے آنے کی اطلاع دی تو وہ ملعون خود باہر آ گیا اور آتے ہی بے تابی سے پوچھا کہ کیا کام ہوگیا ہے؟ ان کا سر کہاں ہے؟

ہم نے کہا تم نے یہ کیسا کام ہمارے سپرد کیا ہے؟ کہ اس میں دنیا و آخرت کی تباہی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے

اس نے کہا مجھے کچھ بتاؤ تو سہی ہم نے سارا حال تفصیل سے سنا دیا جب ہم اپنی آپ بیتی اسے سنا چکے تو اس نے فوراً کہا بتاؤ کہ تمہیں اس محل میں جاتے یا آتے ہوئے کسی نے دیکھا تو نہیں تھا؟ ہم نے کہا کسی نے نہیں دیکھا تھا پھر اس نے سوال کیا کہ مجھ سے پہلے یہ بات تم نے کسی کو بتائی تو نہیں؟ ہم نے کہا کسی کو نہیں بتائی تو اس نے سکھ کا سانس لیا اور کہا یہ بات تم کسی کے سامنے کبھی بھی بیان نہ کرنا اور میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے اپنے مقصد میں ناکامی کا پہلے سے پورا یقین تھا ہاں اب تم سارے قسم کھاؤ کہ یہ واقعات کبھی کسی کے سامنے بیان نہیں کرو گے ہم نے قسمیں کھائیں تب اس نے باہر آنے دیا اور ہم نے اس کی زندگی میں یہ واقعہ کسی کو بتایا بھی نہیں تھا اس کے بعد اسے بیان کیا......(R_121)

اس واقعہ سے یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ عباسی ملاعین بظاہر جتنے بھی سادات پرور بنتے رہے وہ پھر بھی ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے دشمن ہی تھے اور پوری زندگی ان کے درپئے آزار رہے (اللہ کی ان پر لعنت ہو)

......☆......

اللهم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجهم بقائمهم

یاھو یامن ھو لا ھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

غیبت در سرداب مبارک

احباب گرامی!

اب یہ سوال سامنے آتا ہے کہ آپ کی وہ غیبت جو سرداب مبارک میں ہوئی تھی وہ کب اور کیسے ہوئی؟ پہلے ذرا اس کے پسِ منظر Background میں جانا مناسب لگتا ہے تاکہ صحیح صورتِ حال سامنے آ سکے

سامرہ شریف میں جو مکان بنوایا گیا تھا اس میں امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف زیادہ عرصہ قیام پذیر نہ رہے تھے اس کی دو وجوہ تھیں

پہلی وجہ یہ تھی کہ آپ کے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کا گھر پہلے آباد تھا جب جناب امام حسن عسکری علیہ الصلوات و السلام کی پھوپھی پاک صلوات اللہ علیہا اور ان کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کا وصال الی اللہ ہوا تو یہ گھر اطہر ایک دم خالی ہو گیا اس لئے اسے آباد رکھنا بھی ضروری سمجھا گیا

دوسری وجہ یہ تھی کہ جناب جعفر تواب سلام اللہ علیہ کی رحلت 271 ہجری میں ہو چکی تھی ان کی اولاد جن کی تعداد بیس سے بھی زیادہ تھی ان میں اُن کی دختران پاک صلوات اللہ علیہن بھی تھیں جنہیں سرپرستی کی ضرورت تھی ان کے فرزندان میں سے جناب ابوالرضا محسن بن جعفر تواب سلام اللہ علیہ اور جناب ابن الرضا عیسیٰ بن جعفر تواب

www.khrooj.com

سلام اللہ علیہما تو امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے خواص میں سے تھے

ابوالرضا جناب محسن سلام اللہ علیہ کے بارے میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی طرح عباسیوں کی توجہ اپنے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف سے ہٹانے کے لئے جان کا نذرانہ بھی دیا یعنی جب مقتدر باللہ عباسی ملعون نے 300 ہجری میں ظلم کا جال بچھایا تو انہوں نے شام میں جا کر خروج کر دیا اور وہاں شہید ہوئے اور ان کا سر اطہر بغداد میں لایا گیا تھا اور کافی دن بغداد کے دروازہ پہ ان کا سر اطہر آویزاں رکھا گیا تھا جناب عیسیٰ بن جعفر تواب سلام اللہ علیہ مدینہ میں درسِ حدیث پر معمور تھے اور لوگ ان سے علمِ دین حاصل کرنے آتے تھے یہ باتیں لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ میرے قاری کو معلوم ہو کہ اس پاک گھر کے افراد کی ظاہری زندگی کیسی تھی

ان حالات میں سرکار امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے اپنے پاک بابا علیہ الصلوات و السلام کے گھر اطہر میں واپس تشریف لانا مناسب سمجھا

لیکن جب نئے گھر میں رشیق وغیرہ کا حملہ ہوا تو اس کے بعد آپ نے اپنے وکلائے کرام رضوان اللہ علیھم سے ملاقات کے لئے سابقہ گھر اطہر کو مقرر کیا اور ان کے ساتھ ملاقات سرداب مبارک ہی میں فرمائی جاتی تھی اور سامرہ واپسی کا خواص شیعہ تک کو علم نہ تھا......(R_122)

ہوا یہ کہ ان ملاقاتوں کا بھی ایک دن راز فاش ہو گیا یہ تو مالک کی اپنی مصلحتیں ہیں ہم نہیں جانتے کہ ایسا کیوں ہوا اور یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ اگر نہ چاہتے تو کسی کو کوئی علم ہو ہی نہیں سکتا تھا مگر یہ ان کی اپنی مصلحتیں ہیں جنہیں ہم نہیں سمجھ سکتے لیکن ہوا یہ کہ

معتضد باللہ کو اطلاع مل ہی گئی کہ شہنشاہ زمانہ عجل للہ فرجہ الشریف اپنے نائبین سے سرداب مبارک میں اپنے سابقہ گھر اطہر میں ملاقاتیں فرماتے ہیں اور احکام جاری فرماتے ہیں اور وہ ایک ایک فرمان لکھ کر لاتے ہیں

اس کے بعد شہنشاہ زمانہ عجل للہ فرجہ الشریف نے سرداب مبارک میں نائبین کو یاد فرمانے کا عمل ترک کر کے سامرہ کے مغرب میں ایک پہاڑ ہے اس کی ایک غار میں انہیں حاضر ہونے کا حکم فرمایا اور پھر اپنے گھروں کے بجائے وہاں نواب کو بلایا جاتا تھا اور انہیں احکام دیئے جاتے تھے شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف جب پسند فرماتے تھے بلاتے ورنہ نواب کو اس دن کا بھی علم نہیں ہوتا تھا کہ جس دن بلایا جاتا تھا اور وہ ایک ایک بات لکھ کر لاتے تھے......(R_123)

یہ سلسلہ کئی دن تک چلتا رہا اس دور میں کئی جاسوسوں کو مال و دولت دے کر بھیجا جاتا رہا کہ تم نواب و وکلاء کو مال امام پیش کرو اور ان سے رسید لے لو تا کہ ہم ان کے خلاف ثبوت کے ساتھ بات کریں گے مگر ایسا کئی مرتبہ ہوا کہ شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی طرف سے وکلاء کو حکم پہنچ جاتا تھا کہ اب فلاں وقت تک کسی سے مال قبول نہیں کرنا کیونکہ دشمن کے ارادے یہ ہیں اس طرح معتمد باللہ کے زمانے بھی ہوا اور ہر دور میں ہوتا رہا

واقعہ غیبت در سرداب مبارک

جب ہم شہنشاہ زمانہ عجل للہ فرجہ الشریف کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ نے حلہ سے سامرہ واپسی کے کچھ وقت بعد وہ نیا گھر کچھ عرصے کے لئے ترک فرما دیا اور اپنے سابقہ گھر اطہر میں قیام رکھا

جیسا کہ واقعہ رشیق میں بیان ہوا ہے معتضد باللہ عباسی ملعون کے عزائم ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل للہ فرجہ الشریف کے متعلق خطرناک تھے اس ملعون نے صرف یہی ایک کوشش نہیں کی بلکہ اس نے بار بار یہ کوشش کی کہ کسی طرح اطفاءِ نورِ الٰہی میں کامیاب ہوجائے مگر خالق کا نورِ خالص کسی کے نجس منہ کے پھونکوں سے کیسے خاموش ہوسکتا تھا؟

معتضد باللہ عباسی نے سن 283 ہجری میں دوبارہ کوشش کی وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہوسکا-اس روایت سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے اول یہ کہ سرداب مبارک میں کب تشریف لے گئے اور دوسری بات یہ ہے کہ سن 283 ہجری تک والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کا سایۂ عاطفت آپ کے سر اطہر پہ باقی رہا

واقعہ یہ ہے کہ اپنی پہلی کوشش کے بعد معتضد ملعون نے ایک فوجی دستہ کو گھر اطہر میں چھاپا مارنے کا حکم دیا جب یہ ملعون فوج در اطہر پہ پہنچی تو امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے کمرے سے برآمد ہوئے اور سرداب مبارک میں جانے کا ارادہ فرمایا تو والدہ پاک سے آخری وداع کے لئے تشریف لائے اور عرض کی اب ہمیں اجازت اب ہماری غیبتِ سرداب کا وقت آ گیا ہے اس کے بعد ہم آپ سے نہیں مل سکیں گے معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا نے فرمایا بیٹا آپ پھر کب واپس آئیں گے؟

عرض کی اب آپ کو آخری بار ملنے ضرور آئیں گے اور یہ بھی فرمایا اب دشمن دروازہ پر پہنچنے والے ہیں آپ کا پاک پردہ ہمیشہ محفوظ رہے گا فکر مند نہیں ہونا ہے اب حکمِ محبوب یہ ہے کہ میں آپ سے جدا ہوجاؤں آخری بار پیار کروایا اور سرداب مبارک کی جانب تشریف لے گئے

www.khrooj.com

☆ انه دخل السرداب فی دار ابیه و امه صلوات الله علیها تنتظر الیه فلم بعد یخرج و ذالك فی سته ثلاثه ثمانین و ماتین

آپ جناب عجل الله فرجه الشریف سرداب مبارک کی طرف تشریف لے گئے جو کہ ان کے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام کے گھر اطہر میں موجود تھا اور جب آپ سرداب مبارک میں داخل ہوئے تو آپ کی پاک والدہ صلوات اللہ علیہا اپنے حجرے کے دروازے سے نہایت حسرت و یاس کے عالم میں اپنے لختِ جگر عجل الله فرجه الشریف کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھیں یہ سن دو سو تراسی 283 ہجری کی بات ہے

جب یہ فوجی ملاعین در اطہر پہ پہنچے تو انہوں نے دو تہائی فوجیوں کو حکم دیا کہ اس گھر اطہر کا محاصرہ کرلیں اور باقی ایک تہائی فوجیوں کو حکم دیا کہ تم حرم توحید میں داخل ہو جاؤ

یہ فوج گھر اطہر میں داخل ہوئی تو انہوں نے شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشریف کے گھر اطہر کی سرداب مبارک سے کلام الہی کی تلاوت کی آواز سنی اس وقت شہنشاہ معظم اپنی والدہ پاک صلوات الله علیها سمیت اس سرداب مبارک میں تشریف فرما تھے۔ سب فوجیوں نے وہ آواز سنی اور وہ تلاوت کی آواز اتنی دلنشیں تھی کہ اس نے سب کو اپنی طرف کھینچ لیا اس فوج کے سالار نے سارے فوجیوں سے کہا کہ جنہیں ہم ڈھونڈ نے آئے ہیں وہ جناب اس سرداب مبارک میں موجود ہیں اس لئے سارے اپنا محاصرہ چھوڑ کر اس سرداب کے چاروں طرف سے آجائیں جب وہ فوجی جمع ہو گئے تو ان سب نے تلاوت کی آواز سنی اور اس سے کافی لطف اندوز ہوتے رہے اور ان پر ایک جذب کی کیفیت طاری ہوگئی اور وہ مبہوت ہو کر کھڑے رہے اس کے بعد وہ

آواز آنا بند ہوگئی مگران پرایک جذب کی کیفیت کافی دیر تک طاری رہی۔
اس کے بعد افسر شاہی نے کہا اب تم فوجی کیا دیکھ رہے ہو فوراً اندر جا کر شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کو باہر لے آؤ سارے فوجیوں نے کہا وہ تو باہر چلے گئے ہیں اس نے کہا وہ کیسے؟
انہوں نے کہا وہ ابھی ابھی تو ہمارے سامنے سے تشریف لے گئے ہیں کیا تو نے نہیں دیکھا تھا؟
اس نے کہا میں نے تو نہیں دیکھا
جب تم دیکھ رہے تھے تو انہیں گرفتار کیوں نہیں کیا؟
انہوں نے کہا ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ تم بھی دیکھ رہے ہو اور تم ہمیں جب حکم دو گے تو ہم انہیں روکیں گے نہ ہی تم نے حکم دیا اور نہ ہم نے انہیں روکا اب تو وہ تشریف لے جا چکے ہیں (خلاصہ)......(R_124)
دوستو یہ واقعہ شب ہجرت جیسا ہی ہے کہ جیسا کہ شہنشاہ انبیا صلى الله عليه وآله وسلم دشمنوں کے سامنے سے گزر گئے اور کسی نے نہ دیکھا تھا انہیں بھی کوئی نہ دیکھ سکا کیونکہ اگر یہ نہ چاہیں تو انہیں کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا یہاں ایک توضیح بیان کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس روایت میں مختلف مؤرخین نے مختلف سن لکھے ہیں بعض نے خمس وستين مأتين لکھا ہے بعض مورخین نے خمس و سبعين و مأتين لکھا ہے
یعنی بعض نے اس واقعہ کو 265 ہجری میں لکھا ہے بعض نے 275 ہجری لکھا ہے حالانکہ شہنشاہِ معظم عجل الله فرجه الشريف 260 ہجری کے اواخر سے 279 ہجری تک حلہ

شریف میں قیام پذیر رہے تھے اس لئے شواہدِ تاریخ سے اور عقلی طور پر بھی اور درایتی لحاظ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ جو بھی سن ہوا سے 279 ہجری کے بعد کا ہونا چاہیئے

اس سے قبل کسی کو سامرہ میں زیارت نہیں کرائی گئی ہاں اس سن کے بعد جس خوش نصیب نے سب سے پہلے اپنے مالک پاک عجل الله فرجه الشريف کی سامرہ میں زیارت کی اس کا نام ہے احمد بن ابراہیم بن ادریس جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے ان کے مشرف بہ زیارت ہونے کے واقعہ کو ان کے فرزند ابوالعلی بن احمد اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میرے بابا فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سامرہ میں اپنے امامِ زمانہ جناب ابومحمدؐ العسکری عليه الصلوات و السلام کی شہادت کے بعد شہنشاہِ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی زیارت کی

☆ حين ايفع و قبلت يديه و راسه .... الخ

عربی میں بیس سال سے زیادہ عمر کے نوجوان کو ''ایفاع'' کہتے ہیں کیونکہ اس وقت آپ کا سنِ ظاہری چوبیس یا پچیس سال کا تھا اس لئے انہوں نے لفظ ایفاع استعمال کیا اور فرمایا کہ بیس سال سے اوپر کے نوجوان تھے میں نے ان کے دست ہائے قدرت مزاج کا بوسہ بھی لیا اور ان کے سر اطہر کا بوسہ بھی لیا

اس طرح اگر ان دو روایات کے تناظر میں دیکھا جائے تو واقعہ سرداب کم و بیش 280 ہجری کے بعد کا ثابت ہوتا ہے (والله اعلم بالصواب)

جس وقت آپ سرداب مبارک کی طرف روانہ ہوئے اور والدہ پاک صلوات الله عليها سے فرمایا کہ آپ ان سے خوف زدہ نہ ہوں آپ کا پردہ ہمیشہ محفوظ رہے گا اور آپ

WWW.KHROOJ.COM

کو کبھی بھی کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اب ہمارے سرداب مبارک میں غیبت اختیار فرمانے کا وقت آ گیا ہے......اچھا خدا حافظ

اس وقت والدہ پاک صلوات اللہ علیہا نے فرمایا بیٹا اب آپ کب تشریف لائیں گے؟

فرمایا یہ تو ہمارے خالق کو معلوم ہے کہ ہم کب تشریف لائیں گے ہاں آخری وقت آپ سے ضرور آ کر ملیں گے

پھر والدہ پاک علیہ الصلوات و السلام نے فرمایا کہ بیٹا آپ کہاں جا رہے ہیں؟

فرمایا کوئی ایک جگہ ہو تو بتائیں ہمارے سفر لا متناہی ہیں کبھی کہیں ہوں گے کبھی کہیں ہوں گے کوئی ایک جگہ ہو تو عرض کریں

اس کے بعد والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کے قدموں پر جھکے تو انہوں نے سینے سے لگا لیا اور روتے ہوئے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف سے وداع فرمایا

جب آپ سرداب مبارک کی طرف روانہ ہوئے تو والدہ پاک صلوات اللہ علیہا اپنے کمرے کے دروازے سے انہیں جاتا ہوا دیکھتے رہے اور آنکھوں سے آنسو جاری رہے

شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے سرداب مبارک کے دروازے پر جا کر ایک مرتبہ پھر والدہ پاک صلوات اللہ علیہا کی طرف نگاہِ حسرت فرمائی اور سرداب میں داخل ہو گئے

دشمن آئے تو انہیں اپنی تلاوت میں جذب فرما لیا اور انہوں نے باقی گھر کی طرف توجہ ہی نہ کی اور سرداب مبارک ہی پہ پہنچ گئے اور وہاں سے جب شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے تشریف لے جانے کا یقین ہو گیا تو باقی گھر میں تلاش کرنے کی

www.khrooj.com

ضرورت ہی محسوس نہ کی اور وہاں سے واپس لوٹ گئے اس طرح ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کا ظاہراً پردہ محفوظ رہا

دوستو! یہ بھی خالق کا ایک نظام ہے کہ اگر یہ پاک ذوات صلوات اللہ علیھم اجمعین خود چاہیں تو انہیں کوئی دیکھ سکتا ہے، ان کی مرضی کے خلاف کسی کی یہ جرات نہیں کہ ان کے غلاموں اور کنیزوں میں سے بھی کسی کو دیکھ سکے۔

آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ہزاروں کے سامنے تشریف لاتے ہیں جنہیں چاہتے ہیں وہ لوگ ان کی زیارت سے مشرف ہو سکتے ہیں جس خوش نصیب کو چاہتے ہیں زیارت کرواتے ہیں اور جنہیں زیارت کروانا پسند نہیں فرماتے وہ دیکھ ہی نہیں سکتے اور بعض لوگ دیکھ سکتے ہیں تو پہچان نہیں سکتے

یہ ان کا تصرف ولایت کلیہ ہے کہ وہ انسانوں کے حواس، اعضاء، عقل، شعور، ادراک وفہم ہر چیز پر کلی تصرف فرما سکتے ہیں اور کوئی چیز ان کے تصرف سے باہر نہیں ہے

آج ہزاروں لوگ ان کی زیارت چاہتے ہیں ہزاروں اعمال کرنے کے باوجود جب وہ چاہتے ہیں تو کسی کو زیارت ہوتی ہے ورنہ سارے اعمال بیکار جاتے ہیں کیونکہ انہیں کوئی اعمال کے ذریعے زیارت کروانے پر مجبور نہیں کرسکتا

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لا ھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم

یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

وصال شہزادیٔ روم

صلوات اللہ علیہا

احباب گرامی!

وقوعِ غیبت کے بعد ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا نے اپنے سرتاج صلوات اللہ علیہ کے گھر اطہر میں مستقل رہائش فرمالی کیونکہ اس سے قبل تو وہ صرف لخت جگر کی حفاظت کے پیش نظر مختلف گھروں میں تشریف لے جاتی تھیں اب ان کی غیبت کے بعد وہ مسئلہ تو خالق کے سپرد فرمادیا گیا تھا اس لئے پھر کہیں تشریف نہیں لے گئیں

جب امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے غیبت اختیار فرمائی تو معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا بالکل تنہا رہ گئیں گھر کے بزرگ پہلے ہی چھوڑ گئے تھے اس کے بعد اولاد کا سہارا تھا ان میں سے معصوم شہزادی صلوات اللہ علیہا نے حلہ میں رہنا پسند فرمالیا تھا اب صرف ایک لختِ جگر تھے تو انہیں بھی امت نے گھر میں نہ رہنے دیا گویا دکھی ماں کا آخری سہارا بھی امت ملعون نے چھین لیا تو سارا گھر ایک دم خالی ہو گیا گھر کے در و دیوار کبھی لختِ جگر کی یاد دلاتے ،کبھی سرتاج کی یاد دلاتے آنکھوں میں بخت و اقبال کا زمانہ پھر جاتا اور یہ تنہائی اور بھی اذیت ناک بن جاتی

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا پاک سرتاج کی مجاور بن کر رہ گئیں گھر

اطہر کے صحن میں پاک سرتاج صلوات اللہ علیہ کا مزار تھا دن رات انہی کے سہارے گزار رہی تھیں

یہاں تاریخ یہ نہیں بتاتی کہ ان کے معمولات کیا تھے؟ ان کے تاثرات کیا تھے؟ ہاں جب ان کے حالات پہ غور کرتے ہیں تو یہ سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ ان کے شب و روز کیسے گزر رہے تھے؟ ایک ایسی مستور جس نے تخت و تاج کو اس لئے ٹھکرایا ہو کہ ایک چھوٹا سا گھر ہو گا، جنت کی فضا ہو گی، سرتاج کا سایہ ہو گا، بچوں کی کلکاریوں سے گھر کا ماحول باغِ ارم کو شرمائے گا، رونقیں ہی رونقیں ہوں گی، سکھ ہی سکھ ہوں گے

مگر جب حالات نے ہنستا بستا گھر ایک دم سے خالی کر دیا تو کیا احساسات ہوں گے؟ یہ بات تو ایک عام ذہن بھی سوچ سکتا ہے اپنے بچوں کے گھوارے اور کھلونے دیکھ کر ممتا کس طرح بے قرار ہوتی ہو گی یا سرتاج و سہاگ کی خالی مسند دیکھ کر آپ پر کیا گزرتی ہو گی یہ تو ہر آدمی محسوس کر سکتا ہے کہ ایک بیوہ ماں جس کی جھولی بھی خالی ہو چکی ہو وہ کیا محسوس کرتی ہے

دل مانتا ہے کہ جب شام کو سرتاج کے سرہانے چراغ روشن فرماتی ہوں گی تو یہ ضرور عرض کرتی ہوں گی کہ سرتاج آپ کی دونوں امانتیں مجھ سے امت نے چھین لی ہیں آپ فرمائیں اب ہم یہاں کس کے سہارے زندہ رہیں اب ہمیں بھی اپنے پاس بلا لیں۔ لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت کے بعد ایک سال تک اس دنیائے موجود میں رہیں اس کے بعد وصال فرمایا

ان کے وصال الیٰ اللہ کے حالات کسی کتاب میں مجھے نہیں ملے شاید کچھ لوگوں نے

لکھے ہوں اگر کسی صاحب کو ان کے بارے میں کوئی مواد کسی کتاب میں ملا ہو تو برائے مہربانی ہمیں ضرور مطلع کریں تاکہ ہم اس کتاب کے آئندہ ایڈیشن میں اسے آپ ہی کے نام سے شامل کریں

معظّمہ دوراں صلوات اللہ علیہا کے وصال پہ میری نظم اسی کتاب کے آخر میں حصہ نظم میں دیکھئے

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

عقد و اولاد پاک

صلوات اللہ علیھم اجمعین

احباب گرامی !

صاحبانِ کتب غیبت نے لکھا ہے کہ ہمارے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے عقد فرمایا اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کے حرم پاک صلوات اللہ علیھا جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات و السلام کے فرزند عبدالعزۃ یا عبدالعزیٰ کے خاندان کی شہزادی تھیں ہمارے لئے اس عقد کے واقعات بیان کرنا مشکل ہے کیونکہ جتنے کتب میرے محدود مطالعہ میں آئے ہیں ان میں اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں لکھا ہوا تھا اور یہ بھی میں کسی کتاب سے معلوم نہیں کر سکا کہ اس شادی خانہ آبادی کی تقریبِ سعید میں شہنشاہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیھا بھی موجود تھیں یا ان کے ارتحال کے بعد اہتمامِ عقد و تزویج فرمایا گیا اور اگر وہ موجود تھیں تو انہوں نے کس طرح اس تقریب کا انعقاد فرمایا اور اگر موجود خیر تھیں تو پھر اس پاک شادی کا انتظام کس نے کیا یہ ساری باتیں ہمارے لئے ابھی تک ایک راز ہیں مالک پاک عجل اللہ فرجہ الشریف نے چاہا تو خود آگاہ فرمائیں گے اس لئے اس کی تفصیل نہ لکھ سکنے کی اپنے قارئین سے معذرت چاہوں گا

www.khrooj.com

واقعات کو دیکھتے ہوئے اتنا تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ پاک شادی خانہ آبادی سامرہ میں 286 ہجری سے قبل ہو چکی تھی کیونکہ جب آپ نے سن 289 ہجری میں دوسری مرتبہ سامرہ شریف کو ترک فرمایا اور وہاں سے جنوب کی طرف سفر کا آغاز فرمایا اور پھر حلہ سے کوفہ پہنچے تو ان کے پاک حرم صلوات اللہ علیھا اور پاک شہزادگان میں سے کوئی نہ کوئی پاک شہزادہ علیہ الصلوات و السلام بھی ہمراہ تھے یعنی اس وقت تک آپ صاحبِ اولادِ پاک علیھم الصلوات و السلام ہو چکے تھے

اس کے چند ثبوت موجود ہیں ایک تو تاریخ میں ان کا کوفہ کے باہر کچھ وقت قیام ثابت ہے کیونکہ انہوں نے کوفہ میں مسجدِ سہلہ میں قیام فرمایا اور کچھ وقت اپنی رہائش گاہ کے طور پر اسے استعمال فرمایا جس کا ثبوت یہ حدیث بھی ہے کہ

☆ یا محمدؐ کانی اری نزول القائم عجل اللہ فرجہ الشریف فی مسجد السھلہ و عیالہ قلت یکون منزلہ قال صلوات اللہ علیہ نعم ھو منزل ادریس ...... الخ

امامِ صادق علیہ الصلوات و السلام نے اپنے صحابی سے فرمایا گویا ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف اپنے اہل و عیال کے ساتھ مسجد سہلہ میں داخل ہو رہے ہیں

اس صحابی نے عرض کی کہ کیا آپ اسے بطور گھر کے استعمال فرمائیں گے؟

فرمایا ہاں یہ پہلے بھی تو جناب ادریس صلوات اللہ علیہ کا گھر ہی تھا

پھر فرمایا آج تک کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا جس نے اس مسجد میں نماز ادا نہ فرمائی ہو اور جو شخص اس مسجد میں عبادت کے لئے قیام رکھے وہ اس طرح ہے کہ جیسے وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے خیمہ میں مصروفِ عبادت ہے

پھر فرمایا کہ کوئی مومن چاہے وہ مرد ہو یا عورت اس کا اس مسجد کی طرف دلی رجحان ہوتا ہے اس مسجد میں ایک پتھر ہے جس میں ہر نبی کی صورت محفوظ ہے

مسجدِ سھلہ کو آپ نے بطور قیام گاہ استعمال فرمایا اس کے چند ایک اور ثبوت بھی ہیں مگر میں ترک کرتا ہوں اس حدیث کے بارے میں علمائے کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب قیامِ حکومت الٰہیہ ہو گا تو تب بھی اس مسجد کو اقامت گاہ بنایا جائے گا یہ بھی درست ہے اور وہ بھی درست ہے کہ آپ نے حلہ کے سفر کے دوران اسے اقامت گاہ بنایا تھا

جناب صادق آل محمد علیہ الصلوات والسلام کی حدیث سے عام طور علماء کرام نے بعد از خروج کے قیام کو مراد لیا ہے کیونکہ اس طرف ان کی توجہ مبذول نہیں کروائی گئی کہ آپ نے سامرہ سے ہجرت کے بعد بھی یہاں قیام فرمایا تھا کیونکہ یہ سفر مسلسل جنوب کی طرف تھا اور آخری منزل طائف وحجاز تھی اس لئے راستے میں بھی کئی مقامات مقدسہ ہوں گے کہ جہاں قیام فرمایا ہو گا جن کے بارے میں ہمیں معلوم بھی نہیں ہے یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ جہاں جہاں بھی مقاماتِ صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف موجود ہیں ان کے بارے میں جب بھی تحقیق کی ہے تو پتہ چلا ہے کہ اس جگہ پہ شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف نے کچھ وقت ضرور قیام فرمایا ہے مثلاً کربلا معلیٰ میں جس جگہ ان کے نام پاک کا مقام ہے وہاں بھی اہل وعیال کے ساتھ آپ نے قیام فرمایا تھا یعنی یہ سب وہ مقامات ہیں جہاں آپ نے رہائش رکھی

یہ اس زمانہ کی بات ہے جب سامرہ شریف کو ترک کیا اور جنوب کی طرف سفر کرتے ہوئے ان مقامات سے گزرے اور یہاں اہل وعیال کے ساتھ قیام فرمایا تو وہاں

ان کے مقامات مشہور ہوتے گئے اور بعد میں وہاں کے مشاہدات ومعجزات نے ان مقامات کوتشخص اور پہچان دلوائی اور اس کی تائید ہوئی کہ یہ واقعی وہی مقامات ہیں کہ جہاں آپ نے قیام فرمایا تھا

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھوالا ھوالحی القیوم

یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

پاک فرزندان

صلوات اللہ علیھم اجمعین

شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کے پاک فرزندان کے بارے میں کتب میں کچھ نہ کچھ حالات ملتے ہیں اگرچہ وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہیں مگر پھر بھی ہیں ضرور۔ ان کے فضائل، ان کے مقامِ عظیم، ان کی عظمت وشان کے بارے میں کچھ نہ کچھ مواد موجود ہے حالاتِ زندگی کے بارے میں جزائرِ خضرا کے واقعات کے علاوہ کوئی خاص موادموجودنہیں ہے

آپ کے پاک فرزندان کی تعداد کے بارے میں کتبِ غیبت میں اتفاق ہے کہ ان کی تعداد پانچ ہے اوران کی پانچ جزائر پہ حکمرانی بھی ہے اورآج ان کی پاک اولاد وہاں حاکم ہے

(1)

جناب قاسم علیہ الصلوات و السلام ہیں جو جزائرخضرا کے جزیرہ ''زاہرہ'' میں حکمران ہیں

(2)

جناب طاہر علیہ الصلوات و السلام ہیں جو جزیرہ ''مبارکہ'' میں حکمران ہیں

www.khrooj.com

(3)

جناب عبدالرحمٰن علیہ الصلوات و السلام ہیں جو جزیرہ ''ظلوم'' کے حکمران ہیں

(4)

جناب ابراہیم علیہ الصلوات و السلام ہیں جو جزیرہ ''صافیہ'' کے حکمران ہیں

(5)

جناب ہاشم علیہ الصلوات و السلام ہیں جو جزیرہ ''عناطیس،، کے حکمران ہیں

لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ کتنے شہزادگان علیہم الصلوات و السلام کا ظہورِ اجلال سامرہ میں ہوا؟

تحقیق سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ ایک شہزادہ پاک علیہ الصلوات و السلام کی ولادت با سعادت سامرہ میں ہوئی کیونکہ اس زمانہ میں اہلِ تشیع میں سے کچھ لوگوں نے اپنا ایک علیحدہ فرقہ بھی متعارف کروایا تھا جس کا نام تھا ''جوازیہ'' ......(R_125)

ان کے عقائد میں ایک یہ عقیدہ بھی شامل تھا کہ ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ایک پاک فرزند ہیں جو امام ہیں یعنی انہوں نے اس بات کا پرچار کیا کہ ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اپنی جدِ اطہر شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف ارتحال فرما گئے ہیں ان کے بعد ان کے جانشین انہی کے پاک فرزند ہیں جن کا اسم مبارک جناب قاسم علیہ الصلوات و السلام ہے وہ ہمارے امامِ زمانہ ہیں اور وہی منتقمِ آلِ محمدؐ علیہم الصلوات و السلام ہیں اور وہی زندہ جاوید ہیں اور امام غائب ہیں وہی امام منتظر ہیں آخری زمانہ میں انہی کا ظہور وخروج ہوگا یہ مسلک اسی وجہ سے وجود میں آیا کہ ان کے کسی بزرگ نے اس پاک شہزادے کی زیارت کا دعویٰ بھی کیا تھا

میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ دعویٰ بلا ثبوت بھی نہ تھا کیونکہ کوئی بھی شخص اگر کسی اُلٹے سیدھے نظریہ کو پیش کرتا ہے تو چند ثبوت اسے ضرور مل جاتے ہیں پھر ماہرینِ تاویل کے لئے تو ویسے بھی راستے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں

ادعیہ اور زیارات میں جو فضائل شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی اولاد کے منقول تھے انہوں نے اسے اپنی تائید میں پیش کیا حالانکہ یہ تو صرف ان کی عظمت اور مرتبے کو ظاہر کرتے تھے مگر جوازیہ مسلک کے لوگوں نے ایک نئے عقیدے کی بنیاد انہی فقروں پر رکھ لی اور کافی عرصہ یہ مسلک زندہ بھی رہا

کتبِ غیبت میں اور ادعیہ وزیارات میں یہ تھا کہ شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی اولاد میں امامت کا اثبات تھا جس سے انہوں نے غلط عقیدہ بنایا مناسب ہوگا میں چند ایک ادعیہ وزیارات کے فقرے نقل کردوں

(1)

امامِ زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی توقیعات مبارکہ میں سے ایک توقیع میں جو صلوات تعلیم فرمائی گئی اس میں ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ

☆ و صل علیٰ ولیك و ولاة عهدك و الآئمة من ولده و مدنی اعمارهم و زد فی آجالهم و بلاغهم اقصیٰ آمالهم و دیناً دنیاً و آخرة انك علیٰ كل شئی قدیر ( )

اس میں امام زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی پاک اولاد میں سلسلۂ امامت و ولایت کے جاری ہونے کا اثبات موجود ہے یعنی ان کی اولاد میں امامت و ولایت جاری ہے ان کے فرزندان بھی امام و ولی ہیں اور ان پر صلوات صادر ہوئی ہے اور ان کے

طول عمر کی دعا بھی ہے

(2)

اسی طرح سرداب مبارک سے وداع ہوتے وقت زائر کو جس دعا کے پڑھنے کا حکم ہے اس میں بھی امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی پاک اولاد میں سلسلۂ ولایت و امامت کا اثبات ہوتا ہے

(3)

جو زیارت روزِ جمعہ کے لئے مخصوص ہے اس میں بھی ان کی پاک اولاد میں ولایت و امامت کا اثبات موجود ہے

☆ السلام علیٰ ولاۃ عھدہ و علیٰ الآئمۃ من ولدہ

اسی طرح بیس سے زیادہ ایسی مسنونہ دعائیں میری نظر سے گزری ہیں جن میں آپ کی پاک آل یا پاک ذریتِ طاہرہ یا پاک اولاد علیھم الصلوات و السلام میں سلسلۂ ولایت و امامت کا ذکر موجود ہے

یہاں یہ بات بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ اس انداز کی جو احادیث مبارکہ ہیں وہ دو طرح کی ہیں ایک وہ ہیں کہ جن میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور و خروج کے بعد ان ساداتِ حسینی کا ذکر ہے کہ جنہیں امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف مخلوق کی ہدایت پر مامور فرمائیں گے

دوسری قسم وہ ہے جن میں شہنشاہ پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کی اولاد میں ولایت و امامت کا ذکر ہے

جن صاحبان نے ان دو اقسام کی رعایت نہیں کی انہوں نے ایک خلط مبحث بنا دیا

ہے اور طرح طرح کے نظریاتی فسادات میں مبتلا ہو گئے ہیں
بعض اشخاص نے انہی روایات کو پیش کر کے مہدیؑ ہونے کا دعویٰ تک کر ڈالا اور ثبوت میں ایسی ہی روایات کو پیش کیا اور بعض لوگوں نے انہی روایات کو بنیاد بنا کر امامت کا دعویٰ کیا حالانکہ ان روایات واحادیث میں بعد القائمؑ عجل اللہ فرجہ الشریف کے الفاظ موجود ہیں جو ان کے دعوے میں مانع تھے مگر یہ باتیں کون پوچھتا ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ ان روایات میں سے ایک دو پیش کر دوں تو حقیقت واضح ہو جائے گی

امام محمدؑ باقر علیہ الصلوات و السلام نے جناب ابوحمزہ ثمالی سے فرمایا تھا

☆ یا ابی حمزہ ان منا بعداً للقائم عجل اللہ فرجہ الشریف اثنا عشر مهدیاً من ولد الحسین صلوات اللہ علیہ

اے ابوحمزہ ثمالی یقیناً ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے بعد ان کے لئے بارہ مہدیؑ ہوں گے وہ سارے کے سارے امام حسین علیہ الصلوات و السلام کی اولاد میں سے ہوں گے

اس کی وضاحت امام صادق علیہ الصلوات و السلام نے اس وقت فرمائی جب جناب ابو بصیر نے اس حدیث پاک کے بارے میں سوال کیا کہ آقا ہم نے آپ کے بابا پاک علیہ الصلوات و السلام سے سنا تھا

☆ قال یکون بعد القائم عجل اللہ فرجہ الشریف اثنیٰ عشر مهدیاً فقال انما قال اثنا عشر مهدیاً ولم یقل اثنا عشر اماماً و لکنھم قوم من شیعتنا یدعون الناس الی موالاتنا و معرفة حقنا

انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے بعد بارہ عدد مہدیؑ ہوں گے تو امام علیہ الصلوات و السلام نے فوراً فرمایا انہوں نے یہ تو نہیں فرمایا تھا کہ ان کے بعد بارہ امام ہوں گے بلکہ فرمایا تھا کہ بارہ ہدایت کرنے والے ہوں گے
اس فرمان کی حقیقت یہ ہے کہ وہ بارہ ایسے فرد ہوں گے جو ہمارے نقشِ قدم پر چلنے والے ہوں گے اور وہ لوگوں کو ہماری ولایت کی دعوت دیں گے اور ہمارے حق کی معرفت کی طرف بلانے والے ہوں گے
میں یہ سمجھتا ہوں کہ شہنشاہِ معظم کی پاک اولاد طاہرین علیهم الصلوات و السلام میں سے ہر فرد اس قدر صاحبِ شرف و فضل ہوگا کہ لائقِ امامت ہوگا مگر وہ امامِ صامت کی طرح ہوگا جیسے سرکار امیرالمومنین علیه الصلوات و السلام کے زمانہ میں مولا امام حسن علیه الصلوات و السلام اور مولا امام حسینؑ علیه الصلوات و السلام اور مولا امام زین العابدین علیه الصلوات و السلام تھے اسی طرح ہمارے امام زمانہ عجل الله فرجه الشريف کی ساری پاک اولاد مقامِ امامت کی سزاوار ہوگی مگر امامِ زمانہ ان کے پاک بابا علیه الصلوات و السلام یعنی ہمارے شہنشاہِ معظم عجل الله فرجه الشريف ہوں گے حکم انہی کا چلے گا
جزائر خضرا کے واقعات میں ہے کہ وہاں پر آپ کی پاک اولاد کی حکومت ہے اور وہاں سلسلۂ اولاد جاری ہے اگر ہم فرض کرلیں کہ ایک صدی میں چار پشتیں ہوں اور ہر اگلی پشت پہلی پشت سے دوگنا ہو تو وہاں اولاد امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی تعداد کا اندازہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور جو بھی تعداد وہاں ہوگی وہ لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں ہوگی اس لئے ممکن ہے وہاں ان کی پاک اولاد صلوات الله علیهم اجمعین کے لئے انہی میں سے منصبِ امامت و ولایت کا عہدہ قرار دیا گیا ہو۔ یا یہ بھی ہو

سکتا ہے کہ ان کی اولاد پاک میں امامت کی استعداد کا ذکر کیا گیا ہو

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دورِ حکومت الٰہیہ میں جب عام مومن کو اکثر معجزات انبیاء سے سرفراز کیا جائے گا تو اس وقت شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی پاک اولاد صلوات اللہ علیھم اجمعین کو مقامِ امامت سے سرفراز کیا جائے

یا اس کے علاوہ کوئی اور راز ہے تو یہ باتیں کما حقہ وہی ذات جانتی ہے کہ جس نے یہ سب کچھ فرمایا ہے ہم ان فرامین سے (نعوذ باللہ) انکار کر کے کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتے اس لئے انہی پاک ذوات کی طرف ان کا فرمان لوٹا دیتے ہیں کہ اس کا حقیقی مقصد وہی ذات جانتی ہے جس نے یہ بیان فرمایا ہے

ہم تو احتمالات کی حد تک بات کر سکتے ہیں اور احتمال کوئی یقین فراہم نہیں کر سکتا

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

ياهو يامن هو لاهو الا هو الحى القيوم يا هو يا من لا يعلم ما هو الا هو الحى القيوم

يا مولا کریم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك

سلسلۂ سفر

احباب گرامی!

امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے سفر کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کے بارے میں ہمیں جو تاریخی مواد ملا ہے وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے اس میں ہم تاریخ سے فقط اتنا معلوم کر سکتے ہیں کہ آپ کے سفر کا آغاز سامرہ سے ہوا وہاں سے آپ نے حلہ کو زینت بخشی وہاں سے پھر واپس سامرہ تشریف لائے یہاں کافی عرصہ قیام رکھا اس کے بعد پھر حلہ کی طرف تشریف لے گئے وہاں سے کربلا معلیٰ کو زینت بخشی

قیام در مسجد سہلہ

کربلا معلیٰ کے بعد شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کوفہ تشریف لائے مسجدِ سھلہ میں قیام فرمایا اور یہاں ایک عرصہ تشریف فرما رہے

اس کا ثبوت ہمیں احمد بن ابی سورہ والی روایت میں ملتا ہے کیونکہ یہ واقعہ 289 ہجری کے فوراً بعد کا ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بھی مسجد سہلہ مقدس کی رہائش ہی کو ظاہر کرتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے

احمد بن ابی سورہ کے والد سے روایت ہے کہ ہمارے پاس مال امام تھا اور ہم مسجد سہلہ میں گئے وہاں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کی اور وہاں علی بن

یحیٰی رازی [حاجز] نے کہا کہ مال ان کے پیش کر دیں ہم نے دستور کے مطابق مال کی تفصیل دریافت کی اور پھر مال شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کے پیش کیا اس وقت شہنشاہ معظم سے ان کا تعارف چاہا تو اپنا تعارف ان الفاظ میں کروایا

انا م ح م د علیہ الصلوات والسلام بن الحسن العسکری علیہ الصلوات والسلام

اس کے بعد مال امام وصول فرمایا......(R_126)

ایسے اور بھی روایات ہیں کہ آپ نے اس دور میں اپنے بیقرار مومنین کو زیارت کا اعزاز مسجد سہلہ میں بخشا

قیام در مکہ و جبل رضوی

مسجد سہلہ کے بعد آپ نے مزید جنوب کا سفر شروع فرمایا اور مدینہ طیبہ میں کچھ وقت قیام فرمانے کے بعد مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور راستے میں جبل رضوی میں قیام فرمایا اور یہ قیام بھی کافی عرصے تک رہا

اس کے لئے ہمارے پاس امام صادق علیہ الصلوات والسلام کی روایت ہے

جس کے مطابق آپ نے حج پہ تشریف لے جاتے ہوئے جبل رضوی (جو مدینہ سے 30 میل عربی مکے کے راستے پر روحا کے مقام پر ہے) کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ پہاڑ ہمارا محبّ ہے اور دراصل یہ فارس کے پہاڑوں میں سے ایک تھا مگر اللہ جل جلالہ نے اسے یہاں ہمارے لئے قیام بخشا ہے اور یہ پہاڑ کسی پوشیدہ شخص کے لئے کتنا موزوں ہے اور کتنی سرسبز قیام گاہ ہے کہ جب دشمنوں کی وجہ سے قیام فرمانے والا اس میں قیام فرمائے (خلاصہ)......(R_127)

نعم الامان للخائف مرتین اما ان لصاحب الامر فیہ غیبتین واحد

قصیرة و الاخری طویله......(R_128)

فرمایا یہ خائف کے لئے کتنی بہترین پناہ گاہ ہے اور اس میں ہمارے لخت جگر کے لئے دو مرتبہ غیبت ہے پہلی مرتبہ تھوڑی دیر کے لئے اور دوسری مرتبہ زیادہ دیر کے لئے یعنی پہلی مرتبہ اسی سفر کے دوران اور دوسری مرتبہ آخری زمانے میں اسی جگہ قیام ہونا ہے جو زیادہ دیر تک ہونا ہے جیسا کہ

زید بن شحام کی روایت میں امام صادق آل محمد علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا مومنین کی روحیں اسی کوہ رضوی پر آل محمد علیہم الصلوات والسلام کی زیارت کرتی رہیں گی ان کے ساتھ طعام شرب کے مزے لیتی رہیں گی کلام و مجلس سے مشرف رہیں گی تا خروج۔

ہاں جب خروج ہوگا تو ساری روحیں اسی پہاڑ سے انہیں زمرہ در زمرہ لبیک کہتی ہوئی حاضر ہوں گی......(R_129)

گویا یہ اشارہ تھا اپنے لخت جگر کے قیام کی طرف اور اسی پہاڑ پر شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اپنے شہنشاہ بیٹے عجل اللہ فرجہ الشریف کو عہد نامہ حکومت دینا ہے اور خروج کے بعد اسی پہاڑ پر ایک عظیم بیعت کا انعقاد بھی ہونا ہے

قیام در مکہ و طائف

کوہ رضوی سے روانہ ہونے کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ کو زینت بخشی اور اس کے بعد طائف کی طرف (جو مکہ سے شمال مشرق میں 50 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے) تشریف لے گئے اور جبال طائف کے مقام ذرة الطائف میں قیام پذیر رہے جو ایک عقبہ طائف ہے

اس قیام کی تصدیق ہمیں ابوالحسن علی بن ابراہیم بن مہزیار کی روایت سے ہوتی ہے جس کا خلاصہ انہیں کی زبانی پیش خدمت ہے

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کے لئے بیس حج کئے لیکن میں زیارت سے محروم ہی رہا پھر اگلے سال جب ایام حج قریب آئے تو مجھے اپنے گھر میں ہی ایک رات عالم خواب میں حج کرنے کا اشارہ ہوا

میں گھر سے روانہ ہوا اور مدینہ طیبہ میں پہنچا یہاں محلّہ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام میں جا کر شہنشاہ معظم ابومحمد العسکری علیہ الصلوات والسلام کی پاک اولاد کے بارے میں ایک ایک سے دریافت کیا مگر کسی نے کوئی خبر نہ دی میں مایوس ہو کر مکہ کی طرف روانہ ہوا

جحفہ کے مقام پہ ایک دن گزارا۔ وہاں سے غدیرخم والے مقام کی طرف روانہ ہوا وہاں ایک مسجد میں نماز پڑھی اور دعائے زیارت کی اور مکہ پہنچ گیا اور وہاں دوران طواف ایک خوبصورت جوان سے میری ملاقات ہوئی انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں میں نے بتایا کہ میں اہواز (ایران) کا ہوں اس پر ابن خضیب اہوازی کی خیرت دریافت کی اس کے بعد ایک ایک اہوازی مومن کی خیریت معلوم کی اس کے بعد فرمایا علی بن ابراہیم مہزیار کو بھی آپ جانتے ہیں؟ میں نے عرض کی وہ خاکسار میں ہی ہوں

انہوں نے رات کو شعب بنی عامر میں حاضر ہونے کا حکم دیا میں رات کو وہاں پہنچا وہاں سے سفر شروع کیا اور جبال طائف کے قریب نماز شب ادا کی اور آگے روانہ ہوا وہاں سے ذرۃ الطائف پہنچا تو ایک گھر اطہر دیکھا جس سے نور کی شعاعیں نکل کر

آسمان سے باتیں کر رہی تھیں وہاں پہنچنے پر اسی خوبصورت نوجوان سے میری ملاقات ہوئی جس سے میں حرم کعبہ میں مل چکا تھا انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے دیکھا ہے

هذا حرم القائم عجل الله فرجه الشريف لا يدخله الا مومن ولا يخرجه الا مومن

یہ شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کا حرم ہے اس میں کوئی داخل نہیں ہوسکتا مگر وہ جو مومن ہو اور اس سے کوئی باہر نہیں جاسکتا مگر مومن

پھر جب میں نے ان سے تعارف چاہا تو انہوں نے فرمایا کہ جس ذات کو تم تلاش کرتے پھر رہے ہو ہم وہی ہیں (خلاصہ)

میں اس کی تفصیل نہیں عرض کرسکتا ہاں جناب علی بن ابراہیم بن مہزیار سے جو خطاب فرمایا گیا وہ یہاں نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں

اسے صاحب غیبت طوسی نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 159 پر اور بحار الانوار میں علامہ محمد باقر مجلسی نے بھی نقل کیا ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد وثنا کے بعد فرمایا

اِنَّ اَبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ عَہِدَ عَلَیَّ اَن لَّا اُوطِنَ مِنَ الَارضِ اِلَّا اِخفَاھَا وَ اَقصَاھَا اِسرَارَ لِّاَمرِی تَحصِینَا لِّمَحَلِّی مِّن مَّکَآئِدِ اَھلِ الضَّلَالِ وَ المَرَدَّۃِ مِن اِحدَاثِ الُامَمِ الضَّوَالِ فَنَبَذَنِی اِلیٰ عَالِیَۃِ الرَّمَالِ وَ جُبتُ صُرُآئِمَ الَارضِ تَنظُرُنِی الغَایَۃَ الَّتِی عِندَھَا یَحُلُّ الَامرُ وَ یَبخَلِی (ینجلی) الھَلعُ وَکَانَ صَلوَاتُ اللّٰہِ عَلَیّہِ اَنبطَ لِی مِن خَزآئِنِ الحِکَمِ وَ

كَوَامِنِ العُلُومِ مَا اِن اَشعتُ اِلَيكَ مِنهُ جُزءَ الغَنَاكَ [جزء ا اغناك] عَنِ الجُملَةِ اِعلَم يَا اَبَا اِسحٰق اِنَّهُ قَالَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيهِ يَا بُنَىَّ اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاءُ هُ لَم يَكُن لِيُجَلِّى [ليخلى] اَطبَاقَ اَرضِهٖ وَ اَهلِ الجِدِّ فِى طَاعَتِهٖ وَ عِبَادَتِهٖ بِلَا حُجَّتِهٖ يُستَعلٰى بِهَا وَ اِمَامٌ يُوءُ تُمُّ بِهٖ وَ تُقتَدٰى (يقتدى) بِسُبُلِ سُنَّتِهٖ وَ مِنهَاجُ قُصدَهٖ ()وَارجُويَابُنَىَّ ان تكون احد من اعده الله لنشر الحق و طىء الباطل و اعلاء الدين و اطفاء الضلال فعليك بِلُزُومِ حَوَا (خوا) فِى الَارضِ وَ تَتَّبِعُ اَقَامَتَهَا [اقاميها] فَاِنَّ لِكُلِّ وَلِىٍ مِّن اَولِيَآءِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَدُوًّا مُّقَارِعاً وَّ ضِدًّا مُّنَازِعاً اِفتِرَاضاًلِمُجَاهِدَةِ اَهلِ نِفَاقِهٖ وَخِلَافِهٖ اُولِى الِالحَادِ وَ العِنَادِ فَلَا يُوحِشَنَّكَ [يوحشنك]ذٰلِكَ وَاعلَم اَنَّ قُلُوبَ اَهلِ الطَّاعَةِ وَالاِ خلَاصِ نُزَّعُ اِلَيكَ مِثلُ الطَّيرِ اِذَآ اَمَتَّ اَوكَارُهَا وَهُم مَّعشَرٌ يَّطلَعُونَ بِمَحَآئِلِ [بمخائل] الذِّلَّةِ وَالاِ استِكَانَةِوَهُم عِندَاللّٰهِ بَرَدَةُ [بررة] اَعِوَّلَم [اعزاء] يَبرِزُونَ بِاَنفُسٍ مُّختَلَّةٍ مُّحتَاجَةٍ وَّهُم اَهلُ القَنَاعَةِ وَلِا عتِصَامِ وَ استَنبِطُوا الدِّينَ فَوَازُرُوهُ عَلٰى مُجَاهِدَةِ الَاضدَادِ خَصَّهُمُ اللّٰهُ بِاحتِمَالِ الضَّبمِ [الضيم] لِيَشمِلَهُم بِاتِّسَاعِ العِزِّفِى دَارِ القَرَارِ وَجَبَاحُهُ [جبلهم] عَلٰى خَلَآئِقِ الصَّبرِ لِتَكُونَ لَهُمُ العَاقِبَةُ الحُسنٰى وَكَرَامَةِ حُسنِ العُقبٰى فَافتَبِس [فاتقبس] يَا بُنَىَّ نُورَالصَّبرِ عَلٰى مَوَارِدِ اُمُورِكَ تَفُربِدَارِكَ اضُنهِ [بدرك الصنع] فِى مَصَادِرِهَا وَاستَشعِرِ العِزَّفِيمَا يَنُوبُكَ تِحظَ بِمَا تُحمَدُ عَلَيهِ اِن شَآءَ اللّٰهُ فَكَاَنَّكَ يَا بُنَىَّ بِتَائِيدِ نَصرِ اللّٰهِ قَد اٰنَ وَتَيسِيرِ الفَلَجِ وَعُلُوِّ كَعبٍ قَدحَانَ وَ كَاَنَّكَ

بِـالـرَّايَـاتِ الـصُّـفـرِ وَالَاعلَامِ البِيضِ وتَخفَقُ عَلىٰ اَثنَاء اِعطَافِكَ مَابَينَ الحَطِيمِ وَ زَمزَم وَّكَانَّكَ بِتَرَادُفِ البَيعَةِ وَ تَصَادُفِ الوِلَاءِ [وتصافى الولاء يتناظم عليك] تَنَاظمِ الدُّرِّفِى مَثَانِى العُقُودِ وَ تَصَادُفِ (تصافق) الَاكُفِ عَـلىٰ جَنبَاتِ الحَجَرِ الَاسوَدِ تَلُوذُ بِفِنآئِكَ مِن مَّلَاءٍ يَّرَاهمُ اللّٰهُ مِّن طَهَارَةِ الـوِلَـآءِ وَ نَـفَـاسَةِ القُربَةِ [التربة] مُقَدَّسَةً قُلُوبُهُم مَّن دَنَسِ النِّفَاقِ مُهَذَّبَةً اَفـئِـدَتُهُـم مِـن رِّجسِ الشِّـقَـاقِ لَيِّنَةً عَزَآئِكُهُم (عرانكهم) لِلذِّينِ خَشِنَةً ضَـرَآئِبُهُـم عَـنِ الـعُـدوَانِ وَ اصِـحَـةً بِـالـقُبُـولِ اَوجَهُهُم نَـصِـرَـةً بِـالـفَـضـلِ [بـالـفضل] عِيدَاَنَّهُم يدينون بِدِينِ الحَقّ وَ اَهلِه فَاِذَا اشتَدُّتُ اَركَـانُهُـم وَ تَـقَـوَّمَت اَعمَارُهُم [اعمادهم] قُدَّت بِمُكَاثِفَتِهِم طَبَقَات الُاَمَمِ اِذ تَبـعَتكَ فِـى ظِلَالِ شَـجَـرةِ دَوحَةٍ سَبقَت افنَانُ [بسقت افنان] غصُونِهَا عَـلـىٰ حَـفَـاتِ [حـافـات] بَـحِـيـرَـةِ الطَّـئرِيَّةِ فَعِندَهَا يَتَلَاءَ [يتلا لا صبح] لَـوُاصُبـحُ الـحَقِّ وَينجَلِى ظَلَامُ البَاطِلِ وَ يَقسِمُ اللّٰهُ بِكَ الطُّغيَانَ وَ يُعِيدُ مَـعَـالِمَ الاِيـمَـانِ يَـظهَـرُبِكَ اَسقَامُ الَافَاقِ وَالسَّلَامُ الرِفَاقِ يُوَدُّالطِّفلُ فِى الـمَهـدَ لـواستَطَاعَ اِلَيكَ نَهُوضاً وَ نَوَاشِطُ [نواسط] الوَحشِ لَم [او] تَجِذ نَـحـوَكَ مَـجَازاً اتهتَزَّبِكَ اطراف الدنيا بهجة و تهزبك [اعضان] اَعصَانُ الـعِـزّـةِ وَتَستَقَرَّ بُوا فِى العِرِفِى قَرَارِهَا وَ تُوبُ [تووب] شَوَارِدِ الدِّينِ اِلىٰ اَفـكَـارِهَـا [اوكـارهـا يتهاطل] بِتَهَاطِلُ عَلَيكَ سَحَآئِبُ الظَّفرِ فَتَخنُقُ كُلَّ عَـدَوّوَّتَنصُر كُلَّ وَلِيٍ فَلَايَبقىٰ عَلىٰ وَجهِ الَارضِ جَبَّارً قاسط وَّ لَا جَاهِدً غَـامِـطً وَّلَاشَـانٍ مُّبـغِـضً وَلَا مُـعَـانِدُ كَاشِحُ وَّ مَن يَّتَوَ كَّل عَلَىٰ اللّٰهِ فَهُوَ

حَسبُہ ٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمرِہ ()

فرمایا اے علی ابن ابراہیم بن مہز یار ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام نے ہم سے عہد لیا تھا کہ ہم کسی ایسی سرزمین کو اپنا وطن بنائیں جو یہاں سے دور بھی ہو اور دنیا سے مخفی بھی ہو۔اس کی وجہ ہمارے امور کی راز داری ہے اور اہل ضلالت و سرکشی کے فریبوں سے ہمارے مسکن مبارک کی حفاظت کے لئے ضروری بھی اور ہمیں تاکید فرمائی گئی ہے کہ ہم کسی پر اپنے مقام وعظمت کو ظاہر نہ فرمائیں بلکہ وہاں اپنا قیام رکھیں کہ جہاں کسی کو آبادی کا کوئی گمان تک نہ ہو اور اس وقت تک وہاں رہیں کہ جب تک اپنے خروج کے لئے ماذون نہ فرمائے جائیں اور مخلوق کو ظلم وستم سے رہائی دینے کا وقت نہ آ جائے

فرمایا ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام نے ہمارے لئے خزائن حکمت اور جملہ علوم کے اسرار و پوشیدگیاں کھول دی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک قلیل حصہ بھی کھولا جائے تو پھر وہ تمہیں پوری کائنات سے بے نیاز و مستغنی کر دے

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہمیں ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا اے میرے لعل رب ذوالجلال والاکرام جل جلالہ نے اس زمین کے کسی حصے اور مقام وطبق زمین کو کسی بھی زمانے میں خالی نہیں چھوڑا کہ جس میں کوئی نہ کوئی اس کی حجت موجود نہ ہو کہ جو امور دینی و دنیاوی میں اس کی مددگار و معاون ہو اور مخلوق کے لئے دنیا و آخرت کے لئے ہادی و پیشوا ہو۔

انہوں نے فرمایا تھا اے میرے لعل اس وجہ سے ہم آپ کو آگاہ فرماتے ہیں اور ہم یہ جانتے ہیں کہ ہمارے بعد آپ انہی مقدس افراد میں سے ہیں جو حق کو حق اور

باطل کو باطل کرنے کے لئے اس دنیا میں تشریف لاتے رہے ہیں
یہ مقدس سلسلہ حق کو حق اور باطل کو باطل کرتا ہے اور کفر والحاد کی آگ کو بجھاتا ہے ان اصول وعقائد سے آپ پر لازم ہے کہ آپ آسیب زمانہ اور اپنوں اور بیگانوں کی دشمنی سے بچنے کے لئے ہمیشہ دور دراز پوشیدہ سے پوشیدہ مقامات میں اپنی سکونت اختیار کریں کیونکہ ہر زمانے میں ہر ولی الٰہی کا ایک دشمن بھی ضرور پیدا کیا گیا ہے اور وہ اس ولی امر کی مخالفت میں ہمیشہ اس کے ساتھ نزاع اور مخاصمت پر کمر بستہ رہا کرتا ہے اور اس کی مخالفت کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے ولی الامر کے بارے میں جانتا ہے کہ دشمنوں اور مخالفوں کے ساتھ جہاد کو وہ اپنا فرض سمجھتا ہے
اس لئے اے فرزند گرامی ! آپ کو دشمنوں کی کثرت متردد اور خائف نہ کرے آپ کو سمجھ لینا چاہیے کہ تخلیق عالم کے وقت سے لے کر اس وقت تک اولیاء اللہ علیھم الصلوات والسلام کے یہی طریقے ثابت ہوتے رہے ہیں یہ بھی یقین کر لو کہ اہل خلوص و عقیدت کے دل آپ کے جمال جہاں آراء کے ایسے مشتاق ہیں جیسے طائر گم کردہ آشیاں اپنے آشیانے کی تلاش میں ہوتا ہے
جو صاحبان خلوص ہیں وہ ظاہری طور پر دنیا میں نہایت معمولی اور گئی گزری حالتوں میں بسر کرتے ہیں مگر اللہ کی درگاہ میں ان کے بڑے بڑے اعتبار او راقتدار ہیں اور وہ اپنے پیدا کرنے والے کی نگاہ میں بہت عزت والے ہیں گو وہ مخلوق کی نگاہوں میں کیسے ہی حقیر و پریشان حال ومحتاج سمجھے جاتے ہوں مگر وہ اہل طہارت اور قناعت ہیں۔ دنیا کی مخلوق ان کی قناعت کو فقر و ناداری کے معنوں میں سمجھتی ہے اور یہ وہی لوگ ہیں جو دین الٰہی کو مستنبط کرتے ہیں اور دشمنان دین کے ساتھ مجاہدہ

پر آمادہ اور تیار رہیں

خدائے سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو ظلم و ستم پر تحمل کے ساتھ خاص طور پر موصوف و مخصوص فرمایا ہے اور وہ ہمیشہ دنیا میں انہی صفات کے ساتھ رہیں گے جب تک کہ خدائے واہب العطایا ان کو دار القرار بہشت کے دائمی قیام پر مشرف اور معزز فرمائے ان کی طبیعتوں میں صبر و شکیبائی کی مخصوص صفات اس لئے پیدا کی گئی ہیں کہ وہ ظلم و ایذا کے وقوع کے وقت اپنے صبر و شکیبائی کے جوہر دکھائیں اور دنیا کے تمام مصائب کو نہایت خاموشی کے ساتھ برداشت کر جائیں تا اینکہ ان تمام مراحل کو طے فرما کر برکات وحسنات عقبیٰ پر فائز المرام ہوں

اے فرزند ارجمند بلا و مصیبت اور ذلت وحقارت کے تمام تر امور کو صبر و شکیبائی کے انوار سے منور فرماتے رہیں تا اینکہ خدائے رحم الراحمین وہ بلا و مصیبت تم سے اٹھالے اور یہ بھی یقین کر لیں کہ جتنے مصائب اور بلائیں تم پر گزری ہیں وہ سب حقیقت میں آپ کی عزت و وقعت کا باعث ہیں اس لئے کہ آپ تمام دنیا میں نیک بخت اور سعادت مند مشہور رہوں اور اسی وجہ سے تمام مقامات پر آپ کی توصیف و تعریف بیان کی جاتی ہے

اے فرزند سعید گویا ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ زمانہ آ گیا ہے کہ آپ تائید ربانی سے موئید کیئے گئے ہیں اور اس کی وجہ سے آپ اپنے دشمنوں پر فتح وظفر اور عزت و غلبہ پا گئے ہیں گویا ہم زرد اور سفید علم حطیم اور زمزم کے درمیان آپ کے چاروں طرف دیکھ رہے ہیں

خداوند عالم نے جن کے قلوب کو خالص محبت اور مبارک طینت کے ساتھ پیدا کیا ہے

اوران کوخباثت اورنفاق کی تمام غلیظ اورآلودہ اشیاء سے پاک وصاف پیدا کیا ہے وہ طریقہ دین الٰہی اوراس کے اوامرونواہی کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں اوران کے قلوب فتنہ وفسا داورظلم وتعدی وغیرہ سے دوررہتے ہیں اوربوجہ قبولیت درگاہ الٰہی کے ان کے چہرے ہمیشہ منوراورروشن رہتے ہیں اوران کے جسم فضل و ہنر کے باعث ہمیشہ مضبوط اورتر وتازہ رہتے ہیں

یہ وہی لوگ ہیں جو دین حق پر ایمان لائے ہیں اوریہی لوگ غایت اشتیاق سے ایک دوسرے پر گر پڑ کرآپ کی بیعت اختیارکریں گے اورآپ کی الفت ومحبت میں نہایت صفائی اوررسوخ سے کام لیتے ہیں اورآپ کے پاس موتیوں کی طرح جمع ہوتے ہیں اوراپنی پناہ وحفاظت کے لئے آپ کے گھر کی طرف وہ اپنی آنکھیں اس طرح اٹھاتے ہیں جیسے حجرالاسود کی طرف ہاتھ اٹھتے ہیں اورخداوندتعالیٰ نے ان کے جسموں کوقوی اوران کی عمروں کوطویل بنایا ہے اوروہ ایک درخت سایہ دار کے نیچے جس کی شاخیں بہت لمبی ہوتی ہیں اس مقام خاص پر جو بحیرہ طبریہ کے اطراف میں واقع ہےتم سے بیعت کرتے ہیں اوران بزرگواروں کے اجماع کی وجہ سے اہل بدعت وضلالت کی قوم وقبیلہ کے لوگ متفرق اورپراگندہ ہوجاتے ہیں

اسی زمانہ میں حقیقت کی صبح روشن ہوتی ہےاورشام جہالت وضلالت کی تاریکی زائل ہوتی ہےاوران سامانوں سے خداوندعالم فتنہ وفسا داورطغیان کودنیا سے اٹھالے گا اوردین وایمان کے طریقوں کومحوہوجانے کے بعد پھرحالت اول پرلے آئے گا اور یہ تمام اموراآپ ہی کے ذریعے ہوں گے کیونکہ انسان اس زمانہ میں امراض روحانی میں مبتلا ہوں گے مگرآپ کے رفقاءاوراعوان وانصارکوان امراض سے کوئی اثرنہیں

پہنچے گا وہ بالکل صحیح وسالم رہیں گے اور آپ کی مقبولیت کا اس وقت یہ عالم ہوگا کہ ایک بچہ تک جو اپنے گہوارے میں ہوگا وہ بھی آپ سے بیعت کرنے کے لئے گہوارے سے حاضر ہونے کی آرزو کرے گا لیکن وہ شخص جو صراط مستقیم سے دور اور بہائم کی طرح عالم وحشت میں گرفتار ہوگا وہ البتہ آپ کی طرف مائل نہ ہوگا

تمام دنیا آپ کی خدمت سے سعادت حاصل کر کے اپنی زندگی چین سے بسر کرے گی آپ کی وجہ سے عزت وثروت کی شاخیں تروتازہ ہوں گی اور اپنے جوش مسرت میں فرط محبت سے جھومنے لگیں گی اور عزت و وقعت کی عمارت اپنے مقام پر قیام و قرار کرے گی اور احکام شریعہ اور نصاب دینیہ کے مرغان گم کردہ آشیاں آپ کی عنایت واعانت کی وجہ سے پھر اپنے اپنے سابق مقام پر پہنچ جائیں گے اسباب فتح و ظفر آپ کے لئے برسائے جائیں گے اس وقت آپ اپنے دشمنوں کے گلے گھونٹ ڈالیں گے اور اپنے رفقاء اور اصحاب کی امداد واعانت فرمائیں گے پس اسی زمانے میں تمام روئے زمین پر کوئی ایسا ستم گر نہیں رہے گا جو امر حق سے عدول کرنے والا ہوگا اور نہ کوئی ایسا منکر مخالف ہوگا جو احکام حقہ کو ذلیل وحقیر جاننے والا ہوگا اور نہ آپ کا کوئی دشمن رہے گا اور نہ کوئی عیب لگانے والا اور نہ ہی کوئی ایسا مخالف رہے گا جو آپ کے امور سے اعراض واغماض کرے پس جو بندہ تفضلات الٰہی پر توکل اختیار کرتا ہے خدا اس کی ہی مدد کرتا ہے کیونکہ خدائے قادر وتوانا جس شئے کا ارادہ کرتا ہے وہ اپنی قدرت سے پورا مکمل ہو جاتا ہے

اس طویل خطبے میں کئی راز بیان ہوئے ہیں جنہیں کھولنے کے لئے ایک طویل کتاب کی ضرورت ہے میں تو یہاں صرف یہ عرض کر رہا تھا کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ

الشریف نے ایک طویل عرصہ زروۃ الطائف میں قیام فرمایا

قیام در شمروخ

قیام طائف کے بارے میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کتنے دن رہا۔ ہاں یہ ہمیں آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد وہاں سے یمن کی طرف رخ فرمایا گیا جیسا کہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کی توقیع مبارک میں ہے کہ ان کے دور میں یمن میں وادی شمروخ (شمریخ) میں قیام فرمایا پھر وہاں سے قریۃ الکرعہ نامی جگہ پر قیام فرمایا کہ جہاں سے پھر خروج کے وقت ظاہر ہونا ہے اور یہ علاقہ یمن کا ہے

جب یمن سے سفر فرمایا تو پھر ہماری ربع مسکون کو ترک فرما دیا اور جزائر خضرا کو زینت بخشی ان جزائر کے بارے میں اب تو بہت سے کتب اردو اور فارسی میں مارکیٹ میں میسر ہیں اس لئے اس کی تفصیل یہاں پیش کرنا نہیں چاہتا کیونکہ آج کی ترقی یافتہ دنیا ان جزائر سے برمودا مثلث کے نام سے متعارف ہوچکی ہے اور ان جزائر کے بارے میں اور ان کی پراسراریت کے متعلق بہت سی Documentary ویڈیو کیسٹوں کی صورت میں ساری دنیا کی مارکیٹ میں برمودا ٹرائی اینگل Bermudas Triangle کے نام سے آچکی ہیں اور آئے دن اخبارات میں کوئی نہ کوئی خبر بارموداز کی لگ ہی جاتی ہے اور کوئی نہ کوئی نئ تحقیق سامنے آہی جاتی ہے خصوصاً ان رسائل ، جریدوں ، ماہناموں ہفت روزہ ، اخبارات میں یہ خبریں آتی ہیں جو سائنسی خبریں شائع کرتے ہیں

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

رہائش در جزائر کے وجوہات

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے آخر ہماری بستی دنیا کو چھوڑ کر ان جزائر کو پسند کیوں فرمایا؟

اس پہ میں اپنی تقاریر میں تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں یہاں صرف اتنا عرض کرنا مناسب رہے گا کہ اس کے جہاں دیگر بہت سے وجوہات ہوں گے وہاں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے لئے ناگزیر ہو چکا تھا کہ وہ اس دنیا سے علیحدہ ایک دنیا بسا لیں کیونکہ وہ اگر اس بدکردار معاشرے میں موجود رہتے تو ان کے رہنے کی دو صورتیں تھیں

یا تو وہ ہر زیادتی کو اپنے آباء واجداد طاہرین صلوات اللہ علیھم اجمعین کی طرح خاموشی سے دیکھتے رہتے کیونکہ ان کے اجدادِ طاہرین صلوات اللہ علیھم اجمعین کو اہلِ اسلام اور اہلِ تشیع نے ایک مجتہد سے زیادہ مقام دیا ہی نہیں تھا جیسا اس دور میں مراجع عظام کے ساتھ سلوک ہو رہا ہے کہ ہر آدمی خود کو کسی کا پابند نہیں سمجھتا ان کے من چاہے فتوؤں پر عمل کر لیا جاتا ہے اور اپنی خواہشِ نفس کے خلاف جو فتویٰ نظر آتا ہے اسے دیوار پہ مار دیا جاتا ہے ایسے بدبخت ماحول میں آپ رہتے تو اس طرح رہنا پڑتا کہ ایک طرف مخلوق کی ضرر رسانیوں سے خود کو محفوظ رکھنا پڑتا اور دوسری طرف ایک

خاموش تماشائی کی طرح رہتے دوسری صورت یہ ہے کہ پھر تلوار بے نیام فرما کر جملہ ظالمین کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتے اور اس طرح اس دنیا کی کل آبادی کا لاکھواں حصہ ہی بچ سکتا

یہ دونوں باتیں ان کے منصب کے خلاف تھیں اس لئے اس بدکردار سرکش و نافرمان لوگوں میں رہنے سے بہتر یہی تیسرا راستہ تھا یعنی اس بد بخت ماحول کو چھوڑ کر ایک علیحدہ معاشرہ بنایا جائے جو مکمل طور پر فرمانبردار معاشرہ ہو جس کا ہر فرد اطاعت شعار ہو نیک ہو اور اس معاشرہ کے سارے افراد متدین و متقی ہوں جب تک حکمِ الٰہی نہ پہنچے اور اذنِ خروج حاصل نہ ہو اپنی جنت میں رہا جائے اور اس سرکش مخلوق کے انجامِ بد کا انتظار کیا جائے تا اینکہ یہ اپنے ہاتھوں آپ برباد ہو کر انہیں نظامِ حکومت سنبھالنے کی دعوت دیں اور یہ خود اپنی کارستانیوں سے اور اپنے جملہ نظاموں سے ناامید ہو کر خود پکاریں کہ اے ہمارے شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف آپ کے بغیر اب کوئی ہمارا نظام درست نہیں کرسکتا اور علیم بالذات الصدور ذات نے یہی آخری راستہ اختیار فرمایا

ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ کو اپنی ذات کے لئے تو کسی علیحدہ جزیرے کی ضرورت ہی نہ تھی ہاں ان کی اولاد طیبہ کو پھولنے پھلنے کے لئے ایک ایسی سرزمین کی ضرورت تھی کہ جہاں وہ آزادی سے پھل بڑھ سکے اور ان کی خوشحالیوں میں کوئی رکاوٹ ڈالنے والا نہ ہو اگر شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف خود اس دنیا میں رہتے اور ان کی پاک اولاد بھی یہاں وسعت پذیر ہوتی تو اس ظالم معاشرے میں ان کا انجام بھی اس ظالم معاشرے میں موجودہ دور کے سادات جیسا ہوتا کہ جیسے آج انہیں کوئی

مقام حاصل نہیں ہے یہاں تک کہ آج امت کے بدقماش لوگوں سے سادات کی عزت و ناموس بھی محفوظ نہیں ہیں صدیوں تک ان بے گناہوں کے خون کی ہولی کھیلی جاتی رہی ہے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے اب تو کوئی کسی سید کی عزت کرتا ہے تو اس کی مالی حیثیت کو دیکھ کر کرتا ہے ورنہ آل رسولؐ سمجھ کر کوئی عزت نہیں کرتا اسی طرح شہنشاہ معظم عجل الله فرجه الشريف کی پاک اولاد صلوات الله عليهم اجمعين کا بھی (خدا نہ کرے) یہی حال ہوتا اس لئے سب سے بہتر راستہ یہی تھا کہ اس ظالم اور بدبخت دنیا سے علیحدہ ایک نئی دنیا بسائی جائے جہاں پاک اولاد صلوات الله عليهم اجمعين آزادی سے پروان چڑھیں اور وہاں ان کا اپنا ملک ہو ان کی شاہانہ عزت ہو خود ہی محکوم ہوں خود ہی حاکم ہوں اور پاک اولاد کے شہر آباد دیکھ کر ہمیشہ آنکھیں ٹھنڈی ہوتی رہیں اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ ان جزائر میں ان کی تعداد کروڑوں میں ہے اور بدبخت دنیا سے ہمیشہ محفوظ ہیں اور ہمیشہ محفوظ رہیں گے

......☆......

اللهم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجهم بقائمهم

یاھو یامن ھو لاھو الا ھو الحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ما ھو الا ھو الحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

غیبت

☆ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ( )اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ......(سورہ الحدید 16,17)

کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل عاجزی کے ساتھ ذکر اللہ کریں اور اس کے نازل کردہ حق کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی مانند نہ ہو جائیں جنہیں ان سے قبل کتاب عطا ہوئی اور ان پر ایک عرصہ دراز گزر گیا تو ان کے دل قساوت کے شکار ہو گئے اور ان میں سے کچھ لوگ فسق میں مبتلا ہو گئے۔ تم یہ اچھی طرح جان لو اللہ یقیناً زمین کو موت کے بعد زندہ فرماتا ہے پس ہم نے تمہارے لئے واضح نشانیاں فرمادی ہیں شاید تم عقل سے کام لو

امام صادق علیہ الصلوات و السلام نے فرمایا اس آیت کا تعلق کسی زمانہ سے نہیں ہے بلکہ یہ صرف زمانۂ غیبت کے شیعوں کو تنبیہ و ہدایت کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے یعنی اے گروہِ مومنین کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تمہارے دل عاجزی کے ساتھ ذکر اللہ (ذکرِ امامِ زمانہ علیہ الصلوات و السلام) کریں اور اس نازل شدہ حق کے سامنے

تمہارے سر جھک جائیں اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا کہ جنہیں ماضی میں کتاب عطا ہوئی پھر ان پر طویل عرصہ گزر گیا اور طوالتِ وقت نے انہیں قسی القلب بنا دیا اور قساوتِ قلبی نے کثیر لوگوں کو بدکرداری میں مبتلا کر دیا

فرمایا اے زمانۂ غیبت کے مومنو! یہ یقین رکھنا کہ یہ اللہ کا قانون ہے کہ وہ مردہ ہونے کے بعد زمین کو زندہ کرتا ہے

اس کے بعد امام علیہ الصلوات و السلام نے اپنے جد اطہر کی اس حدیث کا وہ فقرہ ادا کیا جو سرکار امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام نے جناب کمیل بن زیاد سے فرمایا تھا

☆ ای یحیی الله بعدل القائم عجل الله فرجه الشریف عند ظهوره بعد موتها بجور آئمة الضلال

اب ذوالجلال والاکرام اس زمین کو ہمارے لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کے عدل سے حیاتِ نو بخشے گا جب کہ وہ آئمۂ ضلال کے جور سے مردہ ہو چکی ہوگی

احادیث کثیر سے ثابت ہے کہ جملہ آئمہ اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے زمانے میں غیبت کا ذکر بار بار فرمایا تاکہ لوگوں کو ذہنی طور پر غیبت کے لئے تیار کیا جا سکے اور نہی عن توقیت کی اصل وجہ بھی یہی تھی کہ لوگوں کو پرامید رکھا جا سکے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ دو غیبتیں واقع ہوں گی ان میں سے پہلی غیبت چھوٹی ہوگی دوسری بڑی غیبت ہوگی

للقائمؑ عجل الله فرجه الشریف غیبتان احدهما قصیرة و الاخریٰ طویله الغیبت الاولیٰ لا یعلم بمکانه الا خاصة شیعته و الاخریٰ لا یعلم بمکانه فیها الا خاصة موالیه

ان دونوں غیبتوں کا فرق یہ بتایا گیا ہے کہ پہلی غیبت میں ان کی اقامت گاہ کے بارے میں صرف خاص شیعوں ہی کو علم ہوگا اور غیبت کبریٰ میں اقامت گاہ کا علم خاص موالیوں کے علاوہ کسی کو نہ ہوگا

اگر موالیہ کی (لام) پر زیر اور (ی) پر جزم مانی جائے تو یہ مولیٰ کی جمع ہوگی اور اگر مولیٰ کی جمع مانا جائے تو معنی ہوں گے تابع امر، انعام سے نوازا ہوا۔

یعنی غیبت کبریٰ میں اقامت گاہ سے واقف وہ لوگ ہوں گے جو تابع امر ہوں گے اور شہنشاہ زمانہ عجل الله فرجه الشریف انہیں انعاماً اپنی اقامت گاہ سے آگاہ فرمائیں گے حق تو یہ ہے کہ یہ کسی کا حق نہیں اگر ملتا ہے تو انعام ہی ہوتا ہے

موالیہ کی (لام) پر زبر کے ساتھ ہو تو میلاہ کی جمع ہے یعنی بچے کے ہجر میں تڑپتی ماں اگر یہ معنی لئے جائیں تو پھر یہ تشرف اس شخص کو حاصل ہوگا جو غیبت پر اس فراق و ہجر کی ماری ماں کی طرح تڑپ رہا ہوگا کہ جس کا لختِ جگر اس سے جدا ہو جائے یعنی غیبتِ صغریٰ میں زیارت کرنے والوں کی تعداد مقرر تھی مگر غیبتِ کبریٰ میں تعداد کی کوئی شرط نہیں مگر استعداد کی شرط ہے

اس غیبتِ کبریٰ کے بارے متعدد احادیث میں فرمایا گیا ہے کہ یہ بہت طولانی ہوگی اتنی طویل ہوگی کہ

☆ حتیٰ تقسو القلوب لطول الامد فلا یثبت علی الاالقول به الا من کتب الله فی قلبه الایمان و ایده بروه منه

غیبت کی مدت اتنی طویل ہوگی کہ لوگوں کے دلوں پر قساوتِ قلبی غالب آ جائے گی اور کوئی دینِ حق پر باقی نہ رہے گا مگر وہ کہ جن کے دلوں میں مالک ایمان لکھ دے گا

اور روح القدس سے اس کی تائید فرمائے گا

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ امید کا لمبا ہونا نا امیدی کو جنم دیتا ہے اور نا امیدی اور مایوسی سے قساوتِ قلبی جنم لیتی ہے اور قساوتِ قلبی سے بدکرداری پیدا ہوتی ہے یعنی بدکردار قسی القلب ہوگا اور قسی القلب ہی بدکردار ہوگا اور قسی القلب نا امید ہوگا یا لمبی امید کا حامل ہوگا

آئمہ اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین نے غیبت سے لوگوں کو مانوس کرنا بہت پہلے سے شروع فرما دیا تھا اور بار بار فرمایا کہ

ولا یکون ذالك علی راس شرار الناس

اللہ اپنی حجت کی غیبت کو بدترین لوگوں پر واقع کرتا ہے

جب لوگوں کی بدکرداری بڑھتی جاتی ہے تو اس کا غضب بھی بڑھتا جاتا ہے اور جب بدکرداری انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو غضبِ الٰہی کی بھی انتہا ہو جاتی ہے اور اللہ بوجہِ غضبِ شدید اپنی حجت کو غائب فرما دیتا ہے جیسا کہ قومِ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا حجتِ خدا جناب موسیٰ علیہ السلام امت کی ہدایت کو تشریف لائے مگر قوم نے ساتھ نہ دیا اور نافرمانیوں پر کمربستہ رہے تو اللہ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو غائب کر دیا بالکل اسی طرح سنِ بعثتِ نبوی سے لے کر 260 ہجری تک کُل 273 سال حجتِ خدا ظاہر و مشہود رہے اور ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا مگر مسلمان کہلوانے والے کرسیِ اقتدار کی گاؤ سالہ پرستی میں مصروف رہے نتیجتاً غیبت کا آغاز ہو گیا

عصرِ غیبت

غیبت کی بنیاد امام علی نقی صلوات اللہ علیہ نے رکھی انہوں نے ہدایت عام کا سلسلہ بند فرما

دیا تھا اور وہ بہت کم وقت کے لئے گھر سے باہر تشریف لاتے تھے اور انہوں نے اپنے مخصوص اصحاب کے علاوہ عام لوگوں سے ملنا ترک فرما دیا تھا

بعض اوقات تو اصحابِ خاص کو بھی کافی انتظار کے بعد زیارت نصیب ہوتی جیسا کہ اثباتِ الوصیت مسعودی میں ہے کہ امام علی نقی علیہ الصلوات و السلام لوگوں کے ساتھ بہت کم میل جول رکھتے تھے اپنے خاص اصحاب کے علاوہ کسی سے نہ ملتے تھے

3 رجب سن 254 ہجری میں امام علی نقی علیہ الصلوات و السلام دار البقاء کی طرف منتقل ہو گئے ان کے بعد چھ سال سات ماہ اور پانچ دن امام حسن عسکری علیہ الصلوات و السلام نے مسند ولایت کو زینت بخشی

اثبات الوصیت میں ہے کہ امام حسن عسکری علیہ الصلوات و السلام نے لوگوں سے ملنا اور بھی کم کر دیا تھا۔ اصحاب سے بھی اکثر و بیشتر پس پردہ رہتے ہوئے کلام فرماتے تھے اب یہاں خود سوچیں کہ جب خواص سے اس طرح ملتے تھے تو عام شیعوں سے کس طرح ملتے ہوں گے؟

اکثر کتب نے یہی لکھا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ الصلوات و السلام لوگوں سے کم ملتے تھے اور جو ملنے آتا تھا اس سے بھی پسِ پردہ رہتے ہوئے گفتگو فرماتے تھے گویا لوگوں کو غیبت سے مانوس کیا جا رہا تھا

سات ربیع الاول 260 ہجری تک یہ سلسلہ جاری رہا آٹھ ربیع الاول کو وہ دارِ بقائے الٰہی کو رخصت ہوئے یہاں سے زمانہ غیبت صغریٰ شروع ہو گیا

سن 260 ہجری سے لے کر 329 ہجری تین یا دس شوال تک یعنی 69 سال بروایت دیگر 73 سال غیبتِ صغریٰ رہی اس دور میں شیعہ عوام مکمل طور پر اپنے امام سے منقطع ہو گئی

اس دور میں چار نائب ہوئے

پہلے نائب جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ

دوسرے نائب جناب محمد بن عثمان العمری سلام اللہ علیہ

تیسرے نائب جناب حسین بن روح سلام اللہ علیہ

چوتھے نائب جناب علی بن محمد سمری سلام اللہ علیہ

یہ بات بھی عجیب ہے کہ اکثر اصحابِ خاص پر اس دور کے مومنین کے اکلِ حلال مہیا کرنے کی ذمہ داری کو عائد کیا گیا تھا جن میں سب سے پہلا مسئلہ گھی اور تیل کا ہوتا تھا تو اس کی ذمہ داری مولا امام حسن عسکری علیہ الصلوات و السلام نے اپنے اصحاب میں سے سب سے اہم شخصیت اور پہلے نائب جناب عثمان بن سعید العمری سلام اللہ علیہ کو سونپی وہ روغن فروشی کا کام کرتے تھے مومنین ان کی دکان پر جا کر وہاں سے گھی اور تیل بھی خرید لاتے اور جو احکام صادر ہوتے تھے وہ بھی حاصل کرتے تھے اس کے دو فائدے تھے ایک یہ کہ انہیں گھی اور تیل طاہر و خالص میسر آتا تھا دوسرا یہ کہ خریداری کا بہانہ مل جاتا تھا جس سے حکومتِ وقت کی نگاہ سے بھی بچا جا سکتا تھا پھر ان کا نام بھی دوہرے تقیہ کے لباس میں تھا اور عام طور پر انہیں عثمان عمری کہا جاتا تھا

دوسرا مسئلہ ذبیحہ کا تھا اس کا کام جناب حمزہ بن نصیر کے سپرد فرمایا گیا تھا مرد تو پھر بھی خود ذبح کر لیتے تھے مگر پابندِ امر مستورات کے لئے یہ بہت بڑا مسئلہ تھا تدین کا یہ عالم تھا کہ اغیار بھی اپنی دکانیں چھوڑ کر ان سے مال لیتے تھے

اس کے باوجود شیعوں کی ایک جماعت کو جناب عثمان بن سعید سلام اللہ علیہ کی نیابت پر اعتراض رہا جیسا کہ ابنِ ابی غانم قزوینی منکرِ نیابت اور منکرِ وجودِ امام علیہ الصلوات و

WWW.KHROOJ.COM

السلام تھا اس نے بغیر سیاہی کے خط لکھوایا اور جواباً توقیع مبارک آنے پر ایمان لایا...... (حر عاملی)

مولائے کل جناب ابو محمد حسن العسکری علیہ الصلوات و السلام کے زمانہ ہی سے شیعوں کا رویہ ناگفتہ بہ تھا آقا نے اچھی پوشاک زیبِ تن فرمائی تو اعتراض کرنے لگے۔ پسِ پردہ رہنے پر اعتراض تھا امامت پہ بار بار شک کرتے ہوئے بغیر سیاہی کے خط آئے دن لکھ لکھ کر امتحان بازی کرنا اور پھر بھی انکارِ امامت اور آئے دن نئے نئے عقائد متعارف کروائے جا رہے تھے

امام علی نقی علیہ الصلوات و السلام کے دار البقاء کی طرف جانے کے بعد کثیر تعداد میں لوگوں نے انکارِ امامت کر لیا اور جناب محمدؐ بن امام علی نقی علیہ الصلوات و السلام کی امامت کا عقیدہ پیش کیا گیا حالانکہ ان کا وصال پاک بابا علیہ الصلوات و السلام کی زندگی ہی میں بہت پہلے ہو چکا تھا اور شیعوں نے ہی محمد یہ فرقہ بنا لیا تھا

مولا امام حسن عسکری علیہ الصلوات و السلام کے دار البقاء کی طرف جانے کے بعد تو امامیہ مسلک نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی امامت سے انکار کر دیا ان کے دو فرقے وجود میں آئے پہلا فرقہ یہ کہتا تھا کہ مولا امام حسن عسکری علیہ الصلوات و السلام زندہ غائب ہیں اور آخری زمانہ میں یہی خروج فرمائیں گے دوسرے فرقہ کا عقیدہ یہ تھا کہ ان کی رحلت تو ہو چکی ہے مگر آخری زمانہ میں دوبارہ زندہ ہوں گے اور اسی لئے ان کا لقب قائمؑ ہے یعنی وہ دوبارہ زندہ ہو کر خروج فرمائیں گے

ایک مختصر سی جماعت عقیدۂ امامتِ حقہ پر باقی تھی اور انہیں بھی نواب اربعہ پر ہزاروں اعتراضات تھے اور نوابِ اربعہ میں سے اگر کسی نے کوئی کتاب لکھی تو پہلے

علمائے کرام کو دکھانا پڑتی تھی تب کہیں اسے جماعت میں قبولیت ملتی تھی

جعلی نائب

ایک شخص تھا اس کا نام تھا ابو محمد شریعی یہ امام نہم و امام دھم علیھما الصلوات و السلام کا خاص صحابی شمار ہوتا تھا اس نے سب سے پہلے جھوٹا دعوائے نیابت کیا اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا توقیع مبارک میں اس پر لعنت وارد ہوئی

اسی طرح محمد بن نصر نمیری اور محمد بن علی بن بلال اور احمد بن ہلال کرخی نے جناب محمد بن عثمان کے مقابلے میں دعوائے نیابت کیا اسی طرح دس گیارہ افراد غیبت صغریٰ میں نیابت کے داعی ہوئے ان میں سے ایک سب سے بڑا بد بخت تھا اس کا نام تھا محمد بن علیِ شلمغانی کیونکہ یہ شیعہ خواص میں سے تھا اس لیے جناب حسین بن روح اس کی بہت عزت کرتے تھے اس نے اس بات سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور بنی بستام میں اس نے جناب حسینؑ ابن روح کی نیابت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں ان کا نائب ہوں دوسرے نائب جناب محمدؒ بن عثمانؒ کی دختر جناب حسینؒ بن روحؒ کی زوجہ تھیں ایک دن بنی بستام نے انہیں دعوت دی جب وہ وہاں پہنچیں تو شلمغانی کو اطلاع ملی یہ فوراً ان کی زیارت کو آیا اور آتے ہی ان کے سجدے میں گر گیا انہوں نے وجہ پوچھی تو کہا کہ یہ راز ہے میں آپ کو بتاتا ہوں آپ کسی کو نہ بتائیں بات یہ ہے کہ جناب محمد بن عثمان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی روح حلول یافتہ تھی اور جناب حسین بن روح میں سرکار امیر المومنین علیہ الصلوات و السلام کی روح نے حلول کیا ہوا ہے اور آپ کے اندر ملکہ عالم صلوات اللہ علیہا کی روح حلول کر چکی ہے بس اس دور کی وہ ذات پاک آپ ہی ہیں یہ سن کر انہوں نے اِس پر لعنت کی اور اسے بھگا دیا

www.khrooj.com

پھر شیعوں کی یہ کوشش بھی رہی کہ معتبرین کو آپس میں الجھا دیا جائے مثلاً خاندانِ نوبخت میں ایک بہت معتبر شخص تھے ان کا نام تھا ابوسہل بن اسماعیل بن علی نوبختی دوسرے نائب جناب محمد بن عثمان کے زمانہ سے انہیں لوگ یہ باور کراتے تھے کہ ان کے بعد نیابت آپ کا حق ہے

جب جناب محمدؒ کے بعد نیابت کا عہدہ جناب حسین بن روح سلام اللہ علیہ کو مل گیا تو وہی لوگ بھڑکانے کے لئے آ گئے لیکن وہ خود بہت سمجھ دار تھے انہوں نے جواب میں کہا میرے مولا عجل اللہ فرجہ الشریف نے جنہیں منتخب فرمایا ہے وہ مجھ سے بہتر ہیں میری ایک خامی ہے کہ میں مناظرے اور بحث میں حصہ لے لیتا ہوں اور اس میں رازوں کے افشاء کا خطرہ بہرحال موجود ہوتا ہے مگر جناب حسین بن روح سلام اللہ علیہ ایسے نہیں ہیں اگر کوئی انہیں قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دے وہ مولا کا نام بھی زبان پر نہیں لائیں گے اسی طرح غیبتِ صغریٰ کے بیس پچیس سال گزر گئے تا اینکہ شیعوں میں ایک نئے فتنہ نے جنم لیا یعنی ان میں ایک نیا فرقہ معرضِ وجود میں آیا جس نے اپنے آپ کو جوازیہ فرقہ کے نام سے متعارف کروایا انہوں نے اس عقیدے کا پرچار شروع کر دیا کہ ہمارے امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف (ہمیشہ سلامت رہیں) اس دنیائے فانی سے اپنے جدِ اطہر علیہ الصلوات و السلام کے پاس تشریف لے جا چکے ہیں اور ان کے ایک لختِ جگر ہیں جن کا نام اور کنیت اپنے جدِ اطہر علیہ الصلوات و السلام والی ہے وہ ہمارے آخری امام ہیں اور وہی خروج فرمائیں گے (میں اس پہ ایک مکمل مقالہ پڑھ چکا ہوں)

لیکن اس کے باوجود شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی جماعت میں کمی واقع نہ ہوئی

یہ جماعت جتنی مختصر کیوں نہ تھی مگر پھر بھی ہزاروں کی تعداد میں تھی جو ہمہ وقت پر امید تھی اور دعا وگریہ سے غافل نہ تھی مالِ خمس اور تحائف مسلسل نواب اربعہ سلام اللہ علیہم کی بارگاہ میں پہنچاتے تھے عقیدہ چاہے کتنا ہی کمزور تھا پھر بھی احکامِ دین پر سختی سے کاربند تھے صبح ہوتی تو کہتے بس آج شام تک خروج ہو جائے گا اور شام ہوتی تو کہتے کہ کل کا دن انشاءاللہ ضرور یومِ خروج بن کر طلوع ہوگا

وقوعِ غیبت

جب مطلعِ ولایت کے بارہویں تاجدار عجل اللہ فرجہ الشریف نے غیبتِ کبریٰ اختیار فرمائی تو مومنین بہت پر امید تھے کیونکہ انہوں نے یہ حدیث پاک سنی ہوئی تھی

☆ اذا غاب صاحبکم عن دار الظالمین فتوقعوا الفرج

کہ جب تمہارے شہنشاہِ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف اس دارِ ظالمین سے غیبت اختیار فرمائیں تو فرج وکشائش کی توقع رکھنا اس وجہ سے وہ اور زیادہ پر امید ہو گئے کہ یہ زمانہ زیادہ طویل نہ ہوگا اور اب خروج قریب ہے

ان کی امیدیں گویا پھر سے جوان ہو گئیں نئی نئی بات تھی جوش وجذبہ جوان ہو گیا تو مومنین میں جذبات کی ایک نئی لہر موجزن ہو گئی دن رات یہی خیال رہتا تھا کہ بس اب کوئی دیر نہیں خروج کا اعلان ہوا ہی چاہتا ہے

وقت وہ جلاد ہے جو جملہ کیفیات کو اپنی طوالت کی تیغ سے بے دریغ قتل کرتا رہتا ہے اور سارے جذبوں کو فنا کے گھاٹ اتار کر ہی دم لیتا ہے

اول چند برسوں میں لوگ مل بیٹھتے تھے تو ایک دوسرے کا حوصلہ بڑھاتے رہتے تھے مگر یہ سلسلہ آہستہ آہستہ سرد ہونے لگا اور پھر ایک ایک کرکے امید کے دیئے بجھتے

چلے گئے ،محبت اور امنگوں پر نا امیدی کی سیاہی جمنے لگی ، دہکتے جذبات پر افسردگی کی راکھ تہہ در تہہ جمنے لگی ، مایوسی کی خزاں نے خوش گوار مستقبل کے خوش نما پھولوں کو مرجھا دیا اور مومنین ایک ایک کر کے غفلت کا لحاف اوڑھ کر سوتے چلے گئے اور آہستہ آہستہ سارے لوگ بھول گئے کہ ہمارا بھی کوئی امام تھا

منتظرین کی ایک نسل انتظار کرتے کرتے دنیا سے گزر گئی اور اگر چہ انہوں نے آنے والی نسل کو اپنے مکمل جذبات واحساسات وراثت میں منتقل کرنے کی پوری کوشش کی مگر زیادہ حصہ وہ اپنے ساتھ ہی لے گئے البتہ یہ ایک بہترین رسم بھی چھوڑی کہ اپنا مالِ خمس اور حسبِ توفیق تحائف وہ اپنے پس ماندگان میں سے جس کو امین سمجھتے اس کے حوالے کر جاتے تھے کہ اگر تمہاری زندگی میں ہمارے مولا عجل اللہ فرجہ الشریف تشریف لائیں تو انہیں ہماری طرف سے یہ ان کا مال اور تحائف پیش کرنا اس طرح ایک دو نسلیں اور گزر گئیں پھر کیا ہوا؟

پھر پوری دنیا کو جہالت کی سیاہ رات نے اپنے مکروہ جبڑوں میں دبوچ لیا اور غفلت کے کالے ناگ نے اہلِ ایمان کی مؤدت کی جملہ سچائیوں کو نگل لیا ،محبت کی لطیف شبنم تمازتِ وقت سے بھاپ بن کر اڑ گئی ، مؤدت کی شمعیں پگھل کر جم گئیں ، انتظار کے محل کھنڈرات میں بدل گئے ، پر امیدیاں بوسیدہ قبروں کی شکل میں بھرنے لگیں پھر انسان سب کچھ بھول گیا

جن مومنین نے امانتیں چھوڑی تھیں وہ امین خائن بن کر کھا گئے مالِ امام علیہ الصلوات و السلام خرد برد ہو گیا آئندہ آنے والوں نے خمس کا تصور ہی ختم کر دیا

اس طرح کئی صدیاں گزر گئیں کسی نے نام تک نہ لیا اس کے بعد مراکزِ علم کی بنیاد

رکھی گئی احبابِ علم کی غربت اور خستہ حالی کو دیکھ کر بوجہ اضطرار مالِ خمس درسوں کے سپرد کرنے کی رسم نکالی گئی مگر بعد میں آنے والوں نے اس رسم سے خوب کمائی کی اوراس کے بعد تو خمس کا مقصد ہی فوت ہو گیا نہ خمس مالک زمانہ کو ملا اور نہ ہی سادات تک پہنچ سکا اس کا فائدہ اتنا ضرور ہوا کہ درس تو سدھر گئے مگر سادات کی بھیک مانگنے تک نوبت پہنچ گئی

علمی مراکز تو قائم ہو گئے مگر افسوس کہ والیِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ذکر کسی نے نہ کیا ان کے حقوق و فرائض کسی نے بیان نہ کئے علمائے کرام اس درجہ غافل رہے کہ خود مظلومِ کائنات عجل اللہ فرجہ الشریف کو فرمانا پڑا کہ ہمارے بارے میں کوئی کتاب تو لکھیں تب کہیں جا کر چند کتابیں لکھی گئیں یہ جو چند کتابیں موجود ہیں سرکارِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے فرمودات کے بعد لکھی گئی ہیں مثلاً

اکمال الدین، غیبتِ طوسی، غیبت نعمانی، الارشاد، نجم الثاقب، دارالسلام عراقی سے لے کر مکیال المکارم موسوی تک اکثر کتبِ غیبت امامِ زمانہ علیہ الصلوات و السلام نے حکم فرما کر لکھوائی ہیں جیسا کہ جناب شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ ایران تشریف لائے تو یہاں لاتعداد لوگوں نے ہم سے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں دریافت کیا

ان کے حالات تک کسی کو معلوم نہیں تھے ہم نے انھیں کافی معلومات فراہم کئے جب ہم واپس حوضہ علمیہ میں آئے تو یہاں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کا اعزاز حاصل ہوا اور انھوں نے فرمایا کہ ہمارے شیعہ پریشان ہیں آپ ہمارے بارے میں کوئی کتاب کیوں نہیں لکھ دیتے کہ جس سے ان کی پریشانی دور ہو جائے

اس حکم بعد ہم نے یہ کتاب اکمال الدین لکھی ہے یہ بات انھوں نے اکمال الدین کے ابتدئیہ میں خود لکھی ہے

اسی طرح صاحب دارالسلام جناب شیخ محمود عراقیؒ نے تو شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے دست مبارک پر بیعت کا واقعہ بھی اپنی کتاب دارالسلام کے ابتدائیہ میں لکھا ہے اسی طرح جناب سید محمد تقی موسوی صاحبؒ نے بھی اپنی کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہمارے بارے میں ایک کتاب تحریر فرماؤ اور اسے فارسی ہی میں لکھنا ہے اور اس کا نام مکیال المکارم فی فوائد الدعا للقائم عجل اللہ فرجہ الشریف رکھیں اس کے بعد انھوں نے یہ دو جلدیں لکھیں اسی طرح اکثر صاحبان کتب غیبت کو شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی طرف سے اشارہ ہوا ہے اور اس کا تذکرہ انھوں نے اپنی اپنی کتاب میں کیا ہوا ہے

سات آٹھ کتبِ غیبت خود آئمہ ھدیٰ صلوات اللہ علیهم اجمعین نے اپنے اپنے زمانہ میں لکھوائی تھیں جو شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور اجلال سے بھی پہلے لکھوئی گئی تھیں جیسا کہ

جناب امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے صحابی جناب ابراہیم بن صالح انماطی سے حکم فرمایا اور انھوں نے کتاب غیبت لکھی

جناب امام علی الرضا علیہ الصلوات والسلام نے اپنی صحابی جناب حسن بن علی بن حمزہ سے حکم فرمایا اور انھوں نے کتابِ غیبت لکھی

جناب امام علی الرضا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے دوسرے صحابی جناب عباس بن

ہشام ناشری سے حکم فرمایا اور انھوں نے کتابِ غیبت لکھی

جناب امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے اپنے صحابی علی بن حسن بن فضال سے حکم فرمایا اور انھوں نے کتابِ غیبت لکھی

اسی طرح جناب امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام نے اپنے دوسرے صحابی فضل بن شاذان سے حکم فرمایا اور انھوں نے کتابِ غیبت لکھی

اسی طرح اور بھی کتابیں لکھی گئی تھیں مگر دورِ غیبت میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ سرکارِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے خود لکھوائی ہیں کیونکہ ہمارے مدارس میں فقہ پہ کام ہوتا رہا اور ہر دور میں فقہ ہی کو اہمیت دی گئی ہے

1950ء سے قبل تو ایران و عراق میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ایک بلیک آوٹ نظر آتا ہے چند بنیادی کتابوں کے علاوہ کوئی تازہ کتاب نہ لکھی گئی جو آئمہ ہدیٰ نے کتابیں لکھوائی تھیں ان کی طباعت و کتابت نہ ہونے کی وجہ سے وہ کتابیں مفقود ہوگئیں نئے کتب پہ کام ہوا نہیں ہاں البتہ 1950ء کے بعد کافی کام ہوا

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی غیبت کا دور شروع ہوا تو جیسے جیسے وقت گزرتا گیا جذبات سرد ہوتے گئے انسان ''مالک فراموشی'' کے دلدل میں دھنستا چلا گیا

پھر زمانہ گزرتا گیا اور ذہنوں پر مایوسی کی سیاہی بڑھتی گئی ہر آدمی کو یہ یقین ہونے لگا کہ ابھی خروج میں (خدا نہ کرے) بہت دیر ہے یا وہ بہت زیادہ دور ہے اس لمبی امید نے دنیا کی رنگینیوں میں انسان کو غرق کر دیا اور اسے یاد تک نہ رہا کہ اس کا کوئی نقصان بھی ہوا ہے یا اس کے کوئی آقاؑ اس سے جدا بھی ہوئے ہیں

کسی ماں کا بچہ گم ہو جاتا ہے یا پردیس چلا جاتا ہے تو وہ ہر لمحہ تڑپتی ہے اور اس کی زندگی تڑپتے ہوئے گزر جاتی ہے اور یہاں بھی اگر کوئی تڑپا تو پاک ماں صلوات اللہ علیہا کا دل تھا اور صرف ماں کی ممتا ہی تڑپتی رہی اور باقی سب لوگ بھول گئے

غیبت کن سے ہے؟

اب یہاں اس سوال پر بھی غور کر لیتے ہیں کہ یہ جو آج شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف غائب ہیں وہ کن لوگوں سے غائب ہیں؟

اس کے جواب کے لئے ہمیں جناب مفضل کی ایک حدیث کی طرف رجوع کرنا ہوگا جناب مفضل ابن عمرو نے امام صادق علیہ الصلوات و السلام سے عرض کی کہ عباد کو معبود سے بہت جلدی اور بہت زیادہ قریب کرنے والی چیز کیا ہے؟

فرمایا معبود کو جلدی راضی کرنے کا اس سے اچھا طریقہ کوئی نہیں ہے کہ خداوند متعال یہ دیکھے کہ لوگوں سے ان کا امام غائب ہے اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کا امام کہاں ہے اس کے باوجود انہیں یہ یقین ہو کہ میثاقِ الٰہی باطل نہیں ہوا

☆ فتوقعوا الفرج صباحاً و مساً

اور وہ صبح وشام انتظارِ فرج میں مصروف ہوں

پھر فرمایا دشمنوں پر اللہ کا سب سے بڑا غضب یہ ہے کہ اپنی حجت کو غائب کر دے مگر خالق یہ جانتا ہے کہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے جو اولیاء ہوں گے غیبت کے باوجود شک وتردد کا شکار نہ ہوں گے اگر ان اولیاء کے شک وتردد کا خطرہ ہوتا تو

☆ ما غیبت حجتهم عنهم طرفة العین

ایک پلک جھپکنے کے وقت کے لئے بھی ان سے ان کے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کو

غائب نہ کیا جاتا لیکن

☆ ولا یکون علیٰ راس شرار الناس

کہ غیبت صرف بدترین لوگوں پر واقع ہوتی ہے

آج یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ غیبتِ کبریٰ میں کسی کو زیارت نہیں ہوسکتی حالانکہ فرمان یہ ہے کہ غیبت صرف ظالمین سے ہے

امیرالمومنین علیہ الصلوات و السلام کا واضح فرمان ہے کہ ہمارے آخری لختِ جگر عجل اللہ فرجہ الشریف کی ایک غیبت بہت طویل ہوگی گویا ہم ان کے شیعوں کو اس طرح بھاگتا ہوا دیکھ رہے ہیں جیسے ڈری ہوئی بکریاں اپنے چرواہے کی تلاش میں بھاگتی ہیں مگر وہ انہیں نہیں پاسکتیں اسی طرح وہ شیعہ بھی نہ پاسکیں گے

☆ الا فمن ثبت منهم علیٰ دینه لم یقس قلبه لطول الامد غیبته امامه فهو معی فی درجتی

ہاں وہ لوگ پالیں گے جو ان کے دین پر ثابت قدم رہیں گے اور جن کے دل قساوت کا شکار نہ ہوں گے ہاں وہی لوگ قیامِ خروج کے وقت ہمارے ساتھ موجود ہوں گے بلکہ ہمارے درجہ پر فائز ہوں گے

دورِ غیبت میں جس خطرناک ترین وباء کا ذکر ہے اس کا نام (طول امل) یا لمبی امید ہے۔ لمبی امید دراصل نا امیدی کی ایک قسم ہے اور نا امیدی عین کفر ہے

انسان کی فطرت ہے کہ وہ جس چیز کو دور سمجھتا ہے اس کی امید رکھنے کی بجائے اس سے نا امیدی کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے مثلاً جو آدمی خروج کو دور سمجھتا ہے وہ اس سے نا امید زیادہ اور پُر امید کم ہوگا اور نا امیدی کے بیج سے قساوتِ قلبی کی شاخ نکلتی

ہے اور وہ چند دنوں میں مکمل درخت بن جاتی ہے اور اس شاخ پر بدکرداری کا بدبودار پھل لگ جاتا ہے اور بدکرداری کا پھل انسانی نفس کو بہت میٹھا لگتا ہے اس کی لذت میں کھو کر انسان چند چیزوں سے محروم ہو جاتا ہے

() سب سے پہلے لذتِ مناجات چلی جاتی ہے

() تزکیاتِ نفس کا شوق ختم ہو جاتا ہے

() عبرت کا حصول ختم ہو جاتا ہے

() اعمالِ خیر کی طرف توجہ نہیں رہتی

انسان کے اندر حیوانی اور جنسی جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر انسان کا خدا خواہشِ نفس بن جاتی ہے اور اس طرح انسان نفس کو معبود بنا کر کافر ہو جاتا ہے اور اس آیت کا مصداق بن جاتا ہے ☆ افرئیت من التخذ الهه هواه

اس مرض کا علاج یہ بتایا گیا ہے کہ ہر صبح اور ہر شام منتظر رہو

☆ فلا یبخوا من تلك الحیرة الا من دعا بدعاء الغریق

فرمایا اس قسم کی حیرت وضلالت میں وہی شخص نجات پائے گا جو اس طرح دعا کرے گا جس طرح ایک ڈوبتا ہوا شخص دعا کرتا ہے

آیئے ہم سب ملکر دعا کریں کہ خالق سارے مومنین کو اس حیرت وضلات سے نکالے اپنے حبیب دوراں عجل الله فرجه الشريف سے واصل فرمائے اور ان کے خروج وظہور کے سنہری ایام ہماری شرکت کو یقینی بنائے اور ہمیں ان کی نصرت کی توفیق عطا فرمائے

اللهم عجل فرجه و ظهوره و خروجه الساعة والآن والعجل

آمین یارب العالمین

ياهو يامن هو لاهوالا هوالحی القيوم يا هو يا من لا يعلم ماهو الا هوالحی القيوم

يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك

برائے جویندگان

دوستو! یہ موضوع انتہائی وسیع ہے اور اس میں دشواریاں بھی ہیں کہ اس کے بارے میں کوئی یقینی مواد نہیں ہے اور جو مواد ملتا ہے وہ ہزاروں کتابوں میں بکھرا ہوا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے جو کام کیا ہے یہ پرائمری لیول کا ہے اس پر تحقیق کرنے کی بہت ضرورت ہے ہاں میں یہ بات بڑے فخر کے ساتھ کرسکتا ہوں کہ مالک کے کرم سے میں نے آنے والے محققین کو بنیاد ضرور دے دی ہے اور میں نے سابقہ صاحبان علم کے مواد کو مربوط کر کے ان کے کام کو بھی آگے بڑھایا ہے اور آنے والی علمی نسل کو ایک ٹریک بھی دیا ہے جس پر مزید کام کر کے وہ اس تاریخ کے چھپے ہوئے گوشوں کو اور واضح شکل میں پیش کرسکیں گے

دوستو! میں اپنے علم دوست اور محقق ساتھیوں سے ایک بات کہوں گا کہ تحقیق کے میدان میں کوئی منزل نہیں ہوتی بلکہ ہر تحقیق منزل کا ایک سنگ میل ہوتی ہے اس لئے کسی سنگ میل کو منزل سمجھنا علم کے سفر کو بری طرح سے روکنے کے مترادف ہوتا ہے اس لئے آپ کو اس کتاب کو ایک سنگ میل ہی سمجھنا چاہیے اور سفر تحقیق کو جاری رکھنا چاہیے تاکہ علم کا ارتقاء جاری رہے اور علم کا دریا رک کر متعفن نہ ہونے پائے جتنا ہوسکے اس کے بہاؤ کے عمل کو جاری رکھا جائے

www.khrooj.com

اور آج ہمارے مابین جو اختلافات ہیں دراصل یہ اس علمی ارتقاء کو روکنے کا نتیجہ ہے کہ ہم نے ماضی کے علماء کی ہر تحقیق کو حرف آخر سمجھا ہے اور ان کے مقصد کو سمجھے بغیر ان کے احترام میں آگے کچھ سوچنا گناہ سمجھا ہے جس کی وجہ سے علم و تحقیق کا دریا روک دیا گیا ہے

جس کی وجہ سے سارا علمی دریا متعفن ہوتا جا رہا ہے اور مذہبی علوم سے لوگ متنفر ہو رہے ہیں اور جدید علوم کے بہتے دریا سے علمی پیاس بجھانے کو ترجیح دے رہے ہیں اس لئے اس تحقیق کے دریا کو کہیں بھی ہیڈ اپ نہیں ہونے دینا۔

اسی پیغام کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گا

والسلام

دعا گو

جعفر نقوی

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاهو یامن هو لاهوالا هوالحی القیوم یا هو یا من لا یعلم ماهو الا هوالحی القیوم

یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

حصہ نظم

اس میں وہ نظمیں ہیں کہ جو ملکۂ عالمین صلوات اللہ علیہا کے واقعات وفضائل پر مبنی ہیں جو میں نے 1982 سے قبل لکھی تھیں

شادی خانہ آبادی

پلتی ہیں میرے کشتِ تخیّل میں بہاریں
اڑتی ہیں میرے فکر میں اشعار کی ڈاریں
ساون سا مضامین کی دیتا ہے پھواریں
سوچوں میں میری جدتیں نت رات گزاریں
خامہ کو چلاتا ہوں قمر زاد بنا کر
ہر لفظ کو ضو دیتا ہوں میں نور پلا کر

عرشوں پہ جھپٹتے ہوئے شاہینِ خیالات
ہر پل میں سناتے ہیں مجھے ایک نئی بات
پھر فکر کا میدان کہ اک عرصہ عرفات
ہے خیمہ زن اس میں گویا انوار کی بارات
جب ذہن میں آقاؐ کی بسے عطر بھری یاد
پھر شعر مناتے ہیں یہاں محفلِ میلاد

اب ذہن کی گلیوں میں جلا جل کی صدا ہے
شہنائی کوئی فکر میں اب نغمہ سرا ہے
اب سوچ میں پائل کا کوئی گھنگھرو بجا ہے
دف بجتی ہے دھڑکن میں کوئی شور بپا ہے
معراج پہ دیکھا جو شہِ کون و مکاں کو
اک شیریں زبانی ملی خامے کی زباں کو

وہ شانِ شہنشاہِؐ رسل اوجِ خدائی
زلفوں کے ہر اک پیچ میں ہے عقدہ کشائی
وہ شان جہاں قدس نے مستک جو جھکائی
پرواز نہ کر پائیں پرِ فکرِ وفائیؔ
کل بھی کوئی سمجھا تھا نہ سمجھا ہے کوئی آج
سرورؐ کی یہ معراج تھی یا عرش کی معراج

کھلتی شب معراج وہ اٹھلاتی ہوئی رات
کھانے لگے رفرف سے وہ افلاک سبھی مات
جب چوتھے فلک پر ہوئی انوار کی برسات
عیسیٰؑ نے کی اس وقت شہِ حق سے ملاقات
کی عرض کہ کچھ وقت مجھے بھی تو عطا ہو
تخلیے میں جی چاہتا ہے بات ذرا ہو

فرمایا کہ عجلت میں تو رکنا نہیں ہوتا
رد کرنا سوالی کا بھی زیبا نہیں ہوتا
ایسے میں ملاقات کا موقعہ نہیں ہوتا
پر کہتے ہیں دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا
نعلین پہ سر حضرت عیسیٰؑ نے جھکایا
سجدے میں مزا سجدۂ توحید کا پایا

کی عرض کی یکتا ہو تمہی کون و مکاں میں
ہیں روحِ رواں آپ رسل زار جہاں میں
آپ آ ہی نہیں سکتے میرے وہم و گماں میں
کہنے کے لئے نطق نہیں میری زباں میں
الفاظ ہیں گم گنگ ہے جرات یہ ہماری
بس اتنا سمجھ لیں ہوں تیرے در کا بھکاری

WWW.KHROOJ.COM

رحمت سے تیری آقاؐ سنبھلتی ہے تمنا
یہ شان و شرف دیکھ کے پلتی ہے تمنا
اظہار میں دب دب کے نکلتی ہے تمنا
صدیوں سے میرے دل میں مچلتی ہے تمنا
اس گھر کی غلامی میں بھی ہو حصہ ہمارا
کچھ اور چمک جائے مقدر کا ستارہ

ہیں آپ خداوندِ بشر اوجِ ملل ہیں
ہستی سے بہت بالا ہیں انوارِ ازل ہیں
توحید کی قدرت ہیں اور سر گرم عمل ہیں
یہ ٹھیک ہے کہ آپ تو رشتوں سے اجل ہیں
پھر بھی یہ مناسب تو ہے سرکار نے جانا
ماں باپ کسی کو تو کسے بیوی بنانا

فرمایا کہ ہم خوب سمجھتے ہیں تیری بات
یہ ٹھیک ہے رشتوں سے اجل تر ہے میری ذات
لوٹانا تمہیں بھی تو نہیں میں نے تہی ہات
لو کرتے ہیں ہم عیسیٰؑ بلند آپ کے تیرے درجات
جو آخری ہے نورِ خدا نور ہے میرا
اظہار کی حد تک وہ نواسہ ہوا تیرا

www.khrooj.com

سر رکھ دیا سجدے میں نبوت کے امیں نے
صد شکر کیا عیسیٰؑ ءِ افلاک نشیں نے
نعلین کا بوسہ لیا عیسیٰؑ کی جبیں نے
آنکھوں میں چمک اٹھے عقیدت کے نگینے
سرورؐ نے بصد شان کی معراج کی تکمیل
دھرتی کو پھرے زیب تھا قوسین کا اکلیل

پھر ماہ و سنین اپنے بدلتے رہے اوراق
دے دے کے بجھاتا تھا شرر وقت کا چقماق
غلطیدۂ خون ہو کے تڑپتے رہے آفاق
ابنائے شب و روز یونہی ہوتے رہے عاق
تا اینکہ نقاوت کے تقدس کے افق پر
اک چاند چڑھا ساتھ لئے ہیبت عسکر

تب سلطنت روم کی مخمور ہوا میں
اس قیصرِ روما کے حسیں حرمِ سرا میں
بالیدہ محلات کی اجلی سی فضا میں
ان قیصری نعمات کی گھنگھور گھٹا میں
پیدا ہوئی دوشیزۂ عصمت کی حسیں لاج
شہزادئ ؑ کونین وہ تقدیس کی معراج

www.khrooj.com

عیسیٰ کی مسیحائی پہ انسانی قبا تھی
آدرشِ مسیحاؑ تھی تو مریمؑ کی حیا تھی
روح اللہ کی وہ روح تھی عصمت کی ادا تھی
خالق کا لب و لہجہ تھی سرورؐ کی دعا تھی
ملکہ جو کہا ان کے کمی پھر بھی رہی ہے
ملکہ کے اسی لفظ میں نقطوں کی کمی ہے

وہ جسم میں ڈھالی ہوئی قیصر کی وجاہت
پیکر میں سموئی سی تغزل کی لطافت
وہ پاک سراپا کہ رواں روحِ نفاست
معصوم نگاہوں میں وہ سوئی ہوئی عصمت
زلفوں میں شبِ قدر کی اٹھتی سی جوانی
ہر زلفِ معطر میں جواں رات کی رانی

وہ روم کا ماحول محلات کی سج دھج
وہ قصرِ فلک بوس دیں افلاک کو دھیرج
کھلتا وہ ارم زار وہ ہریالی کا ہودج
فطرت کو نظاروں سے ہو اک پل میں سترج
سبزے کے وہ قالین گلوں کا وہ نظارا
ہر شجر تھا چھوٹا ہوا سبزے کا فوارا

www.khrooj.com

خنکی سے زمیں پہنے ہوئے سبز قبائیں
ہریالی کی اوڑھی تھیں چٹانوں نے ردائیں
نعمات لٹاتی سی وہ رحمت کی گھٹائیں
پی پی کے شراب اور بہکتی سی ہوائیں
اک نرگسی ماحول میں پلتے سے شب و زور
اس آنکھ مچولی میں بہلتے سے شب و روز

قیصر کے حسیں قصر کے وہ کسیری اطوار
وہ مخمل و دیبا کی فضا خلد کا معیار
اور لاکھوں کنیزوں کی غلامی وہ لگاتار
ہر سانس وہاں سیکڑوں نعمات سے دو چار
جھکتی تھیں سوئے قصر نظاروں کی جبینیں
افلاک پہ اِتراتی تھیں روما کی زمینیں

شہزادیؑ تھی نعمات کے گہوارے میں پلتی
راحت کے خزانے تھی ہر اک چیز اگلتی
پوری تھی وہ ہر بات جو تھی لب سے نکلتی
بچھ جاتی تھی ہر آنکھ وہ جس سمت کو چلتی
اس شان سے پختہ کیا بچپن کی ہمک کو
چھونے لگے ہاتھ اٹھ کے جوانی کے فلک کو

www.khrooj.com

جب اونچا ہوا عہد جوانی کا وہ پرچم
آئینے سے شرمانے لگیں حاصل مریم
وہ دورِ شباب ، اس کا وہ احساس سا پیہم
چہرے پہ عیاں شرم سے تھی چیت کی شبنم
انجانی خوشی جاگی تھی بچپن کو سلا کر
انوار کی جھیلوں سے شباب آیا نہا کر

تعبیر کشا ہوگیا عیسیٰؑ کا ہر اک خواب
آنکھوں میں لگی پھرنے وہ اسریٰ کی تب و تاب
ماضی کی تمنا کو ملا گوہرِ نایاب
کام آئے تھے در یوزہ گری کے سبھی آداب
ہر راز کو اس چہرۂ پر نور سے پڑھ کر
اچھلے یوں خوشی سے کہ گئے چوتھے فلک پر

جبریلؑ کو تب سرورؐ عالم نے بلایا
وہ خدمتِ سرکار میں اڑتا ہوا آیا
پھر عجز سے سر آقاؐ کے قدموں میں جھکایا
سرکارؐ نے جبریلؑ کو پاس اپنے بٹھایا
فرمایا کہ یہ تجھ کو بلانے کا سبب ہے
بیٹے کے لئے اب مجھے رشتے کی طلب ہے

www.khrooj.com

معراج پہ جب کی تھی مسیحاؑ نے ملاقات
اس رشتے کی اس سے میری پکی تھی ہوئی بات
اب ناطہ بندی سونپتی ہے تجھ کو میری ذات
یوں سمجھو کہ معراج سے بالا ہے یہ سوغات
عیسیٰؑ کو مسرت کا سندیسہ یہ سنا دو
منگنی کے لئے آتے ہیں جا کر یہ بتا دو

جبریلؑ نے جب عیسیٰؑ کو مژدہ یہ سنایا
مریمؑ کا پسر چرخ پہ پھولا نہ سمایا
پھر حضرتِ شمعونؑ کو پاس اپنے بلایا
جبریلؑ کے آنے کا سبب اس کو بتایا
دونوں کے ہوئے چہرے مسرت سے یوں گلنار
گل ہائے ارم ہونے لگے ان سے شرمسار

اس دھوم سے ہونے لگی منگنی کی تیاری
فطرت نے دوپٹے پہ کیا گوٹا کناری
ماحول پہ طربیلا نشہ ہوگیا طاری
آفاق نے کی شمسی نظاموں کی زواری
خورشید نے روشن کی جو قندیلِ عقیدت
پھرنے لگے سیارے بھی پروانوں کی صورت

www.khrooj.com

مطلع

سامرہ میں تھے جلوہ نما پنج تنؑ پاک
چہروں پہ مسرت سے تبسم تھا فرحناک
فرماتے تھے اک شان سے خود صاحبِ لولاک
مشتاق تھے جس روز کے یہ انجم و افلاک
آیا ہے وہ دن سب نے ہے یہ دھوم مچائی
ہونا ہے میرے عسکریؑ ذیشان کی سگائی

سجادؑ کو باقرؑ کو اور جعفرؑ کو بھی لاؤ
کاظمؑ کو رضاؑ اور تقیؑ کو بھی بلاؤ
پھر میرے تقیؑ بیٹے کو مژدہ یہ سناؤ
منگنی کے لئے جانا ہے سجنوں کو بتاؤ
کل آلِؑ محمدؐ کو سگائی پہ ہے جانا
عیسیٰؑ کو وہاں آج ہی ہونا ہے روانہ

مدعو کریں قربا کو مناسب تو یہی ہے
یہ آلِؑ محمدؐ کی تو مشترکہ خوشی ہے
منگنی کی حسیں رسم میں شرکت بھی بڑی ہے
مل جائے گا دھیرج کہ وہ دل سب کا دکھی ہے
پہنچے وہ سجن ساتھ وہاں جن کو تھا جانا
سرورؑ ہوئے اولاد کے ہمراہ روانہ

www.khrooj.com

کچھ جوڑے مزمل کے تراشیدہ اٹھائے
وہ سارے مدثر کی نگارش سے سجائے
بوتام پہ کچھ لولو و مرجان لگائے
پھر عطرِ جبینِ شہِ عسکرؑ میں بسائے
بادل کے رتھوں میں تو سجائے گئے ہیرے
ہر ابر میں رکھے گئے رحمت کے ذخیرے

جب روم کے مطلع پہ ہوئے ابر نمودار
عیسیٰؑ نے پذیرائی پہ یہ صلوات کی تیار
اعلان کیا آتا ہے عیسیٰؑ کے کرم گار
مریمؑ نے کیا میٹھی دعاؤں کو گہر بار
کچھ دور تھے اس قصر سے خود سیدِ عالی
ملکوں کا وفد آیا پئے خیر سگالی

مہمانوں کو شمعونؑ نے آنکھوں پہ بٹھایا
ہر سمت کو بالغیب کے کتبوں سے سجایا
یوخابہ نے پھر نوری قناتوں کو لگایا
پھر بڑھ کے نبیؐ زادیوں کو گھر میں بلایا
شہزادیؐ کونین بھی مریمؑ کے گئیں ساتھ
دلہن کے سر پاک پہ شفقت سے رکھا ہاتھ

ٹھوڑی سے رخ اونچا کیا پیشانی کو چوما
فرمایا کہ جیتی رہو شہزادیؑ روما
دل ملکہؑ عصمت کا اسی پیار پہ جھوما
پائی وہ بلندی کہ خیال عرش پہ گھوما
انگشتری منگنی کی جو پہنائی ضیا بار
خالق نے نچھاور کیئے صلوات کے دینار

دیں ان کو سگائی کی وہ پوشاکیں منور
جنت کے وہ خلعات بھی ہونے لگے ششدر
پھر پیش کیئے منگنی پہ آیات کے زیور
اس بات سے روشن ہوا قرآن کا مقدر
فرمانے لگے دیکھ کے کل آلِ محمدؐ
جوڑی ہے بہت خوب سدا دور نظر بد

اس رسم کی تکمیل پہ واپس ہوئے سارے
شادی کی تیاری پہ سنورتے تھے ستارے
دھرتی پہ تو افلاک نے بھی قہقہے مارے
تھے رقص پہ تیار دو عالم کے نظارے
پر شادی کی تاریخ بھی ہونا تھی ابھی طے
مخمور فرشتے تھے مسرت کی پیئے مئے

www.khrooj.com

جبریل کو دی قادرِ کونین نے آواز
شادی ہے یہ کس کی تمہیں معلوم ہے یہ راز
اس کی ہے یہ شادی جو ہے عالم سے سرافراز
کر سکتا نہیں تیرا تخیل وہاں پرواز
کل شمسی نظاموں کو یہاں کھینچ کے لاؤ
تقریب ہے اک خاص فرشتوں کو بلاؤ

اس حکم پہ پہنچے وہ خلاؤں کے تمندار
حیران تھے ستارے کہ خوشی کا ہے یہ تہوار
کئی اربوں شموس آئے کئی کھربوں وہ اقمار
خود کہکشاں اوڑھ کے اجرک ہوئی تیار
تقریب کا خالق نے کیا شان سے آغاز
فرمایا گرہ ڈالنے کا کس کو دیں اعزاز

اول تو ہے روم اور ہے سامرہ بھی جانا
تاریخ یہ شادی کی ہے سرورؐ کو بتانا
شادی کے پیامی کو تو دیکھے گا زمانہ
پہلے ہو تعین تو کریں اس کو روانہ
لیکن کسے بھیجیں ابھی یہ بات تو در ہے
دو مشورہ تم بھی میری تم سب پہ نظر ہے

www.khrooj.com

جبریلؑ نے کی عرض کریں مجھ کو روانہ
فرمایا مناسب نہیں یوں بیچ میں آنا
تم روز ہی جاتے ہو کبھی پھر چلے جانا
جب خیر سے بچے ہوں تو تم جھولا جھلانا
مجھ سے بے تکلف تیرا ہونا نہیں اچھا
اوقات کو بھولوں میں ڈبونا نہیں اچھا

سورج سے مخاطب ہوئے پھر شانِ خدا سے
جانا تیرا کیسا ہوگا نورانی قبا سے
فرمایا تو کچھ شوخ ہے انداز و ادا سے
خورشید تو جل جائے گا شبنم کی فضا سے
مہتاب تیرا یوں نہیں شرمانا مناسب
لگتا ہے میرے چاند تیرا جانا مناسب

کی عرض بجا ہیں یہ سبھی حکم تمہارے
لیکن میرے چہرے پہ جو یہ داغ ہیں سارے
اٹھے گی کوئی انگلی کئی ہوں گے اشارے
کٹ جاؤں گا میں آقاؐ وہاں شرم کے مارے
داغوں سے ہے پُر آقاؐ میرا چہرہ تمامی
بے داغ کی شادی کا ہو بے داغ پیامی

www.khrooj.com

فرمایا اے طارق توں ہی ذیجاہ و حشم ہے
تو نجمِ علیٰ سورۂ طارق کا بھرم ہے
کرنوں کے درخشندہ چمن کا تو ارم ہے
تو چچا ہے مجھ کو تیری عظمت کی قسم ہے
میں بھی ہوں تیرے ساتھ گرہ شادی کی ڈالیں
تاریخ ہو طے دہر کو حجت سے سنبھالیں

وہ روشنی سے کر کے وضو ہو گیا تیار
چہرے پہ مسرت کا ملا غازہ کئی بار
حوروں کو لیا ساتھ معاون و مددگار
روما کو روانہ ہوا وہ نجم ِضیا بار
افلاک کے تاروں میں غزل کوئی چھڑی تھی
ہر ایک کلی خلد کی نخروں سے تڑی تھی

تاریخ ہوئی طے تو گرہ ڈالی کرم نے
صد بار مبارک دی صدا حل و حرم نے
رخ شرم سے ظلمت کا کیا دہر کے غم نے
قدسی تھے یوں رقصاں کہ نظر دیتے نہ جمنے
شادی کی تیاری میں لگے آلِ محمدؐ
بس ایک مسرت تھی نجف سے تا بہ مشہد

www.khrooj.com

مریمؑ نے ادھر بیٹیؑ کو خود مایوں بٹھایا
سارہؑ نے بڑی شان سے زلفوں کو گندھایا
ہر سمت حجابوں کا کڑا پہرہ لگایا
دل تھام لیا حوروں نے گھونگھٹ جو گرایا
ملبوس حریری پہ ستاروں کی وہ جھلمل
خوشیوں سے پُر آنے لگے انوار کے مخمل

ناگاہ برآمد ہوا اک ابرِ بہاری
ظاہر ہوئی افلاک سے نورانی عماری
دلہنؑ کے قریب آئی محمدؐ کی وہ پیاری
دلہنؑ کی کئی بار وہاں نظر اتاری
مریمؑ کو بھی حواؑ کو بھی سارہؑ کو بلایا
حناؑ کو بھی فضہؑ کو اور لعبا کو بلایا

فرمایا کہ ہم ہی نے کیا ہے تمہیں مدعو
مقصد تو ہے دلہنؑ جو بہو ہے میری مہ رو
ابٹن بھی ملیں ان کے لگائیں انہیں چیکو
مہندی سے سجیں ہاتھ شنگر جائیں یہ گیسو
اب ان کے سجانے کا شرف تم کو دیا ہے
معراج ہے جو تم نے کنیزی میں لیا ہے

www.khrooj.com

گھونگھٹ کو پھر آہستہ سے بی بیؑ نے اٹھایا
پیشانی کا بوسہ لیا آنکھوں سے لگایا
پڑھتی رہیں صلوات بہت پیار بڑھایا
میڈھی پہ نظر کی تو کچھ ایسا نظر آیا
رکھ دی تھی حسیں بالوں میں والیل سمو کر
گوندھا تھا شبِ قدر میں زلفوں کو ڈبو کر

صلوات کی ہر سمت سے مخمور صدا ہے
میڈھی ہے کہ گوندھی ہوئی اک صلے علیٰ ہے
ہر پیچ جو ہے کلمۂ توحید نما ہے
کھلتی ہے یہ میڈھی یہ عجب رسم ادا ہے
دلہن کی جھکی پلکوں میں مسکان لجیلی
ماحول ہے مخمور ہوا بھی ہے نشیلی

ابٹن رخِ روشن پہ لجاتا نظر آیا
اور حسنِ رخِ پاک بڑھاتا نظر آیا
اک چاندنی میں چاند نہاتا نظر آیا
خورشید کو بھی نور پلاتا نظر آیا
کرنوں کی وہ پچکاری بھرے ذروں کے چلو
تھامے تھے جوانی نے حسیں حسن کے پلو

www.khrooj.com

پھر عطر حنا میں گیا مہندی کو بھگویا
یاقوت کو پگھلایا تو پھر اس میں سمویا
اس رنگ کو پھر عرق گل لالہ سے دھویا
پھر ہاتھوں کی مہندی میں خدا آپ بھی کھویا
نقطے کی حسیں بات یہ مہندی ہی نے کہہ دی
ان ہاتھوں پہ اب دیکھیں گے رنگ رخ مہدیؑ

یہ حسن کی توریت ہے یہ روپ کی زبور
عصمت کی یہ انجیل ہے تقدیس کا دستور
رازوں کی کلیمی ہے تو جلوؤں کا حسیں طور
قرآں کی طرح نور ہے الہام سے معمور
مریمؑ کا سبھی حسن تو عصمت کی ہے تاثیر
یہ عصمتِ مریمؑ کی ابھرتی ہوئی تصویر

حوروں نے پڑھے سہرے وہ تانوں پہ چلی تان
تیور کے یہ تیور وہ بڑی ٹھاٹھ وہ کلیان
سرگم میں وہ سُر گُم سبھی میٹھاس میں الحان
غلمان کہ سنگیت کی دولت سے جو دھنوان
شعروں کا ہر اک فقرہ جو ایمان کا مصحف
افکار کی اونچائی کہ جلتے پرِ رف رف

گاتے تھے سبھی ملکۂ تطہیرؑ کا سہرہ
ہم لائے ہیں توحید کی تنویر کا سہرہ
عیسیٰؑ کے ہر ایک خواب کی تعبیر کا سہرہ
زیبا ہے انہیں آلؑ کی توقیر کا سہرہ
الفت میں پرو لائے ہیں ہم نور کے پرزے
ہوتے ہیں فدا نرگسِ مخمور کے پرزے

جاری تھا تیرا سہرہ جو خالق کی زباں پر
لکھ لائے ہیں وہ سہرہ خطِ کہکشاں پر
سہروں کے یہ گل ہنستے ہیں تضحیکِ خزاں پر
رلتے ہیں گہر آج لبِ ابرِ رواں پر
اک وجد میں اک حال میں بے خود ہیں بروٹے
لب پر ہے صدا سہرے کا اک برگ نہ ٹوٹے

سن دو صد چون (254) کا حسیں دور مجدد
سرمن میں ہوئی حضرت مریمؑ کی جب آمد
بلقیس کا وہ فخر حسیں تخت زبرجد
آئے تھے پذیرائی پہ کل آل محمدؐ
کی عرض کہ آقا تھی یہ اک رسم نبھانا
مقصد تو ہے نوشاہ کو اب مہندی لگانا

www.khrooj.com

صلوات پڑھیں آپ تو مہندی میں لگاؤں
دولہاؑ کے حسیں ہاتھوں کو مہندی سے سجاؤں
نوشہؑ کو سجا لوں تو کچھ انعام بھی پاؤں
انعام میں سرکارؑ کے میں چوم لوں پاؤں
سرخی جو تھی شرمانے سے دلہن کی جبیں پر
لائی ہوں اسی سرخی کی میں مہندی بنا کر

ہاتھوں پہ حسنؑ کے وہ سجا رنگِ حنائی
اس گوری ہتھیلی پہ حنا جھوم کے آئی
پوروں پہ بنے چھلے وہ چھلوں میں صفائی
جبریلؑ کی آنکھوں نے بھی سرخی وہ چرائی
ہاتھوں کے حنا زار سے لالہ بھی ہوا ماند
ناخن تھے شفق پر چڑھے اک طرز کے دس چاند

پاؤں کی نفاست پہ حنا ایک گراں بار
ملنے لگا پاؤں پہ گلِ لالہ بھی رخسار
پا بوسی میں مصروف تھا امبر کا شفق زار
اس رنگ سے تھے عارضِ لعبا بھی شرمسار
مہندی کی وہ ہریالی حسنؑ یاد حسنؑ کو
اور سرخی نے شبیرؑ دیا شاہِ زمن کو

www.khrooj.com

مہندی کی وہ سرخی کہ لہو قلب حنا کا
رشحات لہو سرخی تو فق رنگ صبا کا
اک شام اودھ جس میں شفق رنگ فضا کا
وہ سرخی حنا ہاتھ وہ خورشید ادا کا
نسبت جو یہ تھی ملکۂ افلاک نشیں کی
خود مانگ بھری ہیروں سے شبنم نے زمیں کی

مہندی کی ہوئی رسم ادا ایسی ادا سے
پھولی تھی شفق چرخ پہ اندازِ حنا سے
مہندی کو ملا اوجِ شرف دستِ خدا سے
اس رسم کو دستور ملا آلِ عباؑ سے
حیراں ہے قلم فکر ہے اس موڑ پہ ششدر
کس اوج پہ تحریر ہو مہندی کا مقدر

دربارِ شہنشاہِ اممؐ مرکزِ انوار
ڈھالے ہوئے اک مشک ختن میں در و دیوار
ہر خشت کی تابش کہ اک الماس ضیا بار
ہر سمت سے لٹکے ہوئے پردوں کی وہ مہکار
اک قوس قزح چاروں طرف چھائی ہوئی تھی
پردوں سے ارم خیز بہار آئی ہوئی تھی

www.khrooj.com

آراستہ قالینوں سے آنکھ اٹھنے نہ پائے
گویا کہ تھے حوروں نے حسیں بال بچھائے
رنگ ان پہ تھے اک آنکھ مچولی سی رچائے
چنچل سی چمک نے تو کئی پھول کھلائے
وہ قمقمے فانوس چراغاں سے وہ جھلمل
تھی ایسی خوشی بلیوں اچھلتا تھا ہر اک دل

وہ کرسیاں زریں کہ سجاوٹ میں قرینہ
ہر کرسی کہ تھی بازو کشا ایک حسینہ
ان پر وہ طلا کاری جناں غرقِ پسینہ
کرسی کی ہر اک جزو تراشیدہ نگینہ
ہر میز پہ آراستہ کوثر کے حسیں جام
ہر جام پہ اٹھتی یہ صدا ’’آپ ہی کے نام‘‘

اور وسط میں دربار کے اک تختِ ضیا بار
اک عرش معلیٰ کی جبیں زینوں کا معیار
ہیروں کا جڑاؤ بھی تھا تقدیس کا شہکار
ہیروں کی چمک جلوۂ ایمن بھی شرمسار
اور پہلوؤں پر بستہ زرِ سرخ کے طاؤس
منقاروں میں تھامے ہوئے دو نور کے فانوس

پھر دونوں طرف زینوں کے دو شیر طلائی
آنکھیں وہ بھبھوکا کہ دہل جائے خدائی
وہ جست کا انداز وہ چتون سے چڑھائی
ہیبت کہ قیامت تھی نگاہوں میں سمائی
اس تخت پہ اک مخمل و اطلس کا وہ استر
پھر اس کے کناروں پہ وہ یاقوت کی جھالر

اور آگے سوا لاکھ نبیؑ جلوہ نما ہے
دربار میں تا حدِ نگاہ مجمع لگا ہے
ملکوت کہ نورانی سمندر سا رکا ہے
ہر ایک ملک سامنے پر بستہ کھڑا ہے
غلمان مؤدب سے کہ خدمت میں بھی چوبند
وردی وہ گلابی تو طلائی سے کمر بند

بوٹے سے وہ قد چہروں پہ اک نقرئی انداز
وہ جھیل سی آنکھیں کہ وہ اک سحر کا اعجاز
عارض پہ وہ کاکل تو ادھر سبزۂ آغاز
وہ بانکے ملن سار وہ کچھ شوخ وہ طناز
چہروں پہ وہ شوخی سے کئی حشر جگا دیں
ہاتھوں سے نہ پینا ہو تو آنکھوں سے پلا دیں

اس تخت کے پیچھے تو کئی کوچ لگے تھے
وہ سارے منقش تھے مرصع تھے سجے تھے
اور پہ جواہر بھی قرینے سے جڑے تھے
کوچوں کی نگہداشت پہ رضوان کھڑے تھے
وہ نرم کشن زانوئے سلمیٰ جو بھلا دیں
سر رکھنے کی سوچیں تو وہ لوری سے سلا دیں

مرکوز تھیں اس تخت پہ عالم کی نگاہیں
ہر دل کی صدا تخت پہ آقاؐ ابھی آئیں
خاموشی کے انداز میں ''ھُـــــــوَ'' کی ادائیں
صاف آتی تھیں ہر دل کے دھڑکنے کی صدائیں
اور سارے ہی دربار میں چھایا تھا تجسس
کل منتظر آنکھوں میں سمایا تھا تجسس

کی ہاتفِ قدرت نے منادی یہاں اک بار
اے مجمعِ انوار خبردار خبردار
آتے ہیں شہنشاہِ اُممؐ خالقِ انوار
وہ عالمِ ملکوت کے مسجود و کرم گار
اور ساتھ ہیں سب آپ کے اخلاف گرامی
ملکوت و نبی چاہیئے دیں مل کے سلامی

www.khrooj.com

ظاہر ہوئے اس شان سے پھر سیدؐ عالی
ہمراہ تھے وہ یازدہمؑ درِ لآلی
پیشانیاں خورشید تو ابرو وہ ہلالی
محرابوں میں اک کوکب دری کی جلالی
تب بڑھ کے مسرت نے لیں ان سب کی بلائیں
قالینوں میں پیوست ہوئیں سب کی نگاہیں

دھیرے سے چڑھے تخت پہ سرتاجِؐ نبوت
طاؤسوں نے پر مار کے دی ان کی شہادت
یوں گونج اٹھے شیر کہ طاری ہوئی ہیبت
اظہار میں لائی گئی خالق کی وجاہت
ایستادہ نبیؑ ہو گئے تعظیم کی خاطر
ملکوت گرے سجدے میں تکریم کی خاطر

اجلال کیا تخت پہ سرکاؐرِ امم نے
منبر کو شرف بخشا نبوت کے قدم نے
صلوات پڑھی جھوم کے تب حل و حرم نے
اور نظر اتاری تو شاہِ حق کے کرم نے
پہلو میں جگہ حیدرؑ کرار نے پائی
سروؐر کے وصی دہر کے سردار نے پائی

www.khrooj.com

جب کرسیوں پہ بیٹھے سلاطینِ امامت
ہونٹوں پہ وہ مسکان وہ چہروں پہ مسرت
کرنیں وہ نگاہوں کی برستی ہوئی رحمت
عارض سحر آثار جبینوں پہ بشاشت
اک ساز چھڑا دور کہیں دور فضا میں
کیا وجد تھا شہنائی کی مخمور صدا میں

مجمع وہ کہ ٹھہرا ہوا رحمت کا سمندر
اک شان سے بیٹھے وہ سوا لاکھ پیغمبر
مومن تھے سبھی جنتِ برزخ کے برابر
شرکت کے لئے آئے تھے ارواح سمٹ کر
فردوس کی دیواروں سے جھانکے تھیں بہاریں
جنت کی منڈیروں پہ تھیں حوروں کی قطاریں

ہر سمت مناظر جو تھے گلزارِ ارم سے
جبریلؑ نے کی عرض تبھی شاہِ اممؐ سے
موجود ہیں باراتی سبھی جاہ و حشم سے
تقریب کا آغاز ہو خالق کے کرم سے
اب صحفِ سماوی سے ہو تقریب کا آغاز
ہو منفرد اس رسم کا کونین سے انداز

کی موسیٰؑ نے توریت کی اس وقت تلاوت
کی حضرت عیسیٰؑ نے پھر انجیل کی قرات
داؤدؑ نے زبور پڑھی چھا گئی ہیبت
کیا سوز تھا آواز میں کیا اس کی تھی عظمت
جبریلؑ نے پھر وجد میں قرآن سنایا
تقریب کے آغاز میں قرآن ہی آیا

پھر حیدرؑ کرار اٹھے صورتِ رحمان
ہاتھوں میں لئے سہرہ جو قرآن کا قرآن
گوندھے ہوئے آیات کا سہرہ تھا پر از شان
اس وقت کیا قادرِ مطلق نے یہ اعلان
بسم اللہ کریں سہرہ یہ بیٹےؑ کو بندھائیں
لازم ہے کہ داؤدؑ ہی اب سہرہ سنائیں

پاس اپنے حسنؑ پاک کو سرورؐ نے بلایا
دم سورہ نظر کی انہیں چھاتی سے لگایا
ماتھے پہ دیا بوسہ بہت پیار جب آیا
پھر سہرۂ انوار کو ہاتھوں میں اٹھایا
ماتھے کے برابر لیا سہرے کو تو ٹھہرے
لہرا گئے آنکھوں میں کئی تار سنہرے

www.khrooj.com

کی عرض یہ داؤدؔ نے گر اذن میں پاؤں
دربار کا گائیک ہوں نیا سہرہ سناؤں
ہو اذن تو سُر تال کے بارے میں بتاؤں
درباری ہوں دربار میں درباریؔ ہی گاؤں
یہ بارہویں آقا کے جو والد کی خوشی ہے
یہ ماترے بارہ ہیں جو اک تال بندھی ہے

سہرے کو میں یوں کومل و تیور سے نکھاروں
میں وادیٔ خضرا ہی سے اک وادیؔ اتاروں
دھن دھن دھاگے تٹ کٹ کو بلمپت میں سنواروں
سم دیکھوں تیا باندھوں تو بس تین ہی ماروں
اور ساتھ رہے میرے مدھر تال کے تالی
خالی پہ رکھوں سم تو ہو سہرہ بھی قوالی

یہ تان یہ جھالے یہ گمک اور یہ استھان
پلٹوں میں اگر پلٹوں دُرت لے میں چلے تان
کافی کی رہے ٹھاٹھ تو کافی ہی رہے شان
لے کار کتھک اور کرت کو نہ ہو پہچان
سہرے کے ہر اک بول میں پھولوں کی مہک ہو
ہر مصرعے کے انداز میں افشاں کی چمک ہو

www.khrooj.com

مکھڑے پہ سجا عسکریؑ ذیشان کا سہرہ
خالق نے دیا سورہ رحمان کا سہرہ
تقیان کے سر لولو و مرجان کا سہرہ
سر ان کے رہے مقصدِ یزدان کا سہرہ
غلمانوں کی مسکان کو پھولوں میں سمو کر
حوروں کے حسیں قہقہے لائے ہیں پرو کر

اس سہرے کی زرتابی میں خوشیوں کی چمک ہے
ہر تار میں زلفِ شہ خاور کی مہک ہے
خورشید کے ریزے ہیں یہ تو چاند کو شک ہے
خورشید کہے نور الٰہی کی کمک ہے
مہمانِ خصوصی جو دو عالم کا خدا ہے
داوؔڈ کے اس سہرے میں وحدت کا مزا ہے

پھر سہرہ بندھا حق کے شہنشاہؑ کے رخ پر
ایمن کی چمک گویا تھی اللہ کے رخ پر
سہرہ یوں سجا سیدِ ذیجاہ کے رخ پر
خورشید چڑھا سیدؑہ کے ماہ کے رخ پر
دھرتی ارم آثار سنورتی نظر آئی
افلاک پہ افشاں سی بکھرتی نظر آئی

www.khrooj.com

خطبے کا کیا سرورؐ عالم نے پھر آغاز
لہجے کی سلاست سبھی توحید کے انداز
ہر جملہ بتا دیتا تھا خالق کے کئی راز
وہ حمدِ خداوند الگ شان وہ آواز
کیا رعب تھا ملکوت کے بھی سانس رکے تھے
مرعوب تھے یوں موسیٰؑ کہ سجدے میں پڑے تھے

آغازِ نکاح خوانی نکاح خواں سے وہ آداب
صیغوں کے تواتر میں قبول اور وہ ایجاب
معلوم وہ حق مہر پہ فقروں کی تب و تاب
احساس کے در پہ تھا مسرت کا دق الباب
تعجیل فرج کی اٹھیں گھنگھور گھٹائیں
تہدید میں دیں آ کے اجابت نے دعائیں

ہر سمت صدائیں وہ مبارک وہ سلامت
حق مہر میں بخشی گئی اقلیم ولایت
دلہن کے ہوئے ملک عوالم بھی اور جنت
شیرینی میں بانٹی گئی جلووں کی حلاوت
شیرینی کی تقسیم عجب رنگ میں پائی
نوشاہ کی شیرین زباں سب کو سنائی

سامان بری کا تو ادھر ہوتا تھا تیار
جوڑے تھے کئی سرخ کہ جنت کا حنا زار
سورج کی شعاعوں کے تھے منسوج گھر بار
انوار کی اک نہر تھی ملبوس کی ہر تار
اک شانِ عروسی میں تھے ملبوس حریری
صرف ان کے بنانے پہ وہ اقدارِ قدیری

خوانچوں میں سجائے گئے فردوس کے اثمار
وہ عطر دھلے میوے کہ عنبر بھی شرمسار
خوشبو سے پھلوں کی تو کھلا طبلہ عطار
حوروں کے ذقن رنگ میں ہر پھل سے نظر چار
اشجار جو کہ عسل و لبن پی کے پلے تھے
معلوم نہیں ان کے ثمر کیسے بھلے تھے

حوریں ہوئیں اس وقت بری لے کے روانہ
چہروں پہ خوشی ہونٹوں پہ الفت کا ترانہ
سرمن سے جو تھا روضۂ ذیشان کو جانا
کرنا تھا بند و بست سواری کا شہانہ
پھر ابر کے کوہان پہ رکھا گیا ہودج
اور رعد دکھاتے تھے شتربان کی سی سج دھج

پر لطف سفر جس میں تھے شترانِ فضائی
حورانِ جنان نے تو بری بھی تھی اُٹھائی
تھا رعد حدیٰ خواں تو ادھر نغمہ سرائی
لعبا نے مسرت سے غزل جھوم کے گائی
حوروں کی کلاکاری پہ آواز سریلی
آشاؤں کی جنت کی ہر اک تان رسیلی

اے مورے شہنشاہؐ کی البیلی سجنیا
ہم تیری بری لے کے چلت ہیں ری دلہنیا
یگ یگ رہے آباد گھروا یہ انگنیا
نت ٹھنڈی رہے مانگ تہاری موری بنیا
برسے تورے آنگن میں سدا پریم بدریا
اے بھاگ بھری تو ہے تو لاگے نہ نجریا

ملکوت کی مہارانی توری ہے جو سگائی
ہے ساتھ بری کے تو نبیؐ زادیؐ بھی آئی
دیتی ہے بڑے ناز سے کنور کی بدھائی
گھونگھٹ تیرا مکھڑے پہ گرا شانِ خدائی
ساچق بھی لیے آتی ہے ارمان کنہیا
بندیا یہ تیرے صدقے ہیں پروین و ثریا

www.khrooj.com

شہزادیؑ کو اس سمت سجاتی تھیں وہ سکھیاں
اک شان سے دلہن بھی بناتی تھیں وہ سکھیاں
گھونگھٹ کو اٹھاتی تھیں گراتی تھیں وہ سکھیاں
سہرے کے کئی بول بھی گاتی تھیں وہ سکھیاں
کہتی تھیں کہ پردیس چلی جائے گی دلہن
تو اب تو حسنؑ پاک کی کہلائے گی دلہن

تھیں ساری ہی سکھیوں کے یہ ہونٹوں پہ دعائیں
ہر آن بہاریں یہ تیری مانگ سجائیں
خوشیاں تیری نعلین پہ سر اپنا جھکائیں
صندل سے بھری مانگ پہ دکھ درد نہ آئیں
ہر دم تو سکھی ہو یہ دعا دیتی تھیں سکھیاں
ہر بول میں تعجیل جگا دیتی تھیں سکھیاں

بارات کی اس سمت لگی ہونے تیاری
ہر ابر گہر بار پہ رکھی تھی عماری
پردوں پہ مؤدت نے کیا گوٹا کناری
باراتی بڑے شاد کہ تھی شان بھی نیاری
بیٹوں میں مہ چار دہم پنجتن پاک
تھے بارہ آئینوں کے مقابل شہِ لولاک

www.khrooj.com

ہسوار ہوئے مہر خراماں پہ براتی
بیٹھے تھے کئی تختِ سلیماں پہ براتی
تھے جلوہ فگن ابرِ بہاراں پہ براتی
کچھ شاد تھے ہمراہی یزدان پہ براتی
وہ ابر رنگا رنگ کے اونچے تو فلک بوس
تھا بجتا مسلسل وہ مسرت کا مہا کوس

کرتا تھا شترباں کے فرائض تو ادا رعد
پیہم فرسِ برق کی لہرانے لگی جعد
بجلی کا وہ جلتا ہوا کوڑا کہ شگن سعد
چل جاتا جو کوڑا تو گرجتے تھے وہ کچھ بعد
وہ بادلوں کے رتھ وہ قطاروں کا تسلسل
ہر ابر کا بارات کے اونٹوں سے تقابل

ہر سمت بجاتے ہوئے دف سیکڑوں غلماں
ڈھولوں کے وہ ٹھمکے کہیں شہنائی کا الحاں
اس تال کی ترتیب پہ سب ابر تھے جنباں
بجلی کے ٹرمپٹ کہیں بینڈوں کی عجب شاں
جاتے تھے سوئے رومہ خزانوں کو لٹاتے
پگھلا کے گہر جاتے تھے دھرتی کو پلاتے

www.khrooj.com

اک سمت فرس پر یوں روانہ ہووے نوشاہ
اللہ کا چہرہ تھا سجا سہروں سے واللہ
مہندی سے سجے ہاتھ سراسر تھے یداللہ
اور کہکشاں ناز سے بچھتی تھی سرِ راہ
دلدل کا وہ نخریلا چلن چال کی چھلبل
جعدوں سے شرمسار تھے حوروں کے بھی کاکل

بارات میں شامل تھے نبیانِ سلف بھی
خالق تھا نصیری کا خدا شاہؑ نجف بھی
تھیں سیدہؑ پاک بھی دس ان کے خلف بھی
ارواح بھی موجود تھے ملکوت کی صف بھی
اس شادی کا عنوان بھی تھا صبح بد اماں
شمعونؑ کے گھر میں بھی تھا شمعوں سے چراغاں

عیسیٰؑ نے جو بارات کی دیکھی یہ تب و تاب
مریمؑ سے یہ کی عرض بہ خندان و بہ آداب
بارات ہے کیا گرتا ہے مہتاب پہ مہتاب
بارات نہیں آئے ہے اک نور کا سیلاب
ہم جاتے ہیں اور ان کی پذیرائی کریں گے
تعظیم بھی اور ناصیہ فرسائی کریں گے

www.khrooj.com

ہر چیز بھی ہے مست جہاں مست جناں مست
یوں آگے بڑھے عیسیٰؑ کہ جیسے کوئی سر مست
کی عرض کہاں تیری بلندی اور کہاں پست
ایں آمد نت باعثِ آبادیِ ما ہست
یہ شانِ کرم دیکھ کے دل شاد ہوا ہے
آمد سے تیری گھر میرا آباد ہوا ہے

آراستہ اس شان سے قیصر کا محل تھا
بام و در و دیوار پہ رونق کا عمل تھا
حجلہ وہ عروسی تو زمانے سے اجل تھا
وہ نور کی اک جھیل تھا مسعودِ ازل تھا
جھونکا جو کوئی آ کے تھا گھونگھٹ کو ہلاتا
بجلی سی چمک جاتی جو چہرہ نظر آتا

کی عرض مسیحاؑ نے یہ سلطانِ زمنؐ سے
فرمایئے سرتاج رسلؐ اپنے حسنؐ سے
فرمائیں قدم رنجہ کہیں غنچہ دہن سے
اب پہلی ملاقات ہو دلہا کی دلہن سے
تشریف یہ لے جائیں تو یہ رسم ادا ہو
مسرور سرِ عرش دو عالم کا خدا ہو

تشریف جو لائے شہ ذیشان محل میں
صد گونا مسرت کا تھا سامان محل میں
کیا شان تھی نازل ہوا قرآن محل میں
دلہنؑ وہ کہ اک جلوۂ یزدان محل میں
اس بیتِ عروسی میں تھا دلہنؑ کا چھپر کھٹ
اس حسن مجسم پہ تھا تقدیس کا گھونگھٹ

آرائشِ دلہن پہ نظر ٹھہری ہے جاکر
والفجر کی بندیا ہے تو والعصر کا جھومر
وہ حلقہء بینی ہے تو والقمر سراسر
اللہ لہٗ نور کی افشاں وہ جبیں پر
والذہب کے کنگن کا تھا ہر طور نرالا
وہ زینتہٗ نِ الکوبی انداز کی مالا

اس کنزاً مخفیا کے زیور وہ ضیا بار
تھا اقربُ من حبل وریدی کا وہ طومار
غازے میں کانک قراہُ کے وہ آثار
اور چوڑیوں میں کاَنَ محمدؐ کی وہ جھنکار
واللہُ سمیع ُ‘ کے تو کانوں میں تھے جھمکے
اور ان میں نگینے تھے تو لا اَسئَلکُم کے

ہاتھوں میں حنا بار رمیت کے شمائل
انگشتری ولی کم اللہ کے فضائل
اور قاب و قوسین کی پاؤں میں تھی پائل
نعلینِ کے نعلینُ محمدؐ سے خصائل
سہروں کی حسیں لڑیوں سے انوار کی بارش
کرنوں سے تو ماذاغ کی آنکھوں کو شفارش

گھونگھٹ سے رخ پاک جھلکتا نظر آیا
اک ابر میں خورشید چمکتا نظر آیا
اک جلوہ سوئے طور لپکتا نظر آیا
نوشاہ کو ہر گل وہاں تکتا نظر آیا
پلکیں وہ خمیدہ سی مگر شرم سے بوجھل
جس شان سے جھک آتے ہیں برسات کے بادل

خالق نے کیا دولہاؐ دلہنؐ کا جو نظارا
ہو دور نظر بد وہ سر عرش پکارا
فرمایا کہ دلہنؐ کا ہر انداز ہے پیارا
ماتھا ہے حسیں چاند توں ٹھوڑی ہے ستارا
اب کون دکھائے گا یہاں آرسی مصحف
ان جلووں سے حیراں ہے میرا عرش مسقّف

www.khrooj.com

دلہنؑ کو اور نوشاہؑ کو مسند پہ بٹھایا
پھر ملکہؑ کونین نے قرآں کو اٹھایا
نوشاہؑ کو دلہنؑ کو وہ قرآن پڑھایا
قرآن جو کھلا آرسی کے کام بھی آیا
قرآں کی تلاوت میں نظر آئی یہ جدت
قرآں نے بھی کی روئے عروسہ کی تلاوت

اس آرسی مصحف کا حسیں وقت جب آیا
دونوں کو مقابل گیا مسند پہ بٹھایا
نوشاہ پہ دلہنؑ کا گیا گھونگھٹا گرایا
اور بیچ میں قرآن کو آئینہ بنایا
آئینے میں تھا دیکھنا دولہاؑ نے دلہنؑ کو
دلہنؑ نے بھی تھا دیکھنا نوشاہ حسنؑ کو

تھا نور کا تالاب جو آئینے کا جل تھا
دلہنؑ کا رخ پاک بھی کھلتا سا کنول تھا
چہرے پہ شفق پھولی حیا وقفِ عمل تھا
اس شرم کی سرخی میں بھی اندازِ غزل تھا
دلہنؑ کو نظر آئی جو نوشاہؑ کی تصویر
آنکھوں میں پھری سوچوں کے ہر خواب کی تعبیر

www.khrooj.com

اک جامِ لبن عرش سے خالق وہاں لایا
وہ جام حسنؑ پاک نے ہاتھوں میں اٹھایا
دلہنؑ کی طرف دیکھ کے ہونٹوں سے لگایا
خود پیتے کبھی پیار سے دلہنؑ کو پلایا
جب جام کو چھوتے تھے تو ہوتا تھا یہ احساس
گھل جاتا ہے اس دودھ میں کچھ اور ہی مٹھاس

فارغ ہوئے جب آرسی مصحف سے تمامی
اس قصر کے تھی صحن میں بارات قیامی
ترتیب میں بیٹھے تھے وہ مہمانِ گرامی
نوشاہؑ کو ہونا تھا بزرگوں کا سلامی
اس رسم کے آغاز میں سرورؑ نے دعا دی
قدموں پہ رکھا ہاتھ تو دستار عطا کی

حیدرؑ نے سلامی پہ عطا کی انہیں صولت
کونین کی ملکہؑ نے دی کونین کی شاہت
شبرؑ سے ملا حلم تو شبیریؑ شجاعت
اور صبر کیا عابدؑ مضطر نے عنایت
آثار محمدؐ تو عطا کرتے تھے باقرؑ
اور جعفرؑ صادق نے کیے پیش معاصر

WWW.KHROOJ.COM

کاظمؑ نے دیئے علم حج بخشے رضاؑ نے
اور جود کے لائے تھے تقیؑ پاک خزانے
باباؑ تو نقاوت لگے سہروں میں سجانے
پھر گونج اٹھے ہیبت عسکریؑ کے ترانے
خالق نے سلامی پہ تو اک بات ہی کہہ دی
لو غیبتِ توحید کا بخشا تمہیں مہدیؑ

پھر رخصتی کے وقت کا ہونے لگا اعلاں
حوروں کی تھی چہکار غزل خواں تھا پرستاں
دوشیزگیِ بادِ بہاری تھی گل افشاں
اس بات کے مشتاق تھے سب آمدہ مہماں
کیا دیتے ہیں دیکھیں گے جہیز آج دلہنؑ کو
سسرال سے کیا ملنا ہے نوشاہ حسنؑ کو

ہر چشم سے تھیں شوق کی باریدہ پھواریں
ناگاہ برآمد ہوئیں حوروں کی قطاریں
برسانے لگیں پھول دو عالم کی بہاریں
پروین و ثریا بھی بجاتی تھیں ستاریں
ظاہر ہوئے پھر عیسیٰؑ و شمعونؑ بصد شان
مہمانوں کے آگے کیا آتے ہی یہ اعلان

www.khrooj.com

صد شکر ہیں اس ذات کے احسان ہیں ان کے
جو کچھ ہے میسر مجھے سب دان ہیں ان کے
عالم کو عطا کرنا تو شایان ہیں ان کے
ہم روزِ ازل ہی سے تو دربان ہیں ان کے
کیا پیش کروں ان کو سبھی مال ہے ان کا
تشریف جو لائے ہیں تو اقبال ہے ان کا

بیٹی کا جہیز آج وہ کیا پیش کروں میں
جی چاہتا تھا عرشِ علا پیش کروں میں
دستور سہی کیسے بھلا پیش کروں میں
سوچا ہے کہ تھوڑی سی دعا پیش کروں میں
حق مہر سے پہلے بھی ہے کونین کی ملکہؑ
سسرال میں بن جائیگی دارین کی ملکہؑ

عیسیٰؑ نے جہیز آ کے دیا اپنی نبوت
اور بخشے مسیحائی کے اعجاز و کرامت
شمعونؑ نے بیٹیؑ کو دیا تاج ولایت
مریمؑ نے تو دی اوجِ تقدس کی حقیقت
عصمت کے کھٹولے میں دلہنیا کو بٹھایا
وہ ڈولا بہاروں کے کہاروں سے اٹھایا

www.khrooj.com

تھا رخصتی کا وقت انوکھا ہی تھا منظر
خود پالکی کے ساتھ روانہ ہوئے سرورؐ
حوریں بھی تھیں معمور کنیزی پہ برابر
اور بخشے غلام ان کو سوا لاکھ پیغمبرؑ
یوں عیسیٰؑ و مریمؑ نے کیا بیٹیؑ کو رخصت
آنکھوں میں ادھر اشک مگر رخ پہ مسرت

عیسیٰؑ کے ہر انداز میں والد کی ادائیں
سر چومیں کبھی بیٹیؑ کو چھاتی سے لگائیں
کہتے تھے تیرے ساتھ ہیں بابل کی دعائیں
سنسار کے دکھ درد تیرے پاس نہ آئیں
سسرال میں میکے کی نہ پھر یاد ستائے
خوشیوں میں سدا کھیلیں تیرے پیار کے سائے

سنسار سکھی پاؤ میری راج دلاری
صندل سے بھری مانگ ہمیشہ ہو تمہاری
کھیلے تیری زلفوں سے سدا بادِ بہاری
پھولوں سے بھرے گود تیری راج کماری
نت جوت جگاتا رہے یہ تیرا بناؤ
ہر آن سہاگن ہوں عروسانہ جڑاؤ

www.khrooj.com

ڈولی میں جو بیٹھی شہِ کونین کی ملکہؑ
عظمت سے روانہ ہوئی دارین کی ملکہؑ
سرمن کی طرف آتی تھی حرمین کی ملکہؑ
دنیا میں بنی قاب و قوسین کی ملکہؑ
بارات وہ شہنائی وہ سہرے وہ ترانے
برسائے تھے گل کتنے ستاروں نے نجانے

جنت میں ہوئی سب کے ولیمے کی ضافت
وہ ساغرِ کوثر جو مؤدت کی وضاحت
حوروں کے وہ مجرے ادھر آراستہ جنت
اک گہرے تکلف سے مزین تھی یہ دعوت
گھائل ہوئے دل لعبہ کی اک ترچھی نظر سے
اور ابر مسرت کے وہاں ٹوٹ کے برسے

سبزہ تھا لبِ جو وہ بہاروں کے نظارے
کاجل سی گھٹاؤں میں پلانے کے اشارے
لبریز مئے ناب سے کوثر کے کنارے
پہلو میں وہ غلمان ہر اک جام سنوارے
مخمور تھا ماحول بھی جاموں کی کھنک سے
ہر کاسۂ گل پر تھا اک ایمائے پلک سے

www.khrooj.com

خاموش اے جعفرؑ کا بہکتا ہے تخیّل
جنت کا مزا پاکے مہکتا ہے تخیّل
مستی میں تو عرشوں پہ لپکتا ہے تخیّل
تعجیل کے فقروں پہ ہمکتا ہے تخیّل

کر عرض کہ گھر پاک کی آبادی مبارک
اے ملکۂ کونینؑ تیری شادی مبارک

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com

یاھو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

ظہورِ نورِ حق

سب سے پہلے جو تھا کل شب کو میں بیدار ہوا
ایک سناٹا سماعت پہ گراں بار ہوا
مجھ پہ ہر چیز کے سو جانے کا اظہار ہوا
دوڑنے کے لئے خامہ میرا تیار ہوا
جا کے ہر چیز کی اک پل میں خبر لاتا تھا
سب کے سونے کے پھر انداز بھی شعراتا تھا

زلفِ شب تکیہ پہ شانوں سے ابھی عاری تھی
نیند سی عالمِ موجود پہ بھی طاری تھی
بانگِ مرغانِ چمن دولتِ ناداری تھی
صبح کے ہونٹوں پہ اک جھوٹ کی تیاری تھی
میں تھا بیدار مگر لالہ و گل کو سوتے تھے
صبح کے جتنے بھی آثار تھے کل سوتے تھے

www.khrooj.com

دُبِّ اکبر کی مسہری بھی لگی تھی اب تک
اور نہ پروین کی بھی آنکھ کھلی تھی اب تک
کہکشاں خواب کے عالم میں پڑی تھی اب تک
زہرہ کیواں کے نہ پہلو سے اٹھی تھی اب تک
اور اسد شمسی کچھاروں میں پڑا سوتا تھا
سارسِ ماہ لگد بستہ کھڑا سوتا تھا

عین قابوسی اداؤں میں ہوا ڈھلتی تھی
نیند میں آنکھوں کو نرگس بھی پڑی ملتی تھی
اک جماہی لب سوسن میں ابھی پلتی تھی
اونگھتے تھے سبھی گل مست ہوا چلتی تھی
لیلیٰ ٔ شب کی ابھی زلف نہ سحرائی تھی
رات کی رانی کے خوابوں پہ بہار آئی تھی

آسماں سجدے کے انداز میں خوابیدہ تھا
منشی ٔ چرخ ابھی راز میں خوابیدہ تھا
نورِ حق دفترِ اعجاز میں خوابیدہ تھا
طائرِ وقت تو پرواز میں خوابیدہ تھا
لولئ چرخ کی آنکھوں کا اثر خفتہ تھا
اور قطب محو تہجد تھا مگر خفتہ تھا

www.khrooj.com

رات کی ساڑھی کے آویزاں تھے چاروں پلو
مثل خمیازہ کئی ٹہنی بدلتی پہلو
اور فضاؤں میں پریشاں تھے گھٹا کے گیسو
چل گیا شب کا ہر اک چیز پہ کالا جادو
خواب خرگوش اسد سر کو نہوڑے سویا
مشتری جیسے کہ تھا بیچ کے گھوڑے سویا

وہ حسیں شب تھی کہ ہر بات میں اسرائی تھی
جس کی عظمت کی میرے رب نے قسم کھائی تھی
جس کے دامن میں شبِ وصل سمٹ آئی تھی
جس کے آنچل میں شبِ قدر کی رعنائی تھی
اپنی زلفوں میں جو تاروں کو پرو لائی تھی
اپنی ساڑی کو جو زمزم میں بھگو لائی تھی

سوتے انوار الہٰی کے پڑے پھوٹے تھے
سانولی رات سے مخمور سے گل بوٹے تھے
نیمہء ماہ سے زنجیر ظلم ٹوٹے تھے
رات بھر چاند نے اس شب کے مزے لوٹے تھے
رعب پولیس سے پودوں نے جما رکھے تھے
اپنے کاندھوں پہ کئی پھول لگا رکھے تھے

فکر خفتہ نے کسل بیز نگاہیں کھولیں
طفلِ تخیل نے مخمور سی باہیں کھولیں
بابِ لب بستہ نے محصور سی آہیں کھولیں
پھر نقیب شہِ الہام نے راہیں کھولیں
دل کی دھڑکن نے الارم دیا بیداری کا
اے قلم چل کہ یہی وقت ہے تیاری کا

فکر کے دشت میں پھر بارشِ الہام ہوئی
لمسِ ادراک و خیالات مئے آشام ہوئی
بیج ہوئی فصل بہاراں تو میرے نام ہوئی
پھر مدارتِ سحابِ کرم از جام ہوئی
جدتیں اگنے لگیں بادِ خیالی پا کر
خامہ منقار کشا درِ لآلی پا کر

طبعِ خودار یہی وقتِ زلیخائی ہے
ضعفِ پیری کو یہاں حسرتِ برنائی ہے
اب مضامینِ جدیدہ پہ تو مہنگائی ہے
طبعِ نازک یہ تیری آخری انگڑائی ہے
کسمساتے ہوئے ذہنوں کو بھی چونکانا ہے
اور خیالات کے ریلوں کو بھی سمٹانا ہے

www.khrooj.com

ہاتفِ غیب حدیث شبِ شعباں کہتا
شب کی تابندگی رنگِ رخِ جاناں کہتا
جو زباں سے تھا قلم کہتا بہ ایماں کہتا
دل میں خواہش تھی کہ تو اک نیا قرآں کہتا
دعویٰ کعبے کو ہے مسجود میرا آیا ہے
خامہ بھی باندھ کے احرام نکل آیا ہے

ساقیِ روزِ الست آیا ہے خم خانہ بدوش
در بغل ساغر و صد مستیٔ رندانہ بدوش
دولتِ حسن بہ رخ کاکلِ کوہانہ بدوش
ابرِ باریدہ بدست آمد و میخانہ بدوش
تلبیہ کہتے ہوئے جائیں گے مے خوارِ کہن
اور صراحی کے مخارج میں ہو قرات کی پھبن

پاک سرمن کی فضاؤں پہ تھرکتے بادل
وہ عروسِ شب رعنا کے سنہری آنچل
چھٹکا چھٹکا ہوا موسم وہ دلوں میں ہلچل
دور پیشیں کو رواں عصر کے بھاری محمل
قہقہے منجمد افلاک پہ تاروں کی طرح
رحمتیں بھیجے کرم باج گزاروں کی طرح

اے زمیں گلشنِ فردوس کی صورت لے لے
سرد جذباتِ محبت کی حرارت لے لے
بوڑھے افلاک سے تھوڑی سی وجاہت لے لے
عرش سے کرسی تو خلاق سے عظمت لے لے
لہجۂ کن کی حلاوت کا نچوڑ آتا ہے
کفر کے آج ہر اک داؤ کا توڑ آتا ہے

اے فلک موجۂ اقمار نچھاور کر دے
سیلِ انجم سرِ افکار نچھاور کر دے
ابرِ نیسانِ گہر بار نچھاور کردے
کہکشاں مجمعۂ انوار نچھاور کردے
عارضی رنگ بھرا خاکہ لافانی میں
نورِ حق آنے کو ہے پیکرِ انسانی میں

اے عزا دار سیاہ پوش اے مسجود ملل
اے ابراہیم کی کاوش کا حسیں تاج محل
مولدِ قبلۂ کل کعبۂ ایمانِ ازل
آج تو سوگ منانے کا نہیں کوئی محل
دے مسرت کا پیام آج جبینوں کے لئے
شرحِ صدر آج بھی کچھ چاہیے سینوں کے لئے

www.khrooj.com

وادیٔ سینائے سرمن پہ بہار آئی ہے
جلوۂ طور مچلنے کا تمنائی ہے
پھر کلیمی کی یہاں انجمن آرائی ہے
نطق توحید کو پھر حسرت گویائی ہے
شمع کی اپنے زجاجہ میں ضیا پاشی ہے
نورِ قدرت کی شبِ قدر میں شب باشی ہے

عرش کے ڈاٹوں میں ہوتا ہے چراغاں امشب
انبساط عرش سے تا فرش پر افشاں امشب
خلوتِ قدس میں خالق بھی ہے خنداں امشب
نورِ خالق کی سرِ فرش ہے باراں امشب
معرضِ جلوہ وہ رزاقی و خلاقی ہے
ہر نبیؑ چشم براہ دید کا مشتاقی ہے

کفر کے اترے ہوئے چہرے پہ سکراتیں ہیں
اور لبِ جہل پہ اب موت ہی کی باتیں ہیں
قسمتِ ظلم میں شب خون زدہ راتیں ہیں
عدل و انصاف کی پھر خفیہ ملاقاتیں ہیں
خلعتِ رشد و ہدایت میں جلی جاتا ہے
منظرِ عام پہ اک رازِ خفی آتا ہے

www.khrooj.com

رات کی گود میں جب صبح کے آثار ہوئے
زندہ دارانِ فلک سونے پہ تیار ہوئے
صبح صادق کے درخشاں لب و رخسار ہوئے
قدسی افلاک سے اس طرح نمودار ہوئے
جیسے دنیا میں کوئی دور نیا آتا ہے
یا پھر اس دھرتی پہ دھرتی کا خدا آتا ہے

ہاں یہی نیمۂ شعبان کی ہے صبح حسیں
اس لئے قدسی سوئے ارض جھکاتے ہیں جبیں
آج دنیا میں اترا آیا ہے خود ربِ زمیں
یہ تو آفاقی مسرت ہے کوئی کم تو نہیں
اس مسرت سے نہال عالم انوار ہوا
منتقم پا کے سخی غازیؑ ہے سرشار ہوا

آج ہر شے کی امنگوں پہ جوانی دیکھو
آج ہونٹوں پہ دعاؤں کی روانی دیکھو
انتقام آج ہے کہتا میرا بانی دیکھو
اب شروع ہوتی ہے خوشیوں کی کہانی دیکھو
جعفرؑ اس شب کو خداوندِ کرم آئے ہیں
انبیاء اس لئے سر کرنے کو خم آئے ہیں

www.khrooj.com

یاهو یامن ھو لاھوالاھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم

یا مولا ً کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

معصومِ کائنات

طالب امداد ہے اور فکر خم سجدے میں ہے
عظمتوں کا ذکر ہے نوکِ قلم سجدے میں ہے
کل تخیّل کی بہاروں کا ارم سجدے میں ہے
ملہمِ الہام ہے پر دل بہم سجدے میں ہے
جب افق پر کھینچتی ہے دائرے جا کر نظر
تتلیوں کا پھڑپھڑانا دیکھتی ہے پھول پر

چھیڑتی ہے فکر خستہ دورِ ماضی کی رباب
بچپنے کی یاد آتی ہے برافگندہ نقاب
کھیلتے ہیں جاگتی آنکھوں میں پھر بچپن کے خواب
خرقہ ٔ نسیاں میں سو جاتا ہے یہ دورِ شباب
بچپنے کے زانوئے عصمت پہ سو جاتی ہے فکر
دورِ طفلی کی حسیں گلیوں میں کھو جاتی ہے فکر

بچپنا گویا نمازِ صبح کی پہلی اذاں
بچپنا چاندی کے سانچے میں ڈھلی کلکاریاں
بچپنا پھولوں کی گرتی اوس کا پہلا سماں
ادھ کھلی کلیوں سے کرنوں کی شریر اٹھکیلیاں
بچپنا آدم کے حرف اولیں کی یادگار
بچپنا حوا کی پہلی آرزو کا انحصار

بچپنا تخم جوانی کے پنپنے کی ادا
بچپنا عصمت کے ساتھ ہلکے سے تبسم کا مزا
بچپنا سر سبز کھیتوں کے جھکولوں کی صدا
دور افکارِ پریشاں سے حسیں ملکِ سبا
بچپنا دھیمے سروں میں گنگنانے کا سرور
مصحفِ شانِ کرم اور دیدۂ مادر کا نور

جس کے آگے ساکن و مفلوج ہیں لوح و قلم
جس کی جلوہ گاہ میں دھیمے فرشتوں کے قدم
مہر دیدہ نطقِ شرع اور عقائد سر بہ خم
جس کی پیشانی میں عین اسلام کا مقصد رقم
پھول سے ہاتھوں میں جس کے جنبش فطرت شکار
جس کی ہلکی غنغناہٹ راحتوں کی آبشار

www.khrooj.com

جس کے سانسوں کی رمق میں جنبشِ نبضِ حیات
جس کے گرم اشکوں میں شبنم بیز اک موجِ فرات
ماں کے بے الفاظ جذبوں کی سنہری کائنات
بھولی آنکھیں چاندنی راتوں میں زاہد کی صلوات
خندۂ دنداں نما اک غنچۂ شبنم فشار
نطقِ جبرائیل جس کی بے زبانی پر نثار

جھولنا شاخوں پہ پھولوں کا ہمکنے میں نہاں
پھول کی لپٹی ہوئی پتی گلابی انگلیاں
گد گدا دے چھنچھناتے ہی طلائی چوڑیاں
ابروؤں کی ہلکی دھاری حسن کی چڑھتی کماں
بچپنا اک قطرۂ نیساں در آغوشِ صدف
حسرتِ درِ ثمین گویا قبا پوش صدف

بچپنا بھی وہ کہ جس میں حسنِ خلاقِ ازل
جو حدیثِ نور صحفِ حق تخیّل سے اجل
جس کی جانب انبیاء کے ہوں سجودِ بر محل
اور لبِ فرقان کی کل گفتگو کا ما حصل
بچپنا جس میں امامت کا سنہرا امتزاج
عہد طفلی کی ادا اس میں وہ یزدانی مزاج

WWW.KHROOJ.COM

سات پردوں میں نہاں وہ شمعِ بزمِ ممکنات
صبحِ کاذب کی طرح دورِ عباسی کی وہ رات
جھانکتی ہے فکر غرفوں سے جس کی بات بات
سامنے چشمِ تخئیل کے ہے ساری کائنات
ذہن کے پردوں پہ چلتی ہیں تصاویر خیال
دو صد و پچاس ہجری وہ سنہری ماہ و سال

ملکہؑ روما ہوئیں جب ملکہ ٔکون و مکاں
صحنِ شاہ عسکریؑ میں پایا لطفِ جاویداں
اک عروسانہ فضا ماحول خود عنبر فشاں
اور کنواری سی امیدیں قلب میں یکسر جواں
شرم سے بوجھل سی پلکیں دلہنوں جیسی ادا
اور شفق آمیز رخ پر غازۂ شرم و حیا

پھر کبھی خلوت میں سائے سے لجا جانا کبھی
آئینے کو دیکھنا اور خود ہی شرمانا کبھی
اپنے ہاتھوں کی حنا پر پیار سا آنا کبھی
پھر خیالِ شاہؑ میں وہ دل دھڑک جانا کبھی
ہر قدم کی چاپ پر اٹھتی نگاہیں بار بار
اور سندھی پلکوں کے پیچھے جھانکتا اک انتظار

www.khrooj.com

آئیں بر ساری امیدیں ہر طرف چھائی خوشی
مختصر گھر مختصر کنبہ وہ ہر سو تازگی
سر پرستی کے لئے موجود تھیں بنت تقیؑ
مل گئی سسرال میں دلہنؑ کو مہر مادری
رونقوں کے ٹھٹھ لگے اور تھی نہ تل دھرنے کی جا
رات دن رم جھم برستی تھی مسرت کی گھٹا

گو وہ تھیں بنتؑ تقیؑ شہزادیٔ ملکِ عدن
عسکریؑ ذیشان کے والدؑ کی تھیں پیاری بہن
احترام ان کا سدا ملحوظ رکھتے تھے حسنؑ
ان سے ممتا کا سکوں پاتے تھے سلطانِ زمنؑ
ان کو بھی معلوم تھا ان کا بھتیجا ہے امامؑ
اس لئے کرتی تھیں وہ اپنی بہوؑ کا احترام

دیکھ کر آمد بہوؑ کی حمد کرتی تھی نثار
اٹھ کے خود تعظیم کو صلوات پڑھتیں بار بار
بوسہ پیشانی کے دیتی تھیں سدا صد انکسار
ہاتھ آنکھوں پہ لگانے کو سمجھتیں افتخار
پھر غلامی پہ بہوؑ کی چین یوں پاتی تھیں وہ
پھر کبھی نعلین بھی دلہنؑ کو پہناتی تھیں وہ

www.khrooj.com

دستِ بستہ عرض کرتیں ملکۂ شاہِ انام
آپ پر لازم نہیں واجب ہے مجھ پہ احترام
آپ تو ہیں دخترِؑ بنتِ نبیؐ خیرالانام
آپ کی باندی ہوں میں میرا کنیزی ہے مقام
راست کرتی ہیں جو میری جوتیوں کو بار بار
اے نبیؐ زادی مجھے کرتی ہیں کیونکر شرمسار

ہنس کے فرماتی تھیں تب وہ دخترِؑ شاہِ اممؐ
یہ بجا ہے میں سیادت میں ہوں تجھ سے محترم
ظاہری رشتہ بجا ، ربِ دو عالم کی قسم
تو نے پایا ہے امامِ وقت کا ہونا حرم
میری عظمت اک طرف لیکن یہ تیری شان ہے
جوتیاں مجھ کو اٹھانے دو تو یہ احسان ہے

اس قدر شانِ شاہانہ سے کٹے لیل و نہار
ڈولیاں خوشیوں کی لاتے تھے وہ لمحوں کے کہار
جن کا ہر اک دن تھا اک گلدستۂ فصلِ بہار
زندگی قوسِ قزح تھی کہکشاں جس پر نثار
دو صد بچپن نے دی پھر اک مسرت کی نوید
نیمۂ شعباں کی شب لائی حقیقی روزِ عید

WWW.KHROOJ.COM

گود میں اک گل کھلا آنگن بنا رشکِ ارم
ذہنِ عالم میں لیا حق کی حکایت نے جنم
روئے ہستی پر رکھا آ کے ہدایت نے قدم
پایا ممتا کی انگوٹھی نے نگینِ محترم
عالمِ انسانیت کو ملجیٰ و ماویٰ ملا
اور ادھر ممتا کے دل کو پیار بہلاوا ملا

لوریاں بیٹے کی الفت میں وہ گانا بار بار
پیار میں ہونٹوں کو ہونٹوں سے لگانا بار بار
ناز سے دلبند کا پلنا ہلانا بار بار
ملکِ روما کی کہانی بھی سنانا بار بار
دل میں انجانی خوشی ہونٹوں پہ میٹھی لوریاں
پیار سے زانو ہلانا ہلکی ہلکی تھپکیاں

دھیمے لہجے میں وہ اک بھرپور جذبے کا مٹھاس
رحمتوں کے زیب تن گویا تھا ممتا کا لباس
تلبیہ کہتی نگاہیں کعبۂ الفت کے پاس
چشم کاری میں ہوا قرآں کا جیسے انعکاس
رسمساتا گود میں ننھا سا جسم نازنیں
جس طرح ذہنِ ربّا میں اک قصیدہ جاگزیں

www.khrooj.com

معرضِ طفلی میں تھا گویا رسول انبساط
گویا تمہید ہدایت تھی درونِ احتیاط
تھا ابھی تک اپنے ہی وجدان میں ربِ نشاط
اور تھے غیبت سے ابھی کچھ دور اعراب و نقاط
بچپنے کے صحن میں رکھا لڑکپن نے قدم
اور ہی بل کھا گئے ان کاکلوں کے پیچ و خم

اک سنہری گیند وہ بازیچۂ مقصد مزاج
کھیل کا وہ انہماک اور کمسنی کا اس پہ راج
کھیل میں باباؑ سے وہ اَحسَنت کا لینا خراج
عظمت اور شہزادگی کا روئے حق پر امتزاج
دوڑ کر امی کی باہوں میں وہ آ جانا کبھی
باپ کی آغوش میں الفت سے پھر آنا کبھی

اک طرف طفلی ادھر منصب کے پیچیدہ امور
اور ہدایت کے لئے پیہم خوارق کا صدور
حلقۂ بینش میں یکساں عالمِ نزدیک و دور
قدسیانِ چرخ کی جملہ جبینوں کے حضور
بھیس میں طفلی کے تھی یہ آیۂ شَیءٍ عَلِیم
تھا قبائے نور میں اترا یہ قرآنِ کریم

www.khrooj.com

کیسہ ہائے خمس کی تحصیل از روئے کرم
سر بہ مہر الفاظ اور وہ بے قلم کرنا رقم
اور وہ توقیعات کھائے جن کی قرآں بھی قسم
وہ نفاذِ دینِ حق تبلیغ راہِ محترم
ابلقِ ایام پھر پہلو بدلتا رہ گیا
یونہی مستقبل کڑے ماضی میں ڈھلتا رہ گیا

وقت کے کہرے میں دھندلانے لگے سال وشہور
روز و شب زندانیِ ماضی ہوئے تو بے قصور
جھٹپٹے بھیگے ڈھلیں راتیں اُگے ویراں سحور
خود کشی کرتے رہے لمحات کے وحشی طیور
دو صد و سبعین ہجری کو ملی پہلی ربیع
اور خزاں کی چیرہ دستی کا ہوا حلقہ وسیع

ہوگیا یعنی درِ دُرجِ حسن درِ یتیم
ہوگئی دوشیزۂ اسلام کی حالت سقیم
نذرِ آتش ہوگئی تقدیس انساں کی گلیم
کوہِ غم ٹوٹا ہوا خود طور سینا بے کلیم
جل گئی کشتِ امامت آخری زہر آب سے
اور سفاہت سج گئی تقدیس کے القاب سے

www.khrooj.com

چھٹ گئے غیبت کے پردے چھا گئی ظلمت کی رات
ڈھل گئے شامِ غریباں میں جہاں کے واقعات
زانوئے تشکیک پر سونے لگی کل کائنات
عرق آلودہ ہوئی پیشانیِ کیفِ حیات
ظلم نے الٹی نقاب رخ پھٹے آتش فشاں
قصرِ وحدت کو گرانے پر تلیں گستاخیاں

دیدۂ فرعون میں چمکی تمنائے کلیم
آ گیا اسلام کی وادی میں پھر سیلاب سیم
بطنِ ذلت سے ہوئے پیدا وہ کم ظرف ولئیم
روزِ اول سے جو تھے غارت گرِ عقل سلیم
اشتہا آلود نظریں جم گئیں سوئے حرم
شمع حق کی سمت اٹھے کفر کے تیرہ قدم

خانہ ٔ عصمت پہ دی دستک ید تکفیر نے
دفعتاً سنجیدگی پائی رخِ تقدیر نے
سوئے قدرت رخ کیا نمرودیت کے تیر نے
بیتِ حق پہ فیل بھیجے ابرہہِ تصویر نے
خانہ ٔ اطہر کو گھیرا خواہشِ سفیان نے
پھر بنی ہاشم کو گھیرا ورطۂ مروان نے

www.khrooj.com

پھر تدابیر امیہ کے بڑھے دستِ محن
عصر کے شبیرؑ کو ہونا پڑا پھر بے وطن
ہو گیا پامال پل میں ماں کی ممتا کا چمن
لگ گیا خورشید پیکر آرزؤں کو گہن
عسکریؑ کے صحن میں رکھا قیامت نے قدم
تل گئیں گستاخیوں پہ دیدۂ ظلم و ستم

کیا کہوں تاریخ اپنے آپ کو دہرا گئی
ظلم کی جرات بڑھی شامِ غریباں آ گئی
ملکہ ٔ روما نئے حالات سے گھبرا گئی
جس مصیبت کا تھا دھڑکا وہ اچانک آ گئی
پردہ ٔ وحدت میں مخفی تھی اگرچہ ذات پاک
پھر بھی بیٹے کی جدائی میں جگر تھا چاک چاک

فرطِ غم سے رو کے کہتی تھی محمدؐ کی بہو
اے جفا زادو نہ تھی مجھ سے مناسب گفتگو
صحن میں قدسی بھی آ سکتے نہ تھے غیر از وضو
کیا نہیں قرآن میں فرمانِ حق لاتدخلوا
خانہ ٔ ختم الرسل ہے خانہ ٔ سلطانِ دیں
صحنِ شاہِ عسکریؑ بھی عرش سے کم تو نہیں

دیکھ کر سرتاج کی تربت یہ کی رو کر کلام
اے امیر وقت ہے یہ آخری میرا سلام
السلام و الوداع اے شاہِ حق خیرالانام
ہو حفاظت میں تیری آقاؐ میرا کمسن امامؑ
میں تو ہوں کرنے چلی سنتِ تیری جد کی ادا
صبر کی توفیق دیں باندی کو اے ظلِ خدا

بنتِ شاہ روم ہوں پروردہِ ناز و نعم
بے خبر آلام سے تھی آپ کے سر کی قسم
آپ کا یہ خانہ ٔ اطہر نہ تھا جنت سے کم
ہے بہت تکلیف دہ آقا یہ اندازِ ستم
لے کے بیٹے کو یہ گھر اب چھوڑ کے جاتی ہوں میں
خود کو تنہا دیکھ کر کچھ اور گھبراتی ہوں میں

ماں کی ممتا بن گئی اک درد کی آماجگاہ
ذہن میں گھومے کڑے حالات کے پر پیچ راہ
فکر دختر کا ادھر آنکھوں میں کل دنیا سیاہ
طائرانہ الوداعی قبر پہ ڈالی نگاہ
رو کے تربت سے کہا شاہِ امم اب الوداع
اپنی باندی پر رہے چشم کرم اب الوداع

www.khrooj.com

غارِ سرمن کی طرف دیکھا کہا اب الوداع
درد و غم کی ہو چکی ہے انتہا اب الوداع
کہہ رہی ہے دل میں ماں کی مامتا اب الوداع
اے میرے کمسن تیرا حافظ خدا اب الوداع
کتنی حسرت خیز ہے بیٹا یہ تیری کمسنی
لوریاں تجھ کو سنائے گی یہ میری بیوگی

پھر مقدر کیا ہے آج آوارہ وطن
پھر پریشاں ہیں جبیں پہ کاکلِ رنج و محن
کفر کی تاراج دستی میں ہے پھر میرا چمن
مجھ سے پھر روٹھی ہوئی ہے چین کی مائی دلہن
اس طرح دکھ کا جاری ہوا پہلا سفر
درد و غم کے رات دن کھلتے گئے پھر در پہ در
جعفرؔ اب خاموش اس غم کی نہیں ہے انتہا
اشک باری میں مناسب ہے بیانِ مدعا
پردہ دار محملِ ایمانِ قلب انبیا
لیلیٰ تعجیل سے الفاظ کا گھونگھٹ اٹھا
یعنی اس ممتا کے دردوں کا سہارا چاہیے
یعنی تخت و تاج کو وارثؑ ہمارا چاہیے

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

یاهو یامن ھو لاھوالا ھوالحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھوالحی القیوم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

رحلت

ماں کا رشتہ بھی عجب رشتہ ہے زیرِ آسماں
دورِ خود غرضی میں قائم اس سے ہیں کون و مکاں
انبیاء مبعوث گر کرتا نہ خلاقِ جہاں
اس کی رحمت کی نمائندہ فقط تھی ایک ماں
دیکھنا ہو گر کہ کتنا مہربان ہے ذوالجلال
ماں کی صورت میں نکھر آتے ہیں اس کے خد وخال

ماں کی ممتا ہی میں ڈھل جاتا ہے کوثر کا خرام
جس کی میٹھی لوریوں میں شفقتوں کا اہتمام
ماں کے اس رشتے میں اک پیوستگی اک احترام
زندگی آغوشِ مادر ہی میں پل جانے کا نام
ماں کے پیکر میں سہاروں کا حسیں احساس ہے
ماں کے میٹھے لفظ میں بھی دودھ کا میٹھاس ہے

www.khrooj.com

ماں کے پیکر میں ڈھلی ہے رحمتِ پروردگار
زیست کے صحرا میں یہ اک سایۂ طوبیٰ شعار
زندگی کی لوُ کے جھونکوں میں یہ اک ابرِ بہار
راحتیں آغوشِ مادر کی فضاؤں پر نثار
ماں کی آنکھوں میں ہمیشہ نورِ الفت کی چمک
ماں وہ جس کی لمس میں بھی گرم بوسوں کی مہک

نور کی اک جھیل ہے یہ عصر کے کوہسار میں
یہ پلی بے لوث جذبوں کی مقدس ڈار میں
اس کے ہونٹوں کی ہر اک جنبش مگن ایثار میں
اس کی ہر اک بات گم ممتا کے گہرے پیار میں
ماں وہ رشتہ ہے کہ جس میں منفعت ہی منفعت
پیار کے جملہ تقاضوں کی ہے ماں ہی شش جہت

جس کے سائے میں تھکے ذہنوں کو ملتا ہے قرار
جس کے سائے میں سکونِ قلب کی میٹھی پھوار
جس کے سائے میں خنک جھونکوں میں راحت کا خمار
جس میں اک اپنائیت کے گرم لمحوں کا حصار
موت سے جا کر لپٹ جاتی ہے ماں کی ایک آہ
عرش کے کنگروں سے ٹکراتی ہے ماں کی ایک آہ

www.khrooj.com

جس کی گرم آغوش پر راحت بھری نیندیں فدا
جس کی گودی میں سدا پلتی ہے جنت کی فضا
جس کی ہلکی تھپکیوں میں راحتوں کا رت جگا
جس کی جھولی میں بہل جاتی ہے بچپن کی انا
جس کی اک موجودگی لاکھوں سہاروں سے فزوں
ماں کی شفقت کا فقط احساس فردوسِ سکوں

ماں کی امیدوں میں بچوں کا سدا بخت جواں
جس کے شبنم بیز فقرے زندگی کا کارواں
اور وہ ممتا کی دعائیں مصحفِ امن و امان
ڈال دیتی ہے دعاؤں میں یہ اک الفت سے جاں
ماں کی اس آغوش میں لیتی ہے فطرت بھی پناہ
آدمیت کی ہے یہ آغوش پہلی درسگاہ

جس کے سانسوں کی مہک میں بھی ہزاروں لوریاں
جس کی ہلکی گنگناہٹ میٹھی نیندوں کا سماں
ذہن میں راحت بھریں بالوں میں چلتی انگلیاں
مہرِ مادر مہرِ انساں پر مہرباں آسماں
ماں شعورِ آدمیت فکر کی پروردگار
آدمیت کی بلندی کا ہے اس پر انحصار

اپنے بچوں پر فدا ہونا یہ ممتا کی ادا
گر دکھی اولاد ہو تو یہ سراپا کربلا
گر کبھی تکلیف میں بچوں کو دیکھے مبتلا
اپنے سینے میں جلا لیتی ہے آہوں کی چتا
جان دے اولاد پر یہ زندگی کو ٹال کر
بات کرلے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

ماں بھی ایسی ماں جو آئی بردِ ممتا اوڑھ کر
نورِ حق آیا تھا بشریلا سراپا اوڑھ کر
عصمتِ مریم تھی آئی روحِ عیسیٰ اوڑھ کر
رحمتیں نکلی تھیں اک مادر کا سایہ اوڑھ کر
جس کی رگ رگ میں مچلتا تھا لہو ایثار کا
شکلِ انساں میں جو اترا تھا فرشتہ پیار کا

ماں بھی وہ جس پر تمامی الفتوں کا انحصار
زندگانی جس کی محلوں کی فضا سے ہمکنار
ناز و نعمت کی فراوانی مسلسل اقتدار
رحمتِ کونین جس کے طبعِ نازک پر نثار
ملکہء روماؑ ادھر شہزادیِء کون و مکاں
عظمتوں کے کان میں جس کی بلندی کی اذاں

www.khrooj.com

جس کے دل میں نورِ الفت کا سمندر موجزن
ایک ہی گل سے وہ مہکا جس کی ممتا کا چمن
جس کی قسمت کا ستارہ دے سکا صرف اک کرن
جس کی مالا میں سجا صرف ایک یاقوتِ عدن
مامتا کی جھیل میں تو کھل سکا بس اک کنول
گودِ مادر کو ملا اک زندگی کا ما حصل

جب ہوئی بنتِ یشوعاؑ بنتِ سرورؐ کی بہو
شاہ عسکرؑ کے حرم میں پایا اوجِ آبرو
قیصری نرگس نے پائے اہل بیتی رنگ و بو
کر گئی معراج ہر دل میں مچلتی آرزو
شاہتوں کو چھوڑ کر پایا امامت کا حرم
ہوگئیں جگ سے نبیوں کی نگاہ میں محترم

مختصر گھر میں بھی تھا عالم کی شاہت کا مزا
خانۂ حق میں سکونِ قلب وہ حاصل ہوا
راحتیں آٹھوں پہر قدموں پہ جھکتی تھیں سدا
زندگی تھی راحتوں کی ایک باریدہ گھٹا
تین سو پچپن میں تھا آغوش میں گل کھل گیا
پھر بتول عصرؑ کو اک فخرِ عیسیٰؑ مل گیا

www.khrooj.com

رونقیں پھر یوں بڑھیں یہ گھر ہوا خلدِ بریں
لوریوں کی گنگناہٹ میٹھی میٹھی انگبیں
آتے تھے پلنا جھلانے رات دن روح الامیں
صحن کی اجلی فضا رونق کی نت جھکتی جبیں
گھر کی خاموشی میں تھیں راحت کی مینا کاریاں
گدگدی کرتی تھیں پھر معصوم سی کلکاریاں

پانچ برسوں تک رہی اس گھر میں اٹھلاتی بہار
امتِ ملعون کو گزری یہ رونق نا گوار
تحفۂ اجداد دینے پر ہوئی رعیت تیار
کر لیا آلامِ وحشی نے پھر اس گھر کا حصار
بیوگی کا کوہ ٹوٹا ملکۂ کونینؑ پر
ہوگئیں مرکوز نظریں صرف نورالعینؑ پر

کمسنی معصومیت سر پر یتیمی کے الم
دشمنی کے اٹھتے طوفانوں میں دنیا کے ستم
ملکہؑ کونین پر وارثؑ کا غم بیٹےؑ کا غم
منہ کو آتا تھا کلیجہ دیکھ کر آنکھوں میں نم
پونچھتی تھیں اشک رخ کو پھیر کر وہ پر ملال
کھل کے رونے میں تھا حائل طفلِ کمسن کا خیال

www.khrooj.com

گود میں لیتی پسر کو غم بھلانے کے لئے
تھپتھپاتی تھی وہ بیٹے کو سلانے کے لئے
تلخ تھیں آنکھیں ادھر آنسو بہانے کے لئے
صرف ٹھنڈی سانس کافی تھی رلانے کے لئے
ضبط کرنے پر نکل جاتی تھیں ہلکی سسکیاں
چبھتی تھیں آنکھوں میں اشکوں کی مسلسل کرچیاں

مامتا بے بس تھی درد و غم کے ان کے صدمات میں
نام لینا لعلؑ کا مشکل تھا ان حالات میں
ہو گئے ممتا کے دن تبدیل غم کی رات میں
آنکھیں اشکوں سے اٹی رہتی تھیں کل اوقات میں
آخر اک خاموش دن نے دی رہائی کی نوید
دل میں بیٹے کی جدائی کے اٹھے طوفاں شدید

بین کرتیں تھیں وہ ہمیشہ زخمی دل کو تھام کر
آج ماں مایوس ہے تیری ذرا لینا خبر
مجھ کو سینے سے لگا جا اے میرے نورِ نظرؑ
مجھ کو اپنے ساتھ لے جا اے میرے لختِ جگرؑ
اے میرے بیٹے ہے مجھ سے اجنبی سارا جہاں
سوچتی ہوں اسی بھری دنیا میں میں جاؤں کہاں

www.khrooj.com

نہ تیرا باباؒ نہ تو ویراں ہے میری کائنات
ہر طرف ہے چھا چکی آلام کی تاریک رات
اک برابر ہے میری نظروں میں اب موت و حیات
یاد آتی ہے تیری بچپن کی مجھ کو بات بات
کون ہے میرا یہاں حاصل کہاں ہوگا قرار
ہے سہارا زندگی کا تیرے بابا کی مزار

زندگی میں ملکۂ عالم کا یہ دستور تھا
دن کو رہتے غارِ سرمن پر ہمہ تن التجا
لب پہ آہوں کی مدیں آنکھوں میں ساون کی گھٹا
دل میں بیٹے کی جدائی میں تڑپتی مامتا
جب بھی سورج رات کی آغوش میں لیتا سکوں
سب امیدوں کی تڑپتی لاش ہوتی غرقِ خوں

جب پرندے شب کو لیتے آشیانوں میں پناہ
رات کر دیتی پریشاں اپنی ہر زلفِ سیاہ
سونے آنگن کی طرف کرتی تھی پھر بی بیؒ نگاہ
منجمد ہونٹوں سے ٹکراتی کوئی اک سرد آہ
حد سے بڑھ جاتے دکھیؒ بیوہ کے جب درد و الم
تربتِ سرتاجؒ کی جانب ہی اٹھ جاتے قدم

ہاتھ میں ہوتا تھا اک چھوٹا سا مٹی کا دیا
خشک لب آنکھوں میں نم اور دل میں اک محشر بپا
خاک سے معمور سر اطہر بنا ماتم سرا
زرد چہرے سے عیاں مایوسیوں کی انتہا
دیکھنا تربت کو وہ آنکھوں میں فرطِ بیکسی
دل میں ممتا کی تڑپ اس پر خیال بیوگی

بیٹھ کر تربت کے سرہانے جلاتیں جب چراغ
دھندلی دھندلی روشنی میں تملا جاتا دماغ
ساتھ شمع کے سلگتا تھا جگر کا داغ داغ
جب قفس میں پھڑ پھڑاتی روح جل اٹھتے ایاغ
ایک لاوے کی طرح دل سے ابل پڑتا تھا خوں
قبر پر سر رکھ کے سونے سے تھا کچھ ملتا سکوں

ایک شب آنچل سنبھالے لائی پیغامِ الم
ہر طرف تاریک شب ہلکی ہوا کچھ چشم نم
ایک خاموشی کا عالم سسکیوں کے زیر و بم
چاند کچھ مایوس اور کچھ زرد سا از فرطِ غم
رات بھی تھی بیوگی کے غم میں پیہم سوگوار
تھی سیہ پوشاکِ شب اس سوگ میں افسردہ وار

www.khrooj.com

ایک سناٹا کہ صحرایا ہوا دریائے درد
رات کی ٹھٹھری ہوئی نبضوں کی جنبش سرد سرد
ہلکی ہلکی چاندنی ماحول سارا گرد گرد
ہر شجر ویران ہر پتے کا چہرہ زرد زرد
ایک خستہ قبر پر اک ٹمٹماتا سا دیا
قبر سے کچھ دور بیوہ ماںؐ ہمہ تن التجا

قبر پر نظریں لرزتے ہونٹ آنکھیں خوں فشاں
زرد چہرے پر عیاں اک غم کئی مایوسیاں
ضبط کا عالم گلے میں رکتی لاکھوں ہچکیاں
جذب سیلی سی ردا میں آنسوؤں کا کارواں
اور وہ خالی جھولی کتنی حسرتوں سے پاش پاش
جس میں ممتا کی امیدوں کی وہ اک ٹھنڈی سی لاش

اور تصور میں تو ہے تصویر بیٹے کی عیاں
بھولی بھالی وہ حسیں آنکھیں حسیں کلکاریاں
یاد آتی ہیں جو کمسن لعلؐ کی محرومیاں
درد کے عالم میں ہونٹوں پر اٹک جاتی ہے جاں
فرطِ غم سے جب بھی ہونٹوں سے پھسل جاتی ہے آہ
عرش بن جاتا ہے اک بھونچال کی آماجگاہ

www.khrooj.com

رو کے کہتی ہے اے میرے چاند اے لختِ جگرؑ
کھو گیا ہے تو کہاں ماںؑ کو تڑپتا چھوڑ کر
ہو رہی ہوگی نجانے زندگی کیسے بسر
کمسنی معصومیت دشمن جہاں مژگاں بھی تر
تیری فرقت کا ہر اک لمحہ قیامت خیز ہے
میری آنکھوں کا ہر اک آنسو شرر آمیز ہے

دیکھتی ہوں ہر طرف سارا جہاں ویران ہے
سونے سونے گھر پہ چھایا آسماں ویران ہے
میری امیدوں کی رنگیں کہکشاں ویران ہے
بام و در ویران ہیں یہ آستاں ویران ہے
ہجر کی تاریک شب بیوہ کے سر پر چھا گئی
میری قسمت کو ہے بیٹے موت کی نیند آ گئی

آج اس طوفانِ غم کا بھی نیا انداز ہے
میرے کانوں میں تیری مانوس سی آواز ہے
اک تیرا غم ہے طبیعت بھی میری ناساز ہے
زندگی بارِ گراں لگتی ہے یہ کیا راز ہے
میری تنہائی میں اٹھتی ہے جو موجِ اضطرار
تیری غیبت میں مجھے یہ زندگی ہے ناگوار

www.khrooj.com

آ میرے سینے سے لگ جا اے میرے کمسن پسر
چند لمحوں کی ہوں میں مہماں میرے نورِ نظر
حسرتیں دل میں سلگتی ہیں تڑپتا ہے جگر
دل دھڑک جاتا ہے اپنی گود خالی دیکھ کر
مانگ بھی اجڑی ہے میری گود بھی خالی میری
ہوگئی ویران دنیا حسرتوں والی میری

یاد آتی ہیں تیری وہ میٹھی میٹھی بولیاں
کان میں رس گھولتی باتیں وہ بھولی بھولیاں
رونقیں اس سونے آنگن کی تیری ہمجولیاں
صحن میں پھرتی فرشتوں کی وہ ننھی ٹولیاں
اب تو اس گھر پر ہے آسیبی خموشی چھا گئی
اب خزاں ہے میرے ارمانوں کے گل مرجھا گئی

ہر طرف اٹھتی ہوئی نظروں کو تیری جستجو
ماں کو تنہا چھوڑ کر جانے کہاں کھویا ہے تو
اب میری ویران نظریں ڈھونڈتی ہیں چار سو
آتشِ فرقت سے جلتا ہے ایاغوں میں لہو
نزع ہے مخمور آنکھوں کو ہے تیرا انتظار
میں نے کچھ سانسیں قضا سے مانگ لی ہیں مستعار

www.khrooj.com

تو میرے بالیں پہ آ زانو پہ رکھ مادر کا سر
کچھ سکوں آمیز ہو میرا یہ وقتِ مختصر
کر رہی ہوں آج میں اس دارِ فانی سے سفر
ہاتھ تو آنکھوں پہ دے ہے منتظر یہ چشمِ تر
تیرے کومل ہاتھ خود آنکھوں پہ جب پاؤں گی میں
قلب کی ٹھنڈک سے دنیا سے گزر جاؤں گی میں

تیرے ملنے کی یہ حسرت قلب کو تڑپائے گی
لاش میری راہ تیری دیکھتی رہ جائے گی
مامتا کو جب لحد میں یاد تیری آئے گی
روح میری خلد میں راحت کبھی نہ پائے گی
غم میں دیواروں سے سر جنت میں ٹکرائے گی روح
ڈھونڈنے تجھ کو تو جنت سے نکل آئے گی روح

تجھ کو بیٹا مامتا کے اس سجے سر کی قسم
چشم پر نم کی قسم اس قلبِ مضطر کی قسم
بیوگی کے درد میں اس شب کے منظر کی قسم
جلتے اشکوں کی قسم اس بھیگی چادر کی قسم
آ نزع کا وقت ہے آنکھوں کو اک دیدار دے
میرے ان سوکھے ہوئے ہونٹوں کو صرف اک پیار دے

www.khrooj.com

بجھ رہا ہے آج میری زندگانی کا دیا
جل رہی ہے میری نبضوں میں حرارت کی چتا
آخری لمحات ہیں ہونٹوں پہ ہے اک مدعا
اے میرے بیٹے تیرا دنیا میں حافظ ہو خدا
کاش تو بالیں پہ ہوتا دیکھتا ہونٹوں پہ جاں
درد میں ڈوبی تو گنتا آخری یہ ہچکیاں

یہ صدا ہونٹوں پہ تھی چہرے پہ زردی چھا گئی
دل کی دھڑکن رک گئی ساری زمیں تھرا گئی
سانس تیز ہونے لگی آنکھوں میں حرکت آ گئی
ایک ہچکی لی تو وحدت عرش پر گھبرا گئی
تھم گئیں نبضیں تو دھارا زندگی کا مڑ گیا
روح کا پنچھی قفس میں پھڑ پھڑایا اُڑ گیا

جب ہوئی بنتِ نقیؑ پاک کو اس کی خبر
آئیں بیٹے کی لحد پر پاک بی بیؑ دوڑ کر
اشک آنکھوں میں رواں کھولے ہوئے رنجور سر
عسکریؑ ذیشان کی تربت پہ کی آ کر نظر
دیکھ کر حالت بہوؑ کی سر سے آنچل گر گیا
صحنِ شاہ عسکریؑ خود بن گیا ماتم سرا

دیکھا بی بیؑ نے کہ ہے شہزادیؑ کون و مکاں
خستہ تربت پر رکھے ماتھا ہیں سوئی نیم جاں
چھا چکی ہیں رخ پہ تو کچھ موت کی پرچھائیاں
سر کھلا ہے جس میں ہیں سمٹی ہوئی محرومیاں
ادھ کھلی آنکھوں میں تو تھا خیمہ زن اک اضطرار
سو چکا تھا نور ، تھا نورِ نظر کا انتظار

اہلِ خانہ نے کیا غسل و کفن کا اہتمام
شاہ عسکرؑ کے چنا ہمراہ تربت کا مقام
بعد از غسل و کفن پہنچے جنازے پر تمام
قبر میں رکھنے کا جب ہونے لگا پھر انتظام
تب کہا بی بیؑ نے سب جائیں جنازہ چھوڑ کر
آخری دیدار کرنا ہے بہو کا اک نظر

رونمائی کے لئے کھولے گئے بندِ کفن
کر گئی غش دیکھ کر شہزادیؑ ملکِ عدن
رو کے کہتی تھی تو آ جا اے میرے شاہِ زمنؑ
ماں کا سایہ ڈھل چکا ہے اے میرے ابن حسنؑ
رونمائی ہو رہی ہے قبر بھی تیار ہے
آؤ مل لو ماں سے ان کا آخری دیدار ہے

WWW.KHROOJ.COM

جس کی گودی میں پلے ہو کر گئی ہیں وہ سفر
اے یتیمی کے مسافر اے میرے خستہ جگرؑ
ماںؑ تمہاری جا چکی ہیں دارِ فانی چھوڑ کر
دیکھنا ماںؑ کا میسر ہوگا روزِ حشر پر
ماں کو تربت میں اتارو آخری دیدار لو
زرد چہرہ ماںؑ کا دیکھو ہو سکے تو پیار لو

پھر ہوا معصومؑ سردابِ مبارک سے عیاں
اک گریباں چاک اور آنکھوں سے آنسو بھی رواں
سر پہ چھوٹا سا عمامہ ادھ کھلا ، لب پر فغاں
سر میں کچھ خاکِ شفا رخ سے عیاں محرومیاں
ننھے رخساروں پہ تو گردِ یتیمی کا اثر
اور ہر اک نوکِ پلک پر اشکِ خونی کے گہر

آکے ماںؑ کی لاش پر معصومؑ رو کر گر پڑا
اس قدر روئے لپٹ کر ضبطِ غم نہ ہو سکا
سر کو چھاتی میں چھپانا بچپنے کی اک ادا
سر رکھا چھاتی پہ اور پھر سسکیوں کی انتہا
بندھ گئی ہچکی تھا دل میں موجزن دریائے غم
کر رہی تھی تر کفن کو آتشیں اشکوں کی نم

www.khrooj.com

اک طرف رخ سے کیا رو رو کے دامانِ کفن
دیکھ کر چہرے کی زردی خشک ہونٹوں کا چمن
ماںؑ کے چہرے پر جھکے روتے ہوئے شاہِ زمنؑ
دیکھ کر خاموش لب دل سے اٹھے فطرت کے گھن
ضبط کا دامن چھٹا ماتھے پہ دیتے پیار بھی
ماںؑ کے رخساروں سے مس کرتے کبھی رخسار بھی

رو کے کہتے تھے میرے بچپن کو بہلائے گا کون
گود میں لے کر مجھے وہ لوریاں گائے گا کون
گرد آلودہ میری زلفوں کو سلجھائے گا کون
بے سہارا زندگی کو پیار دکھلائے گا کون
اک اکیلا رہ گیا ہوں دشتِ پر آلام میں
اب نہیں کوئی کشش الفت کے میٹھے نام میں

غم سے گھبرایا ہوں دو دامانِ شفقت میں اماں
اس یتیمی میں ہمارا کون ہے اب مہرباں
سب میرے دشمن ہیں جاؤں اک اکیلا میں کہاں
آج کیوں چلتی نہیں بالوں میں میرے انگلیاں
پیار کیوں کرتے نہیں کیا آج ہیں مجھ سے خفا
کس قدر مایوس کن ہے روٹھنے کی یہ ادا

www.khrooj.com

ماں کی باہیں کھل گئیں یہ لاش سے آئی صدا
آ میرے کمسن میری چھاتی سے لگ جا مہ لقا
تیرے آنسو دیکھ کر روتی ہے میری مامتا
تیرے بچپن کی یتیمی پر ہزاروں جاں فدا
تو صدا مہکے اے میری آرزوؤں کے چمن
تو نہ دکھ دیکھے کبھی ہنستے رہو ابنِ حسنؑ

جعفرؑ عالم میں بڑا صدمہ ہے ماں کا انتقال
یہ وہ گہرا زخم ہے جس کا نہیں ہے اندمال
رات دن کر یہ دعا اے کردگارِ ذوالجلال
ختم ہو آلِ محمدؐ کا یہ دورِ پر ملال
والیٔ خضراؑ کی آمد سے مٹیں درد و الم
بھیج قائمؑ کو الٰہی تجھ کو قائمؑ کی قسم

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

WWW.KHROOJ.COM

یاھو یامن ھو لاھو الاھو الحی القیوم یا ھو یا من لا یعلم ماھو الا ھو الحی القیوم

یا مولا کریم عجل اللہ فرجك و صلوات اللہ علیك

حوالہ جات

R_1 ......مہدی موعود از عماد زادہ ص260، دار السلام ص94، اکمال الدین صدوق

R_2 ......غیبت طوسی ص125

R_3 ......بحار الانوار 51 ص11، غیبت طوسی ص125

R_4 ......بحار الانوار 51 ص11، غیبت طوسی ص126

R_5 ......غیبت طوسی ص25

R_6 ......بحار الانوار 51 ص11، غیبت طوسی ص125

R_7 ......بحار الانوار 51 ص11، غیبت طوسی ص125

R_8 ......بحار الانوار 51 ص11، غیبت طوسی ص125

R_9 ......بحار الانوار 51 ص11، غیبت طوسی ص125

R_10 ......غیبت طوسی ص124

R_11 ......غیبت طوسی ص125

R_12 ......غیبت طوسی ص125

R_13 ......غیبت طوسی ص125

www.khrooj.com

R_14 ......غیبت طوسی ص125

R_15 ......غیبت طوسی ص125

R_16 ......غیبت طوسی ص128

R_17 ......غیبت طوسی ص128

R_18 ......غیبت طوسی ص128

R_19 ......غیبت طوسی ص128

R_20 ......العسکری بلگرامی

R_21 ......کتاب اسد الدجیل کا خلاصہ

R_22 ......مفاتح الجنان

R_23 ......مفاتح الجنان زیارت ملکہ روم صلوات اللہ علیہا

R_24 ......غیبت طوسی ص147

R_25 ......بحار الانوار 51، غیبت طوسی، در مقصود

R_26 ......غیبت طوسی ص134-123

R_27 ......در مقصود، العسکریؑ

R_28 ......غیبت طوسی

R_29 ......منتخب الاثر ص323

R_30 ......منتخب الاثر ص342

R_31 ......منتخب الاثر ص330

R_32 ......غیبت طوسی ص143

www.khrooj.com

R_33 ......غیبت طوسی ص144

R_34 ......منتخب الاثر ص341

R_35 ......غیبت طوسی ص142

R_36 ......منتخب الاثر ص337

R_37 ......در مقصود ص16

R_38 ......منتخب الاثر ص343

R_39 ......منتخب الاثر ص343

R_40 ......منتخب الاثر ص342

R_41 ......منتخب الاثر ص331

R_42 ......منتخب الاثر ص332

R_43 ......منتخب الاثر ص343

R_44 ......منتخب الاثر ص342

R_45 ......منتخب الاثر ص344

R_46 ......منتخب الاثر ص337

R_47 ......غیبت طوسی ص144

R_48 ......غیبت طوسی ص148

R_49 ......غیبت طوسی ص148

R_50 ......منتخب الاثر ص341

R_51 ......منتخب الاثر ص343

www.khrooj.com

R_52 ......منتخب الاثر ص342

R_53 ......غیبت طوسی ص 148

R_54 ......غیبت طوسی ص 148

R_55 ......منتخب الاثر ص341

R_56 ......غیبت طوسی ص 148

R_57 ......غیبت طوسی ص 144

R_58 ......غیبت طوسی ص 144

R_59 ......غیبت طوسی ص 144

R_60 ......غیبت طوسی ص 144

R_61 ...... در مقصود، منتخب الاثر ص 357

R_62 ......الزام الناصب ص105

R_63 ......الزام الناصب ص105

R_64 ......الزام الناصب ص105

R_65 ......غیبت طوسی ص 147

R_66 ......غیبت طوسی ص 147

R_67 ......غیبت طوسی ص 217

R_68 ......منتخب الاثر ص349

R_69 ......منتخب الاثر ص349

R_70 ......منتخب الاثر ص349

www.khrooj.com

R_71 ......منتخب الاثر ص356

R_72 ......العسکری ص14

R_73 ......العسکری

R_74 ......منتخب الاثر ص341

R_75 ......منتخب الاثر ص341

R_76 ......الزام الناصب ص108

R_77 ......غیبت طوسی ص131

R_78 ......غیبت نعمانی، منتخب الاثر، عدلکستری جہاں وغیرہا

R_79 ......بحارالانوار جلد52 ص68

R_80 ......العسکری

R_81 ......الزام الناصب ص105 ......واقعہ علی بن سنان موصلی

R_82 ......اصول کافی جلد1 ص331

R_83 ......بحارالانوار جلد50 ص328

R_84 ......بحارالانوار جلد50 ص333

R_85 ......غیبت طوسی ص75

R_86 ......غیبت طوسی ص138

R_87 ......منتہی الآمال جلد دوم

R_88 ......منتہی الآمال جلد دوم

R_89 ......منتہی الآمال جلد دوم

www.khrooj.com

R_90 ...... بحارالانوار فارسی جلد 13 ص 450

R_91 ...... بحارالانوار فارسی جلد 13 ص 130

R_92 ......الزام الناصب ص 105

R_93 ......الزام الناصب ص 106

R_94 ......غیبت طوسی ص 178

R_95 ......الامام النقی 233

R_96 ...... بحارالانوار فارسی جلد 52 ص 68 ......جلد 50 ص 331

R_97 ......اکمال الدین جلد اول ص 302، اعلام الوریٰ ص 300، اثبات الہداۃ ص 463

بحارالانوار جلد 51 ص 109، منتخب الاثر ص 255، سی ڈی المہدیؑ از جناب گلپائیگانی

R_98 ......غیبت طوسی ص 56

R_99 ......غیبت طوسی ص 57

R_100 ......غیبت طوسی ص 133

R_101 ......غیبت طوسی ص 106

R_102 ......الزام الناصب ص 105

R_103 ......الزان الناصب ص 105

R_104 ...... بحارالانوار جلد 50 ص 332

R_105 ......منتخب الاثر ص 343

www.khrooj.com

R_106 ......العسکریؑ ص 62

R_107 ......العسکریؑ

R_108 ......بحارالانوار کمپانی جلد 13 ص 140، ص 93

R_109 ......بحارالانوار...... درمقصود ص 95

R_110 ......بحارالانوار جلد 52 ص 49

R_111 ......العسکریؑ

R_112 ......غیبت طوسی ص 151

R_113 ......خلاصۃ المشرقیہ جی لی سٹرینج در ضمن حلہ

R_114 ......درمقصود ص 95

R_115 ......درمقصود ص 92

R_116 ......غیبت طوسی ص 162

R_117 ......درمقصود ص 109

R_118 ......درمقصود ص 110

R_119 ......فرق الامم جلد 3 ص 48

R_120 ......درمقصود ص 95

R_121 ......غیبت طوسی ص 149

R_122 ......درمقصود ص 116

R_123 ......درمقصود ص 120

R_124 ......درمقصود ص 118

www.khrooj.com

R_125 ......فرقے اور مسالک

R_126 ......غیبت طوسی ص163

R_127 ......بحارالانوار فارسی جلد13 ص450

R_128 ......بحارالانوار جلد52 ص153، سی ڈی نور

R_129 ......بحارالانوار جلد6 ص243، سی ڈی نور

......☆......

اللھم صل علیٰ محمدؐ و آلِ محمدؐ و عجل فرجھم بقائمھم

www.khrooj.com